UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234662

UNIVERSAL
LIBRARY

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو خير مما يجمعون

الحمد لله على النعم عما سما على انطباع حجته وبرهانه الساطع الظاهر الباهر الفائق بين الباصل والحق

المسمى

مفاتيح الجنان

مع ترجمة

للشيخ الاجل المحقق الاكمل المحدث المدقق سيد المرسلين بضعة الرسول قرة عين البتول المتوكل على الله المعين الحسين بن السيد محمد تقي الموسوي الكشميري

طبع هذا الكتاب بمطبعة السيد محمد مصطفى الكاظمي الواعظ بالهند

۱۸۵۳ ه
۲

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك يا من بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياتك ويزكيهم ويطهرهم تطهيرا ونصلي على نبيك محمد الذي وجبت علينا اتباعه وجعلته لنا هاديا وسراجا منيرا وعلى اله وصحبه الملتزمين بهديه المستنيرين بسنته الذين جعلت كلا منهم شمسا لهدك وللدين نصيرا وعلى سائر امته سيما الائمة الاربعة الذين هم لقوام دينه كالعناصر الاربعة ولا ينكر غير المعاند كون كل واحد منهم له معوانا وظهيرا **اما بعد** فيقول العبد الاحقر طالب الحسنيين المبتغي مرضاة خالق الثقلين **السيد محمد نذير حسين** انه قد وصلت الي الرسالة الموسومة بتنوير الحق المنبوة في الظاهر الى جامع الحسنا المولوي محمد قطب الدين شرح الله صدره بنور اليقين المصنفة في الحقيقة لمحمد شاه الفنجابي الذي اقام عندي زهاء اربع سنين واستقدم مني ثم اعتزل عني كاعتزال واصل بن عطاء عن الامام الحسن البصري فاطلعت عليها وفزت الى ما فيها فوجدتها مشتملة على المفاسد والخطوط وتذكرت من مطالعة اسمها قول الشاعر مصرع برعكس نهند نام زنگي كافور اذ وجدت بعضها وهو الباب الاول مخالفا للمأثور عن المحققين من المحدثين والمؤرخين المعتبرين ومتضمنا للاحاديث الواهية الموضوعة التي نص على حرقة رواتها عن الحفاظ المحققين وبعضها وهو الباب الثاني مخالفا لما صرح به امامنا وسيدنا ابو حنيفة النعمان افاض الله عليه شأبيب العفو والغفران وصاحباه ومن تبعهم من جمهور الفقهاء والاصوليين من المتقدمين والمتاخرين وبعضها وهو اكثر الباب الثالث مخالفا لمسلك المحققين المنصفين فتصديت لتحرير جوابا تها اظهارا للحق لقوله تعالى لا يخافون لومة لائم ولقوله عليه السلام الساكت عن الحق شيطان اخرس فجاء بعون الله كتابا ينطق بالحق فلذا سميته باسم كاسمه مسمى الحق واعلم ان ما ادعيناه من كون تلك الرسالة في الحقيقة لمحمد شاه يقتضي تفصيلا وهو انه بعد ما اعتزل عني كان

ساعلما من عدة سنین فی جمعہا اوردہ فیہا من المزخرفات لو دما فی الرسالتین المتبرکتین ایضاح الحق وتنویر العینین
لقد انا المولوی اسمٰعیل الشہید لحاجۃ الحرمین فلما اختتم مجمعہ وتم ما یفید ما قصدہ اراد اظہارہ وافشائہ لکنہ
علم انی لست مشہورا وملتفتا الیہ للناس فکیف یظہر ثمرۃ کیدہ وانی یلتفت الی وجہ من وجوہ الناس فتجسس من
یتسبب الی نفسہ مجمعہ وہو من المشہورین ومع ذلک یکون ساذجا غیر واقف من کید الخائنین فوجدہ موافقا لمدعا
مجمع الحیاء والکرم المولوی قطب الدین صانہ اللہ تعالیٰ عن مکر الدخصام فی الدین فالتجا الیہ بہذا السوال نہارہ ولیلہ
وکان یذہب فی حضرتہ ضحاہ ومساہ ولما کان المولوی قطب الدین کذلک ما صرف مدۃ عمرہ فی تالیف الکتب المتضمنۃ
للمسائل السہلۃ المشہورۃ ولم تیسر لہ مطالعۃ کتاب کبیر دقیق من کتب الاصول ومباحثہ فروع العلماء الماہرین بالفقہ و
الحدیث من العدول حتی یطلع علی مباحث عضال معرکۃ آراء المحققین لیعصم نفسہ عن اغواء المغوین اغتر من کیدہ بعض
بقولہ فاستجاب دعوتہ واخذ ما جمعہ وکان فی العباۃ العربیۃ فترجمہ بالہندیۃ وسماہ بتنویر الحق ونسبہ الی نفسہ خلافا للواقع
الاحق ولنا الشہود علی ما اوردناہ فی ہذا التفصیل فمن ارتاب فلیحضر عندنا فلیطلب منا الشواہد والدلیل والذی لہ
طبع سلیم وعقل مستقیم سیطمئن قلبہ من مطالعۃ آخر تلک الرسالتان فی آخرہا اقرارا من محمد شاہ بما یصدق ہذہ المقالۃ
ولما کانت الرسالۃ فی العباۃ الہندیۃ ینبغی ان یکون جوابہا ایضا فی الہندیۃ فالمامول من ارباب الفضل والکمال
ان ینظروا الی ما قیل لا الی من قال فان المحققین یعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال والتوفیق من اللہ المنعام المتعال

بعد حمد ونعت کے بندۂ عاجز طالب الحسنات وارین محمد نذیر حسین عرض کرتا ہے بیچ خدمت علماء ماہرین شریعت غرا و مستبصرین ملت
بیضا کے کہ نشہ ۱۲ بارہ سے اسّی میں ایک رسالہ مسمّے بہ تنویر الحق نامزد بہ نسبت جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب سلمہ اللہ
تعالیٰ کے جہیکر جا بجا مشہور ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بہی گذرا تو معلوم ہوا کہ یہہ رسالہ حقیقت میں جمع کیا ہوا اور
ترتیب دیا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن نامبردہ نے بسبب غیر مشہور ہونے اپنے کے
آمد رفت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولوی صاحب سلمہ ربہ سے پیدا کیا اور شیوہ عجز وانکسار اور چاپلوسی وخوش آمد سے
عرض معروض کر کے جناب مولوی صاحب ممدوح کو اس پر آمادہ ومستعد کیا کہ آپ بذات خود اس رسالہ کو منسوب کر کے
بجمیع اردو زبان میں فرماویں اور معرفت اپنی جہیاویں کہ عوام الناس بنا بر شہرت فضیلت اور دیانت آپکی خواہش
رکھے لیویں اور دستور العمل اپنا ٹہراویں پس جناب مولوی صاحب نے بپاس حیا وکرم ومروت جبلی اپنی کے عرض
بیان محمد شاہ مقرون باجابت فرما کر اچانک اس میدان جان فرسا میں پا انداز ہوئے اور عادت مہجورہ قدیمہ
کو چہوڑ کر ذات شریف اپنی ہیئس بیس مباحث دقیقہ معرکہ آرائے اہل اصول میں ڈالی حالانکہ جناب ممدوح پہلے
ایام شباب تا بغایت حال فارس تجربہ وحذاقت اس میدان لق ودق کے نہیے صرف بمقتضائے
وقت ضرورت کے بنظر سرسری نامبردہ کے لکہنے پر کاربند ہو کر ترجمہ کر دیا اور کماحقہ قوت ماخذ اور صحت وضعف اوس

راجح اور مرجوح احادیث اور مسایل متنازع فیہا کہ حسین شیخ محمد شاہ نے قدم ڈالا مطلع ہنوئی کسی کہنے والے نے
خوب کہا ہے مصرعہ نہ این کار بازیچہ دسر سرے است + اسوسطی کہ جناب مولوی صاحب مغفری الیہ کو ہمیشہ ورد و ظائف اور
سرانجام امر ضروری روزمرہ اہل حاجات سی فرصت کھان ملتی ہے کہ بدلجمعی تمام مباحث عضال اور مسایل مشکلہ اصولیہ
مین نظر باریک فرماوین اور شیخ صاحب نے جس جس مقام مین بسبب خام طبعی اور نا تجربہ کاری کے اس رسالہ کی توجیہات
لغزش کہائی ہے نیز مولوی صاحب ممدوح سے اوپر اعتماد اوسکے کے لغزش واقع ہوئی سچ ہے دیکھنے اور سننے مین بڑا
فرق ہے ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ + اور کوئی نادان اس بیان سی نہ سمجھے کہ اسمین مذمت اور منقصت
جناب مولوی صاحب کے پائی جاتی ہے حاشا کہ یون نہین کیونکہ مباحث دقیقہ اصولیہ لوازمات اور ضروریات دین سے نہین کہ
جاننا ہر اہل صلاح و یقین پر واجب ہو و معہذا الکل فن رجال موقع و مزیب ہی ؎ ہر کسی را بہر کارے ساختند
اور پوشیدہ نہ رہے کہ شیخ صاحب نے ظاہر بزعم اپنے اس رسالہ مین تائید مذہب حنفی کی کی ہی مگر بباعث کجفہمی اور ناواقفیت
کی کہ ہنوز نوآموز ہے بیان وجوب تقلید مذہب معین مین خلاف مسلک رائی امام صاحب اور صاحبین رح وغیرہم کے
چلا خصوصاً در پے رد کرنے رسالہ الفلاح الحق وغیرہ کہ جو منجملہ مصنفات مبارکات جناب فیضمآب قامع شرک و بدعت مجاہد فی سبیل اللہ
مولانا و بالفضل اولنا محمد اسمٰعیل شہید عمرے رحمہ سی ہی بہمہ تن متوجہ ہوا چنانچہ ناظرین واقفین رسالہ مذکورہ پر خوب
روشن اور ہویدا ہے ؎ بہر رنگی کہ می آید شناسم + مقام افسوس کا ہے کہ مشار الیہ ہماری پاس کئی برس رہکر شب و روز
مستفید ہوتا رہا لیکن مذاق تحقیق علماء حقانی ربانی سی بے بہرہ رہا ؎ تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
نبا برا سکے اس عاجز نے واسطے اظہار حق اور خیر خواہی عوام مومنین کے کہ افراط و تفریط مین نہ پڑین در باب
اعتقاد رکھنے حقیت تقلید مذہب ائمہ اربعہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
والد ماجد جناب مولانا شاہ عبدالعزیز اور موافق تقریر دلپذیر مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمہ والرضوان اور حسبطرح سے
کتب اصولیہ حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ وغیرہ مین دلیل شرعی کی ساتھہ معمول بہ نزدیک علماء محققین مصنفین کے
چلا آتا ہے بے کم و کاست لکھدیا اور اپنے رائے کو اسمین دخل نہدیا اور نام اس رسالہ کا معیار الحق رکھا خداوند کریم اپنے
فضل و کرم سے افراط و تفریط اور تعصب مذہب سے محفوظ رکھکر توفیق جوابدہی باصواب کی عطا فرماوے رب زدنی
علماً آمین رب العلمین ثم آمین اب دانشمندان شرع شریف سی کہ حکمت و حقیقت کتاب و سنت اور تعامل آثار صحابہ اخیار اور
آداب و روش تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین نامدار و محدثین کبار و طریقہ علماء ثقات متاخرین مصنفین رضی اللہ
عنہم سے بخوبی واقف ہین التماس کرتا ہے کہ رسالہ معیار الحق کو بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین اور حسین بحسین نہ لاوین کہ الحق
کلام متین سید المرسلین ہے پس اگر تائید حق مین تحلی و مجلی پاوین تو بلا خوف لومۃ لائم اظہار حق مین اغماض نکرین
بلکہ صاف دل سے حق گوئی کا سہرا حسی اذا کرین ھذا کتاب ینطق بالحق وماذا بعد الحق الا الضلال ولکن اکثرکم للحق کارھون

اور جو کہیں اسمین خطا واقع ہوئی ہو تو بمقتضاے واعفوا واصفحوا اصلاح دیدین اور جو اصلاح ندی سکین تو خاموش رہین **قال المولف** باطل بیچ فضایل امام اعظم رح کے **اقول** ہرچند کہ فضائل سے امام صاحب کی ہمکو عین عزت اور فخر ہے اسلئے کہ وے ہمارے پیشوا ہین اور ہم اونکی امر حق مین پیرو ہین لاکن اون فضایل سے جو فی الواقع بھی ہون اور ساتھہ سناد صحیح کے ثابت ہون نہین تو ہوئی تعریف شعبہ فضر کا ہی کیونکہ وہ لوگ اسی مرض سی ہلاک ہوگئی ہین اور افراط سی بڑائی گئی ہین اسلئی ہمپر ضرور ہوا کہ اس بات کی بھی تحقیق لکھین کیونکہ کچھ کچھ باتین کہ جو بایہ تحقیق سی نزدیک علماء محققین ثقات کی دور ہین بہرحال ہین اور سہین امام صاحب کے تابعی ہونیکا دعوے کیا ہے اور دو اسلی اثبات اس دعوے کے احادیث موضوعہ اور معلقہ اور قصی واہیات وارد کی گئی ہین اور سہین کچھہ امام صاحب کی کسر شان اور مذمت نہین ہی اسلئی کہ اونکی فضیلت تابعی ہونی پر موقوف نہین اونکا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار رہونا کافی ہے اونکی فضایل مین آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم زینت بخش مراتب اونکی کی ہی اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونیکی قایل نہین چنانچہ آگی بیان اسکا ایگا **قال** اور اعلام الاخیار وغیرہ مین لکہا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سی تین حدیثین سنی کہین اول حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم حدیث دوم ان اللہ یحب اعانۃ اللہفان تیسری حدیث لو وثق العبد باللہ تعالی ثقۃ الطیر لرزقہ کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا کما فی الطحطاوی دوسرے عبداللہ بن اوفی بن علقمہ کہ کوفی ہین سن چھیاسی یا ستاسی مین سب اصحاب کی بعد رحلت فرمائی اوسوقت امام چھیاسات برس کے تھے اور امام نے اونسی یہہ حدیث نقل کی ہے من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ کذا فی الطحطاوی مختصر مین ابن حجر نے لکہا ہے کہ پانچ برس کی عمر سماع حدیث مین معتبر ہے چنانچہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رح نے محمود بن ربیع کے روایت پانچ برس کی عمر مین قبول کی ہے تیسرے سہل بن سعد ساعدی کہ مدینہ مین سن اٹہاسی یا اکانوین مین بعد سب اصحاب کے اہل جنت ہوئے اوسوقت امام صاحب گیارہ برس کے تھے لاکن اونسے کچھہ روایت نہین کی چوتھی ابو طفیل عامر بن واثلہ مکہ مین بعد سن ایکسو کے سارے جہان کے اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اور پہلا حج امام نے سولہ برس کے عمر مین سنہ ۹۰ ہجرے مین کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام نے بیشک ابو طفیل سے ملاقات کی ہوگی کیونکہ وہی ان مین ایک صحابی باقی رہے تھے اور لوگ تلاش کر کے اصحاب کو ملاقات کرتے تھے **اقول** واللہ الموفق ومنہ الوصول الی التحقیق یہہ چار دن صحابی امام کے زمانہ مین موجود تھے لاکن ملاقات امام صاحب کے اونمین سے کسی سے بروایت کہ نے اون سے نزدیک اکثر ائمہ نقل کے ثابت نہین ہوتے چنانچہ شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار رح کے تحقیق سے فن حدیث واخبار مین علماء سب واقف ہین تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین وکان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک بالبصرۃ وعبد اللہ بن

ابی اوفی بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو طفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منھم
عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولم یثبت ذلک عند اھل النقل ا

ترجمہ بطریق اختصار کے یہ چاروں صحابی امام کے زمانہ میں موجود تھے لاکن ملاقات امام کی ان میں سے ایک سے بھی ثابت نہیں
ائمہ نقل کے انتہے اور اسی انداز پر آیندہ بھی بعض عبارتوں کا ترجمہ مختصر کیا جاویگا احقر ملا علی قاری نے بھی شرح شرح نخبۃ الفکر کے لکھا ہے
علامہ سخاوی صاحب مقاصد الحسنۃ سے کہ قول معتمد اور صحیح یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کو کسی صحابی سے روایت کرنی ثابت نہیں اور ایسا ہی ذکر
کیا علامہ محمد اکرم حنفی نے بھی حاشیہ نخبۃ الفکر کے علامہ سخاوی سے نقل علی القاری رح فی شرحہ شرح النخبۃ عن السخاوی ان المعتمد انہ لا
روایۃ للامام عن احد من الصحابۃ لصغرہ فی زمن ادراکہ ایاھم انتھے کلامہ وذکر محمد اکرم الحنفی فی معان النظر
توضیح نخبۃ الفکر فی ذکر قلۃ الوسائط فی الروایۃ منھا الثلاثیات للبخاری والثنائیات فی موطا امام مالک
والوسطان فی حدیث الامام ابی حنیفۃ رح قال العلامۃ السخاوی لکن الاشیر بسند غیر مقبول اذ المعتمد انہ لا روایۃ للامام
ابی حنیفۃ عن احد من الصحابۃ رض انتھی کلامہ اور قاضی علامہ شمس الدین ابن خلکان نے بھی ایسا ہی افادہ فرمایا ہے چنانچہ وفیات
الاعیان میں فرماتے ہیں وادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین وھم انس بن مالک بالبصرۃ
وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو طفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منھم ولم
اخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ ولم یثبت ذلک عند اھل النقل انتھی اقول قولہ ادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ معناہ
ادرک زمانھم کما صرح بہ الشیخ ابن طاھر رح الا فلا معنی لما قال بعد ولم یلق واحدا منھم وھذا لا یخفی علی من لہ ادنی لب
اور امام نووی شارح صحیح مسلم تہذیب الاسماء میں فرماتے ہیں قال الشیخ ابو اسحق فی الطبقات ھو النعمان بن ثابت بن زوطی ابن
ماہ مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ ولد سنۃ ثمانین من الھجرۃ وتوفی ببغداد سنۃ خمسین ومائۃ وھو ابن سبعین سنۃ اخذ
الفقہ من حماد بن ابی سلیمان وکان فی زمانہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وسھل بن سعد وابو الطفیل
ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عن احد منھم انتھی اور شیخ ابن طاہر مجمع البحار میں فرماتے ہیں وابو حنیفۃ النعمان بن ثابت
ابن زوطا بن ماہ الامام الکوفی مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ وھو من رھط حمزۃ الزیات وکان خزازا یبیع الخز وکان جدہ من
اھل کابل وبابل مملوکا لبعض تیم فاعتقہ وقال اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ نحن من ابناء فارس من الاحرار ما وقع
علینا رق ولد جدی سنۃ ثمانین وذھب بہ الی علی وھو صغیر فدعا لہ بالبرکۃ فیہ وفی ذریتہ وتفقہ ببغداد سنۃ خمسین
ومائۃ علی الاصح وکان فی ایامہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وسھل بن سعد وابو الطفیل
ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنھم ولا یثبت ذلک عند اھل النقل
انتھی اقول نقل الشیخ مقولۃ اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ تعریض علیہ وتنبیہ علی کذبہ بناء علی التحقیق فانہ مقولۃ متقدمین
علی حریۃ اصل والحق الرق کما صرح بہ الشیخ انفا والحافظ ابن حجر فی التقریب والامام النواوی فی التھذیب والعلامۃ کارھون

خلکان فی تراجم الاعیان وغیرهم ومشتملة علی ان الامام ابا حنیفة جد اسمٰعیل ذهب به الی علی رضی الله تعالٰی عنه فدعا له بالبرکة
اور یہ بات تحقیق عند ہؤلاء الاربعة وغیرهم من کافة المسلمین بل هو لم یقل به احد من الجهلاء فاظنك بالعلماء لان علیا رض
مات قبل ولادة الامام باربعین سنة کما صرح به العسقلانی فی التقریب وغیره فافهم لا یتوهم ان مراد اسمٰعیل
من الجد الذی ذهب به الی علی یحتمل ان یکون جدا علی لان اسمٰعیل یعنی بالجد الجد الذی مات ببغداد سنة خمسین
ومائة کما یدل علیه کلامه وهو لیس الا ابا حنیفة ۱۲ اور اس مقام مزلة الاقدام میں حافظ دراز نگاہی ہی پہلے اور رہ
تحقیق سے بچلے چنانچہ اول ترجمہ فارسی پارہ اول صحیح بخاری میں بیچ بیان مناقب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھتے ہیں کہ اسمٰعیل پسر حماد
گفت کہ جد من امام ابو حنیفہ رح در سال ہشتاد متولد شد واو را پدر او ثابت بخدمت علی شاہ ولایت بردہ بود ودر ان حال او خورد سال بود
پس حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ در ہمان حال بدرگاہ ایزد متعال دعا بر نمیوال کرد کہ حق تعالٰی بلطف ورحمت بسیار خیر وبرکت بدہد
در وے واولاد وے بادر نماید انتہے بحر زخ عجب یہہ لوگ ساتہ حُبُّكَ الشَّیْءِ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ کے موصوف اور ممتاز ہیں کہ ایسی بیخبری
اپنے کہ موجب شرم وحیا کی ہے خبر نہیں رکھتے کیونکہ سال وفات علی مرتضی کجا اور سال پیدائش امام صاحب کجا ۵ آہا کہ چشم بر گل
تحقیق واکنند + از ہر چہ فہم رنگ نگیر وحیا کنند + در بیچئے کہ غیر خموشی علاج نیست + پر بر زہ ہست تکیہ بچون وچرا کنند + اور حافظ
الحدیث ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفة الامام یقال اصله من فارس
ویقال مولی بنی تیم فقیه مشهور من السادسة انتہے اقول حافظ ابن حجر نے امام کو چھٹے طبقے میں شمار کیا ہے اور چھٹا طبقہ
اُن لوگوں کا ہے جنکو کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی چنانچہ خود ابن حجر مقدمۃ الکتاب میں فرماتے ہیں السادسة طبقة عاصروا
الخامسة لکن لم یثبت لهم لقاء احد من الصحابة کابن جریج انتہے تو دیکھو کہ علماء محققین معتبرین کے کلام سے ظاہر ہوا کہ لقاء
امام کا اون چاروں میں سے کسی صحابی سے ثابت نہیں موانع کو اسیقدر سند منع کی کافی ہے اور مدعی کو اثبات دعوی کا سانہ دلیل
قوی کے لازم ہے حالانکہ جناب مؤلف نے دعوے لقاء ان چاروں صحابہ کو کسی دلیل اور بینہ سے ثابت نہیں کیا یعنی کوئی قول
نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہیں کیا سو نہ نقل کرنا جناب مولف کا قول کسی امام کا ائمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل
بن سعد اور ابو طفیل سے تو ظاہر ہی ہے لاکن ملاقات انس اور عبد اللہ کی جسپر قول طحطاوی کا نقل کیا ہے وہ بہی حقیقت میں مجرد ازشاہد
وبینہ ہے اسلئے کہ طحطاوی اور مثل اوسکی ائمہ نقل سے نہیں ہیں اور قول اونکا ایسے دعاوی کو مثبت نہیں ہوسکتا جبتک کہ ائمہ
نقل سے روایت متصل نہو کیونکہ فقہا مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف میں کیا کچھ نہیں لکہہ گئے چنانچہ صاحب الدر نے درمختار میں امام
اعظم رح کی مدح میں کیا کچھ لکہدیا ہے اور کہا ہے کہ عیسے علیہ الصلوۃ والسلام بہی آخر زمانہ میں امام ہی کے مذہب پر عمل کرینگے حیث
قال الی ان یحکم بمذهبه عیسٰی علیه الصلوٰة والسلام انتہے اور اگرچہ اس قول کی حلبی نے تاویل کردی ہے لاکن وہ تاویل
توجیه القول بما لا یرضٰی به قائله ہے اسی واسطے طحطاوی نے بعد نقل کرنے تاویل حلبی کے کہا ہے والذی ینبغی للطائفة الحنفیة
ان لا یتکلموا بهذه الالفاظ الموهمة فانها موجبة للتکلم فیهم بل ان بعض الحمقی یسبون الامام وینفرون عنه لاجتهادا فالاولی

بجنبہ انہی اور بعضے حنفیون نے یہہ کہا ہے کہ امام صاحب خضر علیہ السلام کے اوستاد تھی خضر نے اون سے تیس برس علم حاصل کیا تہا پانچ برس حین حیات مین اور پچیس برس قبر پر سے چنانچہ طحطاوی نے نقل کیا ہی اعلم ان اللہ تعالٰی قد خص ابا حنیفۃ بالشریعۃ والکرامۃ ومن کراماتہ ان الخضر علیہ السلام کان یجئ الیہ کل یوم وقت الصبح ویتعلم منہ احکام الشریعۃ الی خمس سنین فلما توفی ابو حنیفۃ ناجی الخضر ربہ الٰہی انکان لی عندک منزلۃ فاذن لابی حنیفۃ حتی یعلمنی من القبر علی حسب عادتہ حتی اعلم شرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الکمال لتحصل لی الطریقۃ والحقیقۃ فنودی ان اذہب الی قبرہ وتعلم منہ ما شئت فجاء الخضر علیہ السلام وتعلم منہ ما شاء کذلک الی خمس وعشرین سنۃ حتی تم الدلائل والاقاویل انتہے ما نقلہ الطحطاوے اور اس سی بڑہ کر ہے قصہ قشیری کا جسمین خوب تفصیل سی خضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہے چنانچہ وہ بہی طحطاوی مین منقول ہے اور سوائے اسکے بہت ایسی باتین فقہا و مقلدین ماوین سے اپنے ائمہ کی تعریف مین صادر ہو چکے ہین تو اگر مجرد قول مادحین کا کالوحی من السماء ہوتا اور ایسے امور مہم مین حاجت دلیل اور روایت کی ائمہ نقل سے نہوتی تو پہر قصہ قشیری اور قصہ خضر وامثالہا کو علما حنفیہ نے کیون رد کر دیا ہے دیکہو طحطاوے مین اون قصون پر کیا کچہہ لے دے ہوئے ہے تو خوب ثابت ہوا کہ طحطاوے کا من سلک قول امام صاحب کو نابعی نہین کر سکتا جب تک ائمہ نقل سے ثبوت نہ پہونچے اور اسکا حال تم دیکہہ ہی چکی ہو اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ بے شک امام کی ملاقات اون صحابہ سی بنقل ائمہ نقل تو ثابت نہین لاکن ہم عصر تو تہی اور روایت کرنا امام کا انس اور عبداللہ بن ابی اوفے سے طحطاوے وغیرہ نے بہی نقل کیا ہے سو یہہ امر دلیل اثبات دعوے لقائے انس اور عبداللہ کی کافی ہے بنا بر مذہب امام مسلم صاحب صحیح کی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ روایت کرنا امام کا انس اور عبداللہ سے طحطاوے وغیرہ نے بسند متصل الی الامام امام سے روایت نہین کیا اور علم حدیث وسیر مین ملاحظہ حال راویونکا درجہ درجہ آخر تک پر ضرور ہی عبداللہ بن مبارک کہتی ہین بیان کرنا اسناد کا منجملہ دین سی ہے کیون کہ جو اعتبار اسناد کا نہوتا ہر کوئی جو چاہتا کہدیتا تو جہوٹ اور سچ مین امتیاز نہوتا عبداللہ بن المبارک یقول الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء کذا فی مقدمۃ صحیح المسلم وغیرہ اور روایت معلق بلا سند سی لئی حجت نہین ہوتی نزدیک جمہور علما کے کما فی نخبۃ الفکر وشرحہ وغیرہا تو بنا بر مذہب مسلم کی بہی لقا ثابت نہوا علاوہ یہہ ہے کہ جو تین حدیثین مروی امام کین انس سی مولف نی طحطاوے سے نقل کین ہین وہ تینون موضوع ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت سارے علما و نقاد نے موضوع کہا ہے پس کسطرح ہم عصر سے روایت کرنا ضم کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس سی ثابت کہو گے اب موضوع ہونا اون احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم روی عن انس بطرق کلها معلولۃ واهیۃ وقال احمد لا یثبت فی هذا الباب شئ وکذا قال ابن راهویه وابو علی النیشابوری والحاکم انتہے مختصراً ترجمہ یہہ حدیث مروی ہی انس سے کئے طریقون سی جو سبکے سب واہیات ہین اور امام احمد نی فرمایا ہی کہ اس مضمون کے کوئی ہی حدیث ثابت نہین اور ایسا ہی کہا ہے ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نی اقول ایسا ہی کہا ہے نورالدین علی نی مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ مین اور کہا ابن حبان نے کہ یہ حدیث باطل ہے اسکی کچھ اصل نہین اور ایسا ہی کہا ابن الجوزی اپنی موضوعات مین کذا فی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للشیخ محمد بن الشوکانی اور سید محمد امین المشہور بابن العابدین نی ردالمحتار حاشیۃ الدر المختار مین کہا ہے وجاء من طرق اخر روی عنہ احادیث ثلثۃ لکن قال ائمۃ المحدثین مدارها علی من اتهمته الائمۃ بوضع الاحادیث انتہی ترجمہ روایت کرنا امام کا ان تینون حدیثون کو انس سی منقول تو ہے لاکن مدار اونکا بقول ائمہ محدثین کی اون راویون پر ہے جو کہ متہم ہین ساتھ وضع کرنے احادیث کے

وما قال محمد امین بعدہ قال بعض الفضلاء وقد اطال العلامۃ طاش کبری فی شرح النقول الصحیحۃ فی اثبات سماعہ منہ والمثبت مقدم علی النافی فعجیب من شاء ان لم یحمل علی انہ نقله لا علی وجہ التعویل علیہ کیف وان المثبت انما یکون مقدما علی النافی اذا کان النافی نافیا بالاصل واما اذا کان مما یعرف بالدلیل فلا صلوح المعارضۃ للمثبت فی المسلم والمختار انکان النفی بالاصل فیقدم الاثبات تقدیم الجرح علی التعدیل کحریۃ زوج بریرۃ حین اعتقت الا زوجیتہ کانت معلومۃ فالاصحاب بها بالاصل انکان مما یعرف بدلیلہ تعارضا وطلب الترجیح کالاحرام فی تزویج میمونۃ نفی المحل اللاحق انتہی وهکذا فی سائر کتب الاصول فاقول متفرعا علی هذا الاصل ان نفی سماع الامام عن انس لیس کحریۃ زوج بریرۃ لان عبدیتہ کانت ثابتۃ مستمرۃ من حین النکاح الی ان الاعتاق ولیس کذلک سماع الامام عن انس بان یکون ثابتا مستمرا من یوم ولادۃ الی وفات انس ولم یقل بهذا احد من الجهلاء فکیف العلماء بل هو کالاحرام فی تزویج میمونۃ فکما ان الاحرام نفی المحل اللاحق کذلک نفی سماعہ نفی لسماع اللاحق الحادث فیصلح لمعارضۃ المثبت ثم الترجیح عندنا فیما نحن فیہ للنافی لان مدار السماع عن انس علی الاحادیث المعلقۃ الموضوعۃ کمار جح الاحرام فی تزویج میمونۃ بان رواتہ کلهم ائمۃ فقهاء کما قال الطحاوی کذا فی المسلم فافهم وتشکر

تنبیہ اور تہذیب الاسماء مین امام نووی خلاصہ اور یافعی شافعی نے اپنی تاریخ مین لکہا ہی کہ جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس اور عائشہ بنت عجرد اور واثلۃ بن الاسقع اور عبداللہ بن حرز یہ سب امام کی وقت مین تہی اور روایت بهی کی ہی اور الحطاب کی مین مندرج ہے کہ امام نی جو وہ برس کی عمر مین عبداللہ بن انیس سے کوفی مین ۱۲ جو انوین مین یہ حدیث سینے حبک الشئ یعمی ویصم اور عائشہ بنت عجرد سے یہ حدیث روایت کی ہی اکثر جندالله فی الارض الجراد لا اکله ولا احرمه اور واثلۃ بن الاسقع سے دو حدیثین نقل کین ایک تو یہ دع ما یریبک الی ما لا یریبک اور دوسری حدیث یہ ہے لا تظهر شماتۃ لاخیک فیعافیه الله ویبتلیک اور عبداللہ بن حارث بن جزء سی کعبہ کے پاس سن چہیانوے مین کہ امام صاحب اپنی باپ کے ساتھ حج کو گئی تہی یہہ حدیث سنی اعانۃ المسلم

فریضۃ علی کل مسلم اور مسند خوارزمی مین ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہی من تفقہ فی دین اللہ کفاہ ھمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب اور جابر سے یہ حدیث نقل کی ہی کہ ایک انصار نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھا کہ میری ہان کبھی بیٹا نہین ہوا آپنے فرمایا فاین کنت من کثرۃ الاستغفار وکثرۃ الصدقۃ یرزقھا الولد پس اوسنی بہت استغفار پڑہنا اور بہت صدقہ دینا شروع کیا تب اوسکی نو بیٹے ہوئے اقول عاذا باللہ من الکاذبین ہرچند کہ بعد منع کرنے ملاقات در روایات امام کے اون چار ن صحابہ سے کی ہمعصر ہے امام سی مسلم کی اور بعد ایراد سند منع کے کلام سی ابن طاہر اور ابن خلکان اور نواوی اور ابن حجر کی حاجت رد کرنے کی اس قول کو تو نہ تھی لیکن چونکہ مؤلف سی اس قول مین غلطے فاحش واقع ہوئی بسبب عدم امتیاز کے درمیان نقل صحیح اور نقل غلط واہی کی افسوس کہ جناب مترجم بنا بر اعتماد اور تقلید شیخ محمد شاہ نو امور کے ایسی غلطی مین پڑے اسلئے اسکی بھی تحقیق لیجاتی ہے تو سنو یہ بات کہ امام کیوقت مین جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس وغیرہما موجود تہی اور امام نی اونسی روایت بھی کی ہی امام نواوی کیطرف اسکو نسبت کرنی جیسا کہ مؤلف نی دعوی کیا ہی کذب صریح اور بہتان قبیح ہی نعوذ باللہ منہ اسلئے کہ امام نواوی نی تہذیب الاسماء مین ہرگز نہین کہا کہ یہ لوگ امام کیوقت مین موجود تہی جس کیمکو شک ہو وہ تہذیب الاسماء کو ملاحظہ کرلے بلکہ امام نواوی کی کلام سی جو عنقریب منقول ہوگا صاف معلوم ہوتا ہی کہ جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس امام سی پہلے کئی برس انتقال کرچکے تہے اور جبکہ جناب مؤلف نی بسبب جہالت کے طرفہ امام نواوی کے غلطے صریح کہا ہے تو اسی قیاس پر امام یافعے کیطرف نسبت کرنا اوس قول کا بھی محض غلط ہی حاشا کہ امام یافعے نی کہا ہو کہ یہ لوگ امام کے زمانہ مین تہی اور امام کو اونسی لقا ہوئی اور روایت کی ہی اونسی اب عبارت مرآت الجنان تاریخ امام یافعے کی نقل کیجاتی ہی کہ جھوٹ سچ معلوم ہوجاوے قال الیافعی فی تاریخ مرآت الجنان فی حوادث سنۃ خمسین ومائۃ وفیھا توفی فقیہ العراق الامام ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبۃ ومولدہ سنۃ ثمانین رای انسا ورای عن عطاء بن ابی رباح وطبقتہ وکان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ ھم انس بن مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل ابن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ قال بعض اصحاب التاریخ ولم یر احدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ ورای عنھم ولم یثبت ذلک عند اھل النقل انتھی کلام الیافعی مختصرا تو صاف معلوم ہوا اس تاریخ سے کہ ذکر جابر بن عبداللہ وعبداللہ بن انیس کا اور بربیان لقاء امام صاحب اسمین مذکور نہین تو بجز افترا پردازی کی کچھ اور متصور نہین ہوتا روایت قرطاسی پر عمل و اعتماد کرنا موجب ندامت کا ہوتا ہے اور اگر بالفرض والتقدیر امام یافعے نے یہ قول کہا بھی ہو تو یہ قول اونکا نامقبول اور مخالف عقل اور نقل کے ہوگا اسلئے کہ لقاء بعض صحابہ کا اون پانچ مین سی امام سی محال ہے عقلاً اور بعض سے عادۃً تو ہر کسطرح سے قول اونکا سنا جائیگا کیا امام یافعے اگر بالفرض یہ کہہ گئے ہون کہ امام کو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہی تو قول اونکا مقبول ہوگا حاشا وکلا۔ اب بتفصیل محال ہونے ملاقات کی سنو کہ جابر بن عبداللہ سنہ ۷۳ اناسی مین ایکسال ولادت امام کے پہلے انتقال کرچکے تہی کہ امام سنہ اسی مین پیدا ہوئے چنانچہ محقق ابن العابدین شامی ردالمحتار مین فرماتی ہین واعترض باندعات قبل ولادۃ الامام بسنۃ انتھے اور ابن شاہین فرماتی ہین ھذا وھم صریح فان جابر بن عبداللہ باتفاق الروایات مات فی بضع وسبعین ولم یعش الی ثمانین وھی التی ولد فیھا الامام ابوحنیفۃ رضی اللہ

تفرد عنه فکیف یتصور وایته عنه انتھے قولہ علی ما نقلہ الطحطاوی اور بنا بر تصریح امام نووی کی جابر بن عبداللہ تو لد امام کے سے کئی سال پہلے انتقال کر چکے تھی چنانچہ تہذیب الاسماء مین فرماتی ہین توفی جابر بن عبد اللہ بالمدینۃ سنۃ ثلاث وسبعین وقیل ثمان وسبعین وقیل ثمان وستین وھو ابن اربع وستین سنۃ رضی اللہ عنہ وکان ذھب بصرہ آخر عمرہ انتھے اور وہ حدیث جو مؤلف نے اخیر مین اس قول کے نقل کرکے کہا ہی کہ یہہ حدیث امام نی جابر سے نقل کی ہی وہ موضوع ہے چنانچہ محقق شامی حنفی رد المحتار مین فرماتی ہین ومن ثم قالوا فی الحدیث المروی عن ابی حنیفۃ عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ عند انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر من لم یوذق ولدا بکذۃ الاستغفار والصدقۃ ففعل فولد لہ تسعۃ ذکورا انہ حدیث موضوع ابن حجر انتھے اور اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ ایک روایت سی معلوم ہوتا ہے کہ امام ستہ ستر مین پیدا ہوئے تھے تو ملاقات جابر کے ممکن ہوئی تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلک تحقیق اوقول حق اختیار کرے تو اس ستر ستہ کی روایت کو مردود سمجھے کیونکہ جمہور کے نزدیک یہی حق ہی کہ امام ستہ اسی مین پیدا ہوی ہین اور جناب مؤلف نی بھی کہا ہی کہ امام ابو یوسف سی روایت ہی کہ امام سن اسی مین پیدا ہوئی انتہی تو قول اسی کا بر حق ہے قول ستر کا محض باطل اور اگر تحقیق سی کچھ علاقہ نہو تو خصم کو بھی گنجایش ہے کہ وہ روایت منقول امام نووی کی جس سے وفات حماد کے سنہ ۱۲۰ مین معلوم ہوتی ہی اختیار کرے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ حدیث تو بیچ مسند امام کے موجود ہے پھر کیونکر کہا جاوے کہ یہ موضوع ہی تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث موضوع کو امام نے بذات خود مسند نہین کیا کیونکہ یہ تمام مسند ابو حنیفہ کی بذات خود جمع کئے ہوئی نہین ہے بلکہ سنہ چھ سو چوہتر تک امام کے مسانید کو کئی شخصون نی علحدہ علحدہ جمع کر رکھا تھا اور اوس سال مین خوارزمی نی سبکو جمع کر دیا اور ایک مسند ابو حنیفہ کی شہرہ ہوئی جیسا کہ کہا بستان المحدثین مین بر ہر عاقل پوشیدہ نمیماند کہ مرویات شخصے از ہر رطب و یابس مجموع و مخلوط میباشد تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را متمیز نکند و بار ہا نظر امعان و تعمق مطالعہ ننماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود و تفصیل این اجمال آنکہ مسند حضرت امام اعظم رح کہ بفضل مشہور ست تالیف قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی ست کہ سنہ شصد و ہفتاد و چہار آنرا بایجا ساختہ مسانید امام اعظم رح را کہ علماء سابق بر داشتہ بودند درین جمع کردہ نعم خود ہیچ چیز را از مرویات امام اعظم رح ترک نکردہ پس این مسند را النسبت بحضرت امام اعظم رح کردن ازان باب ست کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد رح النسبت بحضرت ابو بکر صدیق رضہ نامیم و از تصانیف ایشان انکاریم و آن از مغلطہ بین غیبت خلاصۂ تقریر مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی بستان المحدثین سے نقل کی گئی تو کیا جانی یہہ غلطی اور درج کرنا حدیث موضوع کا اوسمین کس جامع سے واقع ہوا فقط اور عبد اللہ بن انیس قبل تولد امام کے چھبیس ۲۶ برس سن چون ۵۴ مین انتقال کر چکے تھی کہ پیدائش امام کی چھبیس ۲۶ برس کے بعد سنہ اسی مین ہوئی تھی اور بنا بر بعضے روایات کی سنہ ۷۰ چوہتر مین انتقال کئی ہین تو اسصورت مین تولد امام کا چالیس برس پیچھے ہوا چنانچہ حافظ الحدیث عسقلانی تقریب مین فرماتی ہین عبد اللہ بن انیس الجہنی ابو یحیی الحلیف الانصاری شھد العقبۃ واحدا ومات بالشام فی خلافۃ معاویۃ سنۃ اربع وخمسین وقیل سنۃ ثمانین انتھے اور امام نووی تہذیب مین فرماتی ہین قال ابن عبد البر توفی سنۃ اربع وسبعین وقیل توفی سنۃ اربع وخمسین انتھے تو جو سنی روایت وفات

مین اس عبداللہ کے اختیار کروگے اوسی سے تقدیم وفات اوسکی کی امام کی تولد پر ثابت ہوگی تو ہر کسطرح کہہ سکوگی کہ امام نی قبل تولد کے ملاقات
عبداللہ ابن انیس کے حاصل کی ہی اور ایک حدیث یہی سہی اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ عبداللہ بن انیس جو قبل تولد امام کی وفات پاچکے ہین
عبداللہ جہنی تہی تو ہوسکتا ہی کہ امام کی ملاقاتی کوئی اور عبداللہ ہون تو جواب اسکا یہ ہے جنہون نے دعوی امام کی ملاقات کا عبداللہ ابن انیس سے
کیا ہی تو مراد انکی وہی عبداللہ ہین جو کوفی مین گئی تہی نہ کوئی اور عبداللہ چنانچہ مولف کی کلام مین یہی گذرا ہی کہ طحطاوی مین مندرج ہے
کہ امام نے چودہ برسکی عمر مین عبداللہ بن انیس سے کوفی مین سنہ ۴۱ چوراونوین کی بعد حدیث سنی الخ اور ردالمحتار وغیرہ مین بہی ایسا ہی منقول ہے
اور حال یہہ ہی کہ وہ عبداللہ کوفی والی نہین ہین مگر جہنی کیونکہ سوا اونکی اور کوئی عبداللہ بن انیس کوفی مین نہین گیے چنانچہ محقق ابن العابدین
ردالمحتار مین فرماتی ہین واجیب بان ھذا الاسم لخمسۃ من الصحابۃ فلعل المراد غیر الجہنی وردبان غیرہ لم یدخل الکوفۃ انتہے اور اوس
حدیث کو جسکو مولف نی طحطاوی سے نقل کرکے کہا ہی کہ امام نی چودہ برسکی عمر مین کوفے مین سنہ ۴۱ چوراونوین مین عبداللہ سی یہہ حدیث سنی یہی نظر سے
کہ عبداللہ تو سنہ ۷۳ چون مین انتقال کرچکے تہی پہر سنہ ۴۱ چوراونوین مین اونسی کسطرح ملاقات ہوئی اور اس نظر سے کہ جس سند سے وہ حدیث امام
سے نقل کیگئی اوسمین دو راوی مجہول الحال ہین محققین نے رد کردیا ہی چنانچہ محقق ابن العابدین ردالمحتار مین فرماتی ہین واخرج بعضہم بسندہ
الی الامام انہ قال ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبداللہ ابن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکوفۃ سنۃ اربع وتسعین
وسمعت منہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث للشیعۃ ویہم واعترض بان فی سندہ مجہولین وبان ابن انیس مات سنۃ
اربع وخمسین انتہے تو دیکہو جابر بن عبداللہ عبداللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کی وفات پاچکے تہے اور قطع نظر محققین
کلام سی امام نوادی ہی کی قول سی تقدیم وفات اون دونون کی تولد امام پر ثابت ہی ہے تو نفس سی کہو کہ اون مرتے سے ملاقات کا دعوی
کرنا کیا مخالف عقل اور نقل کے ہے اور نسبت اسکی طرف امام نووی کی کیسا بہتان عظیم ہی اور شیخ مولف کیسا شیر بہادر ہی کہ ایسا عقل اور نقل
دونون سی لڑتا ہے اور جناب مترجم صحابی دہو کہا کہا یا اوسکی اعتماد پر اور عایشہ بنت عجرد کے ملاقات اگر بالفرض ثابت بہی ہو تو
اوسکی ملاقات سی امام تابعی نہین ہوسکتے اسلئے کہ عایشہ بنت عجرد صحابیہ تہی جیسکہ شیخ الاسلام حافظ الحدیث اسماء الرجال
محمد بن احمد ابو عبداللہ ذہبی ترکمانی کی کلام سی جسکی جلالت شان اور علوم مکان سی سب علماء ادنی اور اعلی واقف ہین اور شیخ الاسلام
حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی کی کلام سی معلوم ہوتا ہے چنانچہ محقق ابن العابدین ردالمحتار مین فرماتی ہین قولہ بنت عجرد اسمہا
عایشۃ واعترض بان ماصل کلام الذہبی وشیخ الاسلام بن حجر العسقلانی ان ھذہ لا صحبۃ لہا وانما لہا اتکاء
لتصرف انتہی اور اسی نظر سے وہ حدیث جسکو مولف نی مروی امام کے عایشہ سی قرار دیا ہے وہ نامقبول ہے چنانچہ محقق شامی
ردالمحتار مین فرماتی ہین وبذلک ردما روی ان ابا حنیفۃ روی عنہا ھذا الحدیث الصحیح اکثر جد اللہ فی
الارض اجراد لا اکلہ ولا احرمہ ابن حجر الہیمی انتہے اور واثلہ بن الاسقع کے ملاقات کے ۸۳ ہی نہین تو
محال عادی تو ہے اور منقول نہونا اور کسکے امام آئمہ نقل مین سے مرجح دوسرا ہے اور وجہ استحالہ عادی کی یہہ ہے کہ وہ بقول
متفق علیہ سنہ ۸۳ چراسی مین ملک شام مین بیچ شہر دمشق کے وفات پائی ہے اور امام صاحب اوس زمانہ مین پانچ برسکی لڑکے تہی اور یہہ بات

امام صاحب نو برس کے لڑکے ہو کر دمشق مین واسطی ملاقات واثلہ کے تشریف لے گئے ہون ثابت نہین اور عقل سلیم کو بھی اسے انکار ہے کہ نو برس کے لڑکے سے یہہ امر صادر ہوا اور سنہ وفات واثلہ کا اور محل انتقال کا تصریح سے حافظ ابن حجر اور امام نووی کی ظاہر ہوتا ہے حافظ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین واثلة بن الاسقع بالقاف ابن کعب اللیثی صحابی مشہور نزل الشام وعاش الی سنة خمس وثمانین ولہ مائة وخمس سنین انتہی — اور امام نووی تہذیب مین فرماتی ہین وتوفی بدمشق سنة ست او خمس وثمانین وھو ابن ثمان وتسعین قالہ ابو مسہر وقال سعید بن خالد توفی سنة ثلث وثمانین وھو ابن مائة وخمس سنین انتہی — ان روایات مین سے روایت متفق علیہا کو جسمین امام نووی اور حافظ عسقلانی کا اتفاق ہے ہمنے اختیار کیا اور باقی دو روایتین بھی ہمارے موافق ہین خاص کر تیسری روایت جو کہ سعید بن خالد سے مروی ہے بہت مفید ہے اسلئے کہ بنا برادسکی امام کے عمر وقت وفات واثلہ کے تین ہی برس کی ہوتی ہے کما لا یخفی اب باقی رہے عبداللہ بن جزء سو اونسی بھی ملاقات امام کی سنہ ۹۲ چیانوے مین جیسا کہ مولفا در ادسکی اتباع کو دعوی ہے عقلاً محال ہے اسلئے کہ عبداللہ بن جزء زبیدی سنہ ۹۲ چیاسی مین مصر مین انتقال کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین عبداللہ بن الحارث بن جزء بفتح الجیم وسکون الزای بعدھا ھمزة الزبیدی بضم الزاء صحابی ابو الحارث سکن مصر وھو آخر من مات بھا من الصحابة سنة خمس او ست او سبع وثمانین والثانی اصح انتہی اور یہی سن وفات عبداللہ کی محقق شامی نے اور شیخ ابن طاہر نے نقل کیا ہے جیسا کہ عنقریب آویگا تو علی التحقیق امام صاحب نے کل چھ سال حیات سے عبداللہ بن جزء کی پائی اور امام چھٹے سال مین تھے کہ ابن جزء نے انتقال کیا پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ امام نو برس کے ہو کر سنہ ۹۲ چیانوے مین عبداللہ سے ملاقات کی اور دو حدیثین سنی تو دیکھو کہ یہہ کیسی غلطی فاحش اور خطا صریح مولف مذکور سے واقع ہوئی بنا بر بے تمیزی اور عدم اطلاع اوپر کتب سیر محققین کے ؎ بذام کن نام نکو نام چند ۔ چنانچہ اس دعوے کو بنظر اسی کذب بدیہی اور بہتان قطعی کے علماء محققین حنفیہ نے رد کر دیا ہے چنانچہ ابن العابدین حنفی رد المحتار مین فرماتے ہین واما ما جاء عن ابی حنیفة من انہ حج مع ابیہ سنة ست وتسعین واندرای عبداللہ ھذا یدرس بالمسجد الحرام وسمع منہ حدیثا فرده جماعة منھم الشیخ قاسم الحنفی بان سند ذلک فیہ قلب وتحریف وفیہ کذاب باتفاق وبان ابن جزء مات بمصر ولابی حنیفة ست سنین وبان ابن جزء لم یدخل الکوفة فی تلک المدة ابن حجر انتہی اور شیخ ابن طاہر حنفی مذکرہ موضوعات مین فرماتی ہین فی الذیل حدثنی عبداللہ بن احمد ثنا محمد بن احمد اشعثی ثنی اسمٰعیل بن محمد ثنا احمد بن الصلت الحمانی ثنا محمد بن سماعة عن ابی یوسف عن ابی حنیفة قال حججت مع ابی ولی ست عشر سنة فمر بنا حلقة فاذا اظہر فقلت من ھذا قالوا عبداللہ بن الحارث بن جزء فتقدمت الیہ فسمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی دین اللہ کفاہ اللہ ھمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب فی المیزان ھذا کذب فابن جزء مات بمصر ولابی حنیفة ست سنین ولا لقیہ

قال الدارقطنی کان یضع الحدیث وقد وقع لنا ھذا الحدیث من وجہ آخر وھو باطل ایضا واخرجہ ابن الجوزی فی الواھیات انتھی یعنی دعوی امام کی ملاقات کا جابر سی جو قبل تولد امام کے ایکسال یا دو سال انتقال کر چکے تھے اور ایسا ہی عبداللہ بن انیس سے جو چھبیس برس پہلے تولد سے امام کے وفات پا چکی تھے اور ابن حجر سے ۹۳ھ چھیانوے میں حالانکہ وہ ۷۴ھ چھیاسی میں رحلت فرما چکی تھے ایسے بے تمیزوں سی کچھ نئے بات نہیں ہے کیونکہ وہ شخص جسنے یہ دعوے کیا تھا کہ خضر علیہ السلام سے تیس برس میں امام سے علم حاصل کیا تھا پانچ برس زندگی میں اور چھبیس برس بعد موت کی تو پھر بھی وہ بھی تو انہیں کا بھائی بے تمیز تھا پھر اگر انہوں نے بھی دو تین مرد دن سے امام کی ملاقات کا دعوی کیا تو کچھ عجب نہیں کیونکہ تعصب بے تمیزی میں دونو برابر ہیں قدیر **قال** الحاصل امام نے بمصداق آیہ کریمہ [illegible] اَلسّٰبِقُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ [illegible] عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ علم مفاخرت اور فضیلت کا اوپر ہر سہ مجتہدین کی بلند کیا کہ [illegible] ین میں یہہ فضیلت نہیں پائی جاتی اس لئی کہ امام مالک تیرانوے ۹۳ یا چورانوے یا ستانوے سن میں پیدا ہوئی اور امام ہیں کہ تین سال بعد ہیں تولد لیجانا اور ملنا ثابت نہیں تا ابوطفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلاح نے تصریح کی ہی کہ امام [illegible] تابعی ہیں کہ کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی اور امام شافعی رح کہ سنہ ۱۵۰ ڈیڑھ سو میں پیدا ہوئی شاگرد امام محمد رح کے [illegible] امام محمد کی ہیں اور امام احمد بن حنبل رح شاگرد امام شافعی رح کی ہیں کہ ایک سو چوبیس ۱۲۴ھ میں پیدا ہوئی پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح مرتبہ سب مجتہدین سے نہایت ہے بڑا ہی **اقول** امام صاحب اس کا مصداق نوبت ہوتی جبکہ تابعی ہوتی اور اسکا حال خوب روشن ہوگیا تو فضیلت امام کی باقی تینوں مجتہدوں پر اگر تابعی ہونے کی نظر سی تھی تو نہ ہی پہر تابعی ہونے پر اور اسرار میں اور باوجود تابعی نہونی کے اتباع باحسان میں عموماً داخل ہیں جیسا کہ تفسیر بیضاوی وغیرہ سی متفاد ہوتا ہی وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ اللاحقون بالسابقین من القبیلتین او من اتبعھم بالایمان والطاعات الی یوم القیمۃ انتہی اب اگر کہو کہ امام کی فضیلت بعضے حدیثوں سی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ جناب مولف نے کہا ہے کہ [illegible] سیوطی نے لکھا ہے کہ امام کی فضیلت میں یہہ حدیث صحیح بخاری کے کافی ہی لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من فارس تو ہوا باقی اور امام سون فضل نہیں ثابت ہوتا کیونکہ اور آیہ بھی کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہوسکتی ہیں چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینۃ کی جگہ ترمذی نے روایت کی ہے مصداق ہوسکتی ہیں جیسا کہ عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ سی جو راوی ہیں اس حدیث کی ترمذی نے روایت کی ہے اور امام شافعی رح تو کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہوسکتی ہیں جیسا کہ امام نووی نے ون احادیث کو تہذیب میں خوب تفصیل سے وار کیا ہے طالب تفصیل کو چاہیے کہ تہذیب کو ملاحظہ کرے اور اگر کہو کہ اون احادیث مذکورہ بالا میں تو امام کسی کا بھی نہیں اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلاً ابوحنیفہ رح کا یا شافعی رح کا اون احادیث میں تو نجیز اور فرع اپنی اپنی عقیدہ کی

لاکن ابو حنیفہ رح کی فضیلت مین بعضی ایسی حدیثین ہین جو اون ہم مبارک پیلو کی تفصیل اور تصریح ہی ایک روایۃ مین اسطرح آیا ہی یکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة وهو سراج امتی اور ایک مین یون آیا ہے سیاتی بعد رجل یقال له النعمان بن ثابت الکوفی ویکنی بابی حنیفة لیحسن دین الله وسنتی علی یدیه اور ایک مین یون فرمایا ہے یخرج فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة وبین کتفیه خال یحیی الله تعالیٰ علی یدیه سنتی اور حضرت علی سی روایت ہی الا انبئکم برجل من کوفتکم هذه یکنی بابی حنیفة قد ملئ قلبه علما وحکما وسیهلك به قوم فی اخر الزمان الغالب علیهم التنافر یقال لهم البنانیة کما هلکت الرفضة بابی بکر وعمر رضی الله عنهما اور یہہ دو روایتین اخیر کین مؤلف فی نقل کین ہین سو یہہ بات کسی کو سوای امام صاحب کی میسر نہین تو اور ون پر فضل ثابت ہوا تو ہم اسکی جواب مین کہینگے کہ یہہ سب روایات اور مفتریات اور موضوعات ہین اور وضعین اسکی مصداق ہین اس حدیث کی من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار۔ اور ناقلین انکی اگر باوجود علم بالوضع کی اون کو نقل کئے ہین تو فاسق ہین بالاجماع کیونکہ روایت کرنا حدیث موضوع کا حرام ہی اتفاقاً اور اگر بسبب جہل کی اونکی موضوع ہونی سی نقل کی ہین تو جاہل اور معذور ہین اور موضوع ہونا اون روایات کا اوسکی الفاظ اور معنی سی ظاہر ہے اور محدثین نی بہی تنبیہ کیہی چنانچہ نورالدین علی کتاب مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ مین فرماتی ہین **حدیث** سیاتی بعد رجل یقال له النعمان بن ثابت ویکنی بابی حنیفة لیحسن دین الله وسنتی علی یدیه احظ من حدیث انس من طریق ابان وعنه ابو المعلی بن المهاجر مجهول وعنه سلیمان بن قیس کذلك وعنه محمد بن یزید بن عبد الله السلمی متروك ووجد من طریق الجوثباری وناهیك به کذابا۔ اور قبل اس عبارت کی فرماتی ہین حدیث یکون فی امتی رجل یقال له محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس یکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة وهو سراج امتی فاما من حدیث انس ففیه احمد جوثباری وعنه مامون السلمی واحدهما وضعه وذکر الحاکم فی المدخل ان مامونا قیل له الا نزی الی الشافعی ومن تبعه الی خراسان فقال حدثنا احمد الی اخره فبان بهذا انه الواضع له علیه ما استحقه وجعلوه ایضا من حدیث ابی هریرة اخرجه الخطیب من طریق محمد بن سعد المروزی البورقی وقال الحاکم والخطیب وهو من وضعه انتهی اور **قاضی محمد بن الشوکانی** کتاب فوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ مین فرماتی ہین ویکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفة هو سراج امتی وهو موضوع وفی اسناده وضاعان مامون السلمی واحمد بن عبد الجوثباری والواضع له احدهما انتهی اور شیخ ابن طاہر تذکرہ موضوعات مین فرماتی ہین قال الصغانی سراج امتی ابو حنیفة موضوع انتهی اور علامۃ الدہر رئیس محدثین عصر مجد الدین صاحب قاموس سفر السعادت مین فرماتی ہین در فضایل امام ابی حنیفہ و امام شافعی رضی الله عنهما دروغ لئیمان چیزے صحیح ثابت نشدہ و ہر چہ در آن معنی مذکور ست مجموع مفتری و موضوع ست انتہی تو ائمہ اربعہ مین سے کسی حضرت کو دوسرے پر تفضیل کلی نہین سب حضرات اصحاب دین اور مقتدای شرع متین ہی سلمی میزان شعرانی مین کہا ہی الائمة کلهم علی هدی من ربهم

اور کسی حب مین کچھ فضل تہا اور کسی مین کوئی فضیلت ہتی مصرع ہر گلی را رنگ و بوئی دیگرست ؛ تنبیہ اس قول کی ایسی امثلہ پر دلالت کیلئے کافی ہی کہ اس مین باقی بعضے اقوال بھی مرجوح ہوگیا ہے جو شخص ادنی بھی فہم رکہتا ہوگا اس رد کو اوسکی باقی کلام پر منطبق کریگا **قال** اور امام کا قول ہے کہ فرمودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اصحاب کا سر آنکہون ہمارے پر اور قول تابعین کا ہمارے قول کے برابر ہی یعنی اونکا قول ہمپر حجت نہین ہی قول سی ہی تابعی ہونا ثابت ہی **اقول** اگر عدم تسلیم امام کی قول کو تابعین کے امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت ہو تو چاہئے کہ کرخی کو اور دبوسی کو اور شافعی رح کو اور ایک جماعت عظیمہ کو علما و اصول سی صحابی کہدین کیونکہ شافعی رح سی بنا بر قول جدید کی اور اون تمام سی جنکا نام گذرا یہہ مروی ہی کہ قول صحابی کا جسمین رای کو دخل ہو ہمپر حجت نہین جیسا کہ معتمد وغیرہ مین لکہا ہے حالانکہ اون لوگون کو کوئی شخص صحابی نہین کہتا تو چاہئی کہ امام کو بہی تابعی نکہو بسبب انکار اونکی کے تسلیم سی قول تابعی کے فافہم **قال** پہر ایک روز لڑکون نے امام صاحب کو دیکہکر کہا کہ یہہ شخص ہزار رکعت ہر شب مین پڑہتا ہے اور تمام شب بیدار رہتا ہے اوس روز سی آپ ہزار رکعت پڑہتے ہتی اور تمام شب جاگتی مطحاوی مین نقل ہی کہ جس مقام پر امام نے وفات پائی ہی وہان ستر ہزار ختم کئے تہے اور تاریخ بغداد مین خطیب نے لکہا ہے کہ تیس یا چالیس برس تک امام نے ایک وضو سی نماز عشا اور صبح کی پڑہی ہی **اقول** یہہ سب واہیات ہے اور موجب ذم کا ہے نہ یہہ کہ مدح کا باعث ہو اور جناب حضرت امام کی تو یہہ شان نہین ہی کہ ایسی تکلیف شاق اور بدعات کو اونکی طرف نسبت کیا جاوی اور دلیل بدعت ہونی اوس عبادت کی یہہ ہے کہ جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بہر مین کبہی شب کو تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل نہین پڑہے اور نہ کبہو تمام شب جاگی بلکہ ایک ثلث جاگتی اور دو ثلث سوتی اور اس پر زیادتی کرنیوالی کو فرماتے کہ یہہ شخص میری سنت سی نفرت کرتا ہے اور یہہ ہم مین سی نہین اور ایسا ہی ختم کرنا قرآن کا ہے سات دن کی دری درست نرکہتی اور فرمائی کہ تین دن سی کم مدت مین پڑہنی والا تو قرآن کو سمجہتا ہے نہین چنانچہ روایت ہی عبداللہ بن عمرو سی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلوۃ الی اللہ صلوۃ داؤد واحب الصیام الی اللہ صیام داؤد کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثہ وینام سدسہ ویصوم یوما ویفطر یوما رواہ الشیخان اور روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی سی قالت کان یقتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام اول اللیل ویحیی آخرہ ثم ان کانت لہ حاجۃ الی اہلہ قضی حاجتہ ثم ینام وان کان عند النداء الاول جنبا وثب فاض علیہ الماء وان لم یکن جنبا توضأ للصلوۃ ثم صلی رکعتین رواہ ایضا الشیخان اور روایت ہے عائشہ صدیقہ رضہ سے کہ فرمائی نہین ولا اعلم ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ القرآن کلہ فی لیلۃ ولا قام لیلۃ کاملۃ حتی الصباح ولا صام شہرا کاملا غیر رمضان الحدیث رواہ النسائی اور روایت ہی عائشہ صدیقہ رضہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی عثمان بن مظعون فجاءہ فقال یا عثمن ارغبت عن سنتی قال لا واللہ یا رسول اللہ ولکن سنتک اطلب قال فانی انام واصلی واصوم وافطر وانکح النساء فاتق اللہ یا عثمن فان لاہلک علیک حقا وان لضیفک علیک حقا وان لنفسک علیک حقا فصم وافطر وصل ونم رواہ ابوداؤد

اور روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اس نے کہا خبر رسول اللہ علیہ السلام نے مجھ کو کہ میں کہتا تھا واللہ لاصومن النہار ولاقومن اللیل ما عشت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت الذی تقول ذلک فقلت لہ بابی وامی قد قلتہ یا رسول اللہ قال فانک لاتستطیع ذلک فصم وافطر ونم وقم وصم من الشہر ثلثۃ ایام فان الحسنۃ بعشر امثالہا وذلک مثل صیام الدہر قلت فانی اطیق افضل من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت فانی اطیق افضل من ذلک قال علیہ السلام فصم یوما وافطر یوما فذلک صیام داؤد علیہ السلام وہو اعدل الصیام وفی روایۃ افضل الصیام قال فانی اطیق افضل من ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک وزاد فی روایۃ فان لجسدک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا وان لزورک علیک حقا وفی اخری لہ انہ اخبرانک تصوم الدہر وتقرأ القرآن فی کل لیلۃ فقلت یا نبی اللہ وانی لم ارد بذلک الاخیرا وفیہا قال واقرأ القرآن فی کل شہر قال قلت یا نبی اللہ انا اطیق افضل من ذلک قال فاقرءہ فی سبع لاتزد علی ذلک الحدیث رواہ الشیخان اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے قال یا رسول اللہ فی کم اقرأ القرآن قال فی شہر قال فانی اقوی من ذلک ردد الکلام ابو موسی وتناقص حتی قال اقرءہ فی سبع قال فانی اقوی من ذلک قال لا یفقہ من قرء القرآن فی اقل من ثلث رواہ ابوداؤد اور روایت ہے ابن سے قال جاء ثلثۃ رہط الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئلون عن عبادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اخبروا بہا کانہم تقالوہا فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فقال احدہم اما انا فاصلی اللیل ابدا وقال الاخر انا اصوم النہار ابدا ولا افطر وقال اخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی رواہ الشیخان قال سلمان لابی الدرداء نم فلما کان من اخر اللیل قال قم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق سلمان عن عائشۃ قالت کانت عندی امراۃ من بنی اسد فدخل علی رسول اللہ صلعم فقال من ہذہ قلت فلانۃ لاتنام باللیل فذکر من صلاتہا فقال مہ علیکم بما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل حتی تملوا رواہ البخاری فی باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ مالک بن اسمعیل بن ابی حکیم انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع امراۃ من اللیل تصلی فقال من ہذہ فقیل لہذہ الحولاء بنت تویت لاتنام اللیل فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک حتی عرفت الکراہۃ فی وجہہ ثم قال ان اللہ تبارک وتعالا لا یمل حتی تملوا اکلفوا من العمل ما لکم بہ طاقۃ رواہ مالک فی الموطا پس اہل بصیرت اور صاحبان فطانت پر بسبب حفظان احادیث مذکورہ بالا کی بدعت ہونا موظبت تمام شب کی جاگنی کا اور سانہہ مداومت کی رات بھر میں ہزار رکعت پڑہنی کا کہ ہمیں طرح طرح کی مشقت اور تکلیف سخت پائی جاتی ہے اور ستر ہزار قرآن ختم کرنا جو ستر برس کے عمر میں بعد منہا کرنے چار پانچ سال طفولیت کی تین ختم تخمیناً ہر روز میں ہوتی ہیں اور ایک وضو سے عشاء اور فجر کی نماز

پرہنی کا ظاہر ہے تو ایسی بدعات کو جناب امام کیطرف ہرگز نسبت کرنی نچاہیئے کیونکہ امام صاحب سنت کا بہت رکھتی ہی اور برخلاف سنت کی نہین کرتے تھے علاوہ بدعت ہونی اس عبادت کی سی یہہ عبادت تو عقلاً بھی دشوار ہی تھی کہ تمام رات کی واجبہ اوسطہ بارہ گھنٹی ہوتی ہین اور چار گھنٹی اوسمین سی منہا کرنی چاہین تین گھنٹہ اول سی شب کی کہ اوسمین کہانا پینا شب کا اور استنجا طہارت اور وضو اور نماز عشا کی ادا ہوا ور ایک گھنٹہ آخری شب کے کہ اوسمین وقت فجر کی آمد ہوتی ہی اور نوافل نہین پڑہی جاتی تو باقی رہے آٹھ گھنٹی تو اوسمین اگر ہزار رکعت پڑہتی تھے تو فی گھنٹہ سو ۱۰۰ رکعت پہلی اور ادا کے سوا سو رکعت کا مع ادای ارکان یعنی رکوع وسجود و قیام و قعدہ و قومہ و جلسہ و قراءۃ کی اور سہو و احتیاط اور سنن و مستحبات ایک گھنٹہ کی میعاد مین عقل سلیم محال جانتی ہے ہان اگر یہہ کہو کہ اس کیفیت سی پڑہتے تھے کہ بعد تحریمہ کی قراءۃ بقدر مد ہامستان کر کی رکوع وسجود مین اشارۃ ذرہ سا سر کو جہکا کر رکعت پوری کرتے تھے تو البتہ امکان ہے لاکن یہہ کیا عبادت ہوئی اور اوسمین کیا تقرب اور ثواب ہوا اور ایسا ہی ہزار ختم جسکی تخمیناً تین ختم ہر روز ہوتی ہین بھی دشوار ہے اسلیئے کہ امام صاحب کا روبار تجارت بھی کرتے تھے جیسا کہ کلام مین ابن طاہر کی جو مجموع الحجار سے نقل کیا گیا ہے گذر چکا اور اجتہادی مسائل بھی کرتے تھے اور بعد اجتہاد کی مباحثہ و مشورہ شاگردون سے کرتے تھے اور تعلیم و تعلم مین بھی شاغل رہتی تھی پس باینہمہ ہر روز تین ختم قرآن کی کسطرح کرتے ہونگی اور یہہ بھی نہین کہہ سکتی کہ کرامت سی تین ختم ہر روز کرتی تھے اسلیئے کہ کرامت تو ایک امر اتفاقی ہے کہ خارق عادت کی ہوتی ہی نہ مداومی اور عادی حالانکہ یہہ شعار امام کا بقول خصم کی مداومی تھا تو خوب ثابت ہوا کہ ایسی شاقہ عبادت شرعاً بدعت ہی اور عادۃً دشوار ہی اور نسبت کرنا اسکا طرف جناب امام کی اچھا نہین اور شان حضرت امام کی اس سی بلند تر ہے اور ثواب کثیر اتباع سنت مین ملتا ہی نہ زیادہ مشقت اوٹھانی مین جیسکہ قاضی ثناء اللہ مرحوم رحمہ اللہ ارشاد الطالبین وغیرہ مین ارشاد فرماتی ہین اور جناب شاہ ولی اللہ محدث والد مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہما حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتی ہین ومنہا التشدد وحقیقتہ اختیار العبادۃ الشاقۃ لم یامر بہا الشارع کدوام الصیام والقیام والتبتل وترک التزوج وان یلتزم السنن والآداب کالتزام الواجبات وہو حدیث نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن عمرو وعثمان بن مظعون عما قصدا من العبادات الشاقۃ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یشاد الدین احد الا غلبہ فاذا صار ہذا المعنی او المتشدد معلم قوم ورئیسہم ظنوا ان ہذا ہو الشرع ورضاہ وہذا داء ربانی الیہود والنصاری انتہی کلامہ فی باب حکام الدین من التحریف عن عائشۃ رض قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم امرہم من الاعمال بما یطیقون قالوا انا لسنا کہیئتک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجہہ ثم یقول ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا کما رواہ البخاری فی کتاب الایمان وشرح ابن حجر لہ فی شرح حدیث کی فوائد لکھی ہین منجملہ اسکی تمہید فایدہ یہہ ہے الشاطبی الوقوف عند ما حد الشرع من غیر تعد ولا تقصیر والاعتقاد ان الخروج بالاوفق الرفق والحض الاشق المخالف لہ انتہی مافی فتح الباری مختصراً پس مدعین جو کہہ قصد واسطہ بلا سند صحیح کی فضیلت مین امام صاحب کے نقل کرتے ہین امام صاحب تک بسا سند صحیح متصل مسلسل کے نہین پہنچا اور نیز مخالف سنت کے ہو اور شان امام کی بھی اسکو مقتضی نہو تو بایں اعتبار بھی ساقط ہی کیونکہ اخبار مین سند صحیح متصل لازم ہوی قبول کی ہیں

اسکی نزدیک فقہا اور محدثین کے اور یہہ سند صحیح متصل الاسناد یہان پائی نہین جاتی پھر کیونکر قابل اعتماد کی ہو اب اہل انصاف سررشتہ عدل کا ہاتھ سے نہ دین اور خوب غور و فکر کر کی مطابق اس آیۃ کریمہ کے اعدلوا ھو اقرب للتقوے انہار حق مین جتنیم چوشے نفرماوین کہ حق اور باطل مین امتیاز ہوجاوے **قال باب دوسرا بیچ بیان تقلید ائمہ اربعہ کی** فرماتا ہی اللہ تعالے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پس پوچھو اوسی جو اہلبیت ذکر کی کہتی ہین اگر نہین جانتی ہو تم پس یہہ آیت ساتھہ اجماع امت کی مخصص اور ظنی ہی اسلیئے کہ ہر گز اہل سنت اجازت نہین دیتی ہین کہ پیروی کیجاوی رافضی و خوارج کی اور اسیطرح روافض وغیرہ نہین اجازت دیتی کہ پیروی کیجاوی اہل سنت کی پس اجماع ہوا امت کا اوپر تخصیص اس آیۃ کی پس ہوے یہہ آیۃ مخصص اور ظنی الدلالۃ **اقول** اصل غرض مولف کی عقد باب ثانی سی اثبات وجوب تقلید مجتہد معین ہی لاکن دعوی تخصیص مذاہب اربعہ کو محض وسطہ بنایا ہی تسنوکہ مقصود مولف کا اس دعوی سی کہ یہہ آیۃ مخصص بالاجماع اور ظنی الدلالۃ ہی یہہ ہی کہ جبکہ ایکدفعہ ظنی ہوچکی تو اب جتنین تخصیص چاہینگی کیا کرینگی تو کہ تخصیص ایک مذہب خاص کی ثابت ہوجاوے تو تسنوکہ دعوی تخصیص کا اور ظنی الدلالۃ ہونے اس آیۃ کا غلط اور بی اصل ہے اسلیئے کہ لفظ اہل کا اس آیۃ مین اپنے عموم پر ہے اور اسکے تخصیص پر کوئی دلیل شرعی نہین ہے نہ تو کتاب اللہ اور نہ حدیث متواتر یا مشہور یا خبر واحد اور نہ قیاس صحیح کسی مجتہد کا اور نہ کوئی قرینہ عقلی جس سے عموم آیۃ مین استحالہ معلوم ہو تو پھر اگر تخصیص کیجاوی تو تخصیص اسکی بلا مخصص ہوگی اور تخصیص بلا مخصص نسخ کرنا ہی کتاب اللہ کو جیسا کہ عبارت شرح ابن الحاجب کیسی معلوم ہوگا اور ممنوع ہے باتفاق امۃ محمدیہ کی کیونکہ رافع ہے امان کو لغت اور شرع سے یعنی جو لفظ باعتبار لغت یا شرع کے عام ہووی پر دلالت کرتا ہو اور کوئی دلیل شرعی اوسکی خاص ہونے پر قایم نہین پھر جو کوئی اپنے فہم مجردسی بلا دلیل اوسکو خاص کرڈالی تو باعتبار لفظ عموم کا از روئی لغت اور شرع کی جاتا رہی اور احکام شرعی درہم برہم ہوجاوین اور یہہ بات مخالف اہل زبان اور اہل شرع کی ہے تو بلا قرینہ لفظ عام خاص نہین ہوسکتا اور مولف لفظ اہل کو عام سے بلا دلیل خاص کرتا ہے تو اسمین مخالفت اہل لغت اور شرع کے لازم آوی اور یہہ مخالفت ممنوع ہے چنانچہ صدر الشریعۃ **توضیح** مین فرماتی ہین ولو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطابات الشرع عامۃ انتہے اور علامہ **تفتازانی** تلویح مین فرماتے ہین فتقریرہ انہ لو جاز ارادۃ بعض مسمیات العام من غیر قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ العامۃ یحتمل الخصوص فلا یستقیم ما یفہمہ السامعون من العموم وعن الشرع لان عامۃ خطابات الشرع عامۃ فلو جوزنا ارادۃ البعض من اور مکرر بغیر قرینہ کے بعضی معنونکا ارادہ کرلینا جایز ہوتا تو لغۃ اور شرع ہی بالکل امن اوٹھہ جاتا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہین ہوچکی عبارت توضیح کی۔ تقریر اسکی یہہ ہی کہ اگر جایز ہوتا ارادہ رکھنا کچھہ افراد عام کا بغیر قرینہ کی تو اوٹھہ جاتا امن لغۃ سے کیونکہ جتنے عام لفظ عربی زبان مین بولی جاتی ہین سب مین خاص ہوجانیکا احتمال ہے اسلیئے وہ معنی ٹھیک نہین گی جو عام لفظ سننے والون نے سمجھے ہین اور شرع سے بھی امن اوٹھہ جاتا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہین الحاصل اگر جایز رکھین ہم ارادہ بعضی معنونکا

غیر قرینۃ لما صح فہم العموم منہ بصیغۃ العموم انتہی بلکہ یہہ تخصیص بلا مخصص عادت یہود اور نصاریٰ کی ہے کیونکہ وہ لوگ عبارات توریت اور انجیل کے بلا مخصص شرعی تخصیص کر لیا کرتے تھے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما اھلک الذین قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد رواہ البخاری ومسلم عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تمام قصۃ المرأۃ المخزومیۃ اور جبکہ کسی ایک فرد فی ہیچ دعوے نہیں کیا کہ یہہ آیۃ مخصص ہے ہمارے اجماع کی کیا معنے اور مؤلف کی دعوے اجماع کو جو محض بے بنیاد اور بے سند ہے کون سنتا ہے اور جو کہ مؤلف نے کہا ہے کہ اہل سنت اجازت نہیں دیتے کہ پردہ کی جاوے روافض کی اور ایسا ہی بالعکس اس اجماع تخصیص پر لفظ اہل کے اوس آیۃ میں نہیں نکلتا ہے اسلئے کہ اجازت ندینا سنیوں کا دلیل اتباع رفضا کے اور اجازت ندینا رفضیوں کا واسطے اتباع اہل سنت کی مبنی اس پر نہیں ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق جانکر ہمیشہ اپنے تخصیص کرتا ہے بلکہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق ہے نہیں جانتا اور اوسمیں داخل ہے نہیں رکھتا اور جبکہ اپنے مقابل کو اہل ذکر میں داخل مانا تو حاجت اوسکی خارج کرنی کی اور اپنی فرقہ کو خاص کرنے کی کہاں ہوئی **تقریر مفصل** اسکی فرقہ اہل سنت کیطرف سی کی جاتی ہے اہل سنت کہتے ہیں کہ اہل ذکر ہم ہی ہیں اور کسی پر فرقہ سنادہ سے اہل ذکر صادق نہیں آتا اسلئے کہ لفظ ذکر جو کہ مضاف الیہ لفظ اہل کا ہی فی نفسہ تو مطلق اور شامل تمام ذکر حق صریح کو بھی اور ذکر باطل محض کو بھی اور ذکر مخلوط اور مشوب بہوائے نفسانی کو بھی لاکن اس آیۃ میں مقید ہے ساتھ قید حق ہے اور باعث اس تقیید پر آیات قرانی اور احادیث صحیحہ بھی ہیں اور عقل تیز تائید کرتی ہے قال اللہ تعالیٰ ذلک بان اللہ نزل الکتاب بالحق الآیۃ نزل علیک الکتب بالحق الآیۃ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون الآیۃ ویکفرون بما وراءہ وھو الحق الآیۃ من بعد ما تبین لھم الحق فاعفوا واصفحوا الآیۃ وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون الحق من ربک فلا تکونن من الممترین الآیۃ وانہ للحق من ربک وما اللہ بغافل عما تعملون الآیۃ وکذب بہ قومک وھو الحق الآیۃ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر الآیۃ حتی جاءھم الحق ورسول مبین الآیۃ ولما جاءھم الحق قالوا ھذا سحر مبین الآیۃ ولذا قال فی التفسیر النیشابوری العالم بالحق

یہہ بسبب اسکی ہے کہ اللہ نے یہہ کتاب حق پر اوتاری ہے آخر آیۃ تک تمہاری اوپر تیرے یہہ کتاب حق پر آخر آیۃ تک کہ نہ ملاؤ حق کو باطل کے ساتھہ اور چھپاؤ تم حق کو جان بوجھکر آیۃ پہلا تک میں ماسوا توریۃ کی حالانکہ وہ حق ہے آخر آیۃ تک پھر بعد اسکی کہ ظاہر ہوگیا وہ نہیں حق پس معاف کرو اور درگذر کرو اوسی طرح اور بیشک ایک گروہ اوسکا حق کو جان بوجھکر چھپاتا ہی حق وہی ہی جو تجھ پاس آیا ہی سے الوہیت سے مت ہو آخر آیۃ تک اور بیشک یہہ حق اللہ کیطرف سے ہے اور اللہ غافل نہیں ہے کاموں تمہارے سے آخر آیۃ تک اور جھٹلایا اوسکی قوم تیری اوسکو حالانکہ وہ حق ہے آخر آیۃ تو کہدی میں محمد حق اللہ کیطرف سے ہے پھر جو چاہے ایمان لاوے اور جو چاہے کفر کرے تا آخر آیۃ یہانتک کہ

یجب علینا اظہارہ ویحرم کتمانہ انتہے قال اللہ تعالٰی فاتبعوا احسن ما انزل من ربکم وقال تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقال تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ وقال تعالٰی ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ الآیۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسراءیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسراءیل تفرقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی عن عبداللہ بن عمر اور سوا اسکی اور بہت حدیثیں جو کہ رد میں خارجیہ اور مرجیہ اور جہمیہ اور معتزلہ اور قدریہ اور جبریہ کی وارد ہیں اس تقدیر پر باعث ہونا اور باعث ہونا عقل کا تو ظاہر ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے بھیجا رسولوں کا اور نازل کرنا جی متلو اور غیر متلو کا نہیں کیا مگر واسطے اتباع حق کے تو بالیقین معلوم ہوا کہ اس آیہ میں مراد ذکر سے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسے ذکر کا ہوگا عموماً خواہ کوئی ہو اوسکا اتباع وقت لاعلمی کے واجب ہوگا اور نہیں ہے مگر ہمارا فرقہ سنیہ اور ماسوای ہمارے سب فرقہ اہل ذکر میں داخل ہے نہیں باعتبار عقاید کے کیونکہ ذکر اور مذہب انکا باطل ہے اکثر امور میں بنا بر عقیدہ اور اعمال کی چنانچہ علامہ ابن نجیم صاحب بحر الرایق نے کتاب اشباہ والنظایر میں ناقلاً عن المصفی کہا ہے واذا سئلنا عن معتقدنا ومعتقد خصومنا فی العقائد یجب علینا ان نقول الحق ما نحن علیہ والباطل ما علیہ خصومنا ھکذا نقل عن المشائخ انتہے اور ایسا ہی طحطاوی نے دعوی کیا ہے اور کہا ہی فعلیکم معاشر المؤمنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرہ ای نصر اللہ وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتھم انتہے

حق پر اظہار حق واجب ہی اور چھپانا اوسکا حرام ہے ہو چکی عبارت نیشاپوری کی اللہ تعالی نے فرمایا ہی پیروی کرو بہتر وہ جو اوتارا گیا تمہاری اللہ کی جانب سی اور فرمایا پیروی کرو اوسکی جو اوتارا گیا تمہاری اللہ کی جانب سی اور نہ پیروی کرو سوا اوسکی رفیقوں کی ہو تو تھوڑی سی نصیحت ہے بندوں کو جو سنتی ہیں بات پھر چلتی ہیں اوسکی نیک فرمایا ہلا دیکھہ تو جسنے پوجا بچھڑا اپنے چاؤ کا - تا آخر آیۃ - اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے البتہ میرے امت پر ہو بہو ایسا وقت آئیگا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا یہانتک کہ بنی اسرائیل میں سی اگر کسینے کھلا کھلا اپنی ماں سی زنا کیا ہے تو میرے امت میں سی بھی کوئی ایسا کریگا اور بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقی ہوگئی اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوگی سب آگ میں ہونگی مگر ایک فرقہ لوگون نی پوچھا وہ کونسا فرقہ ہے یا رسول اللہ فرمایا وہ وہ فرقہ ہے جسپر میں اور میری صحابہ ہیں روایۃ کی یہہ حدیث ترمذی نے عبداللہ ابن عمر سے اور جو وقت پوچھی جائیں ہم اپنے مسلک اور اپنی مقابل کی مسلک سے عقیدہ کی باب میں تو واجب ہی ہمپر یہہ کہنا کہ جسپر ہم ہیں وہ حق ہے اور جسپر ہمارا مقابل ہے وہ ناحق ہے یون ہیں اگلون سی منقول ہی ہو چکی عبارت اشباہ کی

اور ایسا ہی سب اہل سنت کا دعوی ہی اور علی ہذا القیاس ہر ایک فرقہ اپنے حقیت کی تقریر کرتا ہے باقی رہی ترجیح اپنے اپنے دعوی کی کہ فی الواقع کون اہل ذکر حق کا ہے فروع مین سو یہہ مبحث دوسرا ہی مقام مین اس سے بحث نہین اس محل مین تو اتنا معلوم کر لینا چاہئے کہ ہر ایک فرقہ ذکر کو قید حق کی ضم کر کی اوسکو اپنی مذہب مین منحصر کرتا ہے اور اپنے لوگون کو اہل اوس ذکر کا ٹہراتا ہے باوجودیکہ اہل اپنے عموم پر ہے یعنی ہر ایک کہتا ہے کہ ہماری ذکر کے جو کہ حق ہے سب اہل عموما قابل اتباع کی ہین تو اجازت مذہبا ہر فرقہ کا واسطی اتباع اپنے مخالف کی مستلزم تخصیص کو لفظ اہل مین نہوا اور یہہ آیہ ظنی الدلالہ ہوئی **قال** پس بعد تخصیص اس آیہ کی اور تقرر مذاہب کے پہر مخصص ہوئی باجماع اہل سنت وجماعۃ کی باینطور کہ مراد اہل ذکر سے ائمہ اربعہ ہین پس دلالت کی اس آیہ نی کہ تقلید ایک کی ائمہ اربعہ سے واجب لازم ہے اور وہ اجماع اہل سنت کا نقل کیا ہے طحطاوی وغیرہ نی کہا طحطاوی نے بیچ شرح درالمختار کے کتاب الذبائح مین

قال بعض المفسرین فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتھم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ ھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فھو من اھل البدعۃ والنار انتھی

اقول اس مین دو دعوے کئی ہین پہلا یہہ کہ اہل سنت کا اجماع ہوگیا ہی اسپر کہ اب اس آیت مین اہل ذکر سے ائمہ اربعہ مراد ہین دوسرا یہہ کہ جبکہ ائمہ اربعہ بالاجماع مراد ہوئی تو تقلید ایک کی ائمہ اربعہ سی واجب ہوگئی سو دعوی دوسرا تو ماحل اور غلط محض ہے ہمارئی غور ہے کہ فرض کیا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید چاہیے لاکن اس سی یہہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مذہب کی خاص کر ہی تقلید واجب ہوجاوے یہہ تو آجتک کسی اہل عقل نی دعوی نہین کیا جیسا کہ چار کی جہت ہوتی ہے ایک کے جہت ہونیکا دعوی کسی نی نہین کیا اور دعوی اول اس سی زیادہ تر باطل ہے اسلئے کہ آجتک یہہ بہی کسی نے نہین کہا کہ اس آیہ مین ائمہ اربعہ مراد ہین پہر اجماع کا کیا نام لینا ہے اجماع کی تو تمام صورتین یہہ معنی کرنی مین

ف۲ واجب ہی تم پر اے گروہ مومنونکی پیروی اوس فرقہ نجات یافتہ کی جسکا نام اہل سنت والجماعت ہی کیونکہ مدد اوسکی یعنی اللہ کی مدد اور نگہبانی اور توفیق انہین کے موافقت مین ہی اور ذلت دینا اوسکا اور خفا ہونا اور بگاڑنا اونکے مخالفت مین ہے ہوچکی عبارت طحطاوی کی کہا بعضی مفسرون نی کہ واجب ہی تمپر اے گروہ مومنونکی پیروی کرنا اوس فرقہ نجات یافتہ کا جسکا نام اہل سنت والجماعت ہے کیونکہ اللہ کی مدد اور حفاظت اور توفیق اونکی موافقت مین ہی اور ذلت دینا اوسکا اور خفا ہونا اور بگاڑنا اونکی مخالفت مین ہے اور یہہ گروہ نجات یافتہ آجکی دن مجتمع ہوگیا ہے چار مذہب مین کہ وہ حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی ہین اور جو کوئی نکلا ان چارون مذہبون مین سے تو وہ اہل بدعت اور اہل نار سے ہی ہوچکی عبارت طحطاوی کی ؛

هو اتفاق المجتهدين من امة محمد صلى الله عليه وسلم في عصر واحد على امر شرعي اور جو عبارتين شواهد اس دعوى پر طحطاوى وغيره سے
نقل كيا ہے اون عبارتون مين سى ايک سى بهى معلوم نهين هوتا كه اس آيه مين آئمه اربعه كى مراد هونى بر اجماع
اهل سنت كا هوا ہے طحطاوى كى كلام كے تو معنى ظاهرى يهه هين كه اكهٹا هوگيا ہے جبكى دن وه فرقه ناجيه
مذاهب اربعه مين يعنے اگرچه قبل اس سى سب صحابه اور تابعين اور مجتهدين آخرين سوائى آئمه اربعه اور اتباع اونكى
كے فرقه ناجيه مين داخل تهے لاكن چونكه زمانه اونكا منقرض هوگيا هى اور كسى صحيح مذهب كے سوائى آئمه اربعه كے
اتباع اور مقلدين نهين رهى تو اب اهل سنت مين سے آئمه اربعه هے كے لوگ باقى رهگئى هين اور وه فرقه نهين
مين اكهٹا هوگيا ہے تو انصاف سى كهو كه اس كلام سے اجماع مراد هونى پر آئمه اربعه كى كهان نكلتا ہے شايد
جناب مؤلف نے لفظ جمعت سى كه جسمين اج م ع حروف اجماع كى موجود هين اجماع كو مبنى كيا ہے تو بهى مؤلف كا ساتهه كلام طحطاوى كے باطل هوا اور باقى اون عبارتون كو جن سى اجماع سمجها ہے عنقريب نقل كركے
اونكا بهى جواب ديا جاويگا انشاء الله تعالى اب طحطاوى كى اس دعوى كى كه جبكى دن اهل سنت مذاهب اربعه هى مين
منحصر هين اور سوائى انكى جو هو سو وه اهل بدعت اور اهل نار هين سے هى تحقيق كى جاتى هى تو سنو كه اگر اس حصر كو
عادى اور اكثرى كهين تو مسلم الثبوت هى جيسا كه عقائد جلاليه مين حصر ادعائى محض كيا ہے الفرقة الناجية هم
الاشاعرة اجمع وهم السلف الصالحون من المحدثين العارفين باحاديث رسول الله صلعم وتمييز
اقسامها من الصحيح والحسن والضعيف وغيرها ونقدها من الموضوع انتهى مافى العقائد الجلاليه حالانكه
ماتريديه بهى فرقه ناجيه مين بلاريب داخل هين پس مراد عبارت عقائد جلاليه بهى حصر عادى واكثرى هے نه حصر حقيقى
تنزيلى كه ماتريديه اسسے خارج هو جاوين كما لا يخفى على الماهر المتفحص اسى طور سى توجيه عبارت طحطاوى كى كيجاوے
كه تمام اهل سلف ائمه اربعه اور محدثين اصحاب صحاح ستّه وغيرهم فرقه ناجيه مين داخل هو جاوين اور جو بزعم اپنے هر شخص اپنے كو
فرقه ناجيه هونے كا دعوى كرتا هے اور دوسرى كو خلاف اسكے جانتا هے تو هر طرح كا دعوى لغو محض هے شرعاً اور عقيده
اهل تعصب كا ايسا هى هوتا هى المشهور فى ديار خراسان والعراق والشام واكثر الاقطار ان اهل السنة والجماعة
هم الاشاعرة وفى ديار ما وراء النهران اهل السنة والجماعة هم الماتريدية اصحاب ابى المنصور الماتريدى كما

وه متفق هونا امت محمد كى مجتهد كا ايک زمانه مين ايک امر شرعى پر فرقه نجات يافته كے سب اشاعره
هين اور وه اگلى محدثون مين كى نيک لوگ هين كه اونكو احاديث رسول الله صلعم مين شناخت اور اقسام حديث مين
امتياز اور موضوع كى جانچ حاصل هے مشهور شهر خراسان اور عراق اور شام مين اور اكثر اطراف مين يهه هے
كه اهل سنت والجماعت تو اشاعره هين اور مشهور ما وراء النهر مين يهه هے كه اهل سنت وجماعت تو ماتريديه هى
ابى منصور ماتريدى هين جيسا كه مذكور هوا شبه

شرح العقائد الجلالیۃ ھذا ھو من ھوساتھم ما انزل اللہ بھا من سلطان بل کلھم من اھل السنۃ والجماعۃ کما لا یخفی علی اھل الخبرۃ بالشریعۃ واحوال القرون الثلثۃ وغیرھا اور معنی عادی اکثری کی یہ ہیں کہ فی الواقع تو موجب حکم خدا و رسول کی سب اہل سنت کی مقتدای صحابہ اور تابعین اور مجتہدین آئمہ اربعہ و سوای انکی اور مقلدین اونکی فرقہ ناجیہ میں داخل تھی لاکن اجکے دن عادت ایسی ہوگئے ہی کہ سوائی اہل مذاہب اربعہ کل کوئی نہیں رہا اور روایت بھی کسی مذہب کی سوای مذاہب اربعہ کی اکثر کہیں ملتی تو اسطرح سے حصر کرنا حصر شرعی تنزیلا نہوا بلکہ عادی اور اکثری لسبب وجود مانع کے ہوا تو ارتفاع اس مانع کی سی یہ حصر نہ ہیگا یعنی جبکہ کوئی روایت صحیحہ بنقل متصل ثابت کسی مجتہد سی سوائے آئمہ اربعہ کی ہمکو ملیگی تو اوسوقت آئمہ اربعہ اور وہ مجتہد آخر یکسان ہونگی جیسا کہ کلام بلاغت نظام سی مولنا بحر العلوم **عبد العلی حنفی** کے معلوم ہوتا ہے چنانچہ **شرح تحریر ابن الہمام** میں فرماتے ہیں واما المجتہدون الذین اتبعوھم باحسان فکلھم سواء فی صلوح التقلید بھم فان وصل فتوے سفیان بن عیینۃ او مالک بن دینار یجوز الاخذ بہ کما یجوز الاخذ بفتوے الائمۃ الاربعۃ الا ان لم یبق عن الائمۃ الاخرین نقل صحیح الا اقل القلیل ولذا منع من منع من التقلید ایاھم فان وجد نقل صحیح منھم فی مسئلۃ فالعمل بہ والعمل بفتوے الائمۃ الاربعۃ سواء اور **شرح مسلم** میں فرماتے ہیں ثم فی کلامہ یعنی ابن الصلاح خلل اخر اذ المجتہدون الاخرون ایضا بذلوا جھدھم مثل الائمۃ الاربعۃ وانکاھذا مکابرۃ وسوء ادب بل الحق انما منع من تقلید غیرھم لانہ لم یبق روایۃ مذاھبھم صحیحۃ حتی لو وجد روایۃ صحیحۃ من مجتہد اخر یجوز العمل بھا الان از المتاخرین افتوا بتخلیف الشھود فانہ لہ موقع التزکیۃ علی مذاھب ابن ابی لیلی فافھم اور اگر یہ حصر اس نظر سی نہو جو مذکور ہوا بلکہ اس نظر سی ہو کہ اجتہاد و استقلال آئمہ اربعہ پر ختم ہوگیا ہے بلکہ سوائی آئمہ اربعہ کی اہل سنت میں کوئی مجتہد ہوا ہی نہیں نہ قبل اونکی اور نہ بعد اونکی یا اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو سوائی آئمہ اربعہ کی بہت ہوئی ہیں لاکن سوائے ان چار کے اتباع کسیکا درست نہیں خواہ وہ صحابی ہو خواہ تابعی خواہ بعد آئمہ اربعہ کے خواہ پہلی اور سی

شرح عقاید جلالی میں یہہ ایک ہوس ہی لوگونکی ہے جسمیں سی کچھ اللہ نی اسپر دلیل نہیں اتاری بلکہ اشاعرہ اور ماتریدی سب کیسب اہل سنت و جماعت ہیں چنانچہ یہہ امر ہر حال قرون ثلثہ اور خیر دار علم شریعت پر مخفی نہیں ہے ۱۲ ولیکن وہ علمای مجتہد جو صحابہ کرام کی نیک پیرو ہیں سو وہ بسکی صلاحیت آتقلید تین برابر نہیں ہوسکتی کہ جہاں جاوے فتوے سفیان ابن عیینہ یا مالک ابن دینار کا تو روا ہی اوسپر عمل کرنا جیسا کہ روا ہی آئمہ اربعہ کی فتووں پر عمل کرنا مگر ہاں ہی بات ہی کہ سوائے آئمہ اربعہ کی اور انمکی اقوال نقل صحیح سے کمتر پیا ہوتی ہیں اور اسلیئی منع کیا ہی اونکی تقلید سی جس کسینی کہ منع کیا پھر اگر کہیں جائی نقل صحیح کسی مسئلہ میں تو عمل کرنا اوسپر اور عمل کرنا آئمہ اربعہ کے قولونپر برابر ہے ہمکی عبارت شرح تحریر کی ۱۲ پھر اوسکی کلام یعنی ابن صلاح کی کلام میں ایک اور خلل ہی کیونکہ سوا آئمہ اربعہ کی اور مجتہدون کی بھی مثل آئمہ اربعہ کے کوشش کی ہیں چنانچہ انکار کرنا بات کا ہٹ دھرمی اور بیوقوفی ہی بلکہ حق الامر یہہ ہی کہ سوا آئمہ اربعہ کے اور اونکی تقلید سی ممانعت اسلیئی ہے کہ اور اونکی مذہبونکی روایتیں محفوظ نہیں ہیں یا ان کسی اور مجتہد کی مذہب کی روایۃ صحیح بھی ہو

اس کلام مین اعتراض تو وہی ہے جو کہ نور الانوار کی عبارت مین گذرا ہی اور جواب اوس سی یہہ دیا ہے کہ ہمنے شق اول کو یعنے اعتبار اتحاد زمانہ کو اختیار کیا اور دفع اوس ایراد کا جو اس شق پر ہوتا تہا دو وجہ سی ہی وجہ اول یہہ کہ امام شافعی اور امام احمد نی امام اعظم سے اوسی قول مین اختلاف کیا ہوگا جسمین ابو یوسف اور امام محمد کی رائی ابو حنیفہ سے متحد ہوگی تو خلاف شافعی اور احمد کا ابو یوسف اور محمد سے بعینہ خلاف ہوا ابو حنیفہ سی نظراً الی الاتحاد اور اختلاف اونکا ابو یوسف اور محمد سی تو ایک ہی زمانہ مین ہوا ہی تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ سی بہی ایک ہی زمانہ مین ہوا اور وجہ دوسرے یہہ کہ بیشک بسبب اتحاد زمانہ کی آئمہ اربعہ کا اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہین ہوسکتا لاکن چونکہ خلاف اونکا رجوع کرتا ہے طرف اختلاف صحابہ کی اسلیئے یہہ اختلاف اجماع مرکب ہوسکتا ہے اسلیئے کہ خلاف صحابہ کا بلا خلاف اجماع مرکب ہونا مسلم ہے **اقول فی الجواب عن جوابہ** یہہ جواب دونو وجہ سی باطل ہے وجہ اول تو قابل مضحکہ کی ہی کیونکہ جب ایکدفعہ خلاف امام مالک اور امام اعظم کا مثلاً مقدار مسح سر مین ایک زمانہ مین واقع ہوا اور اوسکو اجماع مرکب فرض کیا گیا تو بعد انعقاد اجماع کے وقت احداث شافعی کی قول ثالث کو مسح سر مین جو مخالف ہے اون دونو کی موافقت رای ابو یوسف اور محمد کی ابو حنیفہ سے کیا فائدہ کرگی بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ ہی فرض کیا جاوے تو بہی کچھہ فائدہ نہین اسلیئے کہ اجماع مرکب ایکدفعہ منعقد ہوگیا اور احداث قول ثالث کا باطل ٹہیرایا گیا اور اگر کہو کہ وقت خلاف امام مالک اور امام اعظم کے فی الفور اجماع نہوا تہا بلکہ امام شافعی کے انتظاری ہتی اوجبکہ اونکا خلاف ہمعصر ابو یوسف اور امام محمد کے ہوگیا تو اجماع مرکب منعقد ہوا تو ہم کہینگے کہ ایسا ہی امام بخاری اور طبری اور داؤد ظاہری اور سوا اونکے اور مجتہد دنکی قیامت تک انتظاری کرنی چاہیئے اور اگر انتظار شافعی کی کو اور دنکی انتظاری سی کوئی صحیح شرعی ہو تو بیان کرو علاوہ یہہ کہ اس وجہ سے خلاف سب مجتہد دنکا قیامت تک ایک زمانہ مین ہونیکا کیونکہ جسطرح ابو یوسف کی ہمعصری امام شافعی سی بسبب اتحاد زمانہ کے ابو یوسف کے امام اعظم سی موجب ہوئی ہمعصری امام شافعی کو امام اعظم سے اسیطرح ہمعصری کسی اور موافق فی الرائے اونکے کے مثلاً امام ابو ثور یا امام طبری سے یا کسی اور مجتہد سی قیامت تک موجب ہوگی ہمعصری ابو ثور وغیرہ کی امام اعظم سے کیونکہ وقت خلاف ابو ثور یا بخاری کے یا کسی اور مجتہد کی قیامت تک کوئی شخص موافق فی الرائے امام اعظم یا امام شافعی اور احمد کا نہوگا **علاوہ** یہہ کہ یہہ وجہ اوسی صورت اور اوسی مسئلہ مین جاری ہوگی جسمین امام ابو یوسف وغیرہ امام اعظم سے متفق ہونگے اور بہت سی مسائل مین جنمین امام ابو یوسف اور امام محمد امام سے مخالف ہین اونمین اس وجہ سی اجماع مرکب منعقد نہوگا حالانکہ مدعا یہہ تہا کہ ہر مسئلہ مذاہب اربعہ کی کا خلاف درست نہین اور جمیع اجزاء مذاہب اربعہ پر

کر زمانہ شافعی رح اور زمانہ احمد بن حنبل رح کا الگ ہے زمانہ ابی حنیفہ رح اور مالک رح سے سو جب اختلاف کیا ابو حنیفہ اور مالک رح نے تو چاہیے کہ یہہ اجماع ہو جاوے امام شافعی اور احمد بن حنبل کے قولونکی باطل ہونی پر ہان مگر یہہ کہا جا سکتا ہے کہ معتبر اختلاف ایک ہی زمانہ کا ہے اور امام شافعی وغیرہ نے جب کوئی قول کہا ہے تو بے اسکے نہین کہ وہ اوس رائے پر کہا ہے جسے امام ابو یوسف اور امام محمد نے امام ابو حنیفہ کے مقابلہ مین برتا تہا یا یہہ کہ اختلاف صحابہ مین تہا سو ابو حنیفہ نے ایک صحابی کا قول اپنا عین درآمد ٹہرایا اور امام شافعی نے دوسرے صحابی کا قول

اجماع مرکب منعقد ہے اور وجہ ثانی کا لغو ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ وجہ ثانی سے اسیقدر لازم آتا ہی کہ جس مسئلہ مین اختلاف ائمہ ہو موافق خلاف صحابہ کی ہوگا اور مسئلہ احداث قول آخر کا ممنوع ہے نہ سب مسائل مین اور بہت سی مسائل قیاسیہ مختلف فیہا ائمہ اربعہ کی ایسی ہین جو اوپنمین خلاف اور انکا طرف خلاف صحابہ کی راجع نہین ہی پھر اونمین احداث قول آخر کا درست ہوگا تو جواب ملا احمد صاحب کا بوجہ حسن محمد وش اور باطل ہوا اور دعوے انحصار مذاہب کا بزعم اجماع مرکب کی بوجہ اوضح منقوض ہوا فالحمد للہ علی توفیقہ والہامہ الحق بتحقیقہ پس ناظرین اہل انصاف اور علما اصول بے تعسف سی امید غیر اور انصاف کی ہے اور یہہ جو مولف نی تخیر مین قول ثالث کی دعوے کیا ہے کہ ابن صلاح نی اس نظر سی کہ مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد ہوگیا ہے تقلید غیر الاربعہ کو ممنوع کہا ہے اور مولف نی اس دعوے کو کتاب مسلم الثبوت کی طرف مسند کیا ہی یہہ غلط محض اور کذب بحت ہی اسلیئے کہ خود مسلم الثبوت ہی مین لکھا ہی کہ ابن صلاح نی تقلید غیر الاربعہ کو اس نظر سی منع کیا ہے کہ یہہ مذاہب اربعہ خوب مدون اور مفصل ہوگئی ہین اور باب باب اور فصل فصل کئی گئی ہین اور خوب مہذب اور منقح اور معلل ہوگئی ہین اور سوائے ان مذاہب کے یہہ تحقیق اور تفصیل اور تعلیل اور تنویر اور تنقیح کسیمین پائی نہین جاتی اور صاحب مسلم نے ابن صلاح کی اس نظر کو جو درحقیقت مبنی اسکا قول امام الحرمین کا ہے بھی باطل کر دیا ہے بدلیل اجماع صحابہ اور اجماع تمام مسلمین کے اور مسلم کی شرح مین مولانا بحر العلوم لکھنوے خفے نے خوب تفصیل دلائل سے قول ابن صلاح کو اور اوسکی مبنی کو باطل کیا ہے اور اچھے طرح سے تخصیص اور تعیین مذاہب اربعہ کو اوٹھایا ہے چنانچہ کہا ہے مسلم اور شرح بحر العلوم مین

قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم فان اقوالھم قلما تحتاج من استخراج الحکم منھا الی تنقیۃ کما فی السنۃ ولا یقدر العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای اوردوا ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فھذبوا مسئلۃ کل باب ونقحوا کل مسئلۃ عن غیرھا وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا لکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ وفصلوا تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا لاعیان الصحابۃ وعلیہ ابتنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ ھم الامام الھمام امام الائمۃ ابو حنیفۃ الکوفی والامام مالک والشافعی والامام احمد رحمھم اللہ تعالی وجزاھم عنا احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرھم

---

۱۵ امام نی کہا ہے محقق لوگ کہٹی ہوگئی ہین پیر کرنے عام لوگون کو صحابہ کے پیرو ہونے سے کیونکہ صحابہ کے قول حدیث کیطرح حکم کی برآمد کرنی مین بحشد تفتیش کے محتاج ہین اور عام لوگ اسپر قادر نہین بلکہ عام لوگونپر پیرو ہونا ان لوگون کے واجب ہے جنہون نے ہر مسئلہ کے باب جدا جدا مقرر کر دئی ہین اور ہر مسئلہ کے وجوہات بیان کر دئی ہین اور تفصیل کر دی ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ عام لوگونپر پیرو ہونا اونکی واجب ہے جو مدونین علم فقہ کی ہے ہوئے صحابہ کی پیرو اونکو نہین چاہیے اور اسیسے یہ سوا ائمہ اربعہ کے اور دونکی پیروی کے ممنوع ہونیکی بنا ابن صلاح نی کہی ہے اور وہ ائمہ اربعہ امام عالی ہمتا امامنکی امام ابو حنیفہ کوفی اور امام مالک اور شافعی اور امام احمد ہین اللہ اونپر رحمت کری اور ہمارے دعا سے اچھا بدلا اونہین کے پیرو دے اسلیئے ہے کہ وہ باب اور فصلین وغیرہ ؛

وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرانی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر
حجر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر وعمر امیری المؤمنین فلہ ان یستفتی ابا ھریرۃ ومعاذ بن جبل
وغیرھما ویعمل بقولھم من غیر نکیر فمن ادعی برفع ھذین الاجماعین فعلیہ البیان انتھی فقد بطل بھذین الاجماعین
قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفھم منہ الاجماع الذی ھو حجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی
یکون مختارا عند احد ویکون اجماعۃ متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامہ خلل اخر وھو ان
التبویب لا دخل لہ فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد ان فھم مراد الصحابی عمل والا سال عن مجتھد اخر
فافھم وبطل بھذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی کلامہ خلل اخر اذ المجتھدون الاخرون ایضا بذلوا جھدھم مثل
الائمۃ الاربعۃ وانکار ھذا مکابرۃ وسوء ادب فالحق انہ انما منع من منع تقلید غیرھم لانہ لم یبق روایۃ مذاھبھم
محفوظۃ حتی لو وجد روایۃ صحیحۃ من مجتھد اخر یجوز العمل بھا الا تری ان المتاخرین افتوا بخلاف المشھور دفعا
لہ مقام التزکیۃ علی مذھب ابن ابی لیلی فافھم انتھی ما فی المسلم وشرحہ لبحر العلوم

اور ایسا ہی فاضل قندھاری فی منتقم الحصول مین فرمایا ہے تو اس عبارت مسلم کی اور شرح کی سی خطاب مولف کی کیسی تکذیب ہوئی اور معلوم ہوا کہ منع کرنا ابن صلاح کا تقلید سی غیر ائمہ اربعہ کی اجماع مرکب پر مبنی نہین بلکہ قول پر امام الحرمین کے اور وہ بھی خلط اور مخالف اجماع صحابہ اور اجماع تمام مسلمین کے ہے اور اسی جگہہ سی باطل ہوا جو کہ مولف فی اعتراض سابق فیہ سی جواب نا صواب دیا تھا اور کہا تھا کہ اوٹھہ گیا شبہ اوسکا ساتھہ نقل کرنے ان ثقات مذکورین کی اس اجماع کو

اور انکی کلامون مین نہین سمجھی جاتین اور اس قول مین بڑا اعتراض ہے حاشیہ مین ہے کہ قرانی نے کہا ہے کہ اجماع ٹھہر چکا ہے کہ جو مسلمان ہے اوسکو حق ہے کہ بلا روک ٹوک کسی عالم مین سے جسکے پاس چاہے کرے اور متفق ہوگئی صحابہ اسپر کہ جو فتوی پوچھی دونون ہو منونکی سردار ابوبکر اور عمر کے تو اوسکو حق ہے کہ فتوا پوچھی ابوہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سی اور بلا کھٹکے اونکی قولونپر عمل کرے اور جس کیسکو ان دونو اجماعونکی مرفوع ہونیکا دعوی ہے تو دلیل اسکی اوسکی ذمہ پر ہے ہوچکی عبارت حاشیہ کی سو بلاشک ان دونون اجماعون سے امام الحرمین کا قول جھوٹا پڑ گیا اور امام کے اس قول سے کہ محقق لوگ اکھٹی ہوگئی ہین وہ اجماع نہین سمجھا جاتا حجت ہے تاکہ یہہ کہدیا جاوے کہ وہ اجماعونکا باہم مخالف ہونا لازم آتا ہی بلکہ کسی کسی شخص کے اختیار کو جسپر ایک گروہ متفق ہوجاوے کہدیتے ہین کہ محقق لوگ اس پر اکھٹے ہوگئے ہین پہر اوسکی کلام مین اور خرابی ہے کہ باب تقلید اور اسطرح تفصیل کو بیچ مین دخل نہین ہے کیونکہ اگر مقلد فی مراد صحابی سمجھہ لیا تو عمل کریگا اور نہین تو اور مجتہد سی پوچھہ لیگا سمجھہ تو اس کلام کو اور اس سے ابن صلاح کا قول ہے باطل ہوگیا پہر اس کلام مین اور خلل ہے اسلئے کہ اور مجتہدون نے بھی مثل ائمہ اربعہ کے صرف توجہ کیا ہے چنانچہ نا ممکن اسکا ہٹ دہرمی ہے اور بیادبی سوچ تو یہہ ہے کہ جس کیسکے نے ائمہ اربعہ کے اور انکی پیروی کو منع کیا ہے سو اسلئے منع کیا ہی کہ صحیح روایتین اصحابکی ذمہ انکی باقی نہین رہین یہانتک کہ اگر کسے اور مجتہد کے مذہب کے روایۃ صحیحہ مجا آوے تو اوسپر عمل کرنا روا ہی کیا تو نے دیکھا نہین کہ قائمقام تزکیہ کے متاخرین نے گواہونکی قسم دلانے پر موافق مذہب ابن ابی لیلی کی فتوا دیا ہے جبکہ پوچھہ چکی عبارت جو مسلم اور اسکی شرحون مین ہی جو بحر العلوم کے مخفیہ

انتہی اور وجہ باطل ہونی اس جواب کی یہہ ہی کہ مبنی اعتراض مسلم کا اجماع صحابہ کا ہے جسکے بعد کوئی اجماع مخالف اوسکی اور ناسخ اوسکا باجماع اہل اصول کے مقبول نہین ہے اور اجماع تمام مسلمین کا ہے جو کہ قرافی نے نقل کیا ہے اور مبنی مولف کی جواب کا اختلاف ائمہ اربعہ کا ہے جسکو بے دلیل وحجۃ اجماع مرکب نام رکھ لیا ہے اور جسکے قرار واقعی تغلیط کی گئی ہے فتدبر ولا تکن من المغترین **تنبیہ** بعد رد کردینی دعوے اجماع مرکب کی حقارت کرنے کی باقی کلام کو مولف کی نہین رہی کیونکہ وہ تمام اسی سے مستنبط اور اسی پر مبنی ہے اور جبکہ مبنی اور اصل باطل ہوگیا تو جو کہ اسپر بنا کیا گیا ہے اور اوسپر متفرع کیا ہے بطریق اولی باطل ہوگیا لاکن چونکہ کلام باقی مولف کا قطع نظر بطلان دعوے اجماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہات سے بھی باطل تھا اسلئے اسکی رد کی درپے ہوتے ہین **قال** پس ثابت ہوئین اس سے کتنی باتین اول تو یہہ کہ باطل ہے قول اون جہلا کا کہ کہا اونہون نے تقلید شرک ہے بہ سبب قول اللہ تعالی کے قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ اور بسبب قول اللہ تعالی کے اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ پس حاصل یہہ کہ یہہ قول باطل ہے بسبب اس اجماع کی کہ منقول ہے بڑے علما سے اور بسبب قول اللہ تعالی کے یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور بسبب اس قول اللہ تعالی کے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ **اقول** یہہ چوٹ ہی مولوی اسمٰعیل صاحب پر تو ثابت ہوا جو کہ ہمنے خطبہ مین کہا تھا کہ رسالہ مولف کا مقابلہ مولوی اسمٰعیل کے تالیف ہوا ہی سو بیان اسکا پھر ہوگا پہلی ایک مقدمہ سن لینا چاہیے وہ مقدمہ یہہ ہے کہ معنے تقلید کی اصطلاح مین اہل اصول کی یہہ ہین کہ مان لینا اور عمل کر لینا ساتھہ قول بلا دلیل اوس شخص کے جسکا قول حجۃ شرعی نہو تو بنا بر اس اصطلاح کی رجوع کرنا عامی کا طرف مجتہدون کی اور تقلید کرنی اونکی کسی مسئلہ مین تقلید نہوگی بلکہ اسکو اتباع اور سوال کہینگے اور معنی تقلید کے عرف مین یہہ ہین کہ وقت لاعلمی کے کسی اہل علم کا قول مان لینا اور اوسپر عمل کرنا اور اسی معنی عرفی سی مجتہدون کی اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی عقد الفرید مین فرماتے ہین حقیقۃ التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجۃ منھا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید لان کلا منھما حجۃ شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ وعلی ھذا اقتصر الکمال فی تحریرہ وقال ابن امیر الحاج وعلی ھذا عمل العامۃ

---

۱ سو سوچ تو اور نہو گمگانی والون سے ۲ کہدے اہل کتاب اوطرف ایک بات کی کہ برابر ہے درمیان ہماری اور درمیان تمہارے یہہ کہ نہ عبادت کرین ہم مگر اللہ کو اور نہ شریک لاوین ساتھہ اوسکی کچھہ اور نہ پکڑین بعضے ہمارے بعض کو پروردگار سوا اللہ کے ۳ پھر اگر اوہ پھرین اونسے کہو اور گواہ رہو اوپر اسکے کہ پروردگار سوا اللہ کے ۴ اے لوگو جو ایمان لائی ہو فرمان بردار رہو اللہ کے اور کہا مانو رسول کا اور صاحبون حکم کی کام مین سی ۵ سو پوچھو تم ذکر والون سے اگر ہو تم نہین جانتے ۶ اہل تقلید کی ایسی شخص کی قول پر عمل کرنا کہ جسکا قول چار دن حجتون شرعیہ مین سے نہو اور نہ اوسکی قول پر عمل کرنیکی کوئی حجت شرعی ہو سو جو رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع کیطرح تقلید نہین ہے اسلئے کہ یہہ دو نو حجتون شرعیہ مین سے ہین اور اسی پر لبکن بی کمال نے اپنے مختصر تحریر مین اور ابن امیر الحاج نے کہا ہے کہ یہی ہنجر ہے عمل کرنا عامی کا

بقول المفتی وعمل القاضی بقول العدول لان کلا منہما وان لم یکن احد الحجج فلیس العمل بہ بلا حجۃ شرعیۃ لایجاب النص اخذ العامی بقول المفتی واخذ القاضی بقول العدول انتہی ما فی العقد الفرید لبیان الراجح من الاختلاف فی جواز التقلید اور فاضل قندہاری مفتی محکمہ الاستیناف نے جو اپنی فرد قرار داد میں التقلید العمل بقول من لیس قولہ من الحجج الشرعیۃ بلا حجۃ فالرجوع الی النبی علیہ الصلوۃ والسلام او الی الاجماع لیس منہ ہکذا رجوع العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لوجوبہ بالنص بل رجوع المجتہد والعامی الی مثلہ لکن الغزالی علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والآمدی وابن الحاجب ان سمی الرجوع الی الرسول والی الاجماع والی المفتی والی الشہود تقلیدا فلا مشاحۃ انتہی پس ثابت ہوا کہ آنحضرت کی پیروی کرو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا مجاز ہے تمت المقدمۃ اور جبکہ مقدمہ ممہد ہوا تو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ تقلید مجتہد کی عالم بالحدیث والقران کو وقت جانتی ایک مسئلہ کے قرآن مجید سے یا حدیث سی اوس مسئلہ معلومہ مین نچاہیئے مثلاً جبکہ عالم بالحدیث والقران کو معلوم ہو کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے ہر مکلف پر تو پہر اوسکو اس مسئلہ مین تقلید کسی مجتہد کی نچاہیئے بلکہ اسوقت تقلید رسول مقبول صلعم کی پر ضرور چاہیئے اسلیئے کہ جس آیۃ کی حکم سے کہ تقلید ثابت ہے تو وہ اوسیصورت مین ہی جبکہ لاعلمی ہو قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنے پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیۃ دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار الیہ المحقق ابن الہمام فی التحریر وغیرہ اور ظاہر ہی کہ امر بالسوال اس آیہ مین مقید بالشرط ہے اور اصول فقہ مین محقق ہے کہ حکم مقید بالشرط متعدی نہین ہوتا ہے اوس فرد مین جو کہ مجرد ہو اوس شرط سے چنانچہ مسلم الثبوت مین لکہا ہی الظاہر ان التخصیص یعنی القصر اتفاقی وانما الخلاف فی اثبات النقیض انتہے اور توضیح مین کہا ہے وعندنا الاثبات بدای بالتعلیق بل یبقی الحکم علی العدم الاصلی حتی لایکون ہذا العدم حکما شرعیا بل عدما اصلیا انتہی اور ایسی کوئی دلیل قرآن سی یا حدیث سی یا اجماع سی یا قیاس سے جو کہ باوجود علم کی تقلید کو واجب یا جایز کردی اور اوسکو عدم اصلی سے نکالی نہین ہے بلکہ کئی آیات صریح دلالت کرتی ہین اسپر کہ بجز وعلم کسی مسئلہ کے قرآن یا حدیث سی بدون کیسکی تقلید کے پیروے قرآن اور حدیث کی لازم ہے قال اللہ تعالی واتبع سبیل من انابنی الیہ ثم الی مرجعکم فاقول اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر اور وجہ استدلال کی آیۃ سی عفیف شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے

مفتی کے قول پر اور عمل کرنا قاضی کا نفذ کی قول پر کیونکہ یہ دونو اگرچہ خود حجت شرعی نہین ولیکن عمل انپر بے حجت شرعی نہین سلئی کہ حکم کہلا ہوا انجان کے لئے مفتی کی قول پر عمل کرنیکا اور قاضی کی لئی نفذ کے مقولہ پر عمل درآمد کرنیکا شرع مین وارد ہوا ہے ہوچکی وہ عبارت عقد الفرید جسمین خلاف جواز تقلید کے امر غالب کا بیان ہے ۱۲ تقلید اوس شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنا ہے جبکا قول محجوج شرعیہ مین سی ہو سو رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع کیطرف تقلید نہ ٹہرے اور اسیطرح رجوع کرنا انجان کا مفتی کی قول کیطرف اور رجوع کرنا قاضی کا نفذ اوسکے قول کیطرف تقلید نہین ٹہرتی کیونکہ یہ سب رجوع بحکم شرع واجب ہے بلکہ رجوع کرنا مجتہد یا انجان کا اپنے جیسے اوسکی طرف تقلید نہین لیکن مشہور یہ ہو گیا ہے کہ انجان مجتہد کا مقلد ہے امام الحرمین نے کہا ہے کہ اسے قول مشہور پر بڑی بڑی اصولی ہین اور غزالی اور آمدی اور ابن حاجب نے کہا ہی کہ رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع اور مفتی اور گواہون کی طرف اگر تقلید قرار دیا جاوے تو کچھ حرج نہین ۱۲ جیسا کہ اشارہ کیا ہے اسطرف محقق ابن ہمام نے تحریر

کلام سے معلوم ہوگی قال اللہ تعالیٰ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب اسیواسطی ائمہ اربعہ اور انکی اتباع سے نہی اور تکفیر مروی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی کتاب الرد علی من اخلد الی الارض میں فرماتے ہیں ھل ابلغ مالک وابوحنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنھم قط الا حد تقلیدھم حاشا للہ منھم بل انھم قد نھوا عن ذلک فلم یفعل الا حد فیہ انتہی اور شیخ عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں وکان الامام احمد یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ علی ما نقل فی عقد الجید انتہی اور فاضل بہاری مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں العدول عن الدلیل الی التقلید خلاف المعقول کیف وفیہ ریب وقد امرنا بترکہ فی الحدیث المنقول انتہی اور تاج الدین عثمانی جامع الفواد میں فرماتے ہیں من یعمل بقول المجتہدین فھو مثاب فی الدنیا والاخرۃ مالم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد واذا وجد یعمل بالحدیث انتہی اور علامہ مجدالدین صاحب قاموس سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں ودر باب عبادات اعتماد کلی بران کند یعنے بر انچہ از حدیث ثابت ست واز خلاف زید وعمر پسند نیندا نتہی اور قاضی عضد شارح مختصر الاصول فرماتے ہیں المستفتی المقلد والمفتی المجتہد والمستفتی فیہ ھو المسائل الاجتھادیۃ انتہی یعنے مسئلہ جسمیں کسیکی تقلید چاہیے وہ مسائل اجتہادیہ ہیں نہ منصوصہ اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ فتح العزیز میں تحت اس آیہ کی ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم الآیۃ فرماتے ہیں ازین آیہ معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل وسطوع براہین تقلید باطل ست زیرا کہ اتباع ھوا بعد مجی العلم ست انتہی مولانا اسمٰعیل شہید صراط المستقیم میں فرماتے ہیں پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ یابد اتباع ہر مجتہد کہ دران غلط ثابت نہ شود کہ عالم بالحدیث کو وقت علم کسی مسئلہ کے منصوص سے تقلید کسی مجتہد کے نچاہیے اگرچہ قول اوس مجتہد کا موافق ہے اوس حدیث کی ہو لاکن جو لوگ کہ حدیث پر عمل کرنیسے منع کرتے ہیں اونکو باوجود وضوح براہین کے حق نہیں سوجھتا تو وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ آجکے دن حدیث پر عمل کرنا بہت دشوار ہی کیونکہ حدیث و قرآن ایک دریا ہے ناپیدا کنار اوسکو سمجھنا اور اوسپر عمل کرنا

بالاتفاق ہے بے اسکے نہیں کہ خلاف نقیض کے ثابت کرنہیں ہے ۵۴ اور ہمارے نزدیک تقلید سے حکم ثابت نہیں ہوتا بلکہ حکم اپنے ناپیدا ہے اصلی پر رہتا ہے یہانتک کہ ہمیں دلیل شرعی حکم شرعی نہیں ہوتے بلکہ ناپیدا اصلی رہتی ہے ۵۵ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور البتہ اگر پیروی کریگا تو اونکی خود ہونیوالے بعد اسکے کہ آیا تیرے پاس علم نہیں تیری لئے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ۵۶ سو خوشخبری دی ہے بندوں کو جو سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں بہتر اوسکے یہ لوگ ہیں جنکو ہدایت کی اللہ نے اور یہی لوگ ہیں صاحب عقل کی ۵۷ ہرگز نہیں رد کرتا مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی فی خدا لاسی فوض ہونے کسے کے لئے اپنے پیرو بلکہ بلاشک ہونے اس سے منع کیا ہے اور کسیکو اسبات میں وکیل نہیں دی ۵۸ اور امام احمد کہتے تھے کہ اللہ اور رسول کے مقابلہ میں کسیکا بھی سخن نہیں البتہ نہ تو میرے پیرو ہو اور نہ مالک کے نہ اوزاعی کے نہ نخعی کے اور کسیکی جہاں قرآن اور حدیث سے اونہوں نے حکم شرعی لیا ہے تو تمہیں لینا ہو یہی عبارت یواقیت کی جسطرح عقد الجید میں ہے ۵۹ دلیل سے پھر کر تقلید کیطرف آنا خلاف عقل ہے کیونکہ اسمیں شک ہے اور شک کے چھوڑنے میں یہ ہیں حدیث میں حکم کیا گیا ہے ۶۰ جو کوئی مجتہد کے قول پر عمل کریگا تو وہ دونوں جہان میں ثواب پاویگا جبتک کہ حدیث صحیح متصل السند نہ پاوے اور جب پاوے تو

مجتہد مطلق ہی کا کام ہے اور ہمارے شان ایسی نہیں ہے کہ حدیث و قران کو سمجھیں اور اگر کچھ ترجمہ ظاہری سمجھتی بھی ہیں تو پھر ہمکو یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ فلانی حدیث منسوخ ہے یا نہیں یا مضمون ظاہر پر محمول ہے یا مئول ہے یا کوئی اور حدیث اسکی معارض موجود ہے یا نہیں تعاس عذر کا دو وجہ سے جواب ہے وجہ اول یہہ کہ قران اور حدیث ایسے مشکل نہیں ہیں کہ سوا مجتہد مطلق کے کسیکی سمجھ میں نہ آویں بلکہ ایسے آسان ہیں کہ جسکو لغت عرب سے معرفت ہو خاص کر علما تو وہ بخوبی بشرط قصد سمجھنے کی معنی سے قرآن اور حدیث کے واقف ہوجاتا ہی قولہ تعا ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر وقال تعا ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین الایۃ وقال تعا ولقد انزلنا الیک ایت بینت وما یکفر بھا الا الفسقون تو جو کوئی اہل علم ہوکر کہے کہ ہم قران و حدیث نہیں سمجھتی تو گویا وعید میں آیہ کریمہ مذکورہ بالا کی داخل ہوا جیسا کہ مولنا اسمٰعیل شہید رسالہ تقویۃ الایمان میں فرماگئی ہیں اسپر علمی سب محققین نے تصریح کی ہی کہ حکم منصوص کو ہر ایک عالم سمجھتا ہے اور جو کہ ساتھ مجتہد کے مختص ہے وہ قیاس ہے چنانچہ شرح شاشی میں کہا ہی کل عالم لما صادف الحکم المنصوص علیہ مطلقا سواء کان قطعیا او ظنیا بحسب الدلالۃ والاثبات وما کان ظنی الثبوت اعنی القیاس فھو المختص بالمجتھد انتہے اور قاضی عضد نے کہا ہے اذا دخل الفاء فی لفظ الراوی مثل زنی ماعز فرحم فالفقیہ وغیرہ فی ذلک سواء انتہی بلکہ شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ دلالۃ النص کو جو کہ عبارت النص و اشارۃ النص سے مرتبہ خفا میں ہے عوام ہی سمجھتے ہیں چنانچہ تحریر میں فرماتی ہیں ان دلالۃ النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص بالمجتھد ودلالۃ النص یفھمھا العوام انتہے تو اسی سبب سے کتب فقہ میں تصریح ہے کہ جو عامی ظاہر معنی پر حدیث فطر الحاجم و المحجوم کے مطلع ہوکر بعد حجامت کے جاکر کچھ کہا ہے تو اوسپر کفارہ نہیں آتا چنانچہ بحر الرائق میں کہا ہے وان لم یستفت ولکن بلغہ الخبر وھو قولہ علیہ السلام افطر الحاجم والمحجوم وقولہ علیہ السلام الغیبۃ تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا تاویلہ فلا کفارۃ علیہ عندھما لان ظاھر الحدیث واجب العمل بہ خلافا لابی یوسف لانہ لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ بالناسخ والمنسوخ انتہے اور ہدایہ میں کہا ہے ولو بلغہ الحدیث فاعتمد فکذلک عند محمد لان قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لا ینزل عن قول المفتی انتہی

ع۵ فتوا پوچھنی والیکا مقلد ہونا اور مفتی کا مجتہد ہونا اور اجتہاد کے طور پر فتوا دینا یہہ سب مسائل اجتہادی میں ہوتا ہے۔ ع۵ اور بی تنک آسان کیا ہے قران کو واسطے نصیحت کے پر کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنیوالا ع۵ وہ ہی جس نے بھیجا انپڑھوں میں پیغمبر انہیں میں سے پڑھتا ہے اوپر اونکے آیتیں اوسکی اور پاک کرتا ہے اونکو اور سکھاتا ہے اونکو کتاب اور حکمت اور بیشک تھے اس سے پہلے البتہ گمراہی میں ع۵ اور بی تنک البتہ اتارا ہے تیرے طرف کہلی نشانیاں اور اوسے نہیں موڑتے مگر بدکار لوگ ع۵ اگر فتوا نہیں پوہچا ہے لیکن پوہچ گئی اوسی حدیث اور وہ حدیث آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ پچھنی لگانیوالا اور لگوانیوالا دونوں کا روزہ نہیں اور یہہ فرمانا آنحضرت کا کہ غیبت روزہ توڑ دیتی ہی اور یہہ شخص حدیث کا منسوخ ہونا اور اوسکی تاویل نہیں جانتا تو اوسپر کفارہ نہیں شیخین کے نزدیک کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے لیکن امام ابی یوسف نے اسمیں خلاف کیا ہے اور اونکی دلیل خلاف کی یہہ ہے کہ انپڑھ ہونیسبب اپنے فی الجملہ ناسخ اور منسوخ کی حدیث پر عمل کرنا نہیں پوہنچا ہوگا پس عبارت بحر الرائق کی -

اقول خلاف ابی یوسف انما ھو فی العامی الصرف الجاھل الذی لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلاتھا واما العالم بمعانی النصوص وتاویلاتھا ونسخھا وجرحھا وصحتھا وسلامتھا عن معارضتھا قوی منھا فلا خلاف فی صحۃ عملہ بھا کما قال فی خزانۃ الروایات نقلا عن دستور السالکین واما الجواب عن قول ابی یوسف ھو ان للعامی الاقتداء بالفقھاء فمحمول علی العامی الصرف الجاھل الذی لا یعرف معنی الحدیث وتاویلاتھا الا نراہ اشار الیہ لعدم الاھتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث وکذا قولہ وان عرف العامی تاویلہ یجب الکف ایضا یشیر الی ان المراد من العامی غیر العالم وفی الحمیدیۃ العامی منسوب الی العوام وھم الجھال فعلم من ھذہ الاشارات ان مراد ابی یوسف ایضا من العامی الجاھل الذی لا یعرف معنی النص وتاویلہ فیما ذکر من قول ابی حنیفۃ والشافعی ومحمد یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایۃ بخلاف النص انتھی ما نقلہ الشیخ الاجل فی عقد الجید اور تلویح اور حاشیہ شیخ الاسلام علی التلویح اور شرح عقائد اور فتاوی فضلیہ اور نقود وغیرہ سی بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ سمجھنا نصوص کا مجتہدون پر خاص نہین بلکہ غیر مجتہد بھی سمجھتے ہین تو بھر حال سمجھنا علما کا معانی نصوص کی بلا خلاف ثابت ہوا اور جبکہ یہہ ثابت ہوا کہ اہل علم نفس معانی احادیث اور قران کو خوب سمجھ سکتی ہین تو اب معلوم کرنا چاہئیے اسیطرح عالم متتبع طالب حق کو دیکھنے سے کتب احادیث اور شروح اونکی کی اور کتب اسماء الرجال کی غالب ظن سی یہہ بھی معلوم ہو جاتا ہے موفق فہم صحت داد سے کہ فلانی حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے اور معمول بہ ہے یا منسوخ ہے اور اسکی معارض کوئی حدیث صحیح موجود ہے یا نہین اگرچہ دو چار مسئلہ پر واقف ہو جاوے کو کہ حاوی کل مسائل کے دلائل پر نہو یعنے دس مسئلہ کی دلیل مثلا جانتا ہی اور مسائل مین مقلد ہی تو یہہ عیب کی بات نہین درست اور حق ہی اسلئے کہ تجزی اجتہاد مین جایز ہے بنا بر قول حق کی جیسا کہ مولانا عبد العلی وغیرہ شرح مسلم مین فرماتی ہین اور مسلم الثبوت سی بھی واضح ہوتا ہی غیر المجتہد المطلق ولو کان عالما یلزمہ تقلید المجتہد فیما لا یقدر علیہ من الاجتہاد ای تحصیلہ باجتہاد بناء علی التجزی فی الاجتہاد ویلزم التقلید مطلقا فیما یقدر علیہ وفیما لا یقدر

مین کہتا ہون کہ خلاف ابو یوسف کا یہ اسکے نہین کہ وہ ایسی انجان مین ہے کہ جو معنی حدیثون کی اور اونکی تاویلین نہین جانتا اور کہلی کہلی آیتون اور حدیثون کے معنے اور تاویلین اور ناسخ منسوخ اور صحیح ضعیف جاننے والا سو اوسکی عمل کی صحیح ہونی مین کسیے کا خلاف نہین چنانچہ بحوالہ دستور السالکین کے خزانۃ الروایات مین کہا ہے، اور رہا امام ابو یوسف کے قول کا جواب کہ انجان کو فقہا کی پیروی ہی سو یہہ اوس انجان پر محمول ہے جو نرا ایسا جاہل ہو کہ حدیث کی معنی اور اونکی تاویلین نہین جانتا سو اسلئے کہ یہہ اشارہ کر دیا کہ اوسکی حق مین معرفت حدیث کی راہ یابی نہین ہے اور اسیطرح ابو یوسف کا یہہ کہنا کہ العامی انجان حدیث کی معنی جانتا ہے تو اوسپر کفارہ ہے اشارہ ہی کہ انجان سی مراد جاہل ہے اور حمیدی مین ہے کہ عامی عوام کیطرف منسوب ہوتا ہے اور وہ جاہل لوگ ہوتی ہین سو ان اشارات سی معلوم ہوا کہ ابی یوسف کے مراد بھی انجان سی وہ جاہل ہے جو نص کے معنے اور تاویل نہین جانتا سو ابو حنیفہ اور شافعی اور محمد کے قول مذکور سی کبھی کہنی ہوا یکا یہہ کہنا کہ نص کے خلاف روایۃ پر عمل واجب ہی دفع ہو گیا ہو گی وہ عبارت جسی نقل کیا شیخ بزرگ نے عقد الجید مین ۱۲ نرا غیر مجتہد اگرچہ کہ عالم ہو لازم ہے اوسی پیرو کے مجتہد کے اون مسئلون مین جنمین اوسی اجتہاد کی قدرت نہین ہے اور یہہ بات اتفاقی اجتہاد پر مبنی ہے اور یہہ بات

علیہ بناء علی نفیہ بالتحری وقد عرفت ان الحق ھو الاول انتھی ماقال مولانا عبد العلی فی شرح مسلم الثبوت اور اگر کہو کہ اطلاع اس امر کی یقیناً آجکی دن دشوار ہے تو کہا جائیگا کہ علم الیقین تو ان امور کا مجتہدین کو بھی نہین ہوتا چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین فرمایا ہے ورد بانا نمنع ارادۃ عدم الیقین بنفی ھذہ الاحتمالات فالمجتھد ایضا لا یحصل لہ فی زماننا التیقن بذالک وانما یبتنی اکثر امرہ علی غالب الظن وان اراد انہ لا یدرک ذلک بغالب الظن منعناہ فی صورۃ النزاع لان المتبحر فی المذھب المتتبع لکتب القوم الحافظ من الحدیث والفقہ مجملہ صلاحیۃ کثیرا ما یحصل غالب الظن بان الحدیث غیر منسوخ او لہ تاویل یلیق بالقبول انتھی بلکہ آجکی دن پہلی سے زیادہ غلبہ ظن حاصل ہوتا ہی کیونکہ ابتدا زمانہ مین علم حدیث زبانی زبانی سیکھا جاتا تھا - اور کتب مدوّن نہ تھی اور قواعد ممہدہ نہ تھے اور کتب اسماء الرجال کا نام ونشان نہ تھا اور اب بحمد اللہ سب کچھ بالا بدمنہ للعمل موجود ہے چنانچہ عنقریب کلام مین عبد الرحمن بن اسمٰعیل **ابو شامہ** کے آویگا اور **وجہ ثانی** یہہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب وسعت اپنی کی ایک حدیث کو تحقیق کرکے دسپر عمل کرلے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہین کہ وہ شخص عمل کرنیمین ساتھہ اوس حدیث کی گنہگار نہوگا اور وہ عمل اوسکا باطل اور قابل اعادہ کی نہوگا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ پہرانی بیت المقدس کی بعض لوگ بدستور قدیم طرف بیت المقدس کے نماز پڑہتے رہے اور جب آنحضرت سی اونکو خبر پہونچی تو متوجہ مکہ کی طرف ہوئی اور آنحضرت علیہ السلام نی اونکو یہہ نہ کہا کہ جو نماز طرف بیت المقدس کے باوجود منسوخ ہونی استقبال بیت المقدس کے پڑہ چکی تھی اونکو اعادہ کرین چنانچہ **فاضل قندہاری** نے **مغتنم** مین کہا ہی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یامر الذین صلوا الی بیت المقدس بعد التحویل باعادۃ صلوٰتھم انتھی تو عذر اون لوگون کا جو کہ حدیث پر عمل کرنے سی بالکل منع کرتے ہین بجمیع وجوہ باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ عالم بالحدیث کو وقت جاننی ایک مسئلہ کی حدیث کے تقلید کسی مجتہد کے نہ چاہیئے اوس مسئلہ خاص مین باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہہ چار قسم ہے **قسم اول** واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی سی لاعلی التعیین جسکو **مولانا شاہ ولی اللہ** نی عقد الجید مین کہا ہے کہ یہہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکے یہہ علامت لکھی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھہ قول مجتہد کی اسطرح ہو جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت کی ہو تو عمل کئی جاویگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کی تو اوسکو چھوڑ دیگا

کو اوسی بالکل سب مسئلون مین پروی لازم ہے لئے انقسام اجتہاد پر مبنی ہے اور یہہ تو تجھے معلوم ہے کہ حق پہلے ہی پاچکے ہو چکے وہ عبارت جسے مولانا عبد العلی نے شرح مسلم مین کہا ہے ۱۲ اور یہہ قول اسطور رد کیا گیا ہے کہ اگر ان احتمالات کی نفی کا عدم یقین مراد ہے تو اسکا یقین تو مجتہد کو بھی حاصل نہین ہوتا وہ تو اپنے اکثر مسائل غالب ظن پر مبنی کرتا ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ وہ شخص اسکو بغالب ظن نہین جانتا تو اسکو نزاع کی صورت مین نہین مانتے کیونکہ متبحر فی المذہب کہ قوم کی کتابون کو دیکھتا بھالتا رہے حدیث اور فقہ مین بھی بمقدار رسالہ کا حافظہ ہو اکثر اوقات یہہ بات اوسی بالظن غالب حاصل ہوجاتی ہے کہ حدیث منسوخ نہیں ہے اور نہ ایسے اول جسکی تاویل کا قائل ہو وجہ ہوے ۱۲ آنحضرت صلعم نے اون لوگونکو جنہون نی بعد تبدیل جہت قبلہ کی نماز مین بیت المقدس کی طرف

چنانچہ فرماتی ہین اعلم ان تقلید مجتہد علی وجہین واجب وحرام فاحدھما ان یکون من اتباع الروایۃ ولولا لذ تفصیلا ان الجاھل بالکتاب والسنۃ لا یستطیع لتتبع ولا الاستنباط فکان وظیفتہ ان یسال فقیھا ما حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسئلۃ کذا وکذا بلا تعیین فاذا اخبر اتبعہ سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منہ او مقیسا علی المنصوص فکل ذلک راجع الی الروایۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو دلالۃ وھذا قد اتفقت الامم علی صحتہ قرنا بعد قرن وامارۃ ھذا التقلید ان یکون عملہ بقول المجتہد کالمشروط بکونہ موافقا للسنۃ فلا یزال مستفصا من السنۃ بقدر الامکان فمتی ظھر حدیث یخالف قولہ نبذہ واخذ بالحدیث **قسم ثانی** مباح آور وہ تقلید مذہب معین کے ہے بشرطیکہ مقلد اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھی بلکہ اس نظر سی تعین کرلی کہ جبکہ امر اللہ تعالی کا دونون طرح اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جبر ایک مجتہد کا اتباع کرینگی اوسی کی اتباع سی عہدہ تکلیف کیسی فارغ ہوجائینگی اور اسمین سہولت بھی پائی جاتی ہے اور ملامت اس تقلید کی یہہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرسکے تو اوس سے انکار نہ کری اور کسی شخص عمل کرنی والیکو برا نہ جانی اور ملامت اور نکیر نکری مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفع یدین اگر معلوم ہو تو اوسکی استعمال سی نفرت اور انکار نہ کرے بلکہ کبھی کر بھی لے اور حنفی ہوکر کسی کرنیوالی پر طعن نکرے **قسم ثالث حرام وبدعت ہے** اور وہ تقلید ہے بطور تعیین کے بزعم وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے **قسم رابع** شرک ہی اور وہ ایسی تقلید ہے کہ وقت لاعلمی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا پھر اوسکو حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب اوس مجتہد کے مثلاً معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بدستاویز اون عذرات کی جنسے سابقاً بخوبی جواب دیا گیا ہے یا تو حدیث کو قبول ہی نہین کرتا اور یا اوسمین بدون سبب کے تاویل و تحریف کرکی اوس حدیث کو طرف قول امام کی لیجاتا ہی غرضکہ وہ مقلد مذہب اپنے امام کا نہین چھوڑتا سو ان قسمونمین سی قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کی نہین کیونکہ اون دونو کو فریقین تسلیم کرتے ہین لاکن قسم ثالث اور رابع بیشک معرکہ آرا اور محط انظار ہے سو دلائل قسم ثالث کی تو مبحث مین تقلید شخصی کے آوینگے **فانتظر** اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو وضح ہوجاوے کہ شرک ہونی پر ایسی تقلید کے آیات قرانی اور احادیث نبوی بہت سی دال ہین اور بہت علمانے اون آیات اور احادیث سی شرک ہونا ایسی تقلید کا

لہ سمجھیے کہ مجتہد کی پیروی دو قسم کی ہے واجب اور حرام سو ایک تو یہہ ہے کہ باعتبار دلالت کے روایت کا اتباع ہوا وسکی تفصیل یہہ ہے کہ جو شخص قران اور حدیث کو نہین جانتا تو وہ بذات خود جستجوی مسائل اور استنباط کی طاقت نہین رکھتا سو اوسکا یہہ ہی وظیفہ ہے کہ کسی فقیہہ سی پوچھے کہ حضرت صلعم نے فلانی فلانی مسئلہ مین کیا حکم فرمایا ہے جب فقیہہ بتادی تو اوسکی پیروی کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہوا اوس سے استنباط کیا ہو یا منصوص پر قیاس کیا ہو یہہ سب صورتین حضرت صلعم کے روایت کیطرف رجوع کرتے ہین اگرچہ بطور دلالت کے ہے ہون اور ایسے تقلید کے صحت پر تمام امت کا ہر طبقہ مین اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتین اپنی اپنی شریعتون مین ایسے صورت پر متفق ہین اور اس تقلید کا نشان یہہ ہے کہ اوسکا عمل مجتہد کے قول پر مثال شرط کے ہے کہ سنت کی موافق ہو سو ہمیشہ جہانتک ہوسکی سنت کے تلاش مین رہے پھر جب ایسی حدیث صحیح کی کہ اوس قول کی مخالف ہو تو اوسکو چھوڑ کر

ثابت کیا ہے پس نقل کر دینا اقاویل اون علماء کا جنھین وہ آیات اور احادیث موجود ہین مستغنی ہے ذکر کرنی آیات
کیسی فاضل تو سنو کہ تفسیر نیشا پوری مین ضمن اس آیۃ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ کی مذکور ہے
کہ یہہ مراد نہین کہ یہود اور نصاری نی اپنے علماء اور درویشون کو خدا ٹھیرا لیا تہا بلکہ مراد یہہ ہے کہ اطاعت اونہون نی
اپنے علماء اور درویشون کی برخلاف حکم خدا اور رسول کے کی تہی عبارت تفسیر کو رکی بعینہ لکھی جاتی ہے اختلفوا فی معنی
اتخاذھم ایاھم ارباباً بعد الاتفاق علی انہ لیس المراد انہ جعلوھم الھۃ فقال اکثر المفسرین المراد انہم اطاعوھم فی اوامرھم ونواھیھم ونقل
عن عدی بن حاتم کان نصرانیاً فانتھی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقرء سورۃ براءۃ فلما وصل الی ھذہ الآیۃ قال عدی انا لسنا نعبدھم فقال
الیس تحرمون ما احل اللہ وتحلون ما حرم فقلت بلی فقال تلک عبادتھم قال الربیع قلت لابی العالیۃ کیف کانت الربوبیۃ فی بنی اسرائیل
فقال انہم ربجموا فی کتاب اللہ ما یخالف قول الاحبار والرھبان فکانوا یاخذون باقوالھم وما کانوا یقبلون حکم اللہ تعالی قال العلماء انما
یلزم تکفیر الفاسق بطاعۃ الشیطان خذلانا ما علیہ الخوارج لان الفاسق وان کان یقبل دعوۃ الشیطان الا انہ یلعنہ ویستخف بہ بخذلانہ اولیاءہ
الاتباع المعظمین قال الامام فخر الدین الرازی وقد شاھدت جماعۃ من مقلدۃ الفقہاء قرأت علیہم ایات کثیرۃ من کتاب اللہ فی مسائل کانت تلک الآیات
مخالفۃ لمذاھبہم فرأیتھم لم یقبلوا تلک الآیات ولم یلتفتوا الیھا کانھا لم تسمع فانظر فی ھذا العجب العجیب کیف یمکن العمل بظواھر تلک الآیات مع ان الروایۃ عن
سلفنا وردت بخلافھا فلو تاملت حق التامل وجدت ھذا الداء سایاً فی عرق الاکثرین انتہے فی التفسیر النیشا پوری وھکذا فی التفسیر الکبیر پس امام
فخر الدین رازی کی تقریر سی صاف واضح ہوا کہ اکثر مقلدین متعصبین مخالفت قرآن وحدیث کی کرتے رہے ہین بسبب غلبۂ تقلید کے
اور نیز ظاہر ہوا اونکی کلام سی کہ ایسی تقلید کہ مخالف قرآن وحدیث کی ہو وہ مذموم اور واجب الرد ہے اور متعصبین سات اٹھہ سو برس سے
چلے آتے ہین کہ باعث تعصب مذہبی کی ظاہر قرآن وحدیث پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے اونپر اور ایسے ہی مقلدین مصداق
اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ کے ہین اور جناب مولنا شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ جس کسی نے کہ اپنے امام کو
ایسا سمجھ لیا کہ اسکے شان سی خطا بعید ہے تو اس نظر سے اگرچہ کوئی دلیل خلاف قول اوس امام کی ملی تو بہی اوسکی تقلید کو نچھوڑے

لہ علماء مختلف ہین یہود اور نصاری کی اپنی علماء کو پروردگار ٹھہرانی کے معنون مین بعد اتفاق اسباتکی کہ وہ اپنی علماء کو خدا نہین کہتی تہے سو اکثر مفسرون نے
کہا ہے کہ وہ امر و نہی مین اپنے علماء ہی کا کہنا کرتے تہے عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ وہ حالت نصرانیت مین آنحضرت صلعم کی پاس آئے اور
آنحضرت صلعم سورہ براۃ پڑہ رہے تہے جب اس آیۃ تک پہونچی تو اونہون نے کہا ہمتو اپنے علماء کی بندگی نہین کرتے آپنے فرمایا کیا تم حرام نہین
ٹھہراتے جسی اللہ نے حلال کیا اور حلال نہین ٹھہراتے جسی حرام کیا اونہونے کہا یہہ تو ٹھیک ہے آپنے فرمایا یہی تو اونکی بندگی ہے ربیع نی کہا میںنے
ابو العالیہ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل کا علماء کو پروردگار ٹھہرانا کیونکر تہا اونہون نے کہا اکثر وہ کتاب اللہ مین وہ مسئلہ جو اونکی علماء کی مخالف ہوتا پاکر اپنے
علماء کی قول کو لیتے تہے اور حکم خدا چھوڑ دیتے تہے علماء نے کہا ہے کہ یہود اسکی نہین جو فاسق کی تکفیر اطاعت شیطان مین لازم نہین آتی بخلاف فرقہ
خوارج کے کہ فاسق اگرچہ شیطان کا کہا مانتا ہے مگر اوسکو برا کہتا ہے بخلاف ان اطاعت کرنے والون کی کہ اپنے معتقداون سی برسر تعظیم من
امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ مین ایک گروہ متقلدون کی سے ملا اور اونکی مذہب کی مخالف کچھ آیتین مینی اونکی رو بر پڑہین تو اونہونے اون آیتون کی طرف

تو وہ شخص دخل ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ مین چنانچہ عقد المجید مین ارشاد فرماتی ہین فمن یکون عالما یقلد رجلا من الفقہاء بعینہ یری انہ یمنع من مثل الخطأ وان ما قالہ ھو الصواب البتۃ وخرم فی قلبہ ان لا یترک تقلیدہ وان ظھر الدلیل علی خلافہ وذلک ما رواہ الترمذی عن عدی بن حاتم انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ قال انہم لم یکونوا یعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوا لھم شیئا استحلوہ واذا حرموا علیھم شیئا حرموہ انتہے اور شاہ صاحب ممدوح قدس سرہ حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتی ہین ومنھا تقلید غیر المعصوم ای غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی یثبت عصمتہ وحقیقتہ ان یجتھد واحد من علماء الامۃ فی مسئلۃ فیظن متبوعہ ان علی الصواب قطعا او غالبا فیرد ما ورد حدیثا صحیحا وھذا التقلید غیر ما اتفق علیہ الامۃ المرحومۃ فانھم اتفقوا علی جواز التقلید للمجتھدین مع العلم بان المجتھد یخطی ویصیب ومع الاستشراف لنص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسئلۃ والعزم علی انہ اذا ظھر حدیث صحیح خلاف ما قلد ترک التقلید واتبع الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ انہم لم یکونوا یعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوا لھم شیئا استحلوہ واذا حرموا علیھم شیئا حرموہ انتہے کلامہ اور مولنا جناب شاہ عبد العزیز نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکی تقلید اپنے اوپر لازم سمجھ لیوے اور باوجود مخالف معلوم ہو جانے حکم اوسکی کی ساتھہ حکم خدا کی اوسکا اتباع چھوڑ دے تو اوسنے بحکم آیۃ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے خدا کا شریک ٹھیرایا چنانچہ فتح العزیز مین تحت آیۃ فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون کے فرماتی ہین ورنجا باید دانست چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقا شرک وکفر ست اطاعت غیر او تعالی نیز بالاستقلال کفر ست ومعنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ او را

توجہ کی اور یہ لطیفہ قیدون کتی رہ گئی اور یہہ چیز انکی یون نہی کہ ان آیات مخالف مذہب پر پہلا کیونکر عمل ہو سکتا ہے اگر خوب غور کیا جاوے تو یہہ مرض اکثر لوگون مین پھیل رہا ہے ہو چکی عبارت مترجمہ اور بسطرح تفسیر کبیر مین ہے ۱۲ اور جو شخص ایمان ہوا اور فقہا مین سی کسی ایک کی تقلید کرے یہہ سمجھہ کر کہ ایسے شخص سے خطا مشکل ہے اور یہہ جو کہتا ہے یہہ ٹھیک ہے اور دلیل مین یہہ بات ٹھہرا کہی کہ اوسکی تقلید نچھوڑونگا اگرچہ اوسکی خلاف پر دلیل قایم ہو مصداق ہے اوسکا وہ حدیث ہی جو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا کہ مینی آنحضرت صلعم سی سنا کہ یہہ آیت پڑہتے تھے اتخذوا احبارھم الخ یہود اور نصارا نے اپنے عالمون اور درویشون کو پروردگار اللہ کو چھوڑ کر فرمایا کہ وہ لوگ اونکی بندگی نہین کرتے تھے پر اونکا حال یہہ تھا کہ جس چیز کو وہ نہین حلال بتا دیتے اوسکو حلال جانتے اور جسکو حلال بتا دیتے اوسکو کوئی چیز حرام بتا دیتے تو اوسی حرام جانتے ۱۲ اور اوسمین سے یہہ بھی غیر معصوم یعنی غیر نبی کے ہے جسکی عصمت ثابت ہو چکی اور صورت اس تقلید کی یہہ ہے کہ کسی مسئلہ مین کسی عالم کی پیروی کرے اور یہہ گمان کرے کہ وہ یقینی حق پر ہے یا بظن غالب اور اس تقلید کی وجہ سے حدیث صحیح کو رد کرے سو یہہ تقلید برا اوسکی ہے جسپر امت مرحومہ کے اتفاق کیا ہے کیونکہ اونہون نے اتفاق کیا ہے جواز تقلید مجتہدون پر مع یقین اسباتکی کہ مجتہد سے خطا اور صواب دونون مین اور مع ٹٹول حدیث آنحضرت صلعم کے اور قصد اسباتکی کہ جو وقت حدیث خلاف مذہب کے ظاہر ہو گی تو تقلید کو چھوڑ کر حدیث لونگا آنحضرت صلعم نے اس آیت کی معنی مین فرمایا کہ ٹھہرا یہود اور نصارا نے اپنے علما اور درویشونکو پروردگار اللہ کو چھوڑ کر کہ اونکی بندگی نہین کرتے تھے پر اونکا یہہ حال تھا کہ جسکو کوئی چیز حلال بتا دیتے تو حلال جانتے اور جسکو حرام بتا دیتے تو حرام جانتے ہو چکی عبارت مجتہد البالغہ کے

منع احکام مذہبہ رابقہ تقلید او در گردن انداز د و تقلید او را لازم شمارد و با وجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او بر ندارد
وانہیم فوعیت از اتخاذ انداد کہ در آیۃ کریمہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم کہ نوشتہ آن فرمودہ اند
انتہے اور مولانا اسمٰعیل صاحب نے وجہ بسط شرک ہونا ایسی تقلید کا بدلیل آیۃ اتخذوا احبارہم و رہبانہم الآیۃ
اور بدلیل حدیث نبوی کے جو کہ ترمذی نے عدے بن حاتم سے نقل کیے ہے ثابت کیا ہے اور یہی وجہ ہے جو کہ نے جناب مولف کی
مولوی اسمٰعیل صاحب پر تو سنو کہ مولانا اسمٰعیل تنویر العینین میں فرماتی ہیں ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین
مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصحیحۃ الدالۃ علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ ففیہ شائبۃ
من الشرک کما یدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم
اربابا من دون اللہ فقال انہم حللتم ما احلوا وحرمتم ما حرموا ولیس المراد بالتقلید التقلید فی العقائد علی ما ینطق بہ لفظ حللتم
وحرمتم فان التحلیل والتحریم انما یستعملان فی الافعال ولیس المراد بہ التقلید مطلقا والا لزم تکلیف کل عامی بالاجتہاد ولیس
المراد بہ رد النصوص وانکارہا فی مقابلۃ قول ائمتہم والا لم یکونوا نصاریٰ بل المراد ہو تاویل الدلائل الشرعیۃ الی قول ائمتہم فعلم
من ہذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبت علی خلافہ الدلائل من السنۃ والکتاب یاول الی قولہ شوب من النصرانیۃ
وبعض من الشرک والعجب من القوم لا یخافون من مثل ہذا الاتباع بل یحیفون تارکہ فما خوفہم الآیۃ فی جوابہم کیف فما اشرکتم ولا تخافون ان اشرکتم
باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون فتدبروا نصف ولا تکن من المتمرنین نعوذ باللہ ان نکون من المتعصبین
انتہی اور جناب قاضی ثناء اللہ نے بھی ایسی تقلید کو شرک کہا ہے اور اثبات اسکا آیۃ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم
الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ سے اور آیۃ اتخذوا احبارہم الآیہ سے اور حدیث عدی بن حاتم سے

لہ مجھی نہیں معلوم کہ کیونکر ہوا ہو گیا التزام پیروی کرنے ایک شخص معین کے کا باوجود قدرت رجوع طرف آیات و روایات کی جو منجانب صاحب معصوم منقول ہیں
صریح دلالت کرتے ہیں او پر خلاف قول امام کے پھر اگر مقلد قول امام کو نہیں چھوڑتا تو اسمیں آمیزش شرک کی ہے جناب کی دلالت کافی ہے سر
جسکو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے او ہمنے آنحضرت صلعم سے اس آیت کی معنی میں کہ ٹھہرا لیا ہے اور رد کیا ہے نے اپنے علماء اور درویشوں کو پروردگار
اللہ کو چھوڑ کر یوچھا تو فرمایا کہ حلال ٹھہرایا تمنی اونکی حلال ٹھہرائی ہوئی کو اور حرام ٹھہرایا تمنی اونکی حرام ٹھہرائی ہوئی کو نہیں مراد ہے تقلید سے تقلید وہ
جیسا کہ دلالت کرتا ہے اسپر لفظ حلال او حرام کا کیونکہ حلال ٹھہرانا اور حرام ٹھہرانا دونو افعال میں متعلق ہوتے ہیں او تقلید مطلق یعنی ارادہ نہیں ہے
او کبھی کا بھی اجتہاد پر مکلف ہو اور بقدر کار کرنا بھی مراد نہیں ہے امانو کی قول کی مقابلہ میں نہیں تو نصارا نہیں ہیں بلکہ مراد تاویل کرنا ہی دلائل شرعیہ کا
امانو کی تو اونکی فرمانبرداری سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ پیروی کرنی ایک شخص معین کے اسطرح کہ جو حدیث اوسکی قول پر اگر چہ اوسکا خلاف بھی ثابت ہو جاوے قرآن حدیث سے
تو اوسی تاویل کرلے اپنے جی سے یہ ایک آمیزش ہے نصرانیت کی اور حصہ سے شرک کا اور لوگ پر تعجب ہے کہ ایسے پیرو سے خود تو ڈرتے نہیں بلکہ جو ایسے
تقلید کو چھوڑے اوسپر زیادتی کرتے ہیں سو کیا یہ ٹھیک ہے یہ آیت اوسکی جواب میں اور کیونکر ڈروں میں اوس سے کہ شریک بناتے ہو تم اور نہیں ڈرتی
ہو تم یہ کہ شریک مقرر کرتے ہو تم اللہ کے ساتھ اوس چیز کو کہ نہیں اوتاری اللہ نے اوپر تمہارے اوپر دلیل کوئی تو فرق میں بہت لائق ہے جس سے ساتھ کہو اگر تم عالم ہو

قولہ فلا یخفی ما فی ہذا الخ
قولہ ہذا من کلام الخ
قولہ ہذا من کلام الخ

کیا ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں تحت آیۃ قل یا اھل الکتاب الخ کی بعد نقل کرنی حدیث عدی بن حاتم کے فرماتی ہیں ۵۱ من ھھنا یظھر انہ اذا صح عند احد حدیث مرفوع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالما عن المعارضۃ ولم یظھر لہ ناسخ وکان فتوی ابی حنیفۃ رحمہ اللہ مثلہ او خلافہ وقد ذھب علی وفق الحدیث احد من الائمۃ الاربعۃ یجب علیہ اتباع الحدیث الثابت ولا یمنعہ الجمود علی مذھبہ من ذلک لئلا یلزم اتخاذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ انتہی اسلئے ائمہ اربعہ نے ایسے ہی تقلید سے منع کیا ہے اور انکی اتباع نے اوصوفیہ اور محدثین نے اس تقلید کو گمراہی اور باعث غضب الٰہی قرار دیا ہے امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آیت قرآن یا کوئی حدیث یا قول کسی صحابی کا میرے قول کے مخالف تمکو معلوم ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو یعنی میرے تقلید مت کرو چنانچہ امام ۵۲ زندویستی نے روضۃ العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ کے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے انہ یعنی ابا حنیفۃ سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ انتہی اور مدخل میں بھی عبد بن المبارک سے نقل کرتی ہیں ۵۳ قال یعنی عبد اللہ بن المبارک سمعت ابا حنیفۃ یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نختار قولھم واذا جاء عن التابعین زاحمناھم انتہی کذا فی التفسیر المظہری **امام مالک** فرماتی ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اپنے قول سی اخوذ نہو اور وہ کلام اوسکا اوسپر مردود نہو سوائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے قول غیر صحیح بیکار کر دینا چاہئے چنانچہ **الیواقیت والجواہر** میں شیخ عبد الوہاب شعرانی فرماتی ہیں ۵۴ وکان الامام مالک رح یقول ما من احد الا وماخوذ من کلامہ ومردود علیہ ھو الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی **امام شافعی** فرماتی ہی کہ جب تمکو حدیث صحیح مخالف میری مذہب کے معلوم ہو تو اوس حدیث ہی کو میرا مذہب سمجھنا یعنے میرا مذہب اوس حدیث کے موافق ہے چھوڑ دینا چنانچہ اپنی نہایت میں امام الحرمین فرماتی ہیں ۵۵ ان یعنی الشافعی قال اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذھبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذھبی نقل

تامل اور انصاف کرو اور شک نکرو اللہ کی پناہ کہ ہوں میں ہٹ دھرموں سے ۵۲ کہہ کہ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہاری یہ کہ عبادت کریں ہم مگر اللہ کے اور نہ شریک لاویں اوسکی ساتھ کچھ اور نہ پکڑیں بعضی ہمارے بعضے کو پروردگار سوائے اللہ کے ۵۱ یہ سے کہا گیا کہ جو وقت کسی کے نزدیک حدیث مرفوع آنحضرت کی صحیح ہو جاوے اور معارض نہ ہی معلوم ہوئے اور نہ ظاہر ہو بواسطے اوسکے نسخ اور مثلاً امام ابوحنیفہ کا فتوا اوسکی خلاف ہو تو اور موافق اوس حدیث کی ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گیا ہو تو واجب ہے کہ اوس حدیث کی پیروی کرے اور اوس سے اوسی اوسکا مذہب جمنا مانع نہ پڑے نہیں تو بعضے کو بعض کا پروردگار پکڑنا لازم آجاوے انتہی ۵۲ امام ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کوئی مسئلہ کہیں اور قرآن اوسکی مخالف ہو تو جواب دیا کہ میرا قول قرآن کی مقابلہ میں چھوڑ دو پھر پوچھا گیا کہ اگر حدیث مخالف ہو تو جواب دیا کہ حدیث کی مقابلہ میں بھی میرا قول چھوڑ دو پھر پوچھا گیا کہ اگر اقوال صحابہ مخالف ہو تو میں جواب دیا کہ میرا قول صحابہ کے اقوال کے مقابلہ میں ہرگز چھوڑ دو ۵۳ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو کہتی سنا کہ جب آنحضرت صلعم سے روایت آوی تو سر انکھوں پر اور جب صحابہ سی روایت آوی تو اوسکو اختیار کرتے ہیں ہم اور جب تابعین سے آوی تو مناقشہ کرتی ہیں ہم ۵۴ اور امام مالک کہتی تھے کہ سوائے آنحضرت صلعم کے سب لوگ اپنے کلام میں خود ہوئی اور وہ کلام اونکا اونپر مردود ہوئی ۵۵ اور امام شافعی نے کہا ہے میرے مذہب کی

مولٰنا شاہ ولی اللہ فی عقد الجید ثم قال وقد صح منصوصا انہ قال اذا بلغکم عنی مذھب وصح عندکم خبر علی مخالفتہ فاعلموا ان مذھبی موجب الخبر انتہی امام احمد بن محمد بن حنبل فرماتے تھے کہ کسیکا کلام سول کے کلام کے معارض نہین ہوسکتا یعنے حدیث کی مقابل کسیکا قول پیش نکرنا چاہئے چنانچہ **یواقیت والجواہر** مین شعرانی فرماتے ہین وکان الامام احمد یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ انتہی خیر المحدثین ملا علی شرح مشکوۃ مین اس حدیث کی الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ الی آخرہ رواہ ابوداؤد **والدارمی** عن المقدام بن معدیکرب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین۔ کہ اس حدیث مین بڑی جھڑکی اور خفگی ہے جو کہ پیدا ہوئی ہے غضب عظیم سی اوس شخص پر جو حدیث کو ترک کرے اس نظر پر کہ قرآن ہمکو کافی ہے اب حدیث کی کچھ حاجت نہین پھر کیا حال اوس شخص کا جو کہ حدیث کو اپنے مذہب کے رعایت سے ترک کرے چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتی ہین فی ھذا الحدیث توبیخ وتقریع بشناء من غضب عظیم علی من ترک السنۃ وما عمل بالحدیث استغناء عنھا بالکتاب فکیف بمن رجح الرأی علی الحدیث واذا سمع حدیثا من الاحادیث الصحیحۃ قال لا علی ان اعمل بھا فان لی مذھبا اتبعہ انتہی شیخ الصوفیہ محی الدین ابن **العربی** فرماتے ہین کہ جسنے حدیث کی مقابل مین قول کسی امام مجتہد کا یا کسی پیشوا کا پکڑ رکھا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہوگیا اور نکل گیا اللہ کے دین سے چنانچہ فتوحات مکیہ مین ارشاد کرتے ہین اذا صح الحدیث وعارضہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث ویترک قول ذلک الامام والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترک ابتداء وخبر بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا بعیدا وخرج عن دین اللہ انتہی شیخ المشایخ محبوب سبحانی قطب ربانی

مخالف حدیث صحیح پہونچ جاوے تو اوسکی پیروی کرو اور جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے اس قول کو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نی عقد الجید مین نقل کرکی کہا ہے اور اسی طرح یہہ بات صحت کو پہونچگئی ہے کہ امام شافعی رح کہتے تھے کہ جب تمہین میرے مذہب کا کوئی مسئلہ پہونچی اور حدیث اوسکی مخالف ہو تو موافق حدیث کی ہے میرا مذہب جان رکھو ۱ اور امام احمد رح کہتے تھے کہ اللہ اور رسول کی مقابل مین کیسکو مجال بات کی نہین تو میرے پیروی کرو اور نہ مالک اور نہ اوزاعی اور نہ نخعی وغیرہ کی اور وہان سے احکام شریعت لی جہان سے اونہون نے لئے ہین یعنے کتاب اور سنت سے ۲ خبردار ہوے لوگون مین قرآن دیا گیا ہوا اور اوسکی ساتھ اوس جیسے اور چیز خبردار ہو تھوڑی دن جاتے ہین کہ پیٹ بھرے لوگ تخت بیٹھکر کہینگے کہ قرآن کو مضبوط پکڑو اور جو اوسمین حلال پاؤ حلال جانو اور جو حرام پاؤ سو حرام جانو آخر اون لفظون تک جنہین روایت کیا ابوداؤد اور دارمی نے مقدام بن معدیکرب سے ۳ اس حدیث مین نہایت جھڑکے ہے تارک سنت پر جو قرآن کو کافی جانکر حدیث کو خیال مین نہ لاوے سو کیا حال اوسکا جو علانیہ دیکھے کسی حدیث پر اور جب کوئی حدیث سنے تو کہدے کہ مجھی حدیث سی کیا کام مین تو اپنے مذہب کا پابند ہون ۴ جو وقت حدیث صحیح ہوجاوے اور کسی فقیہ یا امام کا قول اوسکی معارض پڑے تو حدیث ہی پہرنا چاہئی بلکہ وہ فقیہ اور امام کا قول چھوڑدی پھر کہا وہین ابن عربی نے نہین جائز ہے جوڑنا آیۃ اور حدیث کا کسی فقیہ یا امام کے قول کے مقابلہ مین اور جس نے ایسا کیا وہ بڑا گمراہ ہوا اور اللہ کے دین سے نکل گیا

محی الدین عبد القادر جیلانی نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ فکر کر کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں اور فریب مت کھا
کسی قول ضعیف یا قوی سی یعنی حدیث کی مقابل اور مخالف کسیکا قول مت مانو **دارکی** شافعی سی مروی ہے کہ جب کوئی اونکی
سامنی حدیث کی مقابل کسیکا قول پیش کرتا تو فرماتے کہ تجھے ہلاکت یہہ حدیث ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ خطیب
بغدادی نے سند صحیح سے نقل کیا ہے ان الدارکی من الشافعیۃ کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذھب الشافعی و ابی حنیفۃ فیقال
لہ ھذا یخالف قولھما فیقول ویلکم حدیث فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا انتہی نقلہ فی عقد الجید و
قاضی شمس الدین ابن خلکان نے یون نقل کیا ہے وکان ای الدارکی اذا جاءتہ مسئلۃ تفکر طویلا ثم یفتی فیھا
وربما افتی علی خلاف مذھب الامامین الشافعی و ابی حنیفۃ رضی اللہ عنھما فیقال لہ فی ذلک فیقول وجدت
حدیث فلان عن فلان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا وکذا انتہی۔ امام مجتہد العصر شیخ عز الدین ابن عبد السلام کہا کرتے تھے
بڑا تعجب ہے کہ فقہا مقلدین اپنے اماموں کی ضعیف بات پر وقوف ہوکر یہ ایسے جسم جانتے ہیں کہ اگر کسی دوسرے امام کا قول موافق
کتاب اللہ اور حدیث کی اونکی آگے پیش کیا جاتا ہے تو ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ اسباب اللہ اور حدیث کی دفع کرنیکی لیے
حیلہ سازیاں کرتی ہیں اور تاویلیں باطلہ پیش لاتی ہیں جیسا کہ علامہ ابن الدین عقد الجید میں نقل کرتے ہیں
قال یعنی ابن عبد السلام ومن اعجب العجائب ان الفقھاء المقلدین یقف احدھم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا
یجد لضعفہ مدفعا وھو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شھد لہ الکتاب والسنۃ ویتاولھما بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ
انتہی حافظ الفقہ والحدیث **عبد الرحمن بن اسمٰعیل ابو شامہ** ان فقہا مقلدین کی طرفسی جو احادیث سی مستغنی ہوکر
جزئیات پر مذہبہ اور قضیہ کے کتفا کر رہے ہیں اور حدیث کو بہت مشکل جانکر وہی عبارات جو سابق میں نقل کر کے ابھی حوالہ
دیا گیا ہے پیش کرتے ہیں افسوس اور تحسر کیا کرتے اور اونکی جہل پر واویلہ کرتی چنانچہ کتاب **المؤمل** میں فرماتی ہیں
وقد حرم الفقھاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والآثار والبحث عن فقھھا ومعانیھا ومطالعۃ الکتب المنفسۃ المصنفۃ

---

۱ دارکی شافعی اکثر امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کی مذہبکے مخالف فتوا دیتی اور کوئی کہتا کہ تجھ اون دونوکی قول کی مخالف ہے تو کہتی تیرا
برا ہو ہمارا جواب میں فلانی نی آنحضرت صلعم سے حدیث نقل کی ہے ۲ دارکی کا یہہ حال تہا کہ جب اونکی پاس کوئی مسئلہ آتا تو خوب فکر کرتے
اور پھر فتوا دیتے اور اکثر امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے مخالف فتوا اپڑتا جو اون سے اسباب میں کہا جاتا تو کہتے جو خوش اس مسئلہ میں
فلان فلان راوی نے حدیث روایت کی ہے ۳ ابن عبد السلام نے کہا کہ بڑا تعجب ہے کہ مقلد فقیہہ لوگ اپنے امام کی
ایسی ضعیف بات پر وقوف ہوجاتے ہیں کہ جسکے کوئی توجیہہ نہیں کر سکتے اور پھر اسمیں اپنے امام کی پیروی کرتے جاتے ہیں اور جسکے
مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صریح ثابت دیتی ہیں اوسکو اپنے امام کی تقلید پر جمع کر چھوڑ دیتے ہیں اور قرآن اور حدیث میں
طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں ۴ بلاشک ہمارے زمانہ میں فقہا نے حدیث اور آثار کے کتابون کو دیکھنا اور
اونکی شرحون کا مطالعہ کرنا اور معانے سمجھنا حرام ٹھہرا رکھا ہے۔

وشرحها وغيرها بل افنوا زمانهم وعمرهم في النظر في اقوال من سبقهم من متاخري الفقهاء وتركوا النظر في نصوص نبيهم المعصوم من الخطاء صلى الله عليه وسلم واثار الصحابة الذين شهدوا الوحي وعاينوا المصطفى صلى الله عليه وسلم وفهموا بفضل الشريعة فلاجرم حرم هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدين على الاباء وقد كانت العلماء في الصدر الاول معذورين في تركه لما لم يقفوا عليه من الحديث لكون الاحاديث لم تكن حينئذ فيما بينهم مدونة اما كانت تلقى من افواه العلماء وهم يتفرقون في البلدان فاذا ذلك العذر ولله الحمد بجمع الاحاديث المجتمع بها في كتب بوبوها وقسموها وسهلوا الطريق اليها وبينوا ضعيفها كثيرها صحيحها وتكلموا في علل الرجال فجرحوا المجروح منهم وفي علل الاحاديث ولم يدعوا للمستعلم ما يتعلل به فسروا القران وتكلموا في غريبه فقهوا كل ما يتعلق بهما في مصنفات عديدة جليلة والالات متهيات لذي طلب صادق وذكاء وفطانة وكذا اللغة وصناعة العربية كل ذلك فقد حرره اهله وحققوه فالتوصل الى الاجتهاد بعد الجمع النظر في الكتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ والفهم ومعرفة اللسان اسهل منه قبل ذلك انتهى علي النبتي ايک فقيه کو کہتے ہيں کہ اے بيٹے بجيو اس بات سي کہ حديث کي مخالف ہو کر رہے پر عمل کري اور يہ کہے تو کہ يہہ ميرے امام کا مذہب ہے اماموں نے تو صاف کہديا ہے کہ جبکہ ہمارا قول مخالف ہوں احاديث کي تو ہماري قولونکو چھوڑ دو تو اگر تجکو امام ہي کي تقليد منظور ہے تو اس قول کو کيوں نہيں مانتا اور دليل يعني اوس حديث کو جو متيقن ہے عمل کيوں نہيں کرتا جيسا کہ امام کي قول پر اس احتمال سي کہ امام کو کوئي دليل معلوم ہوگي تجکو اوسپر اطلاع نہيں عمل کرتا ہے چنانچہ شيخ شعراني مناقب الانوار القدسيہ ميں فرماتي ہيں وسمعت سيدي علي النبتي يقول لفقيه يأتي يأخذ ان تعمل برأي رأيته مخالفا للحديث الصحيح في الاعتقاد وتقول هذا مذهب امامي فان الائمة كلهم تبرؤا من اقوالهم اذا خالفت صريح السنة وانت مقلد لاحدهم بلا شك فما لك لا تقلدهم في هذا القول وتعمل بالدليل كما تعمل بقول امامك الاحتمال ان يكون له دليل لم تطلع انت عليه انتهى علامہ اکمل صناعنا فلا امام علائي سي فرماتي ہيں کہ جبکہ کسي مقلد کو دوسرا مذہب موافق حديث کي معلوم ہو اور اپنا مذہب مخالف حديث کي تو اوس مقلد کو چاہيے کہ اپني مذہب سي انتقال کرے طرف اوس مذہب کے جو موافق

بلکہ اپنے ساري عمر متاخر فقہا کي قولونکي ديکھني ميں کھوتي ہيں اور شبے معصوم کي اقوال اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضرت کو ديکھا اور کما حقہ شريعت کو سمجھا اونکي آثار کو چھوڑ رکھا ہے ضرور يہہ لوگ تبہ اجتہاد سي محروم رہ کر اپني بڑون کي مقلد رہي اور اگلي علما مخفي حديثون کے عمل نکرني ميں معذور ہيں کہ اوس زمانہ ميں حديثيں مجتمع نہ تہيں بلکہ حديثيں تو لوگون کي سينہ سي سني جاتيں تہيں اور لوگ جا بجا تہے الحمد کا شکر ہے کہ اب يہہ عذر جاتا رہا بسبب اسکے کہ اب حديثيں جمع ہوگئيں اور وسائل کي اب مقرر ہوگئي اور قوي ضعيف حديث اور اچھي بري راويکا حال بيان ہوگيا اور قران کي تفسيريں ہوگئيں اور قران و حديث و دونون کي مشکلات اکثر کتابون ميں بيان ہوگئي اور سمجھہ دار کي لئي ہر طرح کا سامان موجد ہوگيا اور اسيطرح لغت والون نے علم لغت کو اور عربي دان لوگون نے علم عربيت کو جہاں تک ہو سکا بعد ان کتابون کے بني کي اور اونکي ديکھني کي اجتہاد کا رتبہ حاصل ہونا سہل ہوگيا بہ نسبت اگلي عہد کے جبکہ اوسکو حفظ اور سمجھہ بہت چاہيے تہا انتہي علي النبتي سي سنا کہ وہ فقيہ کي حق ميں کہتے ہيں اي اوسکے جو کہ مخالف حديث کي جو تجھے ہاتھہ آوے اوسپر تو عمل کري کہے کہ يہہ ميرے امام کا مذہب ہے کيونکہ سارے امام سے

حدیث کی ہو چنانچہ تقریر میں فرماتی ہیں وذکر الامام العلائی انہ یرجح القول بالانتقال فی صورتین احدھما اذا کان مذھب غیر امامہ یقتضی تشدیدا علیہ اخذا بالاحتیاط والثانیۃ اذا رای خلاف مذھب امامہ دلیلا من حدیث صحیح ولم یجد فی مذھب امامہ جوابا قویا ولا معارضا ارجح علیہ اذ لا وجہ لھجر الحدیث الصحیح محافظۃ علی مذھب لم یلتزمہ قلت ھذا موافق لما نص علیہ احمد والقدوری الحنفی ومشی علیہ ابن الصلاح وغیرہ انتہے نقل کیا اسکو **فاضل قندھاری** نے اور کہا ہے کہ دوسرے صورتوں میں انتقال کرنا واجب ہے چنانچہ مقتنم میں فرماتی ہیں اقول یجب الفرق بین الصورتین بان الانتقال فی الاولی احتیاط وفی الثانی واجب کما ھو ظاھر کلام العلائی انتہے اسوۃ المحققین زبدۃ المحدثین حافظ ابو محمد ابن حزم نے بھی قسم کی تقلید کو حرام فرمایا ہے اور حرمت اسکی دلائل سے ثابت کی ہے چنانچہ نبذ **الکافیہ** میں فرماتی ہیں التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برھان لقولہ تعالیٰ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقولہ تعالیٰ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰبائنا وقال تعالیٰ ما دحا لمن لم یقلد فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولو الالباب وقال تعالیٰ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاٰخر فلم یبح اللہ تعالیٰ الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنۃ وقد صح اجماع الصحابۃ کلھم اولھم عن اٰخرھم واجماع التابعین اولھم عن اٰخرھم واجماع تابعی التابعین

قولوں سے بیزار ہیں جو صریح حدیث کی مخالف پڑیں اور تو خواہ مخواہ اونمیں سے کسی ایک کا پیرو ہی پھر تجکو کیا ہو گیا کہ تو اس قول میں اونکی پیروی نہیں کرتا اور اس دلیل پر جو تجھی لگتی ہے کیوں نہیں عمل کرتا جسطرح اونکی قول پر عمل کرتا تھا اور اوسکی کوئی دلیل گو مخفی ہو قرار دیتا تھا ۵ امام علائی نے ذکر کیا کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں ہونیکا قول دو صورتوں میں ترجیح دیا جاتا ہے ایک تو جب اوسکی امام کے سوا کسی قول تکلیف آمیز ہو اور دوسرے مخالف مذہب کے جب کوئی حدیث صحیح ملجائے اور اوسکی مذہب میں جواب قوی نہ پایا جاوے کیونکہ اوسکی گنجائش مذہب کے جھکانے سے خود التزام کر رکھا ہے حدیث صحیح کے چھوڑنیکی کوئی وجہ نہیں میں کہتا ہوں کہ یہ قول موافق مقولہ احمد اور قدوری حنفی کے ہے اور ابن صلاح وغیرہ علما کا یہی مشہور ہے ۵ میں کہتا ہوں کہ وجہ ہے فرق کرنا دونوں صورتوں میں اسطرح کہ پہلی صورت میں انتقال مذہب سے ہٹنا ہے اور دوسری صورتمیں واجب ہے چنانچہ ظاہر کلام علائی یہی ہے ۵ تقلید حرام ہے اور کسیکو حلال نہیں ہے کہ سوائے رسول اللہ صلعم کے کسیکے قول کو بلا دلیل لیوے بدلیل اس آیۃ کی جلو اوسی پر جو اوترا تمکو تمہارے رب سے اور نہ جلو اوسکی سوا اور خیرخواہوں کی پیچھے بدلیل اس آیۃ کے اور جو اونکو کہیں جلو اوسپر جو اوتارا اللہ نے کہیں نہیں بلکہ چلینگے ہم جسپر دیکھا ہمنے اپنے بڑونکو اور اللہ تعالیٰ اوسکی رد میں جو تقلید کرے فرماتا ہے کہ تو خوش سنا میرے بندونکو جو سنتے ہیں بات اور پھر چلتے ہیں اوسکی نیک پر وہیں جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہیں عقلوالے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پھر اگر جھگڑ پڑو تم کسی چیز میں تو اوسکو رجوع کرو اللہ اور رسول کیطرف اگر تم یقین رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اللہ تعالیٰ نے جھگڑے کے وقت رجوع سوا قرآن حدیث کے طرف جائز نہیں کیا اور اسی سے جھگڑے کی وقت کسی قائل کی قول کیطرف رجوع کرنا حرام ہو گیا جسلئے کہ وہ قرآن اور حدیث سی مغایر ہے اور بیشک تمام صحابہ کا اجماع کسی

اولہم عن اٰخرہم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد منہم الی قول انسان منہم ومن قبلہم فیاخذ کلہ فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفۃ
او جمیع اقوال مالک او جمیع اقوال الشافعی او جمیع اقوال احمد ولا یترک شیئا من اقوال من اتبع منہم الی قول غیرہم ولم یعتمد
علی ما جاء فی القرآن والسنۃ غیر صارف ذلک الی قول انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ اولہا عن اٰخرہا بیقین لا اشکال فیہ انتہی الفصد
سلفا ولا اماما فی جمیع الاعصار المحمودۃ الثلثۃ وقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ھذہ المنزلۃ انتہی علی فی عقد الجید اور وجہ محمول ہونی اس کلام کے
تقلید بعض نصوص پر ظاہر ہے اسلئے کہ مطلق تقلید کو جو کہ وقت لاعلمی کے کیجاوے اور اوسمین مخالفت احادیث کی نہو کوئی ممنوع
یا شرک نہین کہتا اسید وسطی جناب حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اس کلام کو ابن حزم کی نقل کر کر فرماتی ہین کہ یہہ کلام ابن حزم کا
اوسی شخص کے حقمین ہے جو قرآن اور حدیث کی استنباط سے بہاگی اور ایک مسئلہ بہی حدیث سی استنباط نکرے اور نہ کسی اہل حق کو
کرنے دے یا اوسکے حق مین ہے جسکو کوئی حدیث مخالف مذہب اپنے کیجاوے اور وہ منسوخ بہی نہین پہر وہ شخص امام کی اتباع کو
نہین چہوڑتا اور حدیث کو ہرگز ہرگز نہین قبول کرتا تو یہہ خصلت ہی منافقون کی اور حمقوں کی چنانچہ عقد الجید مین بعد نقل کرنے
کلام ابن حزم کے فرماتے ہین انما یتم یعنی کلام ابن حزم فیمن لم یصل بہ من الاجتہاد ولو فی مسئلۃ واحدۃ وفیمن ظہر
علیہ ظہورا بینا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بکذا او نہی عن کذا وانہ لیس بمنسوخ اما بان یتتبع الاحادیث واقوال المخالف
والموافق فی المسئلۃ فلا یجد بہا منسوخا او بان یری جماعۃ غیر من التمہر فی العلم ینہبون الیہ یری المخالف لا یحتج الا بقیاس او استنباط او
نحو ذلک فیخبر لاسبب لمخالفۃ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا نفاق خفی او جہل جلی وہذا ہو الذی اشار الیہ الشیخ عز الدین بن عبد السلام حیث قال ومن عجب العجاب ان الفقہاء المقلدین
اول سی آخر تک اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اور تبع تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اس تقلید سی باز کہنی پر اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا
کہ کوئی شخص اپنے مین ہے کسے انسان کے قول یا اپنے سے پہلے کے قول کیطرف قصد کرے پہر وہ تمام قولونکو یعنی جو شخص نے امام ابو حنیفہ کی سارے
قول یا امام مالک کی سارے قول یا امام شافعی کے سارے قول یا امام احمد کی سارے قول لی اور اونمین سے یا اوسی علاوہ اپنے معتمد اکا قول چہوڑ کر غیر کا قول نہین
لیتا اور جو قرآن اور حدیث مین آیا ہے اوسپر اعتماد نہین کرتا جب تک کہ اوسی کسی انسان معین کے قول سی موافق نہ کرلے تو وہ خوب سمجہ لی
کہ اوسنی تمام امت اول سی آخر تک کا یقینا خلاف کیا اسمین کوئی شبہ نہین ہی اور وہ اپنے وسطی تمام زمانون ثلثہ محمودین نہ کوئی سی مشوا
یا پیگا نہ امام سو اوسنی بے شک موصوف سی الگ راہ اختیار کی اس درجہ حذاکی پناہ، یہہ ابن حزم کا قول اوس شخص کی حق مین
پورا ہوتا ہے جسکو کچہہ اجتہاد حاصل ہے اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین ہو اور اوسکی حق مین جسپر خوب ظاہر ہو جاوے کہ نبی صلعم نے یہہ امر فرمایا ہے اور اس
امر سی منع کیا ہے اور یہہ منسوخ نہین ہے یا تو احادیث کی متعدد مسائل مین مخالف اور موافق اقوال کی تلاش سے ظاہر ہو جاوے کہ اوسکا
نسخ کہین نہ دیکہی یا اس طور کہ متبحر علماء کی گروہ کثیر کو دیکہتا ہے کہ سب نے یہہ اختیار کر رکہا ہے اور اوسکی مخالف دیکہتا ہے کہ وہ صرف قیاس
یا استنباط وغیرہ سے ہے حجت لاتا ہے اس صورت مین نبی صلعم کی مخالفت کا کوئی سبب نہین بجز پوشیدہ نفاق یا
ظاہر حماقت کے اور یہہ وہ ہے مضمون ہے کہ شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے جد ہر اشارہ کیا ہے کیونکہ کہا ہی
کہ بڑا ہی عجب ہے کہ بعضے مقلد فقہا اپنے امام کے ایسے ضعیف باتپر

یقف احدهم علی ضعف ماخذ امامه بحیث لایجد لضعفه مدفعا وهو مع ذلك یقلده فیه ویترك من شهد له الكتاب والسنة والاقیسة الصحیحة لمذهبهم جمودا علی تقلید امامه بل یتحیل لرفع ظاهر الكتاب والسنة ویتاولها بالتاویلات البعیدة الباطلة انتہی فی عقد الجید اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایک جگہہ یہہ فرماتی ہین کہ فقہا کی تفریعات کو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلعم پر عرض کرکے جو موافق قرآن اور حدیث کی دیکھو اوسکو قبول کرو اور جو مخالف قرآن اور حدیث کی ہو وہ متاع بازار دیکھو ہے اوسکو اوہنین کی ریش پر دے مارو اور ایسے فقہا متقشفہ سے جنہون نے تقلید کو دست آویز بنا کر قرآن و حدیث سے روگردانی اور متابعت کو ترک کر دیا ہی التفات مت کرو اور اونسے دور رہنے مین خدا کی قربت سمجھو چنانچہ رسالہ وصیتہ اور نصیحتہ مین فرماتی ہین دوراً یما تقریرات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض کردن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بد بر شیر خاوند دادن است پھر جو از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا را کہ تقلید عالمی را سبب آویزساختہ متابعت کتاب وسنت را ترک کردہ نہ شنیدن وبدشیان التفات نکردن وقربت خدا جستن مبدری اینہا انتہے اور عقد الجید مین فرماتی ہین جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنے ذمہ پر لازم سمجھ کر التزام کرلے اور اوس امام کو ایسا سمجھے کہ وہ خطا سے پاک ہے اور اسی جہت سی کوئی حدیث صحیح مخالف قول اپنے امام کے دیکھکر حدیث کو قبول نکرے تو یہہ عقیدہ اوسکا فاسد اور یہہ قول اوسکا کھوٹا ہے کوئی اوسکا گواہ نہین نہ عقل سی اور نہ نقل سے اور ایسے ہی شخص کے حقمین یہہ آیت وارد ہے انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثارھم مقتدون اور پہلی دونون مین جو فساد ہوا ہے تو اسی عقیدہ سی ہوا ہے چنانچہ عقد الجید مین فرماتی ہین والوجہ الثانی ان یظن بفقیہہ انہ بلغ الغایۃ القصوی فلا یمکن ان یخطیٔ فیھما بلغہ حدیث صحیح صریح یخالف مقالہ لم یترکہ او ظن انہ لما قلدہ کلفہ اللہ بمقالہ وکان کالسفیہ المحجور علیہ فان بلغہ حدیث واستیقن بصحتہ لم یقبلہ لکون ذمتہ مشغولۃ بالتقلید فھذا اعتقاد فاسد وقول کاسد لیس لہ شاھد من النقل والعقل وما کان لاحد من القرون السابقۃ یفعل ذلک وقد کذب فی ظنہ من لیس بمعصوم من الخطاء معصوما حقیقۃ او معصوما فی حق العمل بقولہ

وقف ہوتی ہین کہ اوسکی ضعف کی دفع کی کوئی صورت نہین ملتی اور وہ پھر بھی اوس مسئلہ مین اوسکی تقلید کئی جاتی ہین اور جنکی مذہب کی کتاب اور سنت اور صحیح قیاس شہادت دیتی ہین اوسکو اپنے امام کی تقلید پر جم کر چھوڑ دیتی ہین بلکہ ظاہر کتاب اور سنت کی دفع کرنی کی لئی حیلہ سوچتی ہین اور اونکی دور از کار اور چھوٹی تاویلین گھڑتی ہین ہو چکی عبارت عقد الجید کی ۵۱ بی شک پایا ہمنے اپنے بڑونکو ایک راہ پر اور ہم اونکی قدمونکی نشانون پر آرستہ پائی والی ہین ۵۲ اور دوسرے قسم یہہ ہے کہ کسی فقیہہ کی حق مین یہہ گمان کرے کہ یہہ نہایت کی درجہ کو پہونچ گیا ہے سو ممکن نہین کہ یہہ خطا کرے پھر جب اوس مقلد کو صحیح صریح ایسے حدیث کی کہ فقیہہ کی قول کی خلاف ہو تو قول کو نچھوڑے یا یہہ خیال کرے کہ جب مین اسکا مقلد ہو گیا تو میری حق مین اللہ کا حکم یہی کا قول ہے اور یہہ مقلد ایسا ہے جیسا بیوقوف ممنوع التصرف پھر اگر اوسکو حدیث صحیح کا یقین بھی کرے تو بھی نمانی اور اپنا ذمہ تقلید ہی مین لگا ہوا جانے سو یہہ اعتقاد فاسد اور کہوٹی بات اوسکا کوئی شاہد نہین ہی نہ نقل نہ عقل اور طبقات سابقہ مین کوئی نہ تھا کہ ایسا کرے اور اپنی گمان کاذب مین خطا سے غیر معصوم

وفی ظنہ ان اللہ تعالٰی کلفہ بقولہ وان ذمتہ مشغولۃ بتقلیدہ وفی مثلہ نزل قولہ تعالی واناعلی اثارہم مقتدون وھل کان تحریف ائمۃ الملل السابقۃ الا من ھذا الوجہ انتہے تراب غور کرو کہ ایسی تقلید کو کتنی بڑے اکابر نے شرک کہا ہے اور کتنوں نے اسکی مذمت کی ہے پس اگر جناب مؤلف ایسے تقلید کی شرک کہنی والو کو جاہل جانتی ہیں تو بہر عالم کون ہوگا اور معلوم نہیں کہ جناب مولف اپنے دلیل کیا رکھتے ہیں تو مجرد قول حسبین اتنے اکابر پر جہل کا دعوے کیا ہے کسطرح سنا جاسکے اور جو کہ مولف فی اس دعوی پر آیات اور حدیث اور بزعم خود اجماع کو نقل کیا الخ مطلق تقلید وقت لاعلمی کے ثابت ہوتی ہے نہ یہہ تقلید جسکا شرک ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت کیا گیا ہے فافہم **قال** اور دوسرے بات اس اجماع مذکور سے یہہ بھی نکلی کہ باطل ہے یہہ قول دانونکا بھی کہتے ہیں اللہ تعالٰی نے نہیں حکم کیا ہمکو ابوحنیفہ کے اتباع کرنیکا اور نہ کسیکا بلکہ ارشاد کیا ہے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنیکا **اقول** قائل اس قول کے ایک جناب **شاہ ولی اللہ** صاحب ہیں عبارت رسالہ **قول سدید** میں فرماتی ہیں اعلم انہ لم یکلف اللہ تعالٰی احدا من عبادہ بان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ سیدنا محمدا صلے اللہ علیہ وسلم انتہی اور ایک ملا علی قاری ہیں چنانچہ شرح عین العلم میں فرماتی ہیں ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالٰی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفہم ان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا علماء ان کانوا جہلاء انتہے اور شیخ ابن الہمام حنفی نے اور علامہ ابن امیر حاج نے اور علامہ سید بادشاہ نے اور شیخ ابن الحاجب نے اور قاضی عضد اللہ نے اور صاحب مسلم محب اللہ بہاری نے اور مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی نے اور صاحب معتمد فاضل قندھاری نے اور بہت سی علما خلف اور سلف نے یہہ کہا ہے کہ اللہ تعالٰی نے کسیکو حکم نہیں کیا کہ ایک ہی امام کی ائمہ مجتہدین میں سے تقلید کرے جیسا کہ مبحث تقلید شخصی میں عنقریب سمجھے کلاموں کو نقل کیا جاوے گا تو غرض سبکی یہی ہے کہ اللہ تعالٰی نے کسیکی تخصیص نہیں کردے بلکہ عموما اہل فن کو حق کا اتباع ناوقت پر واجب کیا ہی اور یہہ دعوے اون حضرات کا بدیہی ہے اور ابطال خطا کا اوس سی ہوتی تقلید شخصی میں کیا جائیگا یہہ معلوم نہیں کہ جناب مولف کس دلیل سے ان سب حضرات کو نادان کہتی ہیں **قال** اور نام کہتی ہیں اپنی فرقہ محمدیہ جیسکہ نام سے کہتے ہیں معتزلہ اپنا اہل توحید **اقول** یہہ ایک اور جھوٹ ہی مولوی اسمٰعیل صاحب پر اسلیئے کہ اونہوں نے **ایضاح الحق** میں ہدایت کی ہے کہ اپنا شعار محمدیہ خالصہ مقرر کرلینا چاہیے چنانچہ عنقریب کلام تمام اونکا نقل کیا

حقیقی معصوم یا اوسکی قول پر عمل کرنیمیں معصوم ٹھہرلیا ہی اور اوسکی گمان میں یہہ ہے کہ اللہ کا حکم اوسی کا قول ہے اور اوسکا ذمہ اوسی تقلید میں لگا ہوا ہے ایسے ہی کے حق میں یہہ آیہ اوتری ہی افرءیت من اتخذ الٰہہ ہواہ اور کیا عمل سابقہ کی تحریفات اسی وجہ کے نہیں تھیں ۱۲ جانے کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سی کسیکو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونی کی تکلیف نہیں دی بلکہ اوپر واجب کیا ہے کہ جو احکام کو آنحضرت صلعم لائے ہیں اوپر ایمان لاوین ۱۲ یہہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالٰی نے کسیکو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونی کی تکلیف نہیں دی بلکہ یہ تکلیف دی ہے کہ حدیث پر عمل کرین اگر عالم ہین اور اگر انجان ہین تو علما کے پیرو ہوے کرین

جاویگا تو افسوس ہے کہ مولوی اسمٰعیل کی سعی سے اللہ تعالےٰ نے ایک عالم کو راہ راست پر کر دیا معتزلی ہوں اور جناب مؤلف سنتے فالی اللہ المشتکے تو جواب اسکا لایق جناب مؤلف کے تو یہی تہا کہ اونکا بہی کوئی ایسا لقب مین کرکر اوسکو ثابت کرتے لاکن سب وشتم سنکر خاموش رہتا اور صبر کرنا طریق اہل اللہ کا ہے رزقنا اللہ اقتفا اثرھم قال اللہ تعالےٰ فاصبر کما صبر اولوا العزم وقال تعالےٰ فاصبر علی ما یقولون واھجرھم ھجرا جمیلا ۵ **قال** اور تیسری بات اس اجماع سی یہ نکلی کہ ثابت ہوئی تقلید بطریق تعین یعنے مذہب معین کے اور باعث ہوئے تقلید بطریق عدم تعین کی ایسپر ثبوت تقلید کا بطریق تعین کے بس اس سبب سے کہ جب منعقد ہوا اجماع اہل سنت وجماعت کا اوراجماع ائمہ اربعہ کا اوپر عمل کرنے اوس عمل کے کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ثابت ہوئی اون دونو اجماعونسے تقلید مذہب معین اسلیئے کہ یہہ ایک فرد ہے افراد اون دونو اجماعونکے سے **اقول** یہہ ایک اور جہوٹ ہے مولوی اسمٰعیل پر کیونکہ اونہون نی اس تقلید کو بدعت اور شعبہ رفض کا کہا ہے چنانچہ عنقریب کلام اونکا اویگا اور حق بہی یہی ہے کہ وجوب پر تقلید مذہب معین کی کوئی دلیل شرعی کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے نہین اور نہ کوئی نقل کسی مجتہد یا فقیہ متقدم معتمد علیہ سے اور ظاہر ہے کہ جناب مؤلف نی بہی کوئی دلیل شرعی نہین لکہی مگر یہی کہ جبکہ چار مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی بہی ثابت ہوگئی تو یہہ دلیل ایسے ہی کہ قابل التفات اور جواب کے نہین کیونکہ یہہ تو ایسے بات ہوئی کہ جبکہ چار جہت ہوئی تو ایک ہی جہت ہوگیا اور بطلان اس ملازمت کا ظاہر ہے ہر عاقل پر اور قطع نظر اس بطلان مزکی سے بنا راسکے تخصیص پر مذاہب بعد کی ہے اور اسکا حال بوجہ احسن معلوم ہوچکا ہے تو دعوی وجوب تقلید مجتہد معین کا بی دلیل ہوا اسلیئے اوس دعوے کو ہم نہین مانتے بلکہ ہم دعوے کرتے ہین کہ وجب جانکر ایک مجتہد کی تقلید کرنے بدعت ہے اور حرام اور حرمت اسکی ثابت ہے کتاب اللہ سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اون قیاس سے جسکو جمہور دلالۃ النص تعبیر کرتے ہین اور امام رازے قیاس نام رکہتے ہین اور تمام اکابر سلف اور خلف کی تصریحات سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ عدم التزام مذہب معین جاں قرون ثلثہ کی تو بنظر ہی تعامل قرون ثلثہ کے ہمارے ائمہ ثلثہ نے فرمایا ہے کہ عدم التزام مذہب معین مقلد کو درست ہے پس پہلی اقاویل سلف نقل کئے جاتے ہین بعد اوسکی دلائل کتاب اللہ اور حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کی جائینگی سو اسمین کہ ان دونمین نقل روایت سے لوگ بہت مطمئن ہوتے ہین منجملہ جناب حضرت امام **ابوحنیفہ** اور صاحبین سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کی کسی حادثہ مین مبتلا ہوا اور اوسنی حکم اوس حادثہ کا کسی فقیہ سے پوچہا اور فقیہ نے ایک حکم کہدیا کہ تیری عورت تجہپر حلال ہوگئی یا حرام ہوئی تو اوس شخص نے اوس حکم کو اوس حادثہ مین جاری کر دیا مثلا اوس عورت کو حرام سمجہکر چہوڑ دیا پہر وہی حادثہ اوسکو دوسرے عورت مین پیش آیا تو اوسنے اوسی فقیہ سے یا دوسرے سے حکم پوچہا تو اوس فقیہ نے یا دوسرے نے اب ایک اور حکم مخالف پہلی حکم کے دیا مثلا اوس عورت کو حلال کہدیا تو اب اوس شخص مبتلا کو اختیار ہے چاہے تو اس دوسرے حادثہ مین پہلی فقیہ کے تقلید کرے چاہے دوسرے فقیہ کی تقلید کرے چنانچہ **فتاوی عالمگیری** مین کہا ہے وفی نوادر داؤد بن رشید عن محمد (۲)

---

۵ ہمیں یعنے کرے اللہ کی پروی احمد نے فرمایا سو صبر کر جیسا کہ صبر کیا صاحب عزم کے نے اور اللہ نے فرمایا اور صبر کر اوپر جو کہتے ہین یہود نصاریٰ تو چہوڑ دے اونکو چہوڑ دینا اچہا ۱۲ نوادر ابن رشید مین محمد

فی رجل لیس بفقیه ابتلی بنازلة فی المرءة فسئل عنها فقیها فافتاه بامر من تحریما و تحلیل فعزم علیه وامضاه ثم افتاه ذلك الفقیه بعینه او غیره من الفقهاء فی امراة اخری له فی عین تلك النازلة بخلاف ذلك فاخذ بدعزم علیه سعه الامران جمیعا ولو کان هذا الرجل سال بعض الفقهاء عن نازلة فافتاه بحلال او حرام فلم یعزم علی ذلك فی زوجته وترك فتوی الاول وسعه ذلك ولو کان امضی قول الاول فی زوجته وعزم علیه فیما بینه وبین امرءته ثم افتاه فقیه اخر بخلاف ذلك لایسعه ان یدع ما عزم علیه ویاخذ بفتوی الاخر قال محمد وهذا کله قول ابی حنیفة وابی یوسف وقولنا انتهے **تنبیہ** شاب نے اس روایت کو اخیر میں باب ثانی کی نقل کر کے اسسے دو وجہ سے جواب دیا ہے وجہ اول یہہ کہ اس عبارت میں وسعہ الامران سے مراد یہہ ہے کہ گنجایش ہے سائل کو نفاذ اوس حکم کا اور نفاذ حکم سی جواز اوس فعل کا لازم نہین آتا وجہ دوسرے یہہ کہ یہہ عبارت علی العموم تو نہین خواہ مخواہ رد فیض وخوارج مستثنی ہونگی اور اہل سنت متعین ہونگی اور جبکہ ایکدفعہ تخصیص ہوچکی تو اب ہم کہتے ہین کہ ہمین دوسرے فقیہ سے مجتہد فی المذہب مراد ہی تو جواب بکلا الوجھین سو جواب وجہ اول کا یہہ ہے کہ لفظہ ان سے جو تثنیہ کا صیغہ ہے ارادہ نفاذ مفرد کا خلاف نقل اور عقل کے ہے اور علاوہ اسکی وہ نفاذ وسعت مین سائل کے کیونکر ہے اور چاہئے وہ دو امر جو سائل کے وسعت مین ہون کما تقتضیہ قولہ وسعہ الامران اور وہ دو امر نہین مگر عمل کرنا اور بر فتوے پہلے فقیہ کے اور عمل کرنا اور بر فتوی دوسرے مفتی کے فافہم اور جواب وجہ ثانی یہہ ہے کہ تخصیص پر اہل سنت کی تو یہہ باعث ہے کہ رد فیض وخوارج اہل حق نہین ہین نزدیک اہل سنت کی تو اس تخصیص سے تخصیص مجتہد فی المذہب کی کسطرح بلا قرینہ اور بلا باعث کیجاتا ہے جو کہ مولف جامع فتاوی عالمگیری کے کلام کو قرینہ قرار دیا ہے وہ مفید نہین کیونکہ قرینہ مخصص اس قول مین کلام قائلین اس قول کا یعنے امام صاحب اور صاحبین کا چاہیئے ۱۲ امام مجتہد شیخ عزالدین بن عبدالسلام اپنے فتاوے مین فرماتے ہین کہ جبکہ کوئی مقلد کسی مسئلہ مین کسی امام کی تقلید کرلے تو اسکو یہہ ضرور نہین کہ اور مسائل مین بھی اوسی امام کی تقلید کا التزام کرلے کیونکہ زمانہ صحابہ سی لیکر زمانہ اصحاب مذاہب تک یہی چال رہی کہ بدون تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر ابن الہمام مین فرماتے ہین افتی الشیخ المتفق علی علمه وصلاحه العلامة عزالدین بن عبدالسلام فی فتاوله لایتعین علی العامی اذا قلد اماما فی مسئلة

روایت ہے ایسے شخص سے حق مین کہ جو انتمان ہے اور اوسی ایک عالم کے باب مین ایک مسئلہ پیش آیا اور اوسنے کسی عالم سے پوچھا اور اوسنے کچھ فتوا دیا حرام یا حلال اور اوس شخص نے اوسپر عمل کرلیا پھر اوسی عالم نے یا کسی اور نے ایک دوسرے عورت کی نسبت اوسی صورت مین اور طرح کا فتوی دیا اور اوس نے اوسپر عمل کرلیا تو اوس شخص کے لئے دونو امر جایز ہین اور اگر اوس شخص نے کسی عالم سے ایک مسئلہ مین فتوا پوچھا اور اوسنے حرام حلال کا کچھ فتوا دیا اور اوسنے اوسپر اپنے زوجہ کی نسبت عمل نہین کیا اور وہ فتوا بلا عمل چھوڑ دیا تو اوسکے لئے یہہ روا ہے اور اگر اوس فتوی پر عمل کرچکا ہے اور دوسرے عالم نے اوسی عورت خاصہ کی نسبت اور فتوا دیا تو دوسرے پر عمل جایز نہین امام محمد نے کہا کہ یہہ سب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا اور ہمارا قول ہے ۱۲ ایسی شیخ نے جسکے علم اور صلاح کا سبکو اقرار ہی یعنی شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے اپنے فتاوے مین یہہ فتوا دیا کہ عامی جب کسی مسئلہ مین

۱۸۵۳۹

ان یقلد فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابۃ الی ان ظہرت المذاہب یستفتون فیما یستفتیہم العلماء المختلفین من غیر نکیر انتہی کلام السید منوع من الاحتصار وبسیجئ تمام عنقریب اور مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ عقد الجید میں فرماتے ہیں وقال یعنی الشیخ ابن عبد السلام لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذاہب ولا انکار علی احد من السائلین الی ان ظہرت المذاہب ومتعصبوہا من المقلدین انتہی یہ شیخ عبد الوہاب شعرانی نے یہہ بات جو ابن عبد السلام نے کہی ہے اپنی جماعت عظیمہ سے نقل کرکے کہا ہے کہ یہہ ہم التزام مذہب معین ایسا متفق علیہ ہوگیا ہے جسکا خلاف درست نہیں یعنے بحکم آیۃ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا چنانچہ مولانا موصوف عقد الجید میں فرماتے ہیں ونقل یعنی الشیخ عبد الوہاب الشعرانی عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاہب انہم کانوا یعلمون ویفتون بالمذاہب من غیر التزام مذہب معین من زمن اصحاب المذاہب الی زماننا علی وجہ یقتضی کلاما ان ذلک امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا حتی صار ذلک متفقا علیہ فصار سبیل المؤمنین الذی لا یصح خلافہ انتہی یہ شیخ کمال الملۃ محقق ابن الہمام جنکی رفعت شان اور علو مکان سے سب اہل علم واقف ہیں فرماتے ہیں کہ جب کوئی کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کی تقلید کرے تو اوسکو درست ہی کہ دوسرے مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ یقینا معلوم ہے کہ سب لوگ قرون اولی میں کبھی کسیکی تقلید کرتے کبھو کسیکی تقلید کرتے اور اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام کرلے کہ میں ایک ہی مذہب کی تقلید کرونگا تو اوسکی حق میں تین قول ہیں اول یہہ کہ اوسکو التزام لازم ہے اور دوسرا یہہ کہ لازم نہیں اور تیسرا یہہ کہ التزام اور عدم التزام برابر ہیں اور یہی غالب ہی اور یہہ ملتن کی چنانچہ تحریر میں فرماتی ہیں لا یرجع عما قلد فیہ تفاقا وہل یقلد غیرہ فی غیر المختار للقطع بانہم کانوا یستفتون مرۃ واحدۃ ومرۃ غیرہ غیر ملتزمین مفتیا واحدا فلو التزم مذہبا معینا کابی حنیفۃ والشافعی فقیل یلزم وقیل لا وقیل مثل من لم یلتزم وہو الغالب علی الظن

کسی مجتہد امام کی تقلید کرلے تو اوسپر متعین نہیں کہ تمام بقیہ مسئلوں خلافیہ میں بھی اوسکی تقلید کرے کیونکہ تمام لوگ عہد صحابہ سے مذہبوں کے ظاہر ہونے تک اپنے ضروریات میں ہر روک ٹوک علمائے مختلف سے فتوی لیتے رہی ہیں مختصر کلام سید کا ہوچکا اگلی پوری آویگا ۱۲ شیخ ابن عبد السلام نے کہا کہ بلا تقید ایکمذہب کے ہمیشہ لوگ جس عالم سی اتفاق پڑگیا اوس سے فتوے لیتے رہی ہیں اور کوئی مانع نہیں ہوا یہانتک کہ مذہبوں کی ہٹ دہرم پیدا ہوئی ۱۳ فرمایا اللہ تعالی نے اور پیروی کری خلاف راہ مسلمانوں کی متوجہ کرینگے ہم اوسکو جدہر متوجہ ہوا ہے، اور داخل کرینگی ہم اوسکو دوزخ میں اور بری ہے جگہہ پہر جانیکی ۱۴ اور نقل کیا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے تمام مذہبوں کے ایک جماعت سے یہہ کہ فتوی دیتی تھی اور عمل کرتی تھے مطابق مذہب کے بغیر تقید ایک مذہب کے زمانہ اصحاب مذاہب سے لیکر شیخ کی زمانہ تک یہہ نقل شیخ کی ایسی وضع ہے کہ اوسکا کلام یوں چاہتا ہے کہ یہہ امر ہمیشہ کا متفق علیہ ہوکر سبیل مومنین ہوئے اور اوسکا خلاف صحیح نہ ہوئے ۱۵ نرجوع کرے بالاتفاق اوس مسئلہ میں جسمیں عمل کرچکا ہے یہہ بات کہ اور دوسرے مسئلہ میں اور مجتہد کی تقلید کرلے تو جواب اوسکا مذہب مختار یہ ہی ہے کہ ہاں کرلی بسبب بقضیے ہونی اسباتکی کہ لوگ بغیر التزام مذہب معین کی فتوی پوچھتی آئے ہیں اور اگر کوئی التزام کرلے ایکمذہب کا جیسے حنفی یا شافعی تو کہا گیا ہی کہ یہہ التزام لازم ہوجاتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ لازم نہیں اور کہا گیا ہی کہ التزام

اسکے **تنبیہ** قولہ لایرجع حاصل معنی اسکے یہہ ہین کہ جس حادثہ معینہ مین تقلید کرچکا ہی اوس حادثہ خاص مین رجوع نہ کرے اگرچہ اوسی مسئلہ مین دوسرے حادثہ مین اور دوسرے وقت مین رجوع کرلے جیسا کہ ملاحسن شرنبلالی حنفی نے اور سید علی المہدوی نے اور حسین ابن العابدین نے اور سید احمد طحطاوی نے اور سید بادشاہ شارح تحریر نے اور فاضل قندھاری نے خوب دلائل اور تفصیل سے لکھا ہے جیسا کہ مبحث رجوع بعد العمل مین آئیگا انشاء اللہ تعالے ۵ سید بادشاہ شارح تحریر نے یہہ ایسا کہا ہے کہ صحابہ کی زمانہ سے لیکر آجتک یہی حال اور مسلک چلا آیا ہے کہ کبھو کسیکی تقلید کرتے اور کبھی کسیکی بدون انکار کی اور اون تینون قولون مین سے اس قول کو کہ التزام سے یہی لزوم نہین ہوتا خوب دلائل سے ثابت کیا ہے تو کہ خصم کو گنجایش نہ رہے قول اول کے یعنے لزوم کی نہ رہی اور کہا ہی کہ یہہ تین قول اوس شخص کے حقمین ہین جو از خود ایک مذہب کا التزام کرلے اور جو کوئی سرے سے التزام نکرے تو اوسپر بالاتفاق تعین مذہب معین کے لازم نہین بدلیل اجماع صحابہ و من بعدہم کی اور کہا ہی کہ عامی محض کو تو تعین مذہب کے سراسر معنی اور باطل ہے اسلئے کہ اوسکو مذہب سے کیا خبر اور اوسکی اصول اور قواعد سے کیا اطلاع پھر اسکا یہہ قول کہ مین حنفی ہون یا شافعی ہون ایسا ہوگا جیسا کہ کہی کہ مین نحوی ہون چنانچہ **شرح تحریر مختصر الشرح ابن امیر حاج** مین فرماتے ہین لایرجع ۵ المقلد فیما قلد فیہ من احکام المجتہدین ای عمل بہ تفسیر لقلد والضمیر المجرور راجع الی الموصول اتفاقا نقل الاتفاق ابن الحاجب الاجماع علی عدم جواز رجوع المقلد فیما قلد فیہ وقال الزرکشی لیس کما قالا ففی کلام غیرھما ما یقتضی جریان الخلاف لعدم العمل ایضا وھل یقلد غیرہ ای غیر من قلدہ فی حکم غیرہ ای غیر الحکم الذی عمل بہ اولا المختار فی الجواب نعم للقطع بالاستقراء بانہم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ الی الآن کانوا یستفتون مرۃ واحدا من المجتہدین ومرۃ غیرہ ای غیر المجتہد الاول حال کونہم غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع ذلک من غیر نکیر وھذا اذا لم یلتزم مذھبا معینا فلو التزم مذھبا معینا کابی حنیفۃ او الشافعی فھل یلزم الاستمرار علیہ فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ام لا فقیل یلزم کما یلزم الاستمرار فی حکم حادثۃ معینۃ قلدہ فیہ لانہ اعتقد ان مذھبہ حق فیجب علیہ العمل بموجب اعتقادہ وقیل لا یلزم وھو

اور عدم التزام ایکسان ہے اور یہی بات جی کو لگتی ہی ۵ نہ پہری مقلد اوس مسئلہ مین جسمین عمل کرچکا بالاتفاق ابن حاجب اور امدی نے اس پہلے پر اجماع نقل کیا ہے اور زرکشی نے کہا ہے جسطرح یہہ دونو کہتے ہین یون نہین ہے بلکہ ان دونو نکی سوا اور نکی کلام سے اس صورت خاص مین بھی خلاف پایا جاتا ہی رہی یہہ بات کہ اور مسئلہ مین اور کی تقلید کرسکتا ہے تو جواب پسندیدہ طور پر یہی ہے کہ ہان کیونکہ جستجو کے بعد یقینے یہہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمانہ صحابہ سے آجتک ہر زمانہ مین بغیر التزام ایک مذہب کے فتوا اور استفتا چلا آیا ہے اور یہہ بات بی دھڑک پھیلی رہے ہے یہہ گفتگو تو اسمین تھی کہ ایک مذہب معین کا التزام نہین کیا اور اگر ایک مذہب معین جیسی ابوحنیفہ اور شافعی کا التزام کرلیا تو یہہ بات لایق گفتگو ہے کہ اوس مذہب پر جاوے یا نہین سو بعضون نے کہا ہے کہ جاوے ہی جیسا کہ جس حادثہ معین مین عمل کرچکا ہے اوسمین جاوے کیونکہ اوسی حق جانا ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ نہین جاوے کیونکہ یہہ قول

الاصح لان التزام غیر ملزم اذ لا واجب الا ما اوجبه الله ورسوله ولم یجب علی احد ان یتمذهب بمذهب رجل من الائمة فیقلده فی کل ما یاتی ویذر غیره والتزامه لیس بنذر حتی یجب الوفاء به قلت ولو نذره لا یلزمه کما لا یلزمه البحث عن الاعلم واسد المذاهب علی المعتمد قاله السید السمهودی وقال ابن حزم انه لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید رجل فلا یحکم ولا یفتی الا بقوله وقول ابن حزم لم یوخذ به وهو کما حکی عنه من دعواه الاجماع علی ان متتبع الرخص فاسق وهو مردود وبما افتی به الشیخ المتفق علی علمه وصلاحه العلامة عز الدین بن عبد السلام فی فتاواه لا یتعین علی العامی اذا قلد اماما فی مسئلة ان یقلده فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الی ان ظهرت المذاهب یستفتون فیما یستنجم علیهم العلماء المختلفین من غیر نکیر وسواء اتبع الرخص فی ذلک او العزائم لان من جعل المصیب واحدا وهو الصحیح لم یعنف ومن جعل کل مجتهد مصیبا فلا انکار علی من قلد فی الصور وقال ایضا واما ما حکاه بعضهم عن ابن حزم حکایة الاجماع علی منع تتبع الرخص من المذاهب فلعله محمول علی من تتبعها من غیر تقلید لمن قال بها او علی الرخص المرکبة فی الفعل الواحد کذا فی العقد الفرید فی احکام التقلید للسید علی السمهودی الشافعی بل قیل لا یصح للعامی مذهب لان المذهب لا یکون الا لمن له نوع نظر وبصیرة بالمذهب ولمن قراء کتابا فی فروع مذهب وعرف فتاوی امامه اقواله واما من لم یتاهل لذلک بل قال انا حنفی او شافعی لم یصر من اهل ذلک المذهب بمجرد هذا کما لو قال انا فقیه ونحوی لم یصر فقیها او نحویا وقال الامام صلاح الدین العلائی والذی صرح به الفقهاء فی مشهور کتبهم جواز الانتقال فی احاد المسائل والعمل فیها بخلاف مذهبه اذا لم یکن

بہت صحیح ہے کیونکہ مقلد کا التزام مذہب ضروری نہیں ہوتا کیونکہ واجبات الٰہیہ کے کچھ واجب نہیں اور واجبات الٰہیہ میں سے یہ نہیں کہ امتیوں میں سے کسی کا مذہب لیکر اور دوسرے کی مذہب چھوڑ دیا جائے اور مقلد کا التزام کر لینا کچھ نذر نہیں ہے کہ واجب الوفا ہو میں کہتا ہوں کہ اگر نذر بھی ہو تو بموجب مقولہ سید سمہودی کے قول معتمد پر بحث بہترین مذہب کے واجب الوفا نہیں ہے اور ابن حزم نے جو کہا ہے کہ مفتی اور حاکم کو حلال نہیں کہ ایک مجتہد کا مقلد بنکر اوسکی قول پر فتوا دیوے اور ابن حزم سے کسی نے دعوی اجماع اسپر جو نقل کیا ہے کہ رخصتوں کا ڈھونڈنے والا فاسق ہے اوسکا قول نہیں لیا جاتا اور یہ قول اجماع ابن حزم کا قابل رد ہے بسبب اسکے کہ شیخ متفق علیہ علم وصلاح میں علامہ عز الدین ابن عبد السلام نے اپنے فتاوے میں فتوا دیا ہے کہ انپڑھ جو کسی مسئلہ میں ایک مذہب پر عمل کر لی تو اوسی ضرور نہیں کہ اور مسائل خلافیہ میں بھی اوسکے تقلید کرے اسلئے کہ عہد صحابہ سے ظہور مذاہب تک لوگ ضروریات میں علما مختلف سے فتوا لیتے آئی ہیں اور یہ بھی برابر ہے کہ جو رخصت کی ہو یا عزیمت کیونکہ جسنے ایک مجتہد کو مصیب پایا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اوسنے یقین نہیں کی اور جسنے ہر مجتہد کو مصیب ٹھہرایا ہے تو پیروی کرنی ٹھیک بات میں کیا جھگڑا اور یہ بھی عز الدین نے کہا ہے کہ وہ جو کسی نے ذکر کیا ہے کہ ابن حزم نے رخصتوں کی جستجو پر نعت بحوالہ اجماع بتائی ہے سو شاید اوسکی معنی یہ ہیں کہ بغیر پیروی اوس مجتہد کی جو اوس رخصت کا قابل ہے لاابالی اور بغیر عمل کرنا منع ہوگا یا یہ کہ اوس رخصت کو ایک فعل میں جمع کرنا یہ نہیں ہے عند الفرید سمہودی شافعی میں بلکہ کہا گیا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مذہب اوسیکا ہوتا ہے جسی مسائل مذہبی میں کچھ سمجھ بوجھ ہو یا اوسنی مسائل مذہبی میں کوئی کتاب پڑھ لیا ہو یکی عامی کا کہنا کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو فقط اس کہنے سے وہ اوس مذہب میں نہیں

علی وجہ التتبع للرخص انتہی قلت والمراد بخلاف مذھبہ المسائل التی عمل بھا لا التی اعتقدھا بدون عمل لقول الکمال
فی حقیقۃ الانتقال ای عن المذھب انما یتحقق فی حکم مسئلۃ خاصۃ قلد فیہ وعمل بہ والا فقولہ قلدت ابا حنیفۃ
رحمہ اللہ فیما افتی بہ من المسائل مثلا والتزمت العمل بہ علی الاجمال وھو لا یعرف صورھا لیس حقیقۃ التقلید بل
ھذا حقیقۃ تعلیق التقلید اووعد لانہ التزم ان یعمل بقول ابی حنیفۃ فیما یقع لہ من المسائل التی تتعین فی الوقایع
فان ارادوا یعنی المشایخ القائلین من الحنفیۃ بان المنتقل من مذھب الی مذھب آثم یستوجب التعزیر ان ارادوا ھذا
الالتزام فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتھد المعین بالتزام نفسہ لک قولا او نیۃ شرعا قلت وکذا لا یلزم بالعمل
علی الصحیح کما تقدم بل الدلیل اقتضی العمل بقول المجتھد فیما اذا احتاج الیہ لقولہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون
والسوال انما یتحقق عند طلب الحکم الحادثۃ المعینۃ وحینئذ اذا ثبت عندہ قول المجتھد وجب علیہ العمل بہ انتھی
کما نقلہ السید السمھودی رحمہ اللہ ثم قال السمھودی واذا افتاہ مفتیان واختلفا یخیر علی الاظھر انتھی وقیل الملتزم کمن لم یلتزم
یعنی ان حکم تقلید المجتھد لا یرجع عنہ ای عن ذلک الحکم وفی غیرہ ای غیر ذلک الحکم لہ تقلید غیرہ من المجتھدین وھذا
القول فی الحقیقۃ تفصیل لقولہ وقیل لا قال المصنف یعنی ابن الھمام وھو یعنی ھذا القول الغالب علی الظن کنایۃ عن کمال
قوتہ بحیث یجعل الظن متعلقا بنفسہ فلا یتعلق بما یخالفہ ثم بین وجہ غلبتہ بقولہ لعدم ما یوجبہ ای لزوم اتباع من
التزم تقلیدہ شرعا ای ایجابا شرعیا اذ لا یجب علی المقلد الا اتباع اھل العلم لقولہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم

ہو سکتا ہے تو ایسی بات ہی کوئی کہی ہیں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں تو اس سے فقیہ اور نحوی کب ہو سکتا ہے امام صلاح الدین علائی نہایۃ المشہور کتابوں میں
فقہائے جرام کو کھول کر بتا دیا تو انتقال مذہب کی جزئیات مسائل میں اور بخلاف اپنی مذہب کے جو مسئلے ہیں ان پر عمل کرنا ہی ہے طبیکہ خصوصیت کو نہ ڈھونڈتا
ہوں کہ مراد خلاف مذہب سے وہ مسئلے ہیں جس پر عمل کر چکا نہ وہ مسائل جس پر بغیر عمل کئے فقط مقلد ہو چکا ہے اسی سبب کہتے ہیں کمال الدین یعنی
ابن ہمام کہ حقیقت انتقال مذہب کی وہی مسئلہ میں ہوتی ہے جسمیں عمل کر چکا ورنہ بغیر عمل کئے کی صورت خالی بوجہی مجمل طور پر یہ کہنا کہ میں اپنے
ذمہ پر یہ التزام کر لیا کہ مثلا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوں یہ تقلید کی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ تقلید کا وعدہ ہی کیونکہ ابھی یہ التزام کیا ہے کہ جو اگر کو
حکم تین میں آوینگی امیں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرینگا پھر اگر مشایخ اپنے اس قول سے انتقال کرنیوالا ایک سبب سے دوسرے مذہب کیطرف گنہگار لائق
تعزیر ہے یہ التزام ارادہ کہتی ہیں تو شرع کی طور پر از خود التزام کر کسی ایک معین مجتہد کی تقلید کرنی پر کوئی دلیل نہیں میں کہتا ہوں کہ عمل سے بھی
مذہب تقلید شخصی لازم نہیں ہوتی چنانچہ اوپر گذرا بلکہ دلیل تو حاجت کیوقت کسی مجتہد کی قول پر عمل کرنا بتاتی ہے بسبب اس آیت کی پوچھو اہل ذکر سے
جو تم نہیں جانتے ہو اور پوچھنا تو حاجت کی وقت ہوتا ہے اور عند الحاجت جب کسی مجتہد کا قول اوسی طرح اوپر عمل ہو گیا وہ عبارت ہو چکی وہ سید سمہودی نے نقل کے پھر جو کہا
کہ کوئی مسئلہ مختلف دو مفتیوں نے فتوے دئے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ عمل میں مخیر ہے اور کہا گیا ہے کہ التزام کرنیوالا اور نہ کرنیوالا دونوں کیساں ہیں اس منتہی
کی کہ جس مسئلہ میں کسی مجتہد کی قول کی موافق عمل کر لیا تو اوسی سے بچھڑ ہا اور مسئلہ اوسمیں اوسکو اور مجتہد کی تقلید روا ہے اور یہ قول متقدمین میں تفصیل سے بالکل
کو التزام سے تقلید لازم نہیں ہوتی ہی ابن ہمام نے کہا کہ یہی قول جی کو لگتا ہے اور یہ منقول ابن ہمام کا اشارہ ہی کہ یہ قول بہت زبردست تھی اور یہ

لا تعلمون ولیس التزامه من الموجبات شرعا ویخرج منه ای یستنبط منه ای من جواز اتباع غیر مقلده
الاول وعدم التضییق علیه جواز اتباعه رخص المذاهب ای اخذه من المذاهب ما هو الاهون علیه
فیما یقع من المسائل ولا یمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان یسلك المسلك الاخف علیه اذا کان له
للانسان الیه ذلك المسلك سبیل تو بین السبیل بقوله بان لم یکن عمل باخری بقول اخر مخالف لذلك الاخف فیه
ای فی ذلك المحل المختلف فیه انتهی عبارة السید بادشاه هکذا فی العقد الفرید للعلامة ملا حسن الشرنبلالی الحنفی

۲ علامہ ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ مختار یہی ہے کہ ایک مسئلہ مین ابوحنیفہ کی مثلاً تقلید کرلی اور دوسرے مسئلہ مین کسیے دوسرے امام کی
تقلید کرلی مباح اور مجوز ہے واسطے یقین ثبات کے کہ تمام مخلوقات زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک کبھو کسیکی تقلید کرتی تھی اور کبھو کسی اور کی
اور یہہ امر شایع اور متکرر ہوگیا ہے اور اوسکے منکر نے انکار نہین کیا یعنی گویا بسبیل مومنین کا یہی ہوگیا ہے اور فرمایا کہ التزام ایک مذہب سے
وہ مذہب لازم نہین ہوجاتا اسواسطے کہ واجب لازم وہی امر ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالے اور رسول اوسکا لازم اور واجب کردی حالانکہ
اللہ اور رسول نے کسیکو حکم نہین دیا کہ ایک مذہب کے خاص کر تقلید کرو اور فرمایا کہ دلیل شرعی سی تو فقط یہی ثابت ہوتا ہی کہ وقت
حاجت کی قول کسی مجتہد کا اخذ کیا جاوے اسپر التزام اوسی مجتہد کا سو یہہ نہین ہی ثابت سمع سی چنانچہ تحبیر شرح تحریر مین فرماتے
ہین وھل یقلد غیره ای من قلده اولا فی شئ فی غیره ای غیر ذلك الشئ کان یعمل اولا فی مسئلة بقول
ابی حنیفة وثانیا فی اخری بقول مجتهد اخر المختار کما ذکره الآمدی وابن الحاجب نعم للقطع بالاستقراء التام بانهم
ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابة وهلم جرا کانوا یستفتون مرة واحدا ومرة اخری غیره غیر ملتزمین مفتیا
واحدا وشاع وتکرر ولم ینکر انتهی اور دوسری جگہہ تحت اس قول تحریر کے وقیل لا فرماتی ہین اذ لا واجب الا ما اوجبه
الله تعالی ورسوله ولم یوجب الله ورسوله علی احد ان یتمذهب بمذهب رجل من الائمة فیقلده فی کل ما
یاتی ویذر غیره انتهی اور تیسری جگہہ تحت اس قول تحریر کی لعدم لزوم یوجبه فرماتی ہین بل الدلیل الشرعی اقتضی العمل بقول

اشارہ یون ہے کہ ابن ہمام نے اپنے گمان کو یہی قول سمجھا ہے دوسرے نہین پہر وجہ اوس قول کی زیر دست ہونیکی یون بیان کیا ہے کہ جسکی پیروی کیا التزام
کری وہ شرعاً لازم نہین ہوتا اس سبب سے کہ موجب اس آیہ کی کہ پوچھو تم اہل ذکر کی اگر تم نہین جانتے تقلید پر ساجان علم کا اتباع واجب ہے اور اوسکا التزام
موجبات شرعی مین سے نہین ہے اور یہہ تبھی جب ہی تو اسی پیروی حضرتوں کی یعنے اون سہل تون مذہب کے جنمین کوئی مانع شرعی نہو نکل آئی اسلئے کہ
اوسیکو روا ہے کہ جب ہی کوئی سہل طریقہ نظر اوی تو اوسی اختیار کرے پہر وہ سہل طریقہ اپنے اس قول سی بیان کیا ہے کہ ضرورت مین عزیمت پر
عمل کرنیکے نوبت نہ پہونچی ہو جیسکی عبارت سید بادشاہ کی اور ملا حسن شرنبلالی حنفی کی عقد الفرید مین یونہین ہے ۱۲ کیا جس مسئلہ پر
عمل کرچکا ہی اوسکی سوا اور مسئلونمین اور مجتہد کی تقلید کرسکتا ہے مثلاً ایک مسئلہ مین امام ابوحنیفہ کی قول پر عمل کرلیا اور دوسرے مسئلہ مین اور
مجتہد کی قول پر جب نقل آمدی اور ابن حاجب کے مختار مذہب یہی ہے کہ اوسکو روا ہے اسلئے کہ کال حجتہ سے یہہ بات معلوم ہوئی ہی کہ ہر زمانہ
کی لوگ صحابہ سے یہانتک بغیر التزام ایک مذہب کے مختلف مفتیون ہی فتوا لیتی رہی ہین اور بلا انکار یہہ بات جاری رہی ہے ۱۲ منہ

المجتهد وتقليده فيه فيما يحتاج اليه وهو قوله فاسئلوا اهل الذكر والسوال انما يتحقق عند طلب حكم الحادثة المعينة فاذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله واما التزامه فلم يثبت من السمع اعتباره ملزما انما ذلك فى النذر ولا فرق فى ذلك بين ان يلتزمه بلفظه او بقلبه على ان قول القائل مثلا قلدت فلانا فيما افتى به تعليق التقليد والوعد به ذكر المصنف انتہے ۸ ابن الحاجب کہتے ہیں کہ ایک مسئلہ مین ایک مجتہد کی تقلید کرنی اور دوسرے مسئلہ مین کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی تعامل قرون اولی سے ثابت ہے کیونکہ یقینا معلوم ہے کہ قرون اولی مین ایسا ہی واقع تہا اور اگر کوئی ایک مذہب کا التزام بہی کرلی تو وہ التزام ایسا ہے جیسا عدم التزام چنانچہ محصر الاصول مین فرماتی ہین ولا یرجع عند بعد تقلیده اتفاقا وفی حکم اخر بختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ینکر فلو التزم مذهبا معینا کمالک والشافعی وغیره فشانها کالاول انتہے ۹ قاضی عضد الملۃ والدین شافعی نے بہی یہی کہا کہ زمانہ صحابہ سے لیکر بعد اوسکی ہر عصر مین یہی مسلک تہا کہ بدون التزام ایک مذہب کے تقلید کیا کرتے تہے اور کلام کو ابن حاجب کی خوب تفصیل سے جیسا کہ ہمنے اوسکا ترجمہ کیا ہے شرح کی ہی چنانچہ شرح مختصر مین فرماتی ہین اذا عمل العامی بقول مجتهد فی حکم مسئلة فلیس له الرجوع فیه الی غیره اتفاقا واما فی حکم مسئلة اخری فهل یجوز له ان یقلد غیره المختار جوازه لنا القطع بوقوعه فی زمن الصحابة فان الناس فی کل عصر یستفتون المفتین کیف ما اتفق ولا یلزمون سوال مفت بعینه وقد شاع وتکرر ولم ینکر فلو التزم مذهبا معینا وانکان لا یلزم کمذهب مالک ومذهب الشافعی وغیرهما ففیه ثلث مذاهب احدها یلزم وثانیها لا یلزم وثالثها انه کالاول وهو من لم یلتزم فان وقعت واقعة یقلده فیها لیس له الرجوع واما فی غیرها فیتبع فیها من شاء انتہے ۹ فاضل جامع دماہر اصول معقول

جوالد اور رسول نی واجب کیا اور انہون نے یہہ واجب نہین کیا کہ ایک مذہب معین کرکے اوسکی تقلید کرے اور سکو چہوڑ دی ۵۳ بلکہ دلیل شرعی حاجت کی وقت بموجب اس آیتکے پوچہو اہل ذکر سے کسی مجتہد کی تقلید چاہتے ہے اور پوچہنا حاجت کے وقت ہوتا ہے سو اوسوقت جو قول جس مجتہد کا ملا اوسپر عمل ٹہر گیا اور التزام کا نقلا لازم ہوجانا وجہ اعتبار کو نہین پہونچا التزام تو نذر مین ہوتا ہے اور اسمین کچہ فرق نہین التزام زبان سے کرے یا دل سے علاوہ یہہ کہ مقلد کا یہہ کہنا کہ مین فلان مجتہد کی تقلید حاجت کی وقت کرونگا یہہ تو تقلید کا وعدہ ہی یہہ قول مصنف نے یعنے ابن ہمام نے ذکر کیا ہے ۵۱ بعد عمل کے بالاتفاق نہ پہری اور اوسکو مین مذہب مختار پر اور زونکی پیروی روا ہے کیونکہ ہمین یقین ہے کہ بلا انکار یہ نہین ہوتا ہے اور اگر کسے مذہب معین کا التزام کرلیوے جیسے مذہب امام مالک یا شافعی کا تو وہ بہی پہلی ہی صورت کیطرح ہے ۵۲ جب عمل کرلے کوئی انجان ایک مسئلہ مین کسی مجتہد کے قول پر تو اوس مسئلہ مین اب بالاتفاق وہ نہ پہری رہا مسئلہ دوسرا تو مذہب مختار پر اوسکی لئی اور مذہب پر عمل کرنا روا ہے اسلئی کہ ہمین درجہ یقین کو یہہ بات پہونچ گئی ہے کہ زمانہ صحابہ مین یونہین تہا کیونکہ لوگ ہر عہد مین حسب اتفاق بلا التزام مفتی کی فتوی لیتے ہے ہین اور یہہ بات خوب پہیلی رہی ہی اور اگر ایک مذہب معین کا التزام کرلی اگرچہ لازم نہین ہوتا مثلا مذہب امام مالک و شافعی کا تو اسمین تین قول ہین

محب اللہ حنفی بہاری نے کہ اونکی جلالتشان سے اہل علم کابل و قندہار و ہندوستان وغیرہ کی خوب واقف ہین ویسا ہی کہتا ہے جو کہ کلام
اون ثقات مذکورین بالا کی لکھ ہوا چنانچہ مسلم الثبوت مین فرماتے ہین وھل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار نعم لما علم من استفتائہم
مرۃ واحدا واخری غیرہ بلا نکیر ولو التزم مذھبا معینا کمذھب ابی حنیفۃ او غیرہ فھل یلزمہ الاستمرار علیہ فقیل
نعم لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ وقیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علی احد
ان یتمذھب بمذھب جاز من الائمۃ وقیل من التزم لمن لم یلتزم فلا یرجع عما قلدہ فیہ وفی غیرہ یقلد من شاء
وعلیہ السبکی وفی التحریر وھو الغالب علی الظن لعدم ما یوجبہ شرعا ویتخرج منہ جواز تتبع رخص المذاھب
ولا یمنع فیہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ الیہ سبیل بان لم یکن عمل فیہ باخر وکان علیہ
السلام یحب ما خفف علیہم انتھی وما نقل عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب بالمنع اذ
فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان وما اورد ربما یکون المجموع مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج
بلا صداق ولا شھود ولا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ ولانہ لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ ھذا
انتھی ۔ مولانا بحر العلوم **عبد العلی حنفی** نے جنکی تحقیق سے علوم نقلیہ و عقلیہ مین کسی اہل علم کو انکار نہین اور نام اونکا
ہر مدرسہ اور اہل مجلس مین اہل علمون کے وظیفہ زبان ہو رہا ہی فرمایا ہے کہ اجماع ہے کا تہا اسپر کہ کبھو ایک امام کی تقلید
کرتی اور کبھو دوسرے امام کی تقلید کرتے اور اون تین قولون مین سی جو سکی عبا تو نہین گذری ہین اس قول کو کہ التزام کرلینی
مذہب لازم نہین ہوجاتا خوب ثابت کیا ہی اور اوسکو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہی کہ اللہ تعالی نے کسی شخص پر ایک مذہب معین کے تقلید

ایک تو یہ کہ التزام سے مذہب لازم ہوجاتا ہی دوسرے یہ کہ نہین لازم ہوتا تیسری یہ کہ التزام اور عدم التزام دونو ایکسان ہین اور اگر کسی مسئلہ مین
عمل کرلیا تو اوسمین نہ پہرے اور اور مسائل مین جسکی چاہے پیروی کرے ۵ اور کیا اور مسئلہ مین دوسرے مجتہد کی تقلید کرسکتا ہی تو مذہب مختار یہ
جواب دا ہونیکا دیا جاوے اسلئے کہ بلا روک ٹوک ہمیشہ مختلف مفتیون سے فتوا پوچھنے کا عمل درآمد چلا آیا ہے اور اگر التزام کرلی سے مذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے مذہب کا تو کیا اوسپر چلنا لازم ہوجاتا ہے تو بعضون نے کہا ہے کہ ہان سو اسکے کہ التزام حق جانکر کیا ہوگا اور بعضون نے کہا ہے نہین اسلئے
کہ مذہب وہی ہے جو اللہ تعالی نے واجب کیا اور اللہ نے یہہ واجب نہین کیا کہ امتون سے ایک کا مذہب معین کرہو اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام
ایکسان ہے ہان جس مسئلہ مین عمل کرچکا اوسمین نہ پہرے اور اور مسئلہ مین جسکی چاہے پیروی کرے اور دلیل اسی پر ہی اور تحریر مین ہے کہ یہی جی کو لگتا ہے
سبب نہین اون دلیل شرعی کے جو اسکی سوا کو واجب کرے اور اس سے یہہ نکلتا ہے کہ مانع شرعی نہو تو رخصتون پر بھی عمل ہو سکتا ہے سوا اسکے آدمی کو روا ہے
کہ سہل طریقہ اختیار کرے جو سہل طریقہ آہستہ تک سکی اور یہان تک نہ لگتا ہو گا کہ اسمین اور مسئلہ پر عمل نکیا ہو اور آنحضرت صلعم سے کئی سہل کو
دوست رکھتے تھے ہو جسکی عبارت تحریر کے اور وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہی کہ بالاجماع اپنے پر کئی لی رخصتون کا تجسس منع ہے سو اوسکا جواب دیا گیا ہے
کہ حاشیہ تبالی جو سیدہ رخصت کی باب مین امام حرمین کی دو روایتین ہین اور وہ جو اوسپر اعتراض کیا گیا ہے کہ کبھی مجموع ایسا ہوجاویگا کہ کسی کی مذہب
نہین رہیگا تو بالاجماع باطل ٹہرے گا مثلا ایک شخص نے بغیر مہر اور بلا گواہ اور ولی کے نکاح کیا سو مین کہتا ہون کہ یہہ اعتراض مندفع ہو گیا ایک سبب

واجب نہیں کی تو اوسکا واجب کہنا گویا نئی شریعت نکالنی ہوئی اور اس قول کو کہ التزام کرنیسے ایک مذہب لازم ہوجاتا ہے
موجہ معقول باطل کیا ہی اور قول ثالث کو یعنی التزام مثل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لاکن کلام اون سبھونکے یعنے فلا یرجع
عما قلده فیه وفی غیره یقلد من شاء کو دفع اور رد کیا ہی اور فرمایا کہ جو کہ بعض متاخرین نی تشدید کی ہی کہ اگر حنفی ہوکر
شافعی ہوجاوے تو قابل تعذیر کے ہوتا ہے یہہ اونکی اپنے گھر کے شرع ہی اور بہت دھوم دھام سی اس التزام مذہب معین کو داخل
کیا ہی چنانچہ شرح مسلم مین فرماتے ہین وھل یقلد غیرہ ای من قلد به فی غیره ای غیر ما قلد فیه المختار نعم
ان شاء لما علم من استفتائهم مرة اما ما واحدا ومرة اخری اما ما غیره من غیر نکیر من احد فصار
اجماعا ونواتر هذا البحث لا مجال للمماراة فیه ولو التزم مذهبا معینا ای عهد نفسه الله علی هذا
المذهب کمذهب ابی حنیفة او غیره من غیر ان یکون هذا الالتزام لمعرفته دلیل کل مسئلة وظن راجحا
علی دلائل المذاهب الاخر المعلومة مفصلا بل انما یکون العهد من نفسه بظن الخطاء اجمالا
او بسبب اخر فهل یلزمه الاستمرار علیه ام لا فقیل نعم یجب الاستمرار ویحرم الانتقال من
مذهب الی مذهب اخر حتی شدد بعض المتاخرین المتکلفین وقالوا الحنفی اذا صار شافعیا
یعزر وهذا تشریع من عند انفسهم لان الالتزام لا یخلوا عن اعتقاد غلبة الحقیة فیه قلت
لانم ذلک فان الشخص قد یلتزم من المتساویین امرا لمنفعة له فی الحال ودفع الحرج
عن نفسه ولو سلم فهذا الاعتقاد لم ینشاء بدلیل شرعی بل هو هوس من هوسات المعتقد
ولا یجب الاستمرار علی هوسه فافهم وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وهذا

نہوی مسئلہ کی اور لسبب اسکے کہی کہ اگر یہہ اعتراض ہوا ہو تو لازم آویگا ایک مفتی معین سے فتوا پوچھنا یا درکنار کہو سائلکو کہ اور کیا پیرو کرے دوسری
مجتہد کی سو اوس مسئلہ کی جسپر عمل کرچکا تو مذہب مختار پر جواب روا ہونیکا ہوگا کسواسطے کہ ملا روک ٹوک ہمیشہ سی لوگ مختلف مفتیون سے مسئلے
پوچھتے آئے ہین تو یہہ اجماع ہوگیا اور متواتر ہوگئی ہے یہہ بحث یہانتک کہ جھگڑنیکا واسمین گنجایش نہین رہی اور اگر کسی نے ایک مذہب معین کا
التزام کرلیا یعنے اپنے جیمین ٹہان لیا کہ مین فلان مذہب پر ہون جیسی امام ابوحنیفہ کا مذہب مثلاً جی سکی کہ یہہ التزام تفصیلاً سارے مسئلے
دلیلون سمیت جانکر ہو بلکہ مع گمان خطا کی فقط جی مین ٹہان لی کہ مین فلان مذہب پر ہون تو کیا اس التزام پر جاؤ لازم ہوجاتا ہے
تو بعضون نے کہا ہے کہ ہان جاؤ لازم ہے اور انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف حرام ہے یہانتک کہ بعضے متاخرین نے
تکلف کرکے سخت گیری کی ہے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہوجاوے تو تعزیر دیجاوے اور یہہ گویا سے شریعت بنانی ہے
کیونکہ التزام اوسمین حق کو غالب جانکر ہوتا ہے اور مین کہتا ہون کہ یہہ امر مسلم نہین اسواسطے کہ کبھی آدمی برابر کی دو چیزون مین سے
ایک کو نفع وغیرہ کی لئی التزام کرلیتا ہے اور اگر وہ امر تسلیم بھی کیا جاوے تو وہ حق کو غالب جاننا کچھ دلیل شرعی سی نہین پیدا ہوا
بلکہ اعتقاد کرنیوالے کی ایک خواہش ہے اور خواہش پر جاؤ واجب نہین اس بات کو غور کرنا چاہیے اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام سے جاؤ لازم نہین

هوالحق الذی ینبغی ان یؤمن و یعتقد به ولکن ینبغی ان لایکون الانتقال للتلهی فان التلهی حرام فی التمذهب کان اوفی غیرہ اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالی والحکم له ولم یوجب علی احد ان یتمذهب بمذهب جل من الائمة فایجابه تشریع جدید وقیل من التزم لمن لم یلتزم فلا یرجع عما قلدہ فیه وفی غیرہ یقلد من شاء وعلیه السبکی من الشافعیة وفی التحریر وهو الغالب علی الظن لعدم ما یوجبه شرعا ای لانه لیس لاتباع مذهب واحد موجب شرعی وهذا انما یدل علی جزء الدعوی وهو انه یقلد من شاء ثم البیان قطعی اذا لم یوجب الشرع باطل لان التشریع بالرای حرام واما انه لا یرجع عما قلد فیه فلم یلزم منه قطعا فلا ینطبق الدلیل علی الدعوی فتامل ویتخرج منه ای مما ذکر انه لا یجب الاستمرار علی مذهب جواز اتباعه رخص المذاهب قال فی فتح القدیر لعل المانعین للانتقال انما منعوا لئلا یتتبع احد رخص المذاهب وقال هو حجر رحمة الله ولا یمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان یسئل الاخف علیه اذا کان له الیه سبیل بان لم یظهرها من الشرع منع التحریم وان لم یکن عمل فیه باخر هذا مبنی علی منع الانتقال عما عمل به ولو مرة وکان علیه والد واصحابه الصلوة والسلام یحب الاخف علیهم انتهی لکن لابد ان لایکون اتباعه الرخص للتلهی کعمل حنفی بالشطرنج علی رای الشافعی قصدا الی اللهو وکشافعی شرب المثلث للتلهی به وهذا حرام بالاجماع لان التلهی حرام بالنص القاطع فافهم وما نقل عن ابن عبد البر انه لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فقد وجد مانع شرعی

حق ہے جسپر ایمان لایا اور عقاد کرنا چاہئے اتنے بات ہے کہ انتقال کہیل کی طور پر ہو کیونکہ کہیل مذہب اور غیر مذہب سب جگہہ حرام ہے اور جن لوگون نے جاؤ لازم نہین کیا اونہون نے دلیل یہہ بیان کے ہے کہ واجب وہی ہے، جو اللہ نے واجب کیا کیونکہ حکم اوسکو سزاوار ہے اور اللہ نے ایک مذہب پر آنا واجب نہین کیا سو ایسے امر کو واجب کہنا نئی شرع بنانی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام ایکسان ہے، سو بعد عمل کے رجوع نکرنی اور ماسوا اسکی مین جسکی چاہے پیروی کرے اور شافعیون نے جسکی اسیر ہے اور تحریر مین ہی یہی جی کو لگتی ہے اس لئے کہ واجب ہونے پیروی مجتہد واحد پر کوئی دلیل شرعی نہین ہے اور یہہ مذکور اس جزو دعوے پر کہ جسکی چاہے پیروی کرے قطعی دلالت رکھتا ہے اس سبب سے کہ جس امر کو شرع نے واجب نہین کیا اوسکو محض اپنی واجب کہنا شریعت بنانا ہے اور وہ حرام ہے اور یہہ بات کہ بعد عمل کی نہ بھری یہہ دلیل یقین کے طور پر نہین لازم آتا سو تامل اور مدعا مین مطابقت تھوڑی سمجھنا چاہئے اور یہہ جو مذکور ہوا کہ ایک مذہب پر جاؤ لازم نہین ہی اس سے رخصتون پر عمل کرنا بھی نکل آیا فتح القدیر مین کہا ہی کہ شاید انتقال مذہب سے منع کرنیوالون نے اسلئے منع کیا کہ کوئی مذہب کے رخصتین ڈھونڈھنی لگی اور یہہ اللہ کی رحمت کو تنگ کرنا ہی اور اسپر کوئی مانع شرعی نہین ہے اسلئے کہ آدمی کو پہونچتا ہے کہ سہل طریقہ چلی جو سہل طریقہ مسئلی اسطرح کہ رخصت شرعی گمان مین ہو اور عزیمت پر عمل نکر چکا ہو اور یہہ بات اسپر مبنی ہی کہ بعد عمل کے انتقال نہ ہو سکے اور آنحضرت صلعم سہل عمل کو بہت پسند رکھتی تھے ہو چکی عبارت فتح القدیر کی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ یہہ خصوص کا ڈھونڈھنا اور پیروی کرنا بطور لہو لعب کے ہو جیسے کہ حنفی کا شطرنج کہیلنا لہو کے ارادہ سے شافعی مذہب اور شافعی کا مثلث پینا لہو کے طور پر

عن اتباع رخص المذاهب فاجیب بالمنع ای بمنع هذا الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن الامام احمد وایتان فلا اجماع ولعل روایة التفسیق انما هو فی اذا قصد التلهی فقط لا غیر وما اورد انه علی تقدیر جواز الاخذ بکل مذهب احتمال وقوع الخلاف المجمع علیه اذ ربما یکون المجموع الذی یعمل به عالم یقل به احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق للاتباع بقول الامامین ای ابی حنیفة والشافعی رحمهما الله ولا شهود اتباعا بقول الامام مالک ولا ولی علی قول الامامین ابی حنیفة فهذا النکاح باطل اتفاقا اما عندنا فلانتفاء شهود واما عند غیرنا فلانتفاء الولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلة وقد مر ان الاجماع علی بطلان القول الثالث انما یکون اذا اتحدت المسئلة حقیقة او حکما فتدبر ولانه لو تم لزم استفتاء مفت بعینه والا لاحتمل الوقوع انتهی

محققین نکتہ شناس کو اس کلام بلاغت نظام سے مولانا بحر العلوم کی تحقیق اقوال ثلثہ کی درباب التزام تقلید کے خوب معلوم ہوئی اور خوب متیقن ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ التزام سے بھی تقلید مجتہد معین کی لازم نہین ہوجاتی

اخوند حبیب اللہ قندہاری حافظ الفقہ والاصول فاضل حنفی نے بھی یہی کہا ہے کہ بالاجماع التزام مذہب معین لازم نہین اور اگر کوئی اپنے طرف سے التزام کرلے تو پہر اسمین تین قول ہین لاکن حق یہی ہے کہ لازم نہین کیونکہ اللہ تعالے نے کسی بشر پر واجب نہین کیا کہ ایک ہی مذہب کو پکڑے رہے اور فرمایا ہے کہ عامے کو یہہ درست ہی نہین کیونکہ مذہب تو اوسکا ہوتا ہے جسکو کچھہ معرفت دلیل اور احکام کے ہو سو اگر عامی ہوکر کہی کہ مین حنفی المذہب ہون تو وہ ایسا ہے جیسا کہے مین نحوی ہون یعنے وہ جھوٹا ہے چنانچہ معتمد الحصول مین فرماتے ہین وهل یقلد المقلد العامل بمذهب فی حکم غیر المختار نعم للقطع بان المستفتین من عصر الصحابة وهلم جرا کانوا یستفتون مرة واحدا واخری غیره غیر ملتزمین مفتیا

اور یہہ بالاجماع حرام ہے کیونکہ لہو لعب نفس قطعی سی حرام ہے سمجھہ لے اور وہ جو ابن البر سی منقول ہی کہ ائمہ کی لئی بالاجماع رخصتون کا ٹٹولنا جایز نہین کیونکہ اسپر مانع شرعے پایا گیا ہے سو اسکا جواب یون دیا گیا ہے کہ نقل کرنا اس اجماع کا ٹہیک نہین اسواسطے کہ امام حمدرح سی رخصتون کی عمل کرنے والی فسق مین دو روایتین ہین تو اجماع کہان رہا اور شاید کی روایت فسق کی فقط لہو ولعب کے صورتون مین ہے اور یہہ جو اعتراض کیا گیا ہی کہ ہر مذہب مین عمل کرنے کی حالت مین خلاف اجماع کا لازم آتا ہے اس سبب سی کہ کبھی مجموع عمل کا ایسا ہوگا کہ کسی کی مذہب پر نہ ہوگا تو وہ عمل بالاجماع باطل ٹہرےگا جیسی ایک شخص نے ایسا نکاح کیا کہ موافق مذہب ابوحنیفہ اور شافعی کے مہر نہ باندہا اور وہ موافق مذہب امام مالک کے گواہ نکئی اور موافق مذہب ہمارے امام ابوحنیفہ کے ولی نہ ٹہرایا تو یہہ نکاح بالاتفاق باطل ہے حنفی کی نزدیک تو بسبب نہ ہونے گواہونکی اور ونکی نزدیک بسبب نہ ہونے ولی کی سو مین کہتا ہون کہ یہہ اعتراض دفع ہے بسبب ایک ہونی مسئلہ کے اور یہہ بات پہلی گذر چکی کہ جبتک حقیقت مین یا بطور حکم کے مسئلہ ایک نہو تو قول ثالث کی باطل کرنے کو اجماع نہین قرار پاتا فکر کر تو سہی تین اور ایک بات یہہ ہے کہ یہہ اعتراض پورا ہوجائے تو مفتی معین سے فتوا لینا لازم آویگا اور یہہ بڑی خرابی ہی اور کیا پروی کرسکتا ہے مقلد ایک مذہب کا کسی مسئلہ مین اور مجتہد کی تو مذہب مختار پر جواب یہی ہے کہ جان کرسکتا ہی سبب یقینی ہونے اسکا کہ زمانہ صحابہ سے آجتک لوگ بغیر التزام ایک

واحدا وشاع ذلك وتكرر ولم ينكر فكان اجماعا على ان التزام مذهب معين غير لازم واختلف فى انه هل هو
ملزم بمعنى انه لو التزمه فهل يلزمه الاستمرار عليه على ثلثة اقوال فقيل نعم لان الالتزام يبتنى على ظن حقيته
فيجرى على موجبه وقيل لا اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالى ولم يوجب احد ان يتمذهب بمذهب امام بعينه
فيقلده فى كل ما يأتى ويذر غيره والالتزام لما لم يعهد ملزما من الشرع كان بمنزلة التزام كذا لفلان من غير
ان يكون له عليه فى التقرير وهو الاصح فى الرافعى وغيره بل قال ابن حزم اجمعوا على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد
معين فلا يحكم ولا يفتى الا بقول ائمتى وقد انطوت القرون الفاضلة على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامى مذهب ولو تمذهب
لكان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال ومعرفة اقوالا اما واحكاما واما من لم يتاهل لذلك وقال انا حنفى او شافعى كان لغوا كقوله انا
فقيه او نحوى وغايته ان يكون وعدا الى آخر ما قال مثل ما قال الاولون اھ شیخ الفقہاء والمحدثین مولانا اکمل صاحب
عنایہ حاشیہ ہدایہ فی نہی تقریر الاصول میں ایسا ہی کہا ہے کہ التزام مذہب معین لازم نہیں چنانچہ فاضل قندہاری
نقل کرتے ہیں ثم فی التقریر من المعلوم انہ لا یشترط ان یکون للمجتہد مذہب مدون وانہ لا یلزم
احدا ان یتمذہب باحد من الائمۃ بحیث یاخذ باقوالہ کلہا ویدع اقوال غیرہ کلہا کما قدمناہ بابلغ
من ہذا ومن ہہنا قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من
العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ رضی اللہ عنہم علی ان من استفتی ابا بکر وعمر رضی اللہ عنہما

اور یہہ بات بلا روک ٹوک کے پہیل گئی ہے سو اجماع ہو گیا اس بات پر کہ التزام ایک مذہب کا لازم نہیں اور اس بات میں علما کا باہم اختلاف
ہوا ہے کہ بعد التزام کے جاوے لازم ہے یا نہیں سو اس میں تین قول ہیں بعضوں نے تو کہا ہے کہ ہاں جاوے اور دلیل یہہ بیان کی ہے کہ التزام اپنی گمان میں
حق جانکر اوسنی کہا ہے تو اوسکو اوپر رہنا چاہئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں اور دلیل یہہ بیان کی ہے کہ واجب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے
اور اللہ نے یہہ واجب نہیں کیا کہ کوئی شخص مجتہد معین کی تقلید کرے اور اسکو چھوڑ دے اور التزام جب شرعی نہیں تو اسطرح ہوگا کہ
جیسی کوئی یوں کہدے کہ فلان شخص کی مجھی اتنے روپیہ دینے ہیں اور دینا اوسکا کچھ بھی نہیں تقریر میں ہے کہ یہی بات بہت صحیح ہے
رافعی وغیرہ میں ہے کہ بلکہ ابن حزم نے کہا ہے کہ علما کا اوپر اجماع ہے کہ حاکم اور مفتی کی لئے تقلید ایک مجتہد معین کی حلال نہیں ہے
ہو چکی تقریر ابن حزم کی اور قرون سابقہ اس تعین مذہب معین سے خالی رہی ہیں بلکہ یہہ بات ہو ہی نہیں سکتی کہ انپڑھ کا کوئی
مذہب ٹہری اگر یہہ وہ ٹہرا لی کسلئے کہ مذہب تو اوسکا ہوتا ہے جسکی کچھ اقوال امام پر شناخت ہو اور جو اسکا اہل نہیں اور وہ کہے کہ
میں حنفی یا شافعی ہوں تو یہہ اوسکا کہنا لغو ٹہرے گا اور ایسا ہوگا کہ جیسی کوئی کہدے کہ میں فقیہہ ہوں یا نحوی ہوں نہایت کار یہہ ہے کہ وہ
اوسکا آیندہ کی لئے تقلید کا وعدہ ہوگا آخر تک یہاں وہ عبارت ہی ختم اور دوں سے پہلی منقول ہو چکی ۱۲ پھر تقریر میں ہے کہ یہہ بات معلوم ہے کہ مجتہد کے لئے
شرط نہیں کہ اوسکا مذہب کتابوں میں مجتمع ہو اور یہہ کہ کسی پر لازم نہیں کہ امامون میں سے ایک امام کا مذہب معین ٹہرا کر لیلیوے اور سبکو چھوڑ دی اور سب
کو ایک کا سب قول لیوی اور دوسرے کا سب قول چھوڑ دی چنانچہ پہلی اسکی تقریر جیسی طرح ہم کر چکی ہیں اور یہہ بھی قرافی نے کہا ہے کہ اوپر اجماع ہو گیا ہے جو مسلمان

وقلدهما فلان ليستفتي ابا هريرة ومعاذ بن جبل رض وغيرهما فمن ادعى رفع هذين الاجماعين فعليه البيان

اقول وانت تعلم ان اجماع الصحابة لا يحتمل النسخ بالجماع آخر انتهى ما في المغتنم تنبيه جو کہ تین قول درباب التزام تقلید کے گذرے ہین تو وہ اصحو تمین ہین جب کوئی اپنے نفس پر التزام کسی مذہب کا کرلے تو کوئی حضرت مخاطبین مین سے یہہ نہ سمجھین کہ یہہ تین قول لزوم تقلید مین ہین خواہ کوئی التزام کرے خواہ نکرے بلکہ قبل التزام کے بالاجماع متعین مذہب لازم نہین ہی چنانچہ ہر ایک عبارت سی عبارات مذکورۂ بالا مین سے ایسا ظاہر ہورہا ہے کہ ادنی طالبعلم بھی سمجھ لیوے اور یہہ بھی واضح ہو کہ تینون قولونمین سے بھی قول حق اور مدلل بدلیل یہی ہے کہ التزام سی بھی لزوم الکمذہب کا نہین ہوجاتا اور قول بالزوم محض غلط و بے دلیل شرعی ہی اگر کچھہ دلیل ہے تو اسیقدر کہ لان الالتزام لا یخلوا عن غلبة ظن الحقیة سو اسکی بھی مولانا بحر العلوم نے خوب تحقیق کی ہے پس کیونکر قول غلط و بی دلیل بلکہ مخالف دلیل مقابل قول حق اور مدلل کے ہوسکتا ہے فتدبر ۱۲ شرح شیخ ابن الحاجب مین لکھا ہے کہ یون کہنا کہ جسکے ایکدفعہ کسی مسئلہ مین تقلید کیجاوے تو ہمیشہ اور مسئلونمین بھی اوسکی تقلید واجب ہے یہہ منسوخ کرنا نص کا ہے یعنی فاسئلوا اهل الذكر کا اور مخالف ہی اجماع سلف کی اور مخالف ہے حدیث کی چنانچہ فرماتی ہین لا یرجع بعد تقلید فیما قلدا تفاقا وفی حکم آخر المختار جوان لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فالقول بوجوب الرجوع الى من قلدا ولا فی مسئلة يكون مقيدا للنص وهو يجرى مجرى النسخ على ما تقرر فی الاصول ولقوله صلى الله عليه وسلم اصحابی كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وان العوام فی السلف كانوا يستفتون الفقهاء من غير رجوع الى معين من غير نكير فحل محل الاجماع على الجواز كذا فی شرح ابن الحاجب كذا فی عقد الجيد اقول لنا فی هذا الحديث بناء على ما قال ابن حزم والبزار والامام احمد كلاهما وانما نقلناه محافظة على النقل فيبقى مستندنا فی كلامه عموم النص القرآنی واجماع السلف فافهم ۱۲ ابو الاخلاص ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ التزام مذہب معین کا انپر

فتوا پوچھی اور اونکی تقلید کرے تو اوسی روایت کہ فتوا پوچھی ابو ہریرۃ اور معاذ بن جبل رض اور سوا ان دونونکی سی اب جسکو ان دونونکی اجماعی رفع کا دعوی ہے تو وہ دلیل پیش کری مین کہتا ہون اور بھی یہہ معلوم ہی کہ صحابہ رض کا اجماع اور اجماع متاخرسی نہین اوٹھہ سکتا ۱۲ التزام گمان غالب کی طور پر حق جانسی خالی نہین ہوتا ۱۲ جس مسئلہ مین عمل کرلیا تو بالاتفاق اوسمین نہ پہری اور مسئلونمین مذہب مختار پر غیر مذہب کی طور پر عمل کرنا جایز ہے لہذا سبب کے فرمانیکے کہ پوچھو تم اہل کرسی اگر تم انجان ہو سو پہلی ہے مجتہدکی طرف اور مسئلونمین بھی رجوع کو واجب جاننا نص کو مقید کرنا ہے کہ جو موافق مسلمات علم اصول کی قائم مقام نسخ کی ہی اور سبب آنحضرت صلعم کے فرمانیکی کہ میرے اصحاب ستارون کی مانند ہین جسکی پیروی تم کروگی راہ پاؤگے اور سبب اسکے کہ لوگ ہمیشہ سے بلاتعین الکمذہب کے فتوا پوچھتے چلی آئی ہین یہہ جواز پر اجماع ہوگیا یہہ شرح ابن حاجب مین ہے، عقد الجید مین یونہین ہے مین کہتا ہون کہ ہمین اس حدیث مین جو حضرت مولانا ابن حزم اور بزار اور امام احمد کی کلام ہے فقط پوری ہونے نقل کے لئے ہمنی ہی نقل کردیا ہے سو ہمارے سند عموم ایۃ اور اجماع سلف سی باقی وہی تو سمجھ لے

ضرور رہتے ہین اور اسبات مین ایک رسالہ مستقل تالیف کیا ہے جسکا نام رکھا ہے العقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید چنانچہ بعد خطبہ اس رسالہ کی فرماتی ہین وبعد فیقول العبد الواثق بکرم ربہ الوفی ابو الاخلاص حسن الشرنبلالی الحنفی قد ورد سؤال فی رجل حنفی المذہب یسیل منہ دم او نحوہ اراد تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء بذلک الخارج وتقلیدہ ایضا فی عدم النقض بالمس لذکر لا لذۃ معہ کما قال الامام الاعظم مطلقا فہل یجوز لہ التقلید والحکم وفی ذلک ابسطوا الجواب ولکم الثواب من الکریم الوہاب فاجبت بجواز التقلید من غیر تقیید بالعذر مجانبا للتلفیق مصاحبا للتوفیق بالتحقیق وساذکر عن ائمتنا جواز ذلک بجملۃ من الفروع کقول اہل الاصول انشاء اللہ تعالی وجعتہ بہذہ الاوراق امتثالا لامر النبی علیہ الصلوۃ والسلام حیث امر بجمع العلم والتقیید وسمیتہ بالعقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید اجیبا من اللہ سبحانہ القبول فہو خیر مسؤل واکرم مامول فقلت نعم یصح تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء بما یسیل من دم فیہ سواء کان من المخرج او غیرہ وسواء کان التقلید لعذر او سلم من العذر وسواء کان التقلید بعد العمل بما یخالفہ من مذہب ابی حنیفۃ او کان قبل العمل بہ لکن علی القلد الاتیان بما ہو مسنون او مستحب عند الامام ابی حنیفۃ وہو شرط عند الامام مالک کان یتوضا ناویا مرتبا موالیا غسلہ مالکا حسدہ پھر بعد اسکی ہر ایک جزء دعوے کو دلائل سے ثابت کرکے اخیر مین رسالہ کے قبل ایک ورق کی فرماتی ہین فتحصل مما ذکرنا انہ لیس علی الانسان التزام مذہب معین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عمل علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر امامہ مستجمعا شروطہ ویعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منہما بالاخری ولیس لہ ابطال عین فعل تقلید امام اخر لان امضاء الفعل کامضاء القاضی انتہی کلامہ

بعد حمد وصلوۃ کی کہتا ہے بندہ بہروسا رکھنیوالا اللہ کے پورے بخشش پروردگار ابو الاخلاص حسن شرنبلالی حنفی کہ ایک شخص حنفی کے حق مین یہہ سوال آیا کہ وہ وضو نوٹ نیکی حکم مین خون نکلنی سی اور عورت کے چھونی بغیر لذت سی امام مالک رح کی تقلید کرسکتا ہے سو جواب دیا مینے جواز کا بغیر عذر کی شرطیکہ تلفیق سے بچی اور مین اپنی اماموں سے کچھ فروع اس جواز پر قریب ذکر کرونگا اور موافق اوسکی قول اہل اصول کے بھی ذکر کرونگا اور جمع کیا مینی ان ورقون کو فرمان برداری آنحضرت صلعم پر کہ آپنے علم کی جمع کرنیکا ارشاد فرمایا ہے اور نام اس رسالہ کا مینی عقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید رکھا ہے امید اللہ سے قبول کی ہے کہ وہے ہر حاجت اور ہر امید کا پورا کرنیوالا ہے سو کہا مینے کہ ہان صحیح ہے تقلید امام مالک رح کی وضو کی نہ ٹوٹنی مین خون اور پیپ کے بہنی سے خواہ خون پیپ نکلنی کے جگہ سے ہو یا نہو اور خواہ یہہ تقلید معذور کرے یا بلا عذر والا اور خواہ بعد عمل کے یا نہو ان مقلد پر ضرور ہے ادا کرنا اون باتون کا جو مسنون یا مستحب ہے امام ابو حنیفہ کی نزدیک اور شرایط مین سی ہین امام مالک کے نزدیک جیسی نیت کرنی بہی ترتیب اور اعضا کو ملکر وضو کرنا سو تمام مذکور سی حاصل کلام یہہ ہوا کہ التزام مذہب معین کا آدمی پر ضرور نہین اور مخالف اپنے مذہب کے اور مجتہد کی تقلید کرکے اوسی عمل کرنا جایز ہے ہان شرایط کا لحاظ رکہی اور شوق سی ایسی دو امرون مختلف پر عمل کرے کہ ایک اور ہو دوسرا اور اوس اول کی مخالف ہو اوسکی مثلاً ایک کام مین تقلید کرے ایک امام کے تقلید کرے دوسرے امام کے تقلید کرکے بیچ ہی کیونکہ جاری کرنا کسی فعل کا مثل حکم صحیح قاضی کے ہے وہ ٹوٹتا نہین ہیچکا

سید محمد امین المشہور بابن العابدین الشامی الحنفی نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ تعین مذہب معین انسان پر لازم نہیں اگرچہ خود التزام کرلے اور سند اس دعوے کی تحریر شیخ ابن الہمام اور شرح تحریر ابن امیر حاج سی اور عقد الفرید ملا حسن شرنبلالی حنفی سے لائی ہیں مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا اور ملا حسن شرنبلالی کا ابھی گذرا ہے اسلئے نقل کرنا عبارات شامی کا جو مشتمل ہے اوپر کلام اون اکابر کے ضرور نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ عامی کو مذہب سے کیا علاقہ اسلئے کہ مذہب تو اس شخص کا ہوتا ہے جسکو کچھ بصیرت مذہب میں ہو پھر عامی ہو کر اگر کوئی کہے کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو وہ حنفی فی الواقع نہ ہوگا ایسا ہی ہوجائیگا جیسا کہ کہے کہ میں نحوی ہوں چنانچہ رد المحتار حاشیہ الدر المختار میں بعد نقل کرنے عبارت تحریر اور تحبیر کی ارشاد کرتے ہیں قلت و ایضا قالوا العامی لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتیه وعلله فی شرح التحریر بان المذاهب انما یکون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب علی حسبه ولمن قراء کتابا فی فروع ذلك المذهب وعرف فتاوی امامه واقواله واما غیره ممن قال انا حنفی او شافعی لم یصر کذلك بمجرد القول کقوله انا فقیه او نحوی له وتقدم تمام ذلك فی المقدمة اول هذا الشرح وانما اطلنا ذلك لئلا یغتر بعض الجهلة بما یقع فی الکتب من اطلاق بعض العبارات الموهمة خلاف المراد فیحملهم علی تخصیص الائمة المجتهدین فان العلماء حاشاهم ان یریدوا الازدراء بمذهب الشافعی او غیره بل یطلقون تلك العبارات بالمنع من الانتقال خوفا من التلاعب بمذهب المجتهد الخ یعنے ۱۲ عابد سندی حنفی فرماتے ہیں کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کی کوئی دلیل نہیں نہ تو عقلی اور نہ نقلی اور بہت علما نے عدم وجوب پر تصریح کی ہے اور اس قول اپنے کو مستند کرتے ہیں فقہا حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ کی طرف اور فرماتے ہیں کہ قرون اولی کا اجماع تھا اسپر کہ نہیں حلال کسیکو ایک مجتہد کی تقلید کرنے اور اس قول کو مستند کرتے ہیں طرف علامہ ابن امیر حاج کی چنانچہ طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار میں ارشاد کرتے ہیں ناقلا عن الشیخ ابی المعالی من علماء السند وجوب تقلید مجتهد معین لا حجة علیه لا من جهة الشریعة ولا من جهة العقل

---

۵۱ میں کہتا ہوں کہ اوپر تو یہ کہا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں بلکہ مفتی کا مذہب عین اوسکا مذہب ہی اور شرح تحریر میں وجہ اس مقولہ شیخ کی یہہ بیان کی ہی کہ مذہب تو اوسکا ہوتا ہی جو کہ بطریق کلی وقوفیت مذاہب پر رکھی اور ضابطہ بصیرت ہو یا مسائل جزئیہ مذہب میں کوئی کتاب پڑھے ہو اور اپنے امام کے فتوے اور قول جانتا ہو اور دعوی کی جو کوئی کہدے کہ میں حنفی یا شافعی ہوں تو فقط اس کہنے سے حنفی شافعی نہیں ہوسکتا بلکہ یہہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہدی کہ میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں آخر عبارات شرح تحریر تک اور شروع کتاب میں سارے عبارت گذر چکی ہی اور ایسا یہ میں یوں ہمنی طول کلامی کی ہے کہ بعضی جاہل کہیں بجہل نجادین لیونکہ بعضی فقہ کی کتابوں میں کچھ بی قید عبارتیں دہم میں آتی ہیں جو کہ مخالف سو محمول کردیں اون عبارتوں بی قید کو جاہل الامور کی کہنی پر سو علما ہرگز مذہب شافعی وغیرہ کی حقارت جی میں ارادہ نہیں رکھتی بلکہ وہ عبارتیں اس خوف سی بولتی ہیں کہ کوئی لہو کی طور پر انتقال مذہبی نکرے ہو چکے عبارت شامی کی ۵۲ شیخ ابو المعالی علمائے سندھی نقل کیا کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کے کوئی دلیل نہیں نہ شریعت کی رو سی نہ عقل کے رو سے

کما ذکرہ الشیخ ابن الھمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر و فی کتابہ المسمی بتحریر الاصول و بعدم وجوبہ صرح الشیخ ابن عبد السلام فی مختصر منتہی الاصول من المالکیۃ والمحقق عضد الدین من الشافعیۃ و ذکر ابن امیر الحاج فی التقریر شرح التحریر ان القرون الماضیۃ من العلماء اجمعوا علی انہ لا یجل للحاکم و لا مفت تقلید رجل واحد بحیث لا یحکم و لا یفتی فی شیء من الاحکام الا بقولہ انتہے ۱۲ **صفوۃ المحدثین امام ابن حزم** نے فرمایا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع اسپر ہوا ہے کہ التزام ایک مذہب معین کا جسکے سوا پھر جو کوئی کہ ایسا التزام کرے تو اوسنے مخالف کیا اجماع کے اور اوسکا اس امر مین کوئی پیشوا اور امام نہین اور راہ اختیار کی خلاف رای مومنین کے چنانچہ **عقد الکافیہ** مین فرماتی ہین و قد صح اجماع الصحابۃ کلہم اولہم عن اٰخرہم و اجماع التابعین اولہم عن اٰخرہم و اجماع تبع التابعین اولہم عن اٰخرہم علی الامتناع و المنع من ان یقصد احد قول انسان منہم او من قبلہم فیاخذ کلہ فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفۃ او جمیع اقوال مالک او جمیع اقوال الشافعی او جمیع اقوال احمد رضی اللہ عنہم و لا یترک قول من اتبہ منہم او من غیرہم الی قول غیرہم و لم یعتمد علی ما جاء فی القرآن و السنۃ غیر صائر ذلک الی قول انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ کلہا اولہا عن اٰخرہا بیقین لا اشکال فیہ و انہ لا یجد لنفسہ سلفا و لا اماما فی جمیع الاعصار المحمودۃ الثلثۃ فقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ہذہ المنزلۃ انتہے ۱۲ مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی الحنفی فرماتی ہین کہ تخصیص ایک مجتہد کی عمل کے باب مین دہنگا دہنگی ہے اوسکی طرف التفات نکرنی چاہیے بلکہ یہہ شریعت کی حکم کا بدل دینا ہے اور خدا کی رحمت واسعہ کا بند کرنا ہے اسلیئے کہ شارع نی بندونکو یہی تکلیف دی ہی کہ جس مجتہد غیر معین کی چاہین تقلید کرین چنانچہ **شرح تحریر** مین فرماتی ہین اعلم انک قد علمت ان التکلیف من الشارع لیس الا العمل بفتوی مجتہد علی التخییر و تخصیص العمل بفتوی مجتہد دون

جیسا کہ ذکر کیا اس امر کو شیخ ابن ہمام نے حنفیون مین سے اپنے کتاب فتح القدیر مین اور دوسرے اپنے کتاب مین جسکا نام تحریر الاصول اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے اپنے کتاب مختصر منتہی الاصول مین اسکی تصریح کی ہی کہ مجتہد معین کے تقلید واجب نہین ہی اور اسیطرح شافعیون مین سے عضد الدین محقق نی اسکی تصریح کی ہی اور تحبیر شرح تحریر مین ابن امیر حاج نی ذکر کیا ہے کہ اگلی زمانہ کی سارے علمانے اسپر اجماع کیا ہے کہ حاکم اور مفتی کو حلال نہین ہے ایک مجتہد معین کے تقلید اسطرح پر کہ سوا اوس مجتہد کی قول کی اور کسیکی قول پر حکم نکری ہو چکی عبارت شامی کے

۱ بلاشک صحیح ہوگیا ہے اجماع سارے صحابہ رض کا اول سے آخر تک اور اجماع سب تابعین اور تبع تابعین کا اسبات کی منع پر کہ کوئی اگلے پچھلے کسی آدمی کا سب کہا ہوا لیلیوے سو جان لو کہ جسنے ساری قول امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رح کی لیئے اور کسی سوا کسکے قول کی خلاف اور قران و حدیث کی اور برعہا دیے اسکی نکیا کہ تاویل کر ڈالی تو اوسنی ساری امت کا خلاف کیا بلاشک اسمین کوئی شبہ نہین اور ایسا شخص قرون ثلثہ مین اپنا کوئی مقتدا نہ پائیگا سوا اسنے سوار سنۃ مسلمانونکی اور رستہ نہ اختیار کیا اللہ کے پناہ ہے ایسے مقام سے ۱۲ جان لے کہ شارع کیطرف سے قطعا اتنے تکلیف ہے کہ کسی مجتہد کی قول پر عمل کری اور ایک مجتہد کی قول کو دوسرے کی نسبت خاص کرنا

مجتهد الحکم لا یلتفت الیہ بل ھو تغییر لحکم الشارع من دون برھان وجر رحمۃ اللہ الواسعۃ انتہی ۱۲ مولنا رئیس المحققین المتاخرین حجۃ من حجج اللہ مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے بدلائل عدیدہ اس التزام تقلید مذہب معین کو باطل کیا ہے اور کتاب مستطاب عقد الجید اور انصاف ایکی تحقیق اور تفصیل مین تالیف فرمائی ہے سو تمام عبارات کتابون اونکی کی اسجگہہ کہان نقل ہوسکتی ہے طالب حق کو اور شایق تحقیق اور تدقیق کو چاہیے کہ اون کتابونکی مطالعہ سے مشرف ہووے لاکن کچھہ قدری قلیل بطور تیمن اور تبرک کے ہم بھی ذکر کرتے ہین مگر پہلے اتنا سمجھہ لینا چاہیے کہ عامی کی حقیقت تو یون فرماتی ہین کہ اوسکا کوئی مذہب ہی نہین اور اسکی سبیل عمل کی یہی ہی کہ وہ علماء وقت سے سوال کری جیسا کہ پہلی ساتوین روایت مین کلام سے سید بادشاہ کی اور گیارہوین روایت مین کلام سے اخون قندہاری کی اور بیذرہوین مین کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا اونکی نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو مسائل فروع واصول امام کے سے واقف ہین سواوسکی حق مین عقد الجید مین فرماتی ہین اذا اراد ھذا المتبحر فی المذھب ان یعمل فی مسئلۃ بخلاف مذھب امامہ مقلدا فیھا لامام آخر ھل یجوز لہ ذلک اختلفوا فیہ فمنعہ الغزالی وشرذمۃ وھو قول ضعیف عند الجمھور لان مبناہ علی ان الانسان یجب علیہ ان یاخذ بالدلیل فاذا فات ذلک بجملہ بالدلائل اقتنا اعتقاد افضلیۃ امامہ مقام الدلیل فلا یجوز لہ ان یخرج من مذھبہ کما لا یجوز لہ ان یخالف الدلیل الشرعی وردوا بان اعتقاد افضلیۃ الامام علی سائر الائمۃ مطلقا غیر لازم فی صحۃ التقلید اجماعا لان الصحابۃ والتابعین کانوا یعتقدون ان خیر ھذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر وکانوا یقلدون فی کثیر من المسائل غیرھما بخلاف قولھما ولم ینکر علی ذلک احد فکان اجماعا علی ما قلناہ واما افضلیۃ قولہ فی ھذہ المسئلۃ فلا سبیل الی معرفتھا للمقلد الصرف فلا یجوز ان یکون شرطا للتقلید اذ یلزم ان لا یصح تقلید جمھور المقلدین ولو سلم ففی مسئلتنا ھذہ ھذا علیکم لا لکم لان کثیرا ما یطلع

سینہ زوری ہی اوسکی طرف کچھہ خیال نکرنا چاہیے بلکہ وہ بدل ڈالنا ہے شریعت کی حکم کو بلا دلیل کے اور تنگ کرنا ہی اللہ کی رحمت کو سو ہوچکی عبارت شرح تحریر کی ۱۲ اگر متبحر فی المذہب یہہ ارادہ کرے کسی مسئلہ مین اپنے امام کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہوکر عمل کرے ایا یہہ اوسکو جایز ہے اہل علم نے خلاف کیا ہے سو امام غزالی اور ایک گروہ نے منع کیا ہے اور یہہ قول جمہور کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ اسکی اصل یہہ ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ دلیل کے ذریعہ سی اختیار کرلی پھر جو وہ دلیل ہی دلائل کی جہالت کی سبب سے فوت ہوگئی تو ہمنے اوسکی امام کے افضلیت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کردیا سو اوسکو اپنے امام کے مذہب سے نکلنا جایز نہین ہے جیسا کہ اوسکو یہہ جایز نہین کہ شرعی دلیل کے مخالفت کرے اور یہہ قول اس طور پر رد کیا گیا ہے کہ امام کی مطلق افضلیت کا اعتقاد تمام ائمہ پر صحت تقلید مین لازم نہین ہے اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین یہہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اس امت مین افضل اول ابوبکر رضہ ہین پھر عمر رضہ اور اونکا یہہ حال تھا کہ بہت مسئلہ مین اونکی قول کی برخلاف اور اونکی تقلید کرتے تھے اور اوپر کسی نے اعتراض نہین کیا تو ہماری قول پر اجماع ہوگیا اور ہے افضلیت اوسکی امام کی قول کے ایک مسئلہ مین خاص کر سو اسکی بھی ہمکو کی راہ متقلد صرف کو کوئی نہین ہے سو تقلید کی یہہ شرط ٹھہرانی جایز نہین ہے سو اسواسطے کہ لازم آتا ہی کہ جمہور

علی حدیث یخالف مذهب امامه او یجد قیاسا قویا یخالف مذهبه فیعتقد الافضلیة
فی تلك المسئلة لغیره وذهب الاکثرون الی الجواز منهم الامدی وابن الحاجب وابن الهمام والسوفی واتباعهم کابن حجر والرملی وجماعة من الحنابلة
والمالکیة ممن یطول ذکر اسمائهم الی التطویل وهو الذی انعقد علیه الاتفاق من مفتی المذاهب الاربعة
من المتاخرین واستخرجوه من کلام اوائلهم انتہے یہ شہید فی سبیل اللہ بجلیل مولانا محی الدین محمد اسمٰعیل نے
ایسی ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شعبہ رفض کا ٹھہرایا ہے اور جناب مؤلف کو انہین سی مقابلہ ہی اور انہین کی
کلام کے مقابلہ مین دعوے وجوب تقلید مجتہد معین کا کیا ہے اور یہہ نہ سمجھا کہ اس عدم وجوب کا تمام عالم قائل ہے
اب سنو کلام بلاغت نظام مدلل بلائل عظام مولوی اسمٰعیل صاحب کا **ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت و**
الضریح مین احادیث صحیحہ سے استدلال کرکے مسائل متفرع کرتے جاتے ہین اور بعد تقریر چند مسائل کے فرماتی ہین مسئلہ
خامسہ تحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلی از
دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع مینمایند یا تحدید بعضی از اصول دینیہ بحدود خاصہ احداث میکنند یا ترویج امریکہ
خامل در قرون سابقہ بود بروے کار آرند یا احیاء امریکہ دران ازمنہ مروج بود بعمل مے آرند مثل نماز معکوس و وجوب تقلید
شخصی معین از آئمہ مجتہدین و ہبہ ثواب عبادات احیا بر اموات بخلاف نیابت در عبادات مالیہ کہ آن ثابت الاصل است
و مثل تحدید ذکر کلمہ تہلیل بہ اوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید مقادیر کثیر بعشر فی عشر و ترویج انزوا و بنا بر اشتغال
بعبادت و مطالعہ کتب و ترویج مسائل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق بجمیع ہمت خود دران و امثال ظاہر کتاب و سنت مگر بطریق تبرک
و تیمن و امثال امر معروف و نہی عن المنکر و عدم مبالات بافاتہ جہات الخ و منانی و امثال این امور محدثہ شان ہمہ از قبیل بدعات
حقیقیہ ست انتہے اور دوسری جگہہ سے ایضاح الحق مین ارشاد فرماتے ہین بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس بالتحقیق احکام قیاسیہ و
اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست دارا دہ و تقلید شخصے معین از مجتہدین و مشائخ در ارکان دین
نہ بلکہ ہمین قدر کافیست کہ وقتی کہ حاجتی پیش آید از کسی از ایشان استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ہم مثل
ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ شود و لقب حنفی و قادری بمثابہ لقب مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز
از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار و رفض از لوازم تدین شمردہ شود و انتقال را از مذہبی بمذہبے

تقلید جایز نہووے اور اگر فرض کیا جاوے تو ہمارے اس مسئلہ مین یہہ تکو مضر ہے مفید نہین ہے اسلئے کہ اکثر اوقات ایسی حدیث اوسکو
معلوم ہوجاتی ہے کہ اوسکی امام کی مذہب کے مخالف ہوتی ہی یا قیاس قوی ملجاوے کہ اوسکی مذہب کے خلاف ہوتا ہے پھر وہ اوس مسئلہ مین اوسکی
فضیلت کا معتقد ہوجاتا ہے اور اکثر علما اسکو جایز کہتے ہین اوسمین سی آمدی ہے اور ابن حاجب اور ابن ہمام اور نووی اور اوسکی
اتباع جیسی ابن حجر اور رملی اور حنبلیون مین کا اور مالکیون کا ایک گروہ اسقدر کہ اونکی نامون کی ذکر کی بات لمبی ہوئی جاتی ہی اور پھیلا وہ
مسئلہ ہے جسپر چارون مذہب کے متاخرین کا اتفاق ہوچکا ہے اور اونہون نے اسکو اپنے متقدمین کے کلامون مین سے نکالا ہی ہوجیکی عبارت معتمد کی

یا از طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و ہتک معدود کردہ شود یا دعوی اجتہاد و ولایت را مثل دعوی
نبوت یا دعوی امامت بطریق یعنی بر امام حق باعث قتال و اہانت قرار دادہ شود آیا نمی بینی کہ باعث قاضی جبر کردن
میرسد نہ بر اطاعت مجتہد کہ رد حکم قاضی دیگر را ہم نمیرسد چہ جائے احاد رعایا را بخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسی قبول آن واجب
نیست لاسیما در وقتیکہ انکس خود مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا جایز نیست و بغی بر امام حق اگرچہ آن باغی لیاقت
امامت داشتہ باشد اصلا جایز نیست برخلاف دعوے اجتہاد کہ در وقتیکہ ملکہ اجتہاد حاصل شود لابد دعوے اجتہاد باید کرد
و تقلید را از گردن خود دور باید انداخت بالجملہ غرض ازین کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن خواہ
بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین و سعی در اشاعت آن از جنس اکل شرب و لباس است کہ مدار زندگانی بر آنست و اشتغال
باحکام فقیہہ معتبرہ و اشغال صوفیہ نافعہ از قبیل مداواۃ و مصالحہ است کہ عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد ازان بکار
اصلی خود مشغول شوند و عنوان و شعار خود محمدیت خالصہ و سنن قدیم باید داشت نہ تمذہب بہ مذہب خاص و مسلک در طریقہ
مخصوصہ بلکہ مذاہب و طرق را مثل و کالکین عطارین باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی باید ساخت پس چنانکہ سپاہیان را
عنوان سپہ گری شعار است و علاوہ کلہ سلطانی کار و بار دوقتی کہ بہ دوائے محتاج میشوند از ہر دوکانی کہ بدست آید میگیرند و بقدر
حاجت بعمل آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاہ میدارند و لکار و بار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیہ خالصہ شعار خود
باید کرد و اقامۃ ظاہر سنتہ را کار و بار خود باید داشت و احکام فقیہہ صحیحہ و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد و بدعت
باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید ازان بآن توغل نباید کرد انتہے سبحان اللہ مولانا نمی کنیا چہی تمثیل عمل بالحدیث
کے ساتھہ امور مدار زندگانی کی و تشبیہہ عمل باقوال مجتہدین کے ساتھہ دوا کی دی ہی سو وجہ تشبیہہ اول کی تو ایسی ہے
کہ اس سے کسے مسلمان کو انکار نہین لاکن وجہ تشبیہہ ثانی کی بس یہہ ہے کہ جیسے دوا وقت درد ذات الجنب کی شلا لگا
ہوتی ہے ایسی ہی تقلید کسی مجتہد کے قول کی وقت مرض قلبی کے کہ وہ جہل ہے کسی مسئلہ سی در کار ہوتی ہے اور تشبیہہ مذہب
مجتہدین کی دوکانون سی عطارون کی یہی کیا واضح ہے تو اس ہی بنظر باریک غور کرنا چاہیئے کہ جب کوئی شخص التزام کرلے
کہ مین عبداللہ عطار ہی سے مثلا دوا لیا کرونگا دوسرے سی کبھونلونگا تو وہ بیشک ایک ایکدن ہلاک ہی ہوجائیگا
یعنی اوسدن کہ وہ تو درد ذات الجنب مین مثلا مبتلا ہو رہا ہے اور عبداللہ عطار کے پاس اوسکی دوا نہین ہے
ایسا ہی وہ شخص جسنے التزام کر رکھا ہو کہ مین تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی مثلا تقلید کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہین کرونگا
تو وہ کسی کبیرہ گناہ مین مبتلا یا کسی فرض کا تارک ہی ہوجائیگا مثلا ایکعورت حنفیہ ہو جوان مشتہاۃ اور اوسکا
خاوند مفقود الخبر ہو اور عرصہ چار برسکا گذر گیا ہو اور اوسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زنا کی صادر ہونیکا خوف
غالب ہو تو دیکھو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کی مذہب مین کوئی علاج نہین وہ تو یہی فرماتی ہین
کہ نوبت پہنچی تب خاوند کی منتظر رہے تو وہ خواہ مخواہ زنا مین مبتلا ہوویگی اور اگر التزام نہوتا تو بیشک زنا سے

ہے جاتی اسلئے کہ امام مالک کی مذہب مین اسکی دو الیعنی بجویز نکاح ثانی کی بعد چار بر سکی موجود ہی ایسا ہی ایک شخص حنفی کو سفر مین ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر و عصر کی اپنے اپنے وقتون مین ادا نہین کر سکتا اور اسکو التزام نہا کہ شافعی مذہب کی تقلید کہونکر یگا اور جمع بین الظہر والعصر ہرگز نکر یگا تو وہ بیشک ایک نماز کو اون دونون مین سے قضا ہی کریگا اور اگر اوسکو التزام حنفیہ کا ہوتا تو بے تامل دونو نمازونکو شافعی مذہب پر جمع کر کر ادا کرتا اور ترک فرض سی محفوظ رہتا ۱۲ اور مولانا مرحوم رسالہ تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مین جسمین ایسی تقلید کو شبہ رفض کا فرمایا ہے یہہ ارشاد کرتے ہین وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا الاجتہاد ومنعوا تقلید غیر امامہ فی بعض المسائل وھذا ھی الداء العضال التی اھلکت الشیعۃ فھؤلاء ایضا اشرفوا علی الھلاک الا ان الشیعۃ قد بلغوا اقصاھا فجوزوا رد النصوص بقول من یزعمون تقلیدہ وھؤلاء اخذوا فیھا واولوا الروایات المشھورۃ الی قول امامھم انتہے ۲۲ شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بہی مقرہین کہ طریق متقدمین کا یہی تہا کہ کسی ایک کی خاص کر تقلید نہین کیا کرتے تہے اور اس قول کو آیۃ اور حدیث اور اجماع کیطرف مستند فرماتی ہین اور کلام سی حافظ الحدیث ابن حزم کی بہی استشہاد کرتے ہین اور فرماتی ہین کہ انصاف اور عدل اسمین ہی چنانچہ تحصیل المتعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین ارشاد کرتی ہین لزوم اتباع المجتہدین والاقتداء بھم فیہ طریقتان فکان طریق المتقدمین انہم لا یرون التزام مذہب معین واتباع مجتہد واحد بل کان للمجتہدین العمل باجتہادھم وکان سبیل العوام ان یستفتوا الفقہاء ویرجعوا الیہم من غیر متابعۃ احد بعینہ قال الحافظ ابو محمد بن حزم الظاہری ما نعلم احدا فی زمان القرون الثلاثۃ الذین ھم خیر القرون اخذ بقول احد بعینہ وانما حدث ذلک بعد تلک القرون من غیر انکار احد فحمل ذلک محمل الاجماع دلیلہم علی ذلک قولہ سبحانہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ویقولون ان الناس مامورون بالعمل

۱ بی شک زیادتی کی ہے لوگون نے تقلید کے باب مین اور سیدھی راہ سی بہر گئے ہین ایک مجتہد معین کے تقلید کی التزام مین یہانتک کہ وہ قائل ہوگئے ہین اجتہاد کی ممنوع ہونیکی اور منع کرتی ہین اپنی امام کے سوا کی تقلید سی بعضی مسئلون مین اور یہہ وہ سخت مرض ہی کہ اوسمین فرقہ شیعہ ہلاکت کو پہونچ گئے ہین اور اسیطرح یہہ لوگ قریب بہ ہلاکت کی پہونچ گئے ہین ہان اتنی بات ہی کہ شیعہ نے مبالغہ کر کے نصوص کو رد کر دیا ہے اپنے مقتدا کی قول کی مقابلہ مین اور یہہ لوگ مشہور روایتون کو اپنے امام کی قول کیطرف پھیر پھیر کر لاتی ہین ہوچکی عبارت تنویر العینین کی ۲ اتباع اور پیروی مجتہد معین مین دو طریقہ ہین طریقہ اگلی لوگون کا تو یہہ ہی اونکی نزدیک تقلید مجتہد معین کے نہین ہی بلکہ اوس زمانہ کی مجتہد تو اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہی اور اس عہد کی انجانون کا یہہ حال تہا کہ بغیر التزام ایک مجتہد معین کے عالمون سے فتوا پوچہتی تہے حافظ ابو محمد ابن حزم ظاہری نے کہا ہی قرون ثلثہ مین کہ وہ اچہا زمانہ ہے کیسکو ہم نہین جانتی کہ ایک معین امام کی قول پر عمل کرتا ہو بلکہ یہہ امر سبکی نزدیک ان زمانونکی بعد سے پیدا ہوا ہے تو یہہ بمقام اجماع کی ہوگیا اور اون لوگونکی دلیل یہہ اللہ کا فرمانا ہے کہ اہل ذکر سی پوچہہ لو اگر تم نہین جانتی اور اون لوگا

بالکتاب والسنة والاجماع والاقتداء بالعلماء فیما یفتون فاوجب التعیین والتخصیص والی هذا اشارة قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم والعلماء کلهم فی حکمهم وهذا القول اقرب الی الانصاف والعدل انتهی اقول قد ذکر الکلام فی هذا الحدیث فیقع مستندا فی کلام الشیخ الاثیر والاجماع ۳۳ ملا علی قاری نے بھی اعتراف کیا ہی کہ اللہ تعالی نے کسیکو حکم نہین کیا کہ حنفی ہی ہوجاے یا شافعی ہی ہوجاے بلکہ یہہ حکم دیا ہی کہ اگر اہل علم ہو تو قرآن وحدیث پر عمل کرے اور اگر عامی ہو تو کسی اہل علم سی پوچھہ لی چنانچہ شرح عین العلم مین فرماتی ہین ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفهم ان یعملوا بالکتاب والسنة ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جهلاء انتهی اور نیز بیچ رسالہ ستم القوارض کے ۳۴ لکھا ہی ایضا فی نقلا عن انقلوا حنفی الی الشافعی یقبل شهادته وان کان عالما کما فی الخیریة وهذا کما تری لا یجوز لمسلم ان یتفوه بمثله فان المجتهدین من اهل السنة والجماعة کلهم علی الهدایة ولا یجب علی احد من هذه الامة ان یکون حنفیا او شافعیا او مالکیا او حنبلیا بل یجب علی احاد الناس اذا لم یکن مجتهدا ان یقلد احدا من هؤلاء الاعلام لقوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ویقبل بعض مشایخنا من تبع عالما لقی اللہ سالما انتهی کلام ملا علی القاری فی سهم القوارض فی ذم الروافض ۳۵ علما حنفیہ عراق اور ماوراء النہر سات مسلمون امام مالک اور امام شافعی کے قول پر فتوی دی رکھا ہے پھر اگر تقلید ایک ہی مجتہد کی واجب ہوتی تو وی علما حنفیہ کیون مذہب مالک و شافعی پر فتوے دیتے جیسے کہ فرمایا شرح سہیچابی مین نقلا عن جامع الفتاوے افتی علماء العراق وما وراء النهر علی قول مالک والشافعی فی سبعة مسائل منها تفریق امراة الغائب باربع سنین الی اخره اس روایت سی دفع ہوا عذر ان مقلدین مخصصین کا جو کہتے تہے کہ جسنے کہ اپنے مذہب کے خلاف پر فتوے دیا ہے تو ایک یا دو مسئلون مین دیا ہے اور اس سے زائد ممنوع ہی اور وجہ دفع ہونیکی ظاہر ہے اوس شخص پر جو کہ دونون اور سات مین فرق کرسکتا ہے ۳۵ فتاوی حسب المفتین مین بھی فرمایا ہی کہ مسئلہ نکاح زن مفقود مین امام

مقولہ یہہ بھی ہے کہ لوگ قران اور حدیث اور اجماع امت اور اقوال علما پر عمل کرینگی امور مین سو کوئی وجہ تعین اور تخصیص کے نہین ہے اور اسیطرف اشارہ کرتے ہی آنحضرت صلعم کے یہہ حدیث کہ میرے اصحاب مثل تارون کی ہین جنکی تم پیروی کروگی ہدایت پاؤگی اور علما سب صحابہ کی حکم مین ہین اور یہہ قول انصاف کی بہت قریب ہے مین کہتا ہون کہ اس حدیث مین جو کلام تہا پہلی گذر چکا تو ہمارا سند پکڑنا شیخ کی اس کلام مین آیہ اور اجماع رہا ۵ یہہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے کسیکو تکلیف نہین دی کہ حنفی مالکی شافعی حنبلی بنے بلکہ یہہ تکلیف دی ہی کہ قران اور حدیث پر عمل کرین اگر عالم ہون اور عالمون سی پوچھہ لین اگر انجان ہون ہوچکی عبارت شرح عین العلم کی ۵ اور جامع الرموز والی نہایت غریب ہے مگر کیا کہ یہہ نقل کیا ہے کہ جو کوئی حنفی سی شافعی ہوجاوے تو اوسکی گواہی مقبول نہوگی اگرچہ وہ عالم ہی کیون نہو جواہر کی خاتمہ پر یون ہین لکہا ہے اور یہہ بات تجھے معلوم ہے جیسے ہی کسی مسلمان کو جایز نہین کہ ایسے بات زبان سے نکالی کیونکہ تمام مجتہد اہل سنت وجماعت کی ہدایت پر ہین اور سب مین سی کسی پر واجب نہین کہ حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بلکہ جو مجتہد نہو اوسپر یہہ واجب ہے کہ کسی عالم کی تقلید کرے سبب اس آیہ کی پوچھہ لو اہل ذکر سی اگر تم نہین جانتے اور یہہ بسبب اس مقولہ بعضے مشایخ کی کہ جو کسی عالم کی پیروی کریگا تو قیامت مین گرفت سی

مالک کی مذہب پر حنفیون نے عمل کر رکھا ہی چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کی درباب النکاح زوجہ مفقود کی فرمایا ہی
قول مالک معمول بھا فی ھذہ المسئلۃ وھو احد قولی الشافعی ولو افتی بہ الحنفی یجوز فتوٰہ انتہی بعض علما حنفیہ
خوارزم کی نی اختیار کر رکھا تہا کہ جو کوئی نماز مین خطاسی قرارت غلط پڑہ جاوے تو نماز اوسکی فاسد نہین ہوتی تو اسمین
امام شافعی کے مذہب پر فتوی دی رکھا تہا چنانچہ فتاوی بزازیہ مین کہا ہی ان من علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من
اختار عدم فساد الصلوۃ بالخطاء فیہا اخذا بمذھب الشافعی فقیل لہ مذھبہ فی غیر الفاتحۃ فقال اخترت من مذھبہ الاطلاق وترکت القید
انتہی نقد العلامۃ خاتم المتاخرین ابن نجیم فی بعض رسائلہ فی الوقف ونقل الفہا قتہ ایضا فی قول السائل سو اگر تعین مذہب ضرور ہوتی تو یہہ فتوی
بعض علما خوارزم کا بلا نکیر کیون جاری ہوتا ۲۷ قضات متاخرین نی فتوی دی رکھا ہی قسم کہلانی گواہونکو قایم مقام
تزکیہ کے بنا بر مذہب ابن ابی لیلی کی چنانچہ مولنا بحر العلوم شرح مسلم مین فرماتی ہین لو وجد ولو آیۃ صحیحۃ من مجتہد اٰخر
یجوز العمل بھا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشہود اقامۃ لہ مقام التزکیۃ علی مذھب ابن ابی لیلی فافہم انتہی
سو اگر تعین مذہب معین کی ضرور ہوتی بلکہ اگر تعین مذاہب بعہ کی لازم ہوتی تو یہہ فتوی مذہب پر ابن ابی لیلی کی کیون
جاری ہوتا جبکہ ملتزمین مذہب معین ان روایت کو دیکہتے ہین تو کچہہ نہین کہہ سکتی مگر اتنا کہ یہہ فتوی اور احکام علماء
حنفیہ کی مذہب مالک اور شافعی اور ابن ابی لیلی پر بنا بر ضرورت کی ہی الضرورت تبیح المحظورات چنانچہ حضرت مولف
روایت اخیر سی اخیر مین باب نامی کے یہی جواب دیا ہی اسلیئی ضرور ہوا کہ علی الزعم انکی جوابمین اس عذر کی وہ روایات
جنسی بلا ضرورت فتوی دینا مذہب مخالف پر ثابت ہو نقل کیجاوین تو سنو ۲۸ شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سی ایک
شخص نے ایک مسئلہ برخلاف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ وسطی اجرا اس حکم کے جو مخالف حنیفہ کی ہی قاضی
حنفی کسی شافعی المذہب کی پاس مقدمہ بہیجے کہ وہ شافعی موافق اپنی مذہب کی حکم جاری کری اور حنفی قاضی اپنے
مذہب کے مخالفت سی باز رہے تو جواب دیا کہ درست ہی قاضی حنفی کو بہیجنا مقدمہ کا پاس شافعی المذہب کی اور اگر وہ
قاضی حنفی آپ ہی اوسمقدمہ مین مخالف مذہب اپنے امام کی حکم دیوے تو یہی درست ہی چنانچہ مجموع النوازل مین کہا ہے

سالم رہیگا ۲۵ فتوی دیا ہی علماء عراق اور ماوراء النہر نی امام مالک رح کی قول پر سات مسئلون مین اونمین سی یہہ ہی ہے کہ چار برس مین غائب مرد کی
عورت کو علیحدگی کا حکم دیدیا جاوے ۲۶ قول امام مالک کا علی الراجح ہے بیچ مسئلہ نکاح زن مفقود کی اور ایک قول امام شافعی کا یہی ہے اور حنفی المذہب
اگر اسپر فتوا دیوی تو جایز ہے ۲۷ بلا شک خوارزم کی حنفی علما معتبر ایسے لوگ یہی ہین کہ بموجب مذہب امام شافعی رح کی نہ ٹوٹنا نماز کا صدور خطا سے
اوسلیون نے اختیار کیا ہے اور جب لوگون نے اونسے کہا کہ امام شافعی رح کا یہہ مسلک ہے کہ سورہ فاتحہ کی اور با تو نمین ہی تو جواب دیا کہ امام شافعی رح کی
مذہب سے مطلق بات لیکر سورہ فاتحہ کی قید کو مین چہوڑ دیا ہے نقل کی ہے یہہ عبارت خاتم متاخرین ابن نجیم نے اپنے بعضے رسالون مین کی
بحث وقف مین اور صاحب قول سدید نی اسکو نقل کیا ہے ۲۸ اگر ایسے جاہل روایۃ صحیحۃ اور مجتہد سی تو اوسپر عمل جایز ہے تو دیکہتا ہون
کہ متاخرین نے قایمقام تزکیہ کے گواہون کی قسم دلانے پر بموجب مذہب ابن ابی لیلی کی فتوا دیدیا ہے ہو چکی عبارت شرح مسلم کی

سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزۃ عن اب الصغیر زوجہا من صغیر وقبل ابوہ وکبر الصغیران وبینہما غیبۃ منقطعۃ وقد کان النکاح بشہادۃ الفسقۃ ہل یجوز للقاضی ان یبعث الی الشافعی المذہب لیبطل ہذا النکاح بسبب انہ کان بشہادۃ الفسقۃ قال نعم وللقاضی الحنفی ان یفعل ذلک بنفسہ خلافا لہذا المذہب وان لم یکن مذہبہ انتہے کذا فی الفتاوی العالمگیریۃ تو غور کرو کہ اگر عمل در فتوی بمذہب مخالف ضرورت ہی کے وقت جائز ہوتا تو اس سائل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے باوجودیکہ شافعی المذہب موجود تھا اور ضرورت خلاف کرنیکی اپنے مذہب سے حنفی کو نہ ہتی کیوں حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس نکاح کو برخلاف مذہب امام اپنے کے باطل کردے ۲۹ جیسا کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے قضا علی خلاف المذہب کو بدون ضرورت کی بھی درست کیا ہے ایسا ہے اور فقہا نے بھی درست کیا ہی چنانچہ عقدہ مین فرمایا یجوز للقاضی ان یبعث الی الشافعی المذہب لیبطل النکاح اذا کان التزویج بشہادۃ الفسقۃ وللحنفی ان یفعل ذلک وہی مسئلۃ القضاء علی خلاف مذہبہ انتہی کذا فی الفصول العادیۃ ۳۰ امام طرطوسی نقل کرتے ہین کہ ایکروز جمعہ کی اقامت ہوگئی تھی اور قاضی ابو الطیب طبری شافعی تکبیر کہنے کو مستعد ہوئے نوناگاہ ایک جانور نے آنکے اوپر بیٹ کردی اور ظاہر ہے کہ شافعی مذہب مین بیٹ جانور کی نجس ہوتی ہی لاکن قاضی ابو الطیب نے شافعی ہوکر اوس بیٹ کی نجس نہونی مین امام احمد بن حنبل کی تقلید کرلے اور کہا کہ مین اب حنبلی ہوا اور تکبیر تحریمہ کہدی اور نماز مین داخل ہوئی چنانچہ امام سید شریف علی السہودی نے نقلاً عن الکتاب الخادم فرمایا ہے ان الامام الطرطوسی رحمہ اللہ حکی اذا اقیمت صلوۃ الجمعۃ وہم القاضی ابو الطیب الطبری بالتکبیر فاذا الطائر قد ذرق علیہ فقال انا حنبلی ثم احرم ودخل قلت ومعلوم انہ انما کان شافعیا یتجنب الصلوۃ بذرق الطائر فلم یمنعہ عملہ السابق بمذہبہ فی ذلک من تقلید المخالف انتہے علی ما نقلہ العلامۃ الحسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید ۳۱ اور ایسا ہے مروی ہے کہ قاضی ابو عاصم عامری حنفی وقت نماز مغرب کے فقال شافعی کی مسجد مین تشریف لیگئی تو قاضی ابو عاصم عامری حنفی کو فقال شافعی نی دیکھکر مؤذن کو حکم دیا کہ تکبیر مین دو دو کلمہ کہے واسطے خاطر داری قاضی حنفی کے باوجودیکہ شافعی مذہب مین تکبیر مین ایک ایک کلمہ کہا جاتا ہے اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو اونہون نے بھی اپنے مذہب کے خلاف باسخا طر فقال شافعی کے جہر بسملہ مع القراۃ اور رفع یدین وغیرہ

۱ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سی پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے چھوٹے عمر کی لڑکی کو ایک چھوٹے عمر کے لڑکے سے بیاہ دیا اور وہ دونون بڑی ہوئی اور اون دونون مین جدائی منقطعہ فہتی ہے اور فاسقون کی گواہی سے یہ نکاح منعقد ہوا تھا تو کیا قاضی کو جایز ہے کہ شافعی مذہب کے پاس اس مسئلہ کو بھیجکر تاکہ بسبب فسق گواہون کے اس نکاح کو باطل کرادی اونہون نے جواب دیا کہ ہان اور قاضی حنفی خود بھی اس باب مین مذہب شافعی ہم کو لیکر یہہ حکم لگادئی اگرچہ خود اوسکا مذہب نہین ہے فتاوی عالمگیری مین یونہین ہے ۲ قاضی کو جایز ہے کہ اس مسئلہ کو شافعی مذہب کے پاس اس نکاح کو باطل کرنیکے لئے بھیجدے جو یہہ نکاح فاسق گواہونکی گواہی سے بندا ہوا اور حنفی کو بھی یہہ حکم لگانا پہنچتا ہے اور یہہ مسئلہ خلاف مذہب فتاوی عالمگیری ۳ امام طرطوسی سے حکایت ہے کہ ایکروز نماز جمعہ کی اقامت ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر کا ارادہ کیا تو کیا ایک جانور نے امام طرطوسی پر بیٹ کردی اونہون نے کہا کہ مین حنبلی ہوا اور نیت باندہ لی مین کہتا ہون کہ اور یہہ بات معلوم ہے کہ وہ شافعی تھی جانور کی

شافعیون کی موافق نماز مین ادا کیا چنانچہ امام سید شریف علی السمہودی کتاب خادم سی نقل فرماتی ہین ان القاضی ابا عاصم العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والمؤذن یؤذن المغرب فترک ودخل المسجد فلما راٰہ القفال امر المؤذن ان یثنی الاقامۃ وقدم القاضی فتقدم وجہر بالبسملۃ مع القرأۃ واتی بشعار الشافعیۃ فی صلوتہ ومعلوم ان القاضی ابا عاصم انما یصلی قبل بشعار مذھبہ فلم یمنعہ سبق عملہ بمذھبہ فی ذلک ایضا افتی علی ما نقلہ العلامۃ الشرنبلالی الحنفی فی النقد القویم اور المحطاوی نے بھی اس قصہ کو نقل کیا ہے **تنبیہ** حضرت مولف نی جو اب مین روایت نقال اور ابو عاصم کی یہہ ارشاد کیا ہے کہ یہہ روایت مخالف ہے اجماع کے تو اوسکو تم خوب دیکھتی چلی آتی ہو کہ اجماع ہست کا کسطرح ہے التزام کیطرف، یا عدم التزام کیطرف اور یہہ بھی فرمایا ہی کہ جایز ہے کہ کیا گیا ہو یہہ فعل بنظر نفوذ کی نہ بنظر اسکے کہ یہہ فعل درست ہے سو بطلان اس قول کا صریح ہے اسلیئے کہ یہہ فعل اور ترک مذہب امام اپنے کا قاضی ابو عاصم وغیرہ سی باوجود ممنوع جاننے کے واقع ہوا اور پر کیا جبر ہوا تہا کہ باوصف علم عدم جواز اقدام کی مرتکب اس گناہ کے یعنے ترک تقلید کے بزعم مولف ہونی تہی سات فرمایا حضرت صلعم نے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین نازم برین فہم ودانش ۳۲ خاتم المتاخرین زین العابدین ابن نجیم صاحب بحر الرایق قایل صحت حکم ملفق کے ہین اور ظاہر ہے کہ جو شخص تلفیق کو جو جمع بین المذہبین فی حادثۃ واحدۃ عبارت ہی جایز رکہی وہ ضرور عمل بمذاہب مختلفہ مین بطریق اولی جایز رکہیگا کیونکہ جمع اولین تو خلاف بہی ہی اور ثانی مجمع علیہ ہے چنانچہ فرماتی ہین رسایل زینیہ مین ویمکن ان یوخذ صحۃ الاستبدال من قول ابی یوسف وصحۃ البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ بناء اعلی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین ۳۳ خانیہ سی منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ جس عورتکو مین نکاح مین لاؤنگا اوسکو طلاق ہے پہر اوسنی ایک عورتسی نکاح کر لیا اور کسی فقیہہ سی پوچہا کہ ایسکو طلاق ہوئی یا نہین تو فقیہہ نے حکم دیدیا کہ طلاق نہین ہوئی تو اوس شخص نے اوس عورتکو اپنے زوجیت مین رکہا اور پہر آیندہ دیسی ہی قسم کہائی اور بعد اسکے دوسرے عورتسی نکاح کر کے حکم اوسکا کسی دوسرے فقیہہ سے پوچہا تو اوس دوسرے فقیہہ نے برخلاف پہلے فقیہہ کی حکم دیا کہ طلاق واقع ہوگئی تو اس شخص کے حقین ہمارے آئمہ کا یہہ فتوے ہی اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورتکو پہلی فقیہہ کی تقلید سی اپنے نکاح مین سمجہی اور دوسرے عورتکو دوسرے فقیہہ کی تقلید سے معلقہ سمجہکے چہوڑ دی سو یہہ حکم صریح دلالت کرتا ہے اسبات پر

بیٹ سی نماز کیونکر پڑہتے سو شافعی ہونی نی اونکو اس کام سی نروکا اور مذہب مخالف کی تقلید کرلی ۱ قاضی ابو عاصم عامری حنفی نقال کی مسجد کی دروازہ پر بیٹہے فتوا دیا کرتے تہے ایکدن موذن نے مغرب کے اذان کہی سو وہ اپنا شغلہ چہوڑکر مسجد مین چلی گئے جب نقال نی اونکو دیکہا تو موذن سی کہا کہ دو دو دفعہ کلمات تکبیر کو ادا کری اور قاضی کو امام بنایا قاضی نے پکار کر بسم اللہ اور قراۃ پڑہے اور سب بامین شافعی مذہبکے اپنے نماز مین برتین اور یہہ معلوم ہے کہ پہلی قاضی اپنے مذہب کے موافق نماز پڑہا کرتے تہے سواونکو اونکی مذہب نے اس عمل کے سبقت سی باز نرکہا ہوگی عبارت عقد الفرید کی ۲ جسکی ساتہہ اللہ سبہانہ ارادہ کری تو اوسکو دیسے سمجہہ دیتا ہے ۳ اور ممکن ہے کہ استبدال کی صحت امام ابی یوسف کی قول پر اور باوجود نقصان مبیع کی بیع کی صحت امام صاحب کی قول پر

کو کبھو ایک فقیہ کی تقلید کرنے اور کبھو دوسرے کی اور ایک مسئلہ مین حنفی ہونا اور دوسرے مسئلہ مین شافعی ہونا درست ہی اور ایکہی امام معین کے تقلید واجب نہین ہی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین فرماتی ہین ونقل عن الخانیۃ فی مسئلۃ تعلیق الطلاق بالتزوج انہ قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب الحادثۃ اذا استفتی عدلا من اھل التقوی فافتی ببطلان الیمین وسعہ ان یاخذ بفتواہ ویمسک المرأۃ فان تزوج اخری بعدھا وقد حلف بطلاق کل امرأۃ تزوجھا فاستفتی فقیھا آخر مثلہ فافتاہ بصحۃ الیمین ووقوع الطلاق المضاف الیہ بالتزوج فانہ یمسک الاولی ویفارق الثانیۃ وھذا کلہ دلیل علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الی فقیہ وان یکون الشخص حنفی المذھب فی مسئلۃ وشافعی المذھب او غیرہ فی اخری ولا یجب تقلید امام بعینہ انتہے اور یہہ روایت ذخیرہ مین اور نوادر رستم مین اور قول سدید وغیرہ مین بھی موجود ہے اور مولوی سید حیدر علی مرحوم ساکن قصبہ ٹونک کہ جو بڑے عالم متبحر جامع معقول ومنقول شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز اور مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے تھے اپنے رسالہ صیانۃ الناس عن وسوسۃ الخناس کہ جو رد مین فضل رسول بدایونی کے تحریر کے ہی فرماتی ہین **قول موسوس** بعض متردد دین نے یہہ حال سنکر استدعا کی کہ چند باتین مولوی اسمٰعیل کے اسطرح سے نقل کر دیجئے کہ موافق مخالف سب تحقیق کیجا دین ہر چند دانشمندون پر مولوی اسمٰعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ انکو بھلا قید مذہب وملت کی نہین ہے اور سیف الجبار وغیرہ رسائل مین محقق ہوچکا **جواب اسکا** یہہ ہی کہ حال رسائل مذکورہ کا تو دیکھنے سے معلوم ہوگا پر اتنا کہا جاتا ہی کہ ملت سے اگر مراد یہہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کو قید دین اسلام کی نہین تھی کبھی مسلمان کبھی یہود کبھی نصرانی کبھی مشرک بنتے تھے تو یہہ بات قابل جواب کی نہین اسکو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہہ جھوٹ ہی اور اگر مراد ملت سے وہی مذہب ہے، تو جواب اسکا یہہ ہے کہ قید ایک مذہب کے اکثر لوگون کے حقین اکثر احوال مین اولی اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کیونکہ دین پر چلنا سہل ہوجاتا ہے لیکن ہر شخص کیواسطے ضرور نہین جسکو اللہ تعالے مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیون تقلید کرے پھر تقلید ایک شخص معین کے اسپر اگر کوئی ادلہ شرعیہ اربعہ سے ہو تو لاؤ ذکر کرو تقلید تو وسیلہ بعلیم کے ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون سید شریف نے حکمۃ العین کے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ اولاد رسول اللہ کی ایک جمعی وہ سادات کرام ہین اونپر صدقہ زکوۃ کا حرام ہے دوسرے اولاد روحی وہ علماء عظام ہین اونپر تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہے حرام ہے، اور جو تحقیق اہل ہوئے اور تقلید ضروری یعنی وقت

ف۱ مسئلہ تزوج کی تعلیق طلاق مین خانیہ سے منقول ہے کہ ہمارے اصحابنے کہا ہے کہ جب کوئی شخص کسی مفتی عادل سے باسباب مین فتوا پوچھی اور وہ یمین کا باطل ہونا بیان کرے تو اوسکو روا ہے، کہ اوسکے فتوے پر عمل کرکے عورت کو روک رکھی پھر کسی اور عورت سے نکاح کیا اور یون قسم کھائی کہ جس عورت سے نکاح کرے اوسپر طلاق ہے پھر ویسے مفتی متقی سے فتوا پوچھا اور مفتی نے ایسا فتوا دیا کہ تیری قسم ٹھیک ہے اور یہہ طلاق معلقہ پڑگئے تو پہلی عورت کو روک رکھی اور دوسری کو چھوڑدی اور یہہ سب دلیل ہے اسپر کہ ایک فقیہ سے دوسرے فقیہ کی طرف رجوع کرنا درست ہی اور یہہ جایز ہے کہ ایک مسئلہ مین حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ مین شافعی وغیرہ ہو اور ایک امام معین کے تقلید واجب نہین ہے ہو چکے عبارت تحصیل التعرف کی ف۲ پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہین جانتے ہو

ہونی مرتبہ تحقیق کی ضرورت پڑی تو ہوئی تو اسلیئے مجتہد مخطی کو بھی ایک اجر ہے اور اگر مصیب ہو تو دو اجر بخلاف عامی مقلد کی کہ اسکو خطا میں نہ دونا اجر نہ ایک محقق کے حقیق کلام بسبیل تنزل کیا گیا والا عامی اور مقلد کو بھی موافق تحقیق متاخرین اور متقدمین کی تقلید کشخص کے لازم اور واجب نہیں اگرچہ اولی اور بہتر اور موجب سہل ہونے عمل کے ہے اس ہمارے دعوے پر صحابہ رض کا اجماع حجت اور دلیل ہے تو جو شخص کہ تقلید ایک شخص کی لازم اور واجب کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم وجوب پر اجماع صحابہ کا ہے رض اسپر اسکو علم نہیں اب سنو اسکا بیان مسلم کتاب علم اصول الفقہ کے جس خوبی سے ہے اور اخیر اور پچھلی کتابوں میں حاجت بیان کی نہیں جسمیں ہمارا مطلب ہی اور تحریر محقق ابن ہمام اور اسکی شرحیں یہی ہی اب پہلی کتاب اور اسکی شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے مسلم اور اسکی شرحیں تو ہیں مسئلہ قال الامام احمد المحققون (اے امام الحرمین) علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم فان اقوالہم قد تحتاج فی استخراج الحکم منہا الی تنقیۃ کما فی السنۃ ولا یقلد العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای اوردوا ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فہذبوا مسئلۃ کل باب وتتبعوا کل مسئلۃ من غیرہا وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا الکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ وفصلوا تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا اعیان الصحابۃ المجلین القولی وعلیہ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الامام الہمام امام الائمۃ امامنا ابی حنیفۃ الکوفی والامام مالک والامام الشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالی جزاہم عنا احسن الجزاء لان ذلک المذکور لیس فی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر وعمر امیری المؤمنین فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم من غیر نکیر فمن ادعی رفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان انتہی فقد بطل بہذین الاجماعین قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذی ہو الحجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی یکون حجۃ عند اہل الحق ہو الاجماع المستفتین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامہ خلل اخر اذ المجتہد من الاخرین لا یضبط اجماعہم مثل الائمۃ الاربعۃ وانکار ہذا مکابرۃ وسوء ادب

لہ امام الحرمین نے کہا ہے کہ محققین اسپر جمع ہوگئی ہیں کہ عام لوگ صحابہ رض کی پیروی نکریں کیونکہ انکی قولوں میں حدیث کی طرح بدقت حکم نکلتا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہیں رکھتے بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ عوام کو فقہا کی پیروی چاہیئے صحابہ کی نہیں اور ابن صلاح نے اسپر بنا رکھکر سوائے آئمہ اربعہ کے اور دن کے تقلید سے منع کیا ہے یعنے امام والا مقام ہمارے امام ابو حنیفہ کوفی اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اللہ تعالی اونپر رحمت کرے اور جزا دے کیونکہ انکی سوا اور دن کے مذہبوں میں اونکی مذہبوں کے باتیں نہیں پائی جاتی ہیں اور اسمیں اعتراض ہے حاشیہ میں ہے کہ کہا قرافی نے کہ اجماع منعقد ہوچکا ہے کہ جو مسلمان ہے اوسکو روا ہے کہ علما میں سے جسکے چاہے تقلید کرے اور صحابہ کا اجماع ہوچکا ہے کہ جو امیر المومنین ابو بکر اور عمر سے فتوا پوچھے تو اوس روا ہے کہ ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے فتوا پوچھے اور بلا دھڑک اونکی قول پر عمل کرے سو جس کیسکو ان دونوں اجماعوں کی اوٹھا جانیکا دعوے ہے تو اوسپر دلیل لاوے تو ان دونوں اجماعوں سے امام الحرمین کا قول باطل ہوگیا اور امام الحرمین کا یہ کہنا کہ محققین جمع ہوگئی ہیں اس دعوے پر جو حجت ہے نہیں سمجھا جاتا کہ یہ کہا جاوے کہ دونوں اجماعوں میں تناقض لازم آتی ہے بلکہ جو مکر سکا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہی اور ایک گروہ خاص

لی الحق انہ انما منع من منع تقلید غیرھم لانہ لم یبق روایۃ مذھبھم محفوظۃ حتی لو وجد روایۃ صحیحۃ من مجتھد آخر یجوز العمل بھا الا تری ان المتاخرین افتوا بتخلیف الشھود اقامۃ لموقع التزکیۃ علی مذھب ابن ابی لیلی فافہم اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ لعنہ زنی خصوصاً ایسی علماؤں پر عدم تقلید مذہب اور ملت کی اور دوسرے مطاعن منشا اسکا وہی نشہ و شراب قہر الٰہی کا ہے جیسے مکر معلوم ہوا تمام ہوئی اقریر مولانا حیدر علی مرحوم کی صیانۃ الانام میں اور نیز مولانا مغفور نے سنہ بارہ سی ستر میں ایک فتوی جواب میں کسی سائل کی تحریر فرمایا تھا اور ۱۲۷۸ھ میں مع مواہیر علماء ٹونک اور دہلی بقالب طبع آیا تھا وہ بھی نقل کیا جاتا ہے چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین درباره کسیکه ایمان بر خدا و رسول آورده بر اتباع احکام شرعیه بلا تقلید مذہبی از مذاہب اربعه بل و جہان کہ بستہ و ائمہ اربعہ را پیشوای خود میداند و خود را محمدی میگوید و مقلد مذہب معین را کہ خود را حنفی یا شافعی مثلا میگوید نیز محمدی میداند مثل عبداللہ نومسلم و مانند آن آن شخص مسلمان ہست یا نہ و ہر کہ او را مشرک یا کافر یا مردود گوید آن کیست بینوا توجروا جوابی ازین استفتا آنست کہ این سوال متضمن سه سوال ہست اول آنکہ ہر کہ با وجود ایمان بخدا و رسول بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقید مذہب از مذاہب اربعہ بدان جان کہ بستہ و ائمہ اربعہ و غیرہم از ائمہ اہل سنت و جماعت را برحق میداند و خود را محمدی میگوید این اتباع جایز ہست یا نہ دوم آنکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن و او را از فرقہ اہل سنت خارج دانستن روا ہست یا نہ سوم آنکہ در صورتیکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن روا نباشد حکم این گوینده چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب مسلم کہ در اصول الفقہ بمذہب حنفی مثل آن تا این زمان تالیف نگشته و نمیشود آن از امام قرافی رح نقل کرده ترجمه اش اینست کہ اجماع منعقد ہست بر اینکہ ہر مسلمان آورده باشد او را و ہست تقلید ہر مجتہد کہ بخواہد بغیر تعین من غیر حجر و نیز اجماع صحابہ رضہ ہست بر اینکہ شخصی کہ استفتا از حضرت ابی بکر و حضرت عمر رضہ میکرد و تقلید این ہر دو میفرمود و بر آن ہست استفتا از ابی ہریرہ و معاذ بن جبل بکند و عمل بقول ایشان نماید من غیر نکیر پس کیسکہ رفع این ہر دو اجماع دعوی کند بر وی واجب ہست کہ دلیل دعوی خود بیان نماید انتہے ترجمہ حاصلش اینست کہ اتباع احکام شرعیہ و اخذ احکام از ہر مجتہد کہ خواہد بلا تقلید مذہب از مذاہب اربعہ و غیرہا جایز ہست باجماع صحابہ پس منکر و مخالف آن منکر و مخالف اجماع صحابہ ہست و در خوف تردی و ہلاکست لیکن باید دانست کہ چنانکہ عدم تعین مجتہد در تقلید جایز ہست ہمچنین تعین غیر جایز ہست بلکہ تعین درین زمانہ موجب سہولت عمل در دین ہست و نیز در تقلید مجتہد معین فایدہ دیگر ہست کہ چون ہر مسئلہ

اوپر متفق ہو جاتا ہے تو یوں کہدیتے ہیں کہ اسبات پر محقق جمع ہو گئی ہیں پھر اوسکی کلام میں اور خلل ہی کہ مثل ائمہ اربعہ کی اور مجتہد دن نے بھی کوششیں کی ہیں چنانچہ اسکا انکار ہٹ دھرمی اور گستاخی ہی بلکہ حق تو یہ ہی کہ سوا ائمہ اربعہ کی اور انکی تقلید ہی جن لوگوں نے منع کیا ہی اوسکی یہہ وجہ ٹھہرائی ہی کہ اور انکی مذہبوں کی روایتیں محفوظ نہیں رہی ہیں یہانتک کہ اگر کسی اور مجتہد کی روایت صحیح ملجائے تو اوپر عمل جایز ہی کیا تو نے دیکھا نہیں کہ متاخرین نے قائم مقام ترک کی ابن ابی لیلی کے مذہب کے موافق گواہوں کی قسم دلانی پر فتوا دیدیا، ذرا سمجھ

ہر کتاب عمل جایز نیست بلکہ کتاب معتبر متداول در اہل سنت و جماعت در کار ست و ہمچنین بر قول ہر اہلعلم عمل روا نیست کما صرح بہ المحققون ازینجاست کہ فتوی مجتہد فاسق چنانکہ حجاج واجب التوقف ست صرح بہ علی البزدوی رح وغیرہ و نیز مقتضای صریح آیہ ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ازینجاست کہ قول فاسق در روایات او در دیانات معتبر نیست بلکہ عالم موثوق بہ در دین ضرور ست و ازینجا معنی در تقلید مجتہد معین سہلست و در غیر دشوار مبادا بالقول فاسق عمل واقع گردد و در ینجا غرض ما بیان عدم وجوب تعین مجتہد ست و اینکہ ہر کہ تعین نکند او گمراہ نیست جواب از سوال دوم انکہ چون الشخص متبع احکام بر وجہ مذکور ایمان بر خدا و رسول دین مسلم میدارد و بسبب اتباع مذکور کہ باجماع صحابہ رضہ جایز ست از ایمان خارج نگشت پس مومن صحیح الایمان باشد جواب از سوال سوم انکہ مومن صحیح الایمان را کافر یا مشرک گفتن حسب فرمودہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام روا نباشد بلکہ خود کافر یا مشرک گوینده کافر میگردد در جمع الجوامع ست اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہا احدہما اخ عن ابن عمر رضہ اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہا احدہما ان کان الذی قیل لہ کافرا فہو کما قال والا یرجع الی من قال ط عن ابن عمر رضہ اینست حکم گوینده لفظ کافر و چون شرک مستلزم کفرست نیز حکم مشرک گوینده ہمین باشد اگر شرک خفی مراد ش نباشد انچہ امام قرافی رح و اجماع نقل کرده و صاحب مسلم آنرا ہم مسلم داشته اگرچہ بر تمامی اہل سنت و جماعت حجت ست لیکن بسبب بودن نقل از عالم متبحر شافعی محقق متبحر حنفی الزام حجت بر مقلد حنفی و شافعی اتم و اکمل ست و بر اہلعلم مخفی نیست کہ از صحابہ کرام چند صحابہ معدود مجتہد بودند و باقی ہمہ مقلد باز اکثر و بیشتر ازینہا تقلید یک کس معین از صحابی مجتہد لازم نگرفتہ بودند باز اگر کسی مقلد یک کس معین اتفاقا میبود این تقلید خاص را بالخصوص واجب و لازم نمیدانست کہ خلاف اجماع صحابہ بود بلکہ تقلید دیگری ہم جایز میدانست پس انیم دم بیباک کہ خود ہا را با وجود جہلی از اہلعلم میشمارند انچہ لفظ و معنی لامذہب قرار داده اند در اکثر صحابہ باعتبار عمل و در جمیع صحابہ باعتبار عقاد جوازش متحقق بود و نیز متاخرین علماء حنفیہ تحلیف مشہود موافق مذہب ابن ابی لیلی قایم مقام ترکیہ لازم شہود گردانیده اند و قضاۃ امصار و عصار برین عمل میکنند با انکہ در ہر چہار مذہب تحلیف شہود نا روا ست پس این لفظ لامذہب در مقام طعن بر زبان آوردن قدحی و جرحی ست العیاذ باللہ تعالی در صحابہ کرام و در مفتیان و قضاۃ علماء متاخرین حنیفہ پس مومن صادق را از اہلعلم لازم ست کہ درین آیہ کریمہ افرایت من اتخذ الہہ ہواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یہدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون غور کند و مجانب

ط اگر آدمی تم میں ایک گنہگار کو پکارے تو تحقیق کرو ط جسوقت ایک آدمی نے دوسرے کو کہا کہ اے کافر تو وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف رجوع کریگا یعنے اگر وہ کافر ہے تو کافر ہی اور نہیں تو کہنے والیکے طرف رجوع کریگا طبرانی میں ہے ابن عمر رضہ سے ط بہلا دیکھو جسنے بوجھ کر اپنے جی کا اور راہ کا کہولا اوسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور ٹھہرکی اوسکی کان پر اور دل پر اور ڈالی اوسکی آنکھ پر اندھیرے پھر کون راہ پر لاوے اوسکو اللہ کے سوا کیا تم سوجھہ نہیں کرتے

وخاشی باشد که خدا نخواسته باشد مصداق همین آیه کریمه گردد واین کاتب الحروف خود مقلد مذهب حنفی ست اگر کسی برین مذهب طعن کند خود خصم ایم لیکن از حق چاره نیست خصوصاً ما زنهج سیال که در حدیث وارد است السالک عن الحق شیطان اخرس نیز در حدیث مرفوع است من علم وکتم الجم بلجام من النار حقتعالی از رحمت خود ما را بر عداوت شیطان مطلع فرموده بانیکه ما هم با وعداوت کنیم امر فرموده ان الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدوا انما یدعو حزبه لیکونوا من اصحاب السعیر این شیطان ملعون عوام وهمسایان آدم را بکبیدی در دام خود مے آرد وبا المعلم بازی دیگر پیش میکند بعضے ازینها بمجتهدین بی ادب میباشند وبعضی دیگر بمجتهدین نعوذ بالله تعالی منها ونیز این ظاهر ست نزد المعلم که هر کسیکه از اظهار دین مطابق تاکید احادیث نبوی علی صاحبها الصلوٰة والسلام واجماع صحابه کرام ناخوش گردد واز اخوص وعوام مومنین خاص من الجنة والناس والناس حقتعالی ما را در اظهار دین مخلصانه توته لایم بفضل خود ساز د والله تعالی ولی التوفیق وشرح تحریر این همام صاحب فتح القدیر اعلم انک قد علمت ان التکلیف من الشارع لیس الا العمل بفتوی مجتهد علی التخییر وتخصیص العمل بفتوی مجتهد دون مجتهد تحکم لا یلتفت الیه بل هو تغییر حکم الشارع من دون برهان وحجر رحمة الله الواسعة والصحابة احقا بالتقلید فانهم اقرب الی اخذ الاحکام من صاحبها الوحی لکن لا یخلوا بعض احکامهم عن اشارات خفیة فیحتاج الی تبیین المجتهدین اللاحقین واما المجتهدون الذین اتبعوهم باحسان فکلهم سواء فی صلاح التقلید بهم فان وصل فتوی سفیان بن عیینة او مالک بن دینار او غیرهم یجوز الاخذ به کما یجوز الاخذ بفتوی الائمة الاربعة الا انه لم یبق عن الائمة الآخرین نقل صحیح الا اقل القلیل ولذا منع من منع التقلید ایاهم فان وجد نقل صحیح منهم فی مسئلة فالعمل به والعمل بفتوی الائمة الاربعة سواء هذا آخر ما قصدت ترقیمه فی شرح کتاب التحریر انتهی والله اعلم بالصواب اور دیت یعنی بیست وسوین کتاب میزان کبری شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمة الله علیه سے نقل کیا جاتا ہے کان الامام بن عبدالبر یقول لم یبلغنا عن احد من الائمة انه امر اصحابه بالتزام مذهب معین لا یری صحة خلافه بل المنقول عنهم

---

۱ حق بات سے بیخبر نہی ۲ الا شیطان گونگا ہے ۳ جو کوئی جان بوجھ کر چھپاوے اگ کی لگام دیا جاویگا ۴ بی شک شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھ رکھو اوسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسیواسطے کہ ہووین دوزخ والون مین ۵ یہہ تو بی شک تیرے جانے ہوئے بات ہی کہ شارع کی طرف سی تکلیف فقط اتنے ہی ہی کہ بلا قید کسی مجتہد کے قول پر عمل کیا جاوے اور کسی مجتہد کی تخصیص کرنا سینہ زوری ہی اوسکی طرف التفات نچاہیے بلکہ یہہ ان ڈالنا احکم شارع کا بلا دلیل اور اللہ کی رحمت فراخ کو تنگ کرنا ہے اور صحابہ بہت مستحق ہین تقلید کی کیونکہ وہ صاحب وحی سی احکم کے نزدیک ہین لیکن اونکی بعضی کلامون مین پوشیدہ اشارتی ہین کہ اسبب سی پوشیدگی کی بیان مجتہدین کے حاجت پڑی ہی اور مجتہدین کی صحابہ کے اچھے پیرو ہین سب کے صلاحیت پیروی مین برابر ہین اگر امر مین سے الحمد للہ فتوا سفیان بن عیینہ یا مالک بن دینار وغیرہ کا تو اور ائمہ اربعہ کیطرح اونکی فتوی پر عمل کرنا جایز ہے ان اتنی بات کہی اور ونکی مذہبونکی روایتین بہت کم ہین اسیواسطی اونکی تقلید سی جنہون منع کیا ہے اونہی منع کیا ہے سو اگر نقل صحیح اونسی ملجاوے تو اوسپر اور ائمہ اربعہ کے قول پر عمل کرنا برابر ہے یہہ آخر اون مضمونونکا جنکا شرح تحریر مین لانا بھی مقصود تہا ہو چکی عبارت شرح تحریر کی اور ٹھیک بات کو اور خوب جاننا ہی ۶ امام جو بیٹی عبدالبر کے تہے کہتے تہے کہ ہمکو کسی امام سے یہہ روایت نہین پہونچی کہ اونہون نے اپنے رفیقونکو التزام مذہب معین کا امر کیا ہو سوا طرحیکہ اور غیر کے مذہب کے صحیح نجانی بلکہ منقول اونسی تو

تقریرهم الناس علی العمل بفتوی بعضهم بعضا لانهم کلهم علی هدی من ربهم وکان یقول ایضا لم یبلغنا
فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امر احدا من الامة بالتزام مذهب
معین لا یری خلافه وهاذا لا لان کل مجتهد مصیب انتهی وتقل القرافی الاجماع من الصحابة رض
علی ان من استفتی ابا بکر وعمر رض وقلدهما فله بعد ذلک ان یستفتی غیرهما من الصحابة ویعمل به من غیر
نکیر واجمع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر ومن ادعی رفع هذین الاجماعین فعلیه الدلیل
انتهی وکان الامام الزمانی من ائمة المالکیة یقول یجوز تقلید کل من اهل المذاهب فی النوازل انتهی ما فی کتاب المیزان
الکبری للامام الشعرانی وایضا فیه وان قال احد من المالکیة الیوم بئس ما صنع من انتقل من مذهبه
الی غیره قلنا له بئس ما قلت انت لان امام مذهبک الشیخ جمال الدین بن الحاجب رح والامام القرافی رح
جوزا ذلک فقولک هذا تعصب محض فان الائمة کلهم فی الحق سواء فلیس مذهب اولی بالشریعة من مذهب
وقد سئل الجلال السیوطی رح عن حنفی یقول یجوز للانسان ان یتحول حنفیا ولا یجوز للحنفی ان یتحول شافعیا او
مالکیا او حنبلیا فقال قد تقدم انا قلنا ان هذا تحکم من قائله لا دلیل علیه من کتاب ولا سنة ولم یرد لنا فی
حدیث صحیح ولا ضعیف غیر احد من ائمة المذاهب علی غیره علی التعیین والاستدلال بتقدیم زمن ابی حنیفة
لا تنتهض حجة ولو صح لوجب تقلیده علی کل حال ولم یجز تقلید غیره البتة وهو خلاف الاجماع وخلاف

لوگون کو جما ہا تھا بعضو نکا بعضون مخالف مذہب کی فتوہن پر کیونکہ وہ سب کے سب کی جانب سے ہدایت پر ہین اور یہہ بھی امام سیخ عبدالبر کی کہتی تھے
کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین ہمکو یہہ مضمون نہین پہونچا کہ آنحضرت صلعم نے کسیکو التزام مذہب معین کا اسطرح امر فرمایا ہو کہ اوسکی
سوا کسیکو حق نجاتی اور یہہ مقولہ اسیوجہ سے ہے کہ ہر مجتہد ٹہیک ہے اور سیتی انتہی اور قرافی نی صحابہ رض کی اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص فتوا پوچہی ابوبکر اور
عمر رض کی اور دونہ عمل کری اوسی دہی کی اور صحابہ سے فتوا پوچہہ کر بے دہڑک عمل کری اور یہہ بھی اجماع ہی کہ جو مسلمان ہے اوسی روا ہے جسکے چاہے علما مین سے بلا
روک ٹوک تقلید کری اور جسکو اون نواجا عونکی اوٹہنی کا دعوی صحیح تو وہ دلیل لاوی انتہی اور ائمہ مالکیہ مین سے امام زمانی کہتے تھے کہ سب اہل مذہب کے
تقلید جائز مین روا ہے ہو چکی عبارت میزان شعرانی کی اور یہہ اوسی مین سے ہے کہ اگر کوئی مالکیون مین سے کہے کہ آج کل جسنی انتقال مذہب کیا اوسنی برا کیا تو ہم کہینگی
کہ تو نی برا کیا ایسی بات کہی کیونکہ تیری مذہب کے امام شیخ جمال الدین ابن حاجب اور امام قرافی رح انتقال مذہبی کو جایز رکہتی تھے سو تیرا یہہ قول محض
ہٹ دہرمی ہے کیونکہ سب کے سب امام حق مین برابر ہین سو ایک مذہب والے دوسرے کی دوسرے سے بہتر نہین ہو سکتا اور بلاشک پوچہا گیا تہا
جلال الدین سیوطی سے اسباب مین کہ کوئی حنفی یون کہے کہ اور مذہب والیکا حنفی ہو جانا تو مضایقہ نہین مگر حنفی مذہب والا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو تو جواب دیا یہہ
پہلی ہی ہو چکا کہ ہم ایسی بات کو ہٹ دہرمی کہتی والیکی قرار دیا کرتی تھی اسپر قران اور حدیث سی کوئی دلیل نہین اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین
ہمین روایت نہین پہونچی کہ علی التعیین ایک مذہب کو دوسرے سے فوقیت دیجاے اور اسباب سے دلیل پکڑنا کہ امام ابوحنیفہ کا زمانہ مقدم تہا دلیل نہین
ٹہہریگا کیونکہ اگر یہہ بات صحیح ہو جاوے تو اونکی تقلید ہر حال مین واجب ٹہہریگی اور یہہ بات مخالف اجماع ہے اور خلاف اوس

ما رواه البیهقی فی کتاب المدخل عن ابن عباس رض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مهما اوتیتم من کتاب الله فالعمل به واجب لا عذر لاحد فی ترکه فان لم یکن فی کتاب الله فسنة منی ماضیة فان لم یکن فی سنة منی فما قال اصحابی لان اصحابی کالنجوم فی السماء فایما اخذتم به فقد اهتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمة انتهی قال الجلال السیوطی ثم انه یلزم من تخصیص تحریم الانتقال بمذهب الامام ابی حنیفة طرد ذلک فی بقیة المذاهب فیقال بتحریم الانتقال من مذهب المتقدم بالزمن الی مذهب المتاخر کالشافعی یتحول مالکیا والحنبلی یتحول شافعیا دون العکس وکل قول لا دلیل علیه فهو مردود علی صاحبه قال صلی الله علیه وسلم کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد انتهی ورایت فتوی اخری له مطولة قدح فیها علی اعتقاد ان سائر ائمة المسلمین علی هدی من ربهم وان تفاوتوا فی العلم والفضل ولا یجوز لاحد التفضیل الذی یؤدی الی نقص فی غیر امامه قیاسا علی ما ورد فی تفضیل الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فقد حرم العلماء التفضیل المؤدی الی نقص نبی واحتقاره لاسیما ان ادی ذلک الی خصام ووقیعة فی الاعراض وقد وقع الاختلاف بین الصحابة فی الفروع وهم خیر الامة وما بلغنا ان احدا منهم خاصم من قال بخلاف قوله ولا اعداه ولا نسبه الی خطاء ولا فسق وفی الحدیث اختلاف امتی رحمة وکان الاختلاف علی من قبلنا عذابا او قال هلاکا انتهی

تمام ہوئی عبارت میزان شعرانی کی پس اب کہا تک روایتین نقل کرتی جائین منصف ذی علم کو یہ قدر بس ہے اور متعصب جاہل کو ہزار بھی ہدایت نہین ہوگی بلکہ ہر قول و دلیل مین تاویل پیش کریگا اب بعض اہل بصیرت کی رائے

روایت کی جسی بیہقی نے کتاب مدخل مین ابن عباس رض سے یون روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تک بات ملی تمہین قرآن سے تو اوسپر عمل واجب ہے اوسکی چھوڑنیکی کسیکو کوئی حیلہ نہین ہوسکتا اور اگر قرآن مین نہ ملی تو میری حدیث اور حدیث مین بھی نہ ملی تو جو میری اصحاب نے کہا ہو کیونکہ اصحاب میرے ایسے ہین جیسے آسمان مین ستارے جسکا قول تم لوگی ہدایت پاؤگی اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے اسسے جلال الدین سیوطی نے کہا کہ حرام کہنا انتقال مذہبی امام ابوحنیفہ کی مذہب سے اور مذہبون مین بھی جاری ہوگا اور متقدم زمانہ کی مذہب سے متاخر زمانہ کی مذہب کیطرف انتقال کرنا حرام ٹہریگا چنانچہ شافعی مذہب مالکی ہوجاوے اور حنبلی شافعی ہوجاوے نہ اسکا اولٹا اور سطر حکا ہر قول جسپر دلیل ہو کہنے والی پر پھیرا جاتا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کل وہ کام جسپر ہمارا امر نہین ہے مردود کرنیکے قابل ہے اسسے جلال الدین سیوطی کا ایک بڑا انصاف دیکھا ہے کہ اوسمین یہہ ترغیب دلائی ہی کہ سبکی سب امام اللہ کی طرف سے ہدایت پر ہین اگرچہ اونکی علم و فضل مین فرق ہو اور کہیگا کہ یہہ بات نہین پہونچتی کہ اپنے امام کے ایسے فضیلت بیان کری جسسے اور اماموں کی کسر شان ہو اور سکو فضیلت انبیا پر قیاس کرنا چاہئی کہ علما نے ایسے فضیلت ایک نبی کی جسسے نقص دوسرے نبی کا لازم آوے حرام کہا ہے خصوصاً اوسوقت کہ یہہ بحث موجب جھگڑا ہوگیا ہو اور جزئی مسائل مین صحابہ کہ وہ آپس مین اچھے لوگ ہین باہم مختلف رہے ہین لیکن یہہ نہین سنا کہ اونمین سی کوئی مخالف سی لڑا ہو یا اوسکی خطاگیری اور دشمنی کا درپی ہوا ہو اور حدیث مین تو یون آیا ہی کہ میرے امت کا اختلاف رحمت ہی اور اگلی لوگون کا اختلاف عذاب یا ہلاک متقل ہے

جو کو قرآن و حدیث کی سمجھنے کا قصد رکھتی ہین اور اوسکو مقصود حاصل اور کافی سمجھتے ہین دلائل شرعیہ کا بیان چاہئیے
پہلی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا اور قول اللہ تعالیٰ کا اتبعوا ما انزل الیکم
من ربکم وجہ استدلال کے پیچھے بیان ہوگی پہلی چند مقدمات کی تمہید ہے **مقدمہ اولی** جو شی کہ واجب ہے اللہ تعالیٰ
کی اوسکی ترک کرنا اوسکا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح مین کہا ہے حاصل ھذا الکلام ان وجوب الشیٔ یدل علی حرمۃ ترکہ
وحرمۃ الشیٔ یدل علی وجوب ترکہ وھذا مما لا یتصور فیہ النزاع انتہے **مقدمہ ثانیہ** ائمہ اربعہ کی مذہب حق ہین اور مصداق
ہین ما اٰتٰکم الرسول اور ما انزل کی علی سبیل الدوران اسلئے کہ حق عند اللہ ایک ہے اور یہہ مقدمہ
عند الجمہور مسلم ہے اور محتاج ایراد دلیل کا نہین **مقدمہ ثالثہ** بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع تحقیق اونکو
کے ہے کیونکہ انہون نے اون احادیث کو احادیث قابل عمل نہین سمجھا بدعوے نسخ یا بدعوے ضعف اور امثال اوسکی یہہ
کہ حدیث کو قابل عمل کے سمجھکر پھر اپنے اقوال کی پابندی حدیث نہین مانتی تھی حاشا اللہ عنہم **مقدمہ رابعہ**
جو مقلد محض کہ حدیث سی کچھہ خبر نہین رکھتا ہوا گر حدیث کو قبول نکری تو قبول نکرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ
کے ہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا **مقدمہ خامسہ** آجکل کے بعضے متعصب جو بعض احادیث مین تاویل بے جا
اور دعوے نسخ اور ضعف کا بے دلیل بلکہ بمجرد پابندی قول امام کے سے کر کے حدیث کو ترک کرتے ہین وہ ایسی
نہین جیسے کہ ائمہ اسلئے کہ ائمہ سی دعوے نسخ و ضعف اور تاویل کا نما بالتحقیق دین اللہ اور عمیا بین الادلۃ تھا اور آجکل کے
لوگونکو تاویل کرنا مراعاۃ لقول الامام مقابل قول رسول کے ہے چنانچہ کلام ملا عبد الحلیم نظام مین موجود ہے اسمٰعیل صاحب کے
جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا ہے گذرا **مقدمہ سادسہ** ائمہ اربعہ کی مقلدین کو لازم ہے کہ چارون امامون کو برابر
سمجھین نہ یہہ کہ اپنے امام کی مذہب کو صواب اور محتمل خطا اور دوسرے ائمہ کے مذاہب کو خطا اور محتمل الصواب سمجھین جیسا کہ
مقتضاے قول علامہ منفی کا ہے جو شرح نباہ اور درمختار مین منقول ہے اذا سئلنا عن مذھبنا ومذھب خصومنا قلنا
وجوبا مذھبنا صواب یحتمل الخطاء ومذھب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب انتہے مافی الدر وکذا فی الانباہ اسلئے کم و بیش نہ سمجھے
اور برابر سمجھے کہ یہہ قول بظاہر معنی نامقبول ہے جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام کی کلام سی معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید
محمد امین المشہور بابن العابدین ردالمحتار مین فرماتی ہین اذا علمت ذلک ظھر لک ان ما ذکر عن النسفی من وجوب اعتقاد ان مذھبہ صواب

---

۱ جو شی تمکو رسول سولی لاوے جس سے منع کرے سو چھوڑ دو ۲ جلوادی پر چڑھاوے تمکو تمہاری رب سے ۳ حاصل اس کلام کا یہہ ہے
کہ واجب ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہی اوسکی چھوڑ دینی کی حرام ہونے پر اور حرام ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہے
چھوڑ دینے کے واجب ہونے پر اور یہہ ایسی بات ہے کہ اسمین جھگڑا خیال مین نہین آتا
۴ جو وقت ہمارے اور ہمارے مقابل کے مذہب کو کوئی پوچھے تو بطریق وجیہ ہونیکی ہم جواب دینگے کہ مذہب ہمارا ٹھیک ہے فقط غلطی کا گمان
ہے اور مذہب ہمارے مقابل کا غلط ہی ٹھیک ہونیکا گمان ہے ۵ جو وقت تو نے یہہ جان لیا تو تجھپر ظاہر ہوگئی یہہ بات کہ وہ جو منفی نے مذکور کی اعتقاد رکھنا صواب کا

یحتمل الخطاء مبنی علی انہ لا یجوز تقلید المفضول وانہ یلزم التزام مذھبہ وان ذلک لا یاتی فی العامی وقد رایت فی آخر فتاوی ابن حجر الفقیہ التصریح ببعض ذلک فانہ سئل عن عبارۃ النسفی المذکورۃ ثم حرر ان قول الائمۃ الشافعیۃ کذلک ثم قال ان ذلک مبنی علی الضعیف من انہ یجب تقلید الاعلم دون غیرہ والاصح انہ تخییر تقلید ای شاء ولو مفضولا وان اعتقادہ کذلک وحینئذ فلا یمکن ان یقطع ویظن ان علی الصواب علی المقلد ان یعتقد ان ما ذھب الیہ امامہ یحتمل انہ الحق قال ابن حجر ثم رایت المحقق ابن الھمام صرح بما یؤید حیث قال فی شرح الھدایۃ ان اخذ العامی بما یقع فی قلبہ انہ اصوب اولی وعلی ھذا اذا استفتی المجتھدین فاختلفا علیہ الاولی ان یاخذ بما یمیل الیہ قلبہ منھما وعندی انہ لو اخذ بقول الذی لا یمیل الیہ جاز لان میلہ وعدمہ سواء والواجب علیہ تقلید مجتھد وقد فعل انتھی اور طحطاوی نے بھی ظاہر معنی کو ذکر کرتا ویل کرنے ہے چنانچہ کہا ہے والمراد ان ما ذھب الیہ امامنا صواب عندہ مع احتمال الخطاء اذ کل مجتھد یصیب ویخطیء فی نفس الامر واما بالنظر الینا فکل واحد من الاربعۃ مصیب فی اجتھادہ فکل مقلد یقول ھذہ العبادۃ لو سئل عن مذھبہ عن لسان امامہ الذی قلدہ ولیس المراد انہ یکلف کل مقلد اعتقاد خطاء المجتھد الاخر الذی لم یقلدہ لان تقلید واحد منھم انما یسوغ بقدر ضرورۃ التقلید وھی کون المقلد لیس من اھل النظر فی الادلۃ لاستنباط الاحکام الظنیۃ فیقلدہ فی العمل فقط فان قلت انہ مکلف بہ ایضا والا لزم اداء التکلیف مع اعتقاد عدم صحتھا قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم صحۃ ما قلد فیہ ونحن لا نقول بہ بل علی الصواب ظاھرا واما باطنیۃ فخلاف ما ذھبنا الیہ ھو

وجب ہی کہ اپنا مذہب ٹھیک ہی فقط غلطی کا گمان ہے اوسکی بنا اسپر ہے کہ پیرو گمٹھیل کے جایز نہین ہی اور اپنی مذہب کا التزام ضرور ہی اور یہہ بات انپڑھ آدمی مین ہو نہین سکتی اور بلاشک مینی آخر فتاوا ابن حجر فقیہ مین تھوڑی سی تصریح اسبات کی دیکھی ہی کہ اون سے کسینے اس عبارت نفی کا حال پوچھا سو انہون نے صاف لکھا کہ علما شافعی بھی یونہین کہتے ہین پھر کہا کہ اس قول کی بنا ضعیف ہے اور وہ یہہ ہے کہ تقلید زیادہ علم والکی واجب ہے غیر کی نہین اور صحیح تر یہہ بات ہی کہ تقلید مین وہ مختار ہے جسکی چاہی کرے خواہ گمٹھیل ہی ہو اور وہ شخص اپنے عقیدہ مین بھی اوس گمٹھیل کو گمٹھیل جانتا ہو اور سچا تین یہہ نہین ہو سکتا کہ وہ یقین یا گمان کی طور پر یہہ جانی کہ وہ ٹھیک ہی بلکہ مقلد یہہ بات ہے کہ وہ یہہ اعتقاد کرے کہ جس طرف اوسکا امام گیا وہ محتمل حق کو ہی ابن حجر کہتی ہین کہ پھر مینے دیکھا کہ ابن ہمام نے اوس عبارت کو کہوں کہا جو میرے کلام کی تایید کرتی تھی چنانچہ مشرح ہدایہ مین کہا کہ عمل کرنا انپڑھ کا اوس قول پر جو اوسکی جی مین ٹھیک معلوم ہووے بہتر ہے اور اس بنا پر جب دو مجتہدون سے فتوا پوچھا اور انہون نے باہم اوسکی جواب مین خلاف کیا تو بہتر یہہ ہے کہ اون دونو قولون مین سے جسپر اوسکا دل مائل ہووے اوسپر عمل کرے اور میرے نزدیک یہہ ہے کہ اگر اوسنی اوس قول پر عمل کر لیا جسپر اوسکا دل مائل نہ تھا تو بھی جایز ہے کیونکہ اوسکا دل مائل ہونا اور نہونا برابر ہے اور اوسپر واجب اسیقدر تھا کہ کسی مجتہد کی تقلید کر لی سو وہ کر چکا اور مراد یہہ ہے کہ ہر ہمارا امام گیا وہ ٹھیک ہے امام کی نزدیک مع گمان خطا کے کیونکہ ہر مجتہد ٹھیک اور بری ٹھیک پر ہوتا ہی حقیقت مین اور جب نظر ہماری دیکھا جاوے تو ہر ایک ائمہ اربعہ مین سے اپنے اجتہاد مین ٹھیک پر ہی تو ہر مقلد عبارت مذکور کو مذہب کے سوال کی وقت گویا اپنے امام کی زبانی کہتا ہی ہے

مکلف بها کذا لخصہ شیخنا من القول السدید لابن الملا فروخ المکی الحنفی اھ ابو السعود

انتہے کلام طحطاوی فی حاشیۃ الدر المختار اور عبارت صحیح ابن الملا فروخ المکی الحنفی کے قول سدید مین یون ہے، ولیس المراد ان کل مکلف بها کذلک یعتقد ذلک فیما قلد فیه اذ ذلک تقلید فیما لا یحتاج الیه وهو ممنوع کما افدناک من قبل ان التقلید انما یسوغ بقدر الضرورة وهو محتاج الی العمل فلا بد من التقلید فی حصوله واما اعتقاد صحة ما قلد فیه وبطلان کل ما عداه فلیس من مکلفاتها فان قلت بل هو مکلف به لانه یلزم اداء التکلیف مع اعتقاد عدم صحتها قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فیه ونحن لا نقول به بل هو علی الصواب ظاهرا حیث فعل ما علیه وهو الاخذ بقول مجتهد واما تخطئة من اخذ بخلاف قول مجتهد مقلد فیما هو مکلف بها

انتہے اور ایسا ہی ملا علی قاری نے بھی شرح عین العلم مین اس قول پر حنفی کے تخطیہ و تغلیط کی ہی تو مقلد کو چاہیے کہ چاروں مذہبونکو برابر جانے اس حساب سے مہد ہوا تو اب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ جو شخص حنفی المذہب مثلاً ہو کر بھی تعصب اپنے مذہب کے کرتا ہے کہ شافعی مذہب کا مثلاً کسی مسئلہ مین اتباع نہین کرتا اور اوسکو انوار داجانتا ہے اور کرنے والی کو طعن کرتا ہے تو ترک کیا اوس بعض ما اتی بہ الرسول کو بحکم مقدمہ ثانیہ کی اور ترک کرنا بعض ما اتی بہ الرسول کا حرام ہے بحکم مقدمہ اولی کی تو تخصیص کرنا اوس حنفی کا اپنے مذہب کو سوا کے کہ شافعی کی کسی مسئلہ کا اتباع نہین کرتا ناروا جانکر حرام ہوا بحکم دونو مقدمون کے اور یہہ دلیل جاری نہین ہوسکتی حقیقین ائمہ اربعہ وغیرہم من المجتہدین کے سبب تمسک کرنے اوکی بعض احادیث کو بحکم مقدمہ ثالثہ کی اور مقلد محض عامی یہہ بات نہین کہہ سکتا بحکم مقدمہ رابعہ کی اور بعض مقلدین صاحب علم آج کی زمانہ کی جیسا کہ مولف ہی وہ بھی نہین کہہ سکتا بحکم مقدمہ خامسہ کے اور دونو قسم کے مقلدونکی طرف سے یہہ عذر کہ ہم لوگ مذہب دوسرے امام کا سوائے مذہب امام اپنے کے یقیناً ما اتی

مراد نہین ہے کہ ہر مقلد اسکا تکلیف دادہ ہے کہ اور مجتہدون کو خطا پر جانے کیونکہ تقلید کسی ایک مجتہد کی بقدر ضرورت روا ہے اور وہ ضرورت یہہ ہی کہ مقلد صاحب بصیرت نہو کہ دلائل شرعی مین سے حکم نکال سکی سو فقط عمل مین مجتہد کی تقلید کرلی اور اگر تو یون کہنے لگے کہ مقلد اوس بات کا بھی تکلیف دادہ ہی ورنہ باوجود عقیدۂ عدم صحت کی ادا کرنا تکلیفات شرعیہ کا لازم آویگا تو مین جواب دونگا کہ یہہ بات لازم نہین مگر اوسحالتمین کہ جسپر عمل کیا ہے اوسی غیر صحیح جانے اور ہم یہہ نہین کہتے بلکہ وہ ٹھیک ہی بظاہر رہا غیر کو خطا پر جاننا سو یہہ امر تکلیف دادہ نہین یونہین ہمارے شیخ نے ابو سعود کی قول سدید سے ملخص کیا ہے ہو یکی عبارت طحطاوی کی ۵ اور یہہ مراد نہین کہ جس مسئلہ مین مقلد کسی مجتہد کی قول پر عمل کرے اوسمین وہ اعتقاد کرے کیونکہ یہہ ایسی بات مین تقلید کرنا ہی کبھی جائز نہین ہے اور سیطرح منع ہے چنانچہ پہلی گذر چکا کہ تقلید بقدر ضرورت ہے اور وہ وہ ہی جسکی عمل مین حاجت ہو سو ضرور ہے کہ تقلید ہی وہ حاصل ہو اور یہہ عقیدہ کہ جسپر مینے عمل کیا صحیح ہے اور جو ما سوا اسکی ہے وہ غیر صحیح ہے سو اسکی تکلیف نہین دی گئی اور اگر کوئی کہے کہ وہ بھی تکلیف مین داخل ہے اور نہین تو باوجود عقیدہ بے صحتی کے ادا سے تکلیف لازم ہوویگی تو مین جواب دونگا کہ یہہ امر لازم نہین آتا مگر اوس صورتمین کہ جسپر عمل کیا ہے اوسکو غیر صحیح جانے اور ہم یہہ نہین کہتے بلکہ وہ بظاہر ٹھیک رہا پر ہے اسلئے کہ جو کہ اوسکی تہ تہا دہ کرچکا اور وہ عمل کرنا ہے کسی مجتہد کے قول پر رہا اور اونکا خطا پر جاننا سو یہہ تکلیف مین داخل نہین ؛

الرسول جانتے ہی نہین بنا بر قول علامہ لقنی کے تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو موجب ترک ما اتی بہ الرسول کا
ہوا نہین بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کی فافہم وتشکر اور اسجگہہ سے کوئی یہہ نسمجھے کہ اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کو
واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض ما اتی بہ الرسول کا لازم آویگا سنو کہ یہہ دلیل اوس
مقلد کے حق مین جاری ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو اقسام تقلید سے اختیار کرے اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کے بطور قسم
ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقۃ ترک بعض ما اتی بہ الرسول کا نہین ہے بلکہ عامل بمقتضا عموم نص کے ہے اسلئے کہ تخصیص
اوسکی یا بنظر عدم استطاعۃ کے ہوگی یا بنظر اسکے ہوگی کہ نص سے عموما اتباع ما اتی بہ الرسول کا ثابت ہوتا ہی پھر اگر حنفی
مذہب کے مسئلہ کی ضمن مین اخذ ما اتی بہ الرسول کر لیا تو بھی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا ہونا نظیر اسکی یہہ ہے
مثلاً عموم آیۃ فاقرءوا ما تیسر من القرآن سے فرضیۃ قرارۃ کی نماز مین بدون تعین کی ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی
شخص نے بنظر اسکے کہ تحقق عام کا ایک فرد مین ہوجاتا ہے یا بنظر اسکے کہ مجھے تمام قرآن کی حفظ پر قدرت نہین
پارہ عم کو واسطے قراءۃ کی نماز مین خاص کر رکھا تو اوس شخص نے باقی قرآن کی قراءۃ کو ترک نہین کیا ہان اگر کوئی شخص پارہ
عم کو باوجود قدرت کی تمام قرآن پر اس نظر سے کہ پارہ عم کا پڑہنا نماز مین واجب ہے اور باقی قرآن پڑہنا درست نہین
خاص کر لے تو بیشک اوسنے باقی قرآن کو ترک کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ مقلد بتقلید قسم ثالث باوجود علم ایک
مسئلہ کے بموجب مذہب دوسرے امام کے اس نظر سے کہ ہمکو سوائے اتباع اپنے امام کے کیسے پر درست نہین اوس مسئلہ کو
عمل مین نہین لاتا تو بیشک ترک کیا اسنے بعض ما اتی بہ الرسول کو بخلاف مقلد مخصص بتقلید قسم ثانی کے کہ تخصیص اوسکے
بنظر کفایت یا عدم استطاعۃ عملا بعموم النص ہے تو ثابت ہوا کہ ایسے مقلدین تارک بعض ما اتی بہ الرسول کی نہین اور اس
تقلید ہر مذہب سے ہر مسئلہ کی واجب نہین فافہم دوسرے دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود سے قال قال عبد اللہ لا
یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت رسول اللہ صلعم کثیرا ینصرف عن یساره
روایت کی اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ فرمایا ہے عبد اللہ بن مسعود صحابی جلیل الشان نے کہ جو کوئی امام پہ التزام
کرلے کہ بعد فراغت کی نماز سے دہنے ہے طرف کو پھر کر بیٹھے اور بائین طرف نہ بیٹھے تو اوسنے اپنے نماز مین سے شیطان کا
حصہ ٹہہرا دیا ہوا سطے کہ مینے رسول اللہ کو بہت دفعہ بائین طرف کو پھرتے دیکھا ہے شیخ الاسلام عینی حنفی نے فرمایا ہے
کہ یہہ حدیث ابن مسعود کی اوسکی حقین ہے جو دہنے طرف ہے کی پھرنی کو ضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر واجب
نہ جانے تو وہ دونون طرف برابر ہین لاکن دہنی طرف اولی ہے چنانچہ شرح بخاری مین فرماتی ہین ماتحت اسی حدیث کے
فکانہ یرید ختمہ وجوبہ اما اذا لم یتوخ ذلک فیستوی فیہ الامران ولکن جہۃ الیمین اولی انتہی اور طیبی نے فرمایا ہے اس حدیث سے

ف کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ کوئی آدمی بعد نماز کی سیدہی طرف پھر کر بیٹھنے کو ضروری جانکر اپنے نماز مین شیطان کا حصہ نہ لگاوے بلا شک مینے
آنحضرت صلعم کو دیکھا ہے کہ آپ اکثر بائین طرف پھر کر بیٹھتے تھے ف سو گویا کہ وہ اوسکو ضروری اور واجب جانتے تھے اور اگر یون ہو تو دونون برابر ہین لیکن

معلوم ہوکہ جو کوئی ایک امر مستحب پر یعنے جیسا کہ اسمقام مین اختیار کرنا جانب یمین کا ہے خوب اصرار کرے کسطرح کہ کبھو اوسکو چھوڑے تو اوسی شیطان نی حصہ پایا ضلال کا پھر کیا حال اوس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر ہو رہی چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتی ہین تحت اوسی حدیث کی وفیہ ان من اصر علی امر مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخص اضاہی الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ ومنکر انتہے اور اسی جگہ سے ہی جو فقہا نی لکھا ہے کہ سجدہ شکر کا فی نفسہٖ مستحب ہے لاکن بعد نماز کے مکروہ ہے اس جہت سی کہ عوام دیکھکر وجب جانینگے یا سنت سمجھینگے چنانچہ درمختار مین فرماتی ہین وسجدۃ الشکر مستحبۃ بہ یفتی لکنہا تکرہ بعد الصلوۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ انتہی وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نے کہا ہے کہ یہہ مکروہ تحریمی ہے تو اس حدیث کے فحوا سی مطابق تصریحات اون محدثین اور فقہا کی جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور اوسپر اصرار اور ہٹ کرنا فعل شیطانی اور مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار حتما اور وجوبا ایک مجتہد کی مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کی اور مخالف قرآن کے ہے کیونکر بدعت نہوگا **تیسری دلیل** اجماع صحابہ کا جو قرافی نے نقل کیا ہے واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب مسلم الثبوت فی حاشیہ منہیہ مین نقل کیا ہے اور فاضل قندہاری نے ناقلا عن التقریر معتمد الحصول مین نقل کیا ہے اور مولانا عبد العلی نی شرح مسلم مین نقل کرکے اوسپر تفریعات کے ہین اور عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین نقل کیا ہے اور تمام کتب اصول مین مذکور ہے فالاقوی اجماع الصحابۃ یعنے قوی تر اجماع صحابہ کا ہے خلاف اس اجماع کا مقبول نہین بلکہ مردود ہے اور اجماع تمام مسلمین کا قرون اولی مین چنانچہ روایت ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ سے بوجہ بسط پہلے معلوم ہوا پس جبکہ کل صحابہ رضہ اور تمام مومنین کا قرون اولی مین اسپر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرے اور کبھی دوسرے مجتہد کی پھر اب ایک ہی مذہب کا التزام کرنا اور اوسکو وجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو گمراہ جاننا اور لامذہب نام رکھنا اور لایق تعزیر کے جانکر تعزیر دینی اور مردود الشہادۃ کہنا پھر نسبت ایسے عقیدہ والے کے بدعت ضلالۃ اور حرام نہین تو کیا ہے اور معتقد ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیۃ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین کا کیونکر نہوگا اور مصداق من شذ شذ فی النار کا اس حدیث سی اتبعوا سواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار کسطرح نہوگا **چوتھی دلیل**

---

۱۲ اور اس حدیث مین یہہ ہی کہ جو کوئی اصرار کرے ایک امر نفل پر اور اوسکو ضروری ٹہرالی اور رخصت جو اوسکی مقابلہ مین ہے اوسپر عمل نکرے تو اوسکو شیطان گمراہی پہونچاتا ہے پھر خیال کرنا چاہیئے کہ جو شخص بدعت پر اصرار کرے اوسکا کیا حال ہے ۱۳ اور سجدہ شکر کا مستحب ہے اسپر فتوا دیا گیا ہے لیکن بعد نماز کی مکروہ ہے تاکہ انجان اوسکو سنت اور واجب نہ ٹہرالین کسلئی کہ جو مباح اسقدر جگہ پہونچ جاوے تو وہ مکروہ ہے ۱۴ اور جمع ہوگئی ہین صحابہ اسپر کہ جو شخص ابو بکر صدیق اور عمر فاروق سی فتوا پوچھے اوکی قول پر عمل کرے اوسی روا ہے کہ فتوا پوچھے ابو ہریرۃ اور معاذ بن جبل رضہ سے ٭ ٭ ٭ ٭

قیاس مجتہد معین کا ائمہ اربعہ مین سی مجتہدین پر خلفا اربعہ مین سی تصویر اسکی یہہ ہے کہ جیکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جنکے اجتہاد سی کیکو انکار نہین اور فضایل اون کے اظہر من الشمس ہین باجماع اہل سنت کی تقلید بالتخصیص اون کی واجب نہوئی اور کوئی مذہب اون کا خاص کر التزام نہین کرتا تہا تو اب مثلا ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کی تقلید بالتخصیص بطریق اولی واجب اور لازم ہر مسئلہ مین نہوگی پس قول اسکی واجب ہونیکا حرام ہوگا بحکم آیہ کریمہ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب اور اس استدلال سی ہمارے کیکو یہہ شبہ نگذرے کہ غیر مجتہد ہوکر قیاس کیون کیا اسلئے کہ یہہ وہ قیاس نہین جو کہ مستنبط علیہ سی ہوا ور مختص ساتہہ مجتہد کے ہوتا ہے بلکہ یہہ دلالۃ النص ہے کما فی قولہ تعالی ولا تقل لھما اف دلالۃ علی نہی الضرب اور دلالۃ النص کو عوام بہی سمجہتے ہین چنانچہ شیخ ابن الہمام تحریر مین فرماتی ہین دلالۃ النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص بالمجتہد ودلالۃ النص یفہمہا العوام انتہے اور قیاس کہنا اسکو مذہب امام رازی کے مذہب پر مبنی ہے چنانچہ مسلم مین کہا ہے وجمہور الحنفیۃ والشافعیۃ علی انہ نعنی بہ دلالۃ النص لیس بقیاس وقیل قیاس جلی واختارہ الامام الرازی انتہے وکذا فی معتنم الحصول تنبیہ جناب مولف نی دعوے وجوب تعین پر یہی دلیل فرمائی تہی کہ جیکہ چار مذہب کے تعین واجب ہوئے تو ایک کی تقلید بہی ہوگئی کیونکہ یہہ ایک بہی تو اونہین چار مین سی ہے تو اسکے مثال ایسی ہوئی کہ جیکہ چار حجت ہوئی تو ایک بہی حجت ہوگیا سو یہہ تو ایسی دلیل ہے کہ آجتک کسی جاہل محض سے بہی صادر نہین ہوئی چہ جائے علما اور اسی ہرگز وجوب ثابت نہین ہوتا اور اس ہیچمدان نے عدم التزام مذہب معین کو باستدلال چار دلیلون کے اور ساتہہ پینتیس روایات سلف اور خلف کی جو ہر ایک اونمین سی مدلل بدلایل ہے بعض روایتو نمین اجماع امت کو حجت ٹہیرایا ہی اور بعض مین عدم وجود دلیل وجوب تعین کو ثابت کیا ہے اور بعض مین عموم آیۃ قرآنی کو دلیل گردانا ہی اور کسی مین قواعد اصولیہ جماعیہ کو حجت ٹہیرایا ہے ثابت کر دیا تو اب قول کسی کا جو مصداق ہی ومن شذ شذ فی النار کا بلا دلیل کسطرح مقابل دلایل اور روایات مدللہ کے ہوسکتا ہے اور جو ایک دو قول ضعیف جناب مولف نی اخیر مین اس باب کے نقل کئے ہین کیونکہ معارض ایسے چند چند حصین دلائل اور روایات کے ہوسکتی ہین سیوطی بعد بسط بقدر تحقیق کے حاجت رد کرنے اون اقوال ضعیف مولف کی نہین رہی لاکن چونکہ بعض طبایع کو جو کہ اصول فقہ سی واقف نہین ہیہ بہی اوسکی باقی کلام سی دہوکہا ہوجائیگا اسلئے ضرور ہوا کہ باقی کلام کو معہ اون روایات کے رد کیا جاوے فلنشرع بہ قال اور اسبات

۱ اور نہ کہو اوس چیز کو جسکے تمہارے زبانمیر جہوٹ کہتی ہین کہ یہہ حلال ہے اور یہہ حرام تاکہ باندہو اللہ پر جہوٹ ۲ سو نہ کہو ان باب کو اف ۳ دلالۃ النص قیاس سے جدا ہے بسبات مین کہ قیاس مجتہد کے ساتہہ خاص ہے اور دلالۃ النص کو سب عام لوگ سمجہتے ہین ۴ اور گروہ حنفیون اور شافعیون کا اسپر ہے کہ دلالۃ النص قیاس نہین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ قیاس جلی ہی اور اسکو امام رازی نی پسند کیا ہے

باقی ہوئی تقلید کا طریق عدم تعین کی ہے ساتہہ

طریق اول یہہ ہی کہ جب تقلید ثابت ہوئی اس آیہ سی فاسئلوا اھل الذکر وغیرھا سے تو مقتضائے اسکا یہہ ہوا کہ اسپر عمل کرکر بری الذمہ ہوجائین ہم بالیقین عہدہ تکلیف تقلید کیسی نہم **قال** سو یہہ بات حاصل ہوتی ہے تقلید مذہب معین مین ساتھہ جہتہ وجہون کے وجہ اول یہہ ہے کہ اسمین احتمال ہے پڑنیکا خلاف اجماعیات مین یعنی ایسی بات کریگا کہ اوسکے سبکی نزدیک عمل باطل ہو جیسیکہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب امام مالک رح کی کہ وضو کیا قلیتین سے کم پسے کہ اوسمین نجاست پڑی ہی اور مسح کیا بموجب مذہب شافعی کی چند بالونپر پھر نماز پڑہے تو یہہ نماز جان امامون مین ہے کیسکے نزدیک جایز نہوئی **اقول** غرض مولف کی وجہ اول سی یہہ ہے کہ عدم تعین مذہب مین احتمال پڑنیکا ان صورتون مین جو باطل ہین باجماع مرکب آئمہ اربعہ کی جیسا کہ صورت مذکورہ مین گذرا اور جبکہ تقلید غیر معین مین ایسا احتمال ہوا تو تقلید معین واجب ہوئے پس معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ قول مولف کا باطل ہے اور یہہ وجہ اول ہرگز مفید اور مثبت وجوب تقلید معین کو نہین ہوسکتی اسلیئے کہ ایسے صورتمین ترکب اجماع مرکب کا ممنوع ہے اسواسطے کہ اجماع مرکب مین اتحاد مسئلہ کا شرط ہے اور اسجگہ مسائل متعلد فیہا مختلف ہین مسئلہ پانیکا علیحدہ ہے اور سیح کا علیحدہ اسی جگہہ سی ہے کہ محققین اصولیین نی صورۃ نکاح بلا مہر اور بلا گواہ اور بلا ولی کا باطل اجماع مرکب ہونا نہین تسلیم کیا چنانچہ کہا ہے مسلم مین وما اورد[1] انہ ربما یکون المجموع مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق ولا شہود ولا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ ولانہ لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ انتہے اور کہا شرح بحر العلوم مین وما اورد انہ علی تقدیر جواز الاخذ بکل مذہب احتمال وقوع الخلاف المجمع علیہ اذ ربما یکون المجموع الذی یعمل بہ مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق للاتباع یقول الامامین ای ابی حنیفۃ والشافعی رحمہما اللہ ولا شہود اتباعا یقول الامام مالک ولا ولی علی قول امامنا ابی حنیفۃ ھذا النکاح باطل اتفاقا اما عندنا فلانتفاء الشہود واما عندغیرنا فلانتفاء الولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ

[1] اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ اکثر عمل مل کر ایسے صورت ہوجاتی ہے جسکا کوئی بھی قائل نہین تو بالاجماع ایسے صورت باطل ٹہریگی جیسے کہ ایک آدمی نی نکاح بغیر مہر کے و بغیر گواہ اور ولی کی کرلیا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایکہ ہونی مسئلہ کے اور یہہ بھی ہے کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہوجاوے تو لازم آویگا کہ ایک ہی مفتی سی فتوا پوچھا جاوے

[1] اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ بر تقدیر جایز ہونے عمل جملہ مذاہب کے احتمال ہے کہ کہیے کسی امر اجماعی کی مخالفت پڑجاوے اس سبب سے کہ کبھی مل جل کر ایسی صورت ہوجاتی ہے جسکا کوئی بھی قائل نہین تو بالاجماع باطل ٹہریگا جیسے ایک شخص نے بغیر مہر کی بموجب مذہب امام ابوحنیفہ اور شافعی رح کی نکاح کرلیا اور بموجب مذہب امام مالک کے گواہ بھی نہ کیئے اور بموجب قول امام ابوحنیفہ کے ولی بھی نہ کیا سو یہہ نکاح بالاتفاق باطل ٹہریگا حنفیونکی نزدیک تو بسبب ہونے گواہون کے اور اورون کے نزدیک بسبب ہونی ولی کے تو مین جواب دیتا ہون کہ یہہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایک ہونے مسئلہ کے

وقد ران الاجماع علی بطلان القول الثالث انما یکون اذا تحدت المسئلۃ حقیقۃ او حکما فتدبر ولانہ لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ الا ان یحمل الوقوع انتہے اس عبارتمین خیال کرو کہ وجہ اول کو لفظاً لفظاً رد کر رہی ہے اور کسطرح سی احتمال کو بیان کر کر رد کر دیا ہے، اور کہا ہے معتمد الحصول مین ثم ما یتعلق بہ بعض المتفقہۃ فی المنع بین المذہبین ولو فی مسئلتین من انہ خلاف الاجماع المرکب مردود بان شرط ترکب الاجماع اتحاد المسئلۃ وایضا لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ فی جمیع المسائل وقد عرفت بطلانہ بالاجماع کذا فی المسلم انتہے اور اگر کوئی کہے کہ تحقق اجماع مرکب کا اوپر بطلان ایسی صورتکے ہوسکتا ہے اس تصویر سی کہ بمذہب امام مالک کے کم ہونا مقدار مسح کا یعنی ایک دو بال کا مانع صحت وضو ہے کمی مقدار پانی کی یعنے کم ہونا قلتین سے اور بمذہب امام ابو حنیفہ کے دو نو مقدارون کی کمی مانع ہے صحت وضو سے اور نزدیک امام احمد کے اور امام شافعی کے قلت مقدار پانے کی قلتین سے مانع صحت وضو ہے نہ مقدار مسح کی تو جو کوئی اسطرحکا وضو کریگا تو اسنے یہہ سمجھا کہ اونمین سی کوئی چیز بھی مانع صحت وضو نہین ہے یعنے شمول عدم کسی جیساکہ توضیح مین ایسی صورت لکھی ہے اور اوسکو شمول عدم سی تعبیر کیا ہے اور یہہ شمول عدم باطل ہے باجماع مرکب آئمہ اربعہ کی تو یہہ وضو بھی باطل ہوا اجماع مرکب سی اونکی تو عدم التزام مذہب معین باطل ہوا کیونکہ اوسمین احتمال ہے پڑنیکا ایسی صورتون باطلہ مین تو اب جواب اسکی چار ہین **اول** یہہ ہے کہ اسیطرح بعض اور صورتون مین بھی شمول عدم متحقق ہے حالانکہ وہ بعض صورتین تمہارے نزدیک بھی مسلم الصحۃ ہین جیساکہ ایک شخص نے پانی بقدر قلتین سے جسمین کچھہ نجاست تھی امام مالک کا مقلد ہوکر وضو کیا اسلئے کہ جبکہ مذہب انکی مین قلتین سے کم پانی نجس نہین ہوتا تو بقدر قلتین کے بطریق اولی نجس نہوگا اور مسح ربع سر کا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوکر کیا تو ظاہر ہے کہ بتجویز مین صحت وضو کی بھی شمول عدم موجود ہے اسطرح کہ امام مالک کے مذہب مین کمی ربع مسح کی مانع صحت وضو کو نہی اور امام ابو حنیفہ کی مذہب مین کمی قدر بالکی مانع نہی تو گویا مجوز اس وضو کی نے کہا کہ دو نو امر مانع نہین ہین تو شمول عدم بوجہ اظہر اس صورت مین متحقق ہوگیا اور باوجود اسکی یہہ صورت تمہارے نزدیک صحیح ہے پھر کیا وجہ اسکی کہ صورت اپنی بیان کئے کو فاسد کہو اور اس صورت کو جو کہ ہمنی بیان کی ہے صحیح کہو تا انکہ شمول عدم دو نو صورتون مین متحقق ہے بلکہ پہلی صورتمین اہل خلاف ایک عصر مین نہین اور صورت ثانی مین اہل خلاف کا ایک زمانہ مین خلاف ہوا ہے فلیس ذلک الا ترجیح المرجوح اور اگر کہو کہ یہہ صورت بھی باطل اور فاسد ہی تو اور آفت اور مصیبت پڑیگی کہ تخصیص ایک عضو

اور یہہ پہلی گذر چکا کہ تیسرے قول کی باطل ہونی مین حقیقۃً یا حکماً مسئلہ ایک ہونا چاہیے سمجھے تو اور یہہ بھی کہے اگر یہ اعتراض پورا ہو جاوے تو لازم آویگا کہ ایک ہی مفتی سے فتوا پوچھا جاوے ورنہ وہی خرابی پیش آویگی ۱۲ پھر بعضے فقیہہ دو مسئلہ مین بھی خلاف اجماع مرکب دلیل ٹھہراکر دو مذہبون پر عمل کرنیکو منع کرتے ہین تو یہہ بات مردود ہے اسطرح پر کہ اجماع مرکب مین مسئلہ کا ایک ہونا چاہیے اور یہہ نہین ہے کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہو جاوے تو لازم آویگا کہ سب مسئلون مین ایک ہی مفتی سے پوچھا جاوے اور یہہ کہا باطل ہونا بالاجماع تو جانا چاہیے

کی ثابت کرتے کرتے مذاہب اربعہ کو ہاتھ سے دے بیٹھوگے کیونکہ یہہ وضو بنا بر مذہب امام شافعی اور امام احمد کی درست ہے اسلیئے کہ اونکی مذہب مین کمی مقدار پانی اور کمی مقدار مسح کی دونو مانع صحت وضو نہین ہین پس اگر یہہ وضو تمکو فاسد کہوگی تو مذہب شافعی اور احمد کا باطل ہوجائیگا اور انحصار مذاہب اہل سنت کا مذاہب اربعہ مین نرہیگا بلکہ مذہب مین امام مالک اور امام اعظم کے مذاہب اہلسنت منحصر ہونگی دوسرا یہہ کہ صورت شمول عدم مقلد کو بالاجماع درست ہے تصویر اسکی یہہ ہے کہ جبکہ ایک شخص نے قلتین سے کم پانی نجاست افتادہ مین سے وضو کیا امام مالک کا مقلد ہوکر تو اوس پانی کی وضو کو امام احمد اور شافعی اور ابو حنیفہ ہرگز فاسد نہین جانتے بنا براس بات کی کہ اوس شخص متوضی نے اس مسئلہ مین تقلید امام مالک کی ہے اگرچہ وہ ائمہ اوس پانی کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین بخبر جانتے ہین اوایسا ہی جبکہ اوس شخص نے مسح کیا دو بال پر امام شافعی کا مقلد ہوکر تو اس مسح کو امام مالک اور امام اعظم اوسکی حق مین ناقض نہین جانتے اس نظر سے کہ وہ شخص اس مسح مین مقلد ہی امام شافعی کا اگرچہ امام اعظم اور امام مالک اوس مسح کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین ناقض جانتے ہین تو یہہ وضو باجماع ائمہ اربعہ کی درست ہوا اسیواسطے اور سہیطور پر بعضے محققین نے صورت نکاح بلا صداق وبلا ولی اور بلا شہود کو جو شمول عدم پر مشتمل ہے بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کی بہی درست کہا ہے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر مین فرماتے ہین واعترض[1] علیہ بان بطلان الصورۃ المذکورۃ عندھما غیر مسلم فان مالکا مثلا لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق ان نکاحہ باطل ولم یقل الشافعی ان من قلدہ مالکا فی عدم الشہود ان نکاحہ باطل انتہی واورد علیہ ان عدم قولہما بالبطلان فی حق من قلد احدھما واعلی مذھبہ فی جمیع ما یتوقف علیہ صحۃ العمل وما نحن فیہ من قلدھما وخالف کلا منہما فی شئ وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم القول بہ فی ھذا وقد یجاب عنہ بان الفارق بینہما لیس الا ان کلا واحد من المجتہدین لم یجد فی صورۃ التلفیق جمیع ما شرط فی صحتہا بل یجد بعضہا دون بعض وھذا الفارق لا یسلم ان یکون موجبا للحکم بالبطلان وکیف یسلم والمخالفۃ فی بعض الشروط اھون من المخالفۃ فی الجمیع فیکون الحکم فی الصحۃ

[1] اور یہہ اعتراض کیا گیا ہے اسطرح کہ باطل ہونا صورت مذکور کا اون دونو کی نزدیک مسلم نہین ہے کیونکہ امام مالک رح مثلاً یہہ نہین کہتے کہ جسنے موہر کے نہ پڑانے مین امام شافعی کی پیروی کرے تو اوسکا نکاح باطل ہوگیا اور امام شافعی یہہ نہین کہتے کہ جسنے گواہونکی نہ لینی مین امام مالک کے پیروی کرے تو نکاح اوسکا باطل ہے اور اس تقریر پر یون اعتراض کیا گیا ہے کہ ان دونو نکا باطل نہ کہنا اوسکی حق مین ہی جسنے ایک کے پیروی کی اور اپنے امام کی سارے یا تو نکی رعایت رکہی اور ہم جسا تکی درپی بحث ہین یہ اوسکی حق مین کہ جسنے دونو نکی پیروی کی اور بعض بات مین ہر ایک کی مخالف ہوا اور پہلی صورت کو باطل کہنا اسکی باطل کہنے کو لازم نہین کرتا اور کبہی اسکا جواب یون دیا جاتا ہے کہ فرق دونو صورتونمین یہہ ہے کہ کوئی مجتہد تلفیق کی صورت مین ساری شرطین صحت عمل کی نہین پاتا

فی الاھون بالطریق الاولی ومن یدعی وجود فارق اٰخر ووجود دلیل اٰخر علی بطلان صوبۃ التلفیق علی خلاف الصوبۃ الاولی
فعلیہ بالبرھان فان قلت لانسلم کون المخالفۃ فی البعض اھون من المخالفۃ فی الکل لان المخالف فی الکل یتبع مجتھدا واحدا
فی جمیع ما یتوقف علیہ صحۃ العمل فصار کمن یتبع واحدا قلت ھذا انما یتم لک اذا کان معک دلیل من نص واجماع او قیاس قوی یدل علی ان العمل
اذا کان لہ شرط یجب علی المقلد اتباع مجتھد واحد فی جمیع ما یتوقف علیہ ذلک فاتنی ان کنت من الصادقین واللہ اعلم انتھی کلام السید بادشاہ
رحمہ اللہ علی ما نقلہ الملا احسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید وما اورد علیہ فسنجیب عنہ انشاء اللہ تعالی فی مبحث التلفیق
اور علامہ المحمل صاحب غایہ تحریر مین فرماتی ہین وتعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بصحیح لان ما الکلام یقتضی بطلان النکحۃ الثانیۃ فقط
ولا الشافعی بطلان النکحۃ المالکیۃ بلا شھود ولکن فیہ نظر ظاھر علی ما نقلہ الفندھاری فی مغتنم الحصول اقول وجہ النظر ظاھر فی کلام السید بادشاہ من یراد
میسر ابہہ کہ فرض کیا کہ ایک امام کی مقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور شمول عدم مقلد کو درست نہین لاکن مآل
اور مبنی اس عدم جواز شمول عدم کا تو یہی ہے کہ اختلاف ائمہ اربعہ کا مستلزم بطلان شق مخالف کا ہوتا ہے اور اسکا بطلان
مبحث مین اجماع مرکب کے بوجہ بسط معلوم ہوچکا چوتھا یہہ کہ فرض کیا کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا بھی درست ہوسکتا ہے
اور یہہ صورت وضو کی باطل ہے تو پھر بھی اسسے یہہ نہین لازم آتا ہے کہ تقلید ایک مجتہد کی ہر مسئلہ مین واجب ہوجاوے
بلکہ ہوسکتا ہے کہ مقلد ایسی صورتونسی جنمین جمع بین المذاہب لازم آوی پرہیز رکھے اور باوجود اسکی التزام یکمذہب کا
کرے مثلاً کوئی شخص اسطرح کرے کہ فجر کے وضو مین امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسطور پر کہ جتنی شرائط
اور ارکان اور سنن اور مستحبات اونکی مذہب مین ہین سبکو ادا کرے اور کوئی امر ایسا نکرے کہ جسسے امام مالک کے مذہب مین
وہ وضو فاسد ہوجاتا ہے اور ظہر کے وضو مین امام شافعی کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اوسی کیفیت سی کہ امام
مالک کے مذہب کے عمل مین گذرے ہے اور عصر کے وضو مین امام احمد کی تقلید کرے اوسی کیفیت سی اور مغرب کی وضو مین

بلکہ بعضے شرطین پاتا ہے اور یہہ نہین مانتی کہ فقط اتنا فرق باطل ہونیکی وجہ پڑسکتا ہے اور کیونکر یہہ امر مذکور ناجائز ہے حالانکہ مخالفت
بعضے باتونمین بہ نسبت ساری باتونکی سہل ہے تو حکم صحت کا سہل مین بطریق اولی دیا جاویگا اور جسکو اور فرق کا دعوا اور تلفیق
کے باطل ہونیکی اور دلیل اوسکی پاس ہے تو وہ پیش کرے پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضے باتونمین مخالفت کا سہل ہونا بہ نسبت
ساری باتونکی ہمین مسلم نہین ہے کیونکہ مخالفت کرنیوالا سارے باتونمین ایک مجتہد کی پیروی کرتا ہے اور یہان یون نہین ہے
مین جواب دونگا کہ یہہ بات جب پوری ہوگی کہ تیری پاس کوئی دلیل آیۃ یا اجماع یا قیاس قوی سے ہووے کہ دلالت کرے اسپر کہ
کسی عمل کے جسکے شرطین ہووین تو مقلد پر واجب ہے ایک مجتہد کا اتباع سب شرطونمین اگر وہ دلیل ہے تو لاگر تو سچا ہے ہوچکی عبارت
سید بادشاہ کی جو ملا حسن شرنبلالی نے عقد الفرید مین نقل کی ہے اور ہمپر اعتراض جو کیا گیا ہے اوسکا جواب ان شاء اللہ تعالی ہم بحث تلفیق مین دینگے
اور تعقب اول کا یون کیا گیا ہے کہ جمع مذکور مضر نہین کیونکہ مالکی نے شافعیون کی نکاح باطل ہونیکو نہین کہا اور نہ شافعی نے مالکیون کی نکاح باطل
ہونیکو جو بلا شہود ہو کہا لیکن اسمین اعتراض ظاہر ہے جیسا کہ نقل کیا قندھاری نے مغتنم الحصول مین مین کہتا ہون کہ وجہ اعتراض ظاہر ہے

امام ابوحنیفہ کی تقلید کرے اوسی کیفیت اور شرایط سے جو گذری ہین تو اس شخص کے حق مین مولف کی وجہ اول کیونکر جاری ہوگی اور اوسپر تقلید شخص معین کی اوس دلیل سی کیونکر واجب ہوگی اسیواسطی کہا ہی ملا حسن شرنبلالی حنفی نے عقد الفرید مین فتحصل لما ذکرنا انہ لیس علی الانسان التزام مذہب معین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عمل علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر امامہ مستجمعا شروطہ ویعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منہما بالاخری انتہی کما نقل سابقا **قال** اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ جب مذہب غیر معین پر عمل کریگا تو احتمال ہی پڑیگا خیر ثواب مین نزدیک ائمہ اربعہ کے جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب شافعی کی کہ پڑہا نماز مین ساتہہ جہر بسم اللہ کے اور عمل کیا بموجب مذہب امام اعظم اور امام مالک کے کہ ترک کیا جہر آمین کو تو نماز چار رکعتی نزدیک خراب ہوئی **اقول** بہت ظاہر ہے کہ مال اور مرجع اس وجہ کا طرف وجہ اول ہی کی ہے تو جبکہ اوس وجہ کی خاک اوڑائی گئی تو ہمکا کیا ذکر باقی رہا تو چاہیئے کہ جواب وجہ اول کو اسپر منطبق کرلین **قال** تیسری وجہ یہہ ہے کہ رجوع کرنا تقلید سی بعد عمل کرنیکے ممنوع ہے بالاتفاق کہا یہ شیخ ابن حاجب مالکی نے بیچ مختصر الاصول کے اور **قاضی عضد الدین** شافعی نے شرح اوسکی مین اور شیخ ابن ہمام حنفی نے بیچ تحریر الاصول کے اور صاحب درالمختار نے بیچ درمختار کے اور سوا اونکے اور علمائی رحمہم اللہ مانند اونکی وغیرہ نے اور عبارت تحریر کی یہہ ہے لا یرجع عامی قلدای عمل بہ اتفاقا انتہے اور کہا صاحب بحرالرایق نے بیچ رسائل زینیہ کی نقل الشیخ فی تصحیحہ عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہے یعنے نقل کیا شیخ قاسم نے بیچ تصحیح اپنے کے جمیع اصولیون سے کہ بلاشبہ نہین صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق مثلا ایک شخص نماز پڑہے ہے بتقلید امام اعظم کے تو نہین دیکہتے ہی کہ نماز پڑہے اور کی طور پر اور یاد اور نگاہ رکہنا عمال کا کہ ہمنے فلانے مذہب پر عمل کیا ہے فلانی وقت اب اوسکی خلاف کرین مشکل ہے بسبب کم ہونے دینداری کے اور سستی ہونیکی امور دین مین پس جبکہ یاد نرہا ہطور تو پڑیگا اوسمین جو ممنوع ہے بالاتفاق یعنے بالاجماع پس اسلئی یقین مذہب ضرور ہوئی **اقول** جواب اسکی دو ہین اول جواب ساتہہ اثبات خلاف کی رجوع بعد العمل مین اور ساتہہ توڑ دینے دعوے اجماع کے اسکے ممنوع ہونے پر تو کہتے ہین ہم کہ اولا دعوے اس اتفاق کا ابن الحاجب اور آمدی نے کیا ہے اور باقی صاحب جسکا مولف نی ذکر کیا ہے اور سوائے اونکی سب اتباع ہین ابن الحاجب اور آمدی کے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ دعوے اجماع کا منع ہونی پر رجوع بعد العمل کے

جو سید بادشاہ کی کلام مین گذرا اور بہتر اوسکا جواب یہی ہوچکا ۱۲ جو ہمنی ذکر کیا اوسکا حاصل کلام یہہ ہے کہ انسان پر لازم نہین کہ ایک مذہب معین کا التزام کرے اور یہہ کہ جائز ہے اوسکو عمل کرنا مخالف اوسکی جسپر عمل کرچکا مع لحاظ شرائط کی اور عمل کرے دو امر متضادہ پر ایسے دو حادثہ مین کہ ایک کو دوسرے سے تعلق نہین یہہ عبارت ہوچکی جیسا کہ پہلی گذرچکی ۱۲ نہ پہرے اوس مسئلہ سی جسپر عمل کرچکا بالاتفاق ۱۲ نقل کیا شیخ نے اپنے تصحیح مین سارے اصولیون سے کہ بالاتفاق بعد عمل کے نہ پہری تقلید سے

محققین نے رد کر دیا ہے اور قائل ہوئی ہین خلاف کی اس مسئلہ مین چنانچہ زرکشی نی کہا ہی کہ جو کہ ابن الحاجب اور آمدی نے کہا ہے یہہ غلط ہے یعنے دعوی اجماع کا ٹھیک نہین سلمی کہ ان دونو نکی غیر کے کلام سی معلوم ہوتا ہے کہ رجوع بعد العمل مین خلاف ہے یعنے بعضے کہتے ہین کہ رجوع بعد العمل درست ہے، اور بعضے کہتے ہین کہ درست نہین پس ہمکو جایز ہے کہ اتباع کرین اوس شخص کا جو قائل ہے جواز کا چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی نا فلاشرح تحریر سی فرماتی ہین قال الزرکشی لیس کما قالا یعنے الامدی وابن الحاجب ففی کلام غیرهما مایقتضی جریان الخلاف ای فلنا اتباع القائل بجواز التقلید بعد العمل بقول غیرمن قلده وعمل به انتہے کلام شرنبلالی اور فاضل بہاری مبہیہ مسلم مین ارشاد کرتے ہین قال الزرکشی الاتفاق ذکره الامدی وابن الحاجب ولیس کما قالاه ففی کلام غیرهما مایقتضی جریان الخلاف بعد العمل ایضا انتہے مافی الحاشیہ المبہیہ فاضل اکمل صاحب عنایہ فی تقریر مین کلام کو زرکشی کے نقل کر کے اور تائید کی ہے اور کہا کہ رجوع کرنا کیونکر ممنوع ہوگا جس حالت مین کہ غیر کی مذہب کو صحیح جانی چنانچہ فاضل قندہاری نے مغتنم الحصول مین کہا ہے وفی التقریر الاتفاق ذکره الامدی وابن الحاجب وتعقبه الزرکشی بان کلام غیرهما یقتضی الاختلاف بعد العمل ایضا وکیف یمتنع الرجوع اذا اعتقد صحة غیره انتہے اور ایسا ہی شیخ امام تقی الدین سبکی نے بہی دعوے اجماع کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے ابن الحاجب اور آمدی کے اور دی کے کلام سے جو رجوع بعد العمل مین خلاف معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کسطرح سی رجوع ممنوع ہوگا جبکہ صحة مذہب غیر کے معلوم ہوگی چنانچہ سید شریف علی السمہودی عقد الفرید فی احکام التقلید مین فرماتے ہین ثم رایت فی فتاوی السبکی انه سئل عن ذلك فی ضمن مسائل الی ان قال السبکی ودعوی الاتفاق فیها نظر وفی کلام غیرهما مایشعر باثبات الخلاف بعد العمل ایضا وکیف یمتنع اذا اعتقد صحته انتہی کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی اور ایسا ہی سید محقق شامی نے بہی کہا ہے کہ دعوے اجماع مین نظر ہے اسلئے کہ خلاف مروی ہے پس جایز ہے اتباع قول بالجواز کا چنانچہ ردالمحتار مین فرماتے ہین علی ان فی دعوی الاتفاق نظر فقد حکی الاختلاف

---

۱ زرکشی نی کہا ہی کہ آمدی اور ابن حاجب نے جیسا کہا ہے ویسا نہین ہے کیونکہ ان دونو کی سوا اور دنکی کلام مین وہ عبارت ہی کہ جس سے خلاف کا جاری ہونا پایا جاتا ہے یعنی ہمکو جایز ہی اتباع اوسکا جو یہہ کہتا ہے کہ بعد عمل کے بہی اور کی تقلید واہی ہے ۲ زرکشی نی آمدی اور ابن حاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور جیسا وہ نے کہا ہے یون نہین ہے کیونکہ اور دنکی کلام مین بعد عمل کی بہی خلاف جاری ہے ۳ اور تقریر مین سبکی آمدی اور ابن حاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور اوسپر زرکشی نی یون اعتراض کیا کہ اور دنکا کلام بعد عمل کے بہی خلاف کو جانتا ہے اور پہلا رجوع کیونکر ممنوع ہیگا جب غیر کی مذہب کے صحیح ہونیکا اعتقاد جم جائیگا ۴ پہر مینے دیکہا فتوی سبکی مین کہ اور مسائل کے شامل کیئے رجوع کا مسئلہ پہر کہا سبکی نی کہا کہ دعوی اتفاق مین نظر ہے کیونکہ آمدی اور ابن حاجب کے سوا اور دنکی کلام مین وہ عبارت ہے جس سے بعد عمل کی بہی خلاف سمجہا جاتا ہے اور کیونکر رجوع منع ہوگا جب غیر کی صحت کا اعتقاد جم جائیگا یونہین ہے شرنبلالی کی عقد الفرید مین ۵ علاوہ یہہ کہ دعوی اتفاق مین بحث ہے کیونکہ نقل کیا گیا ہے خلاف

فیجوز اتباع القائل بالجواز انتہے بلکہ خود شیخ ابن الہمام نے اگرچہ تحریر مین موافق ابن الحاجب کے کہا ہے لاکن فتح القدیر مین ابن حاجب کے اتباع کو طاق پر رکھکر حق کو اختیار کیا ہے اور قائل خلاف کی ہوئی ہین چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم مین فرماتی ہین لا یرجع المقلد عما عمل بہ من حکم جزئی اتفاقا کذا فی المختصر و التحریر للشیخ وان ذکر ھھنا موافقا للمختصر و نزلا علی رایہ لکن کلامہ فی فتح القدیر مشعر بالخلاف بعد العمل انتہے بلکہ جمہور کے کلام سے اختلاف رجوع بعد العمل مین معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ لزوم تقلید مین بعد التزام کی جمہور کے نزدیک تین قول ہین قیل یلزم وقیل لا وھو الاصح وقیل لکن لو لم یلتزم کما سبق مین نووس کتابون کی عبارت سے معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ جبکہ لزوم بعد التزام مین تین قول ہوئی تو منع رجوع مین جو فرع ہے لزوم کے کیونکر خلاف نہوگا چنانچہ مسلم الثبوت نے کہا ہے وقیل مختلف فیہ یعنی الرجوع بعد العمل اقول یدل علیہ التثلیث فی الالتزام فان وجوہہ لیسر اولی من عدم ضرورۃ تدبر اور شرح مین بحر العلوم نے کہا ہے اقول یدل علیہ التثلیث فی المذاہب فی الالتزام رای مجتہد فان وجوہہ ای الالتزام لیسر اولی من عدمہ ضرورۃ ولا معنی الاتفاق عند وجوہہ والاختلاف عند عدمہ تدبر انتہے پس جبکہ کلام سے زرکشی کے اور شیخ تقی الدین سبکی کے بلکہ خود شیخ ابن الہمام کے بلکہ کلام سے تمام قائلین باثلیث کی ثابت ہوا کہ دعوے اجماع کا منع ہونے رجوع بعد العمل پر غلط ہے تو یہہ امر مختلف فیہ ٹہرا سو ہمنی بقول ملا حسن شرنبلالی حنفی کے جواز کو اختیار کیا بسبب اسکے کہ جواز رجوع مدلل ہے بعینہا اون دلائل سے جو عدم التزام تقلید معین پر گذرچکین ہین اور امتناع رجوع پر کوئی دلیل اولا شرعیہ سے نہین ہے ما انزل اللہ بھا من سلطان دوسرا جواب یہہ کہ اگر فرض بھی کیا جاوی کہ دعوے اجماع کا ثابت ہے تو بھی اس سے تقلید معین نہین ہوتی اسلئے کہ محققین فقہا معنی امتناع رجوع بعد العمل کے یہہ کرتے ہین کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ مین کسی مجتہد کے تقلید کرلے تو اوسکو درست نہین کہ اوس حادثہ خاص مین اوس تقلید سے رجوع کرے مثلا ایک شخص نے ظہر کا وضو کیا سا تہہ مسح ربع سر کے امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوکر تو اب اسکو درست نہین کہ اس وضو خاص مین تقلید سے امام ابو حنیفہ کی رجوع کرے اور اوس مسح کو باطل کہے اور مسح تمام سر کا بنا بر مذہب امام مالک کے اوسی وضو مین واجب جانی اور امتناع

توجہ جواز کا قائل ہے اوسکی پیروی ہوسکتی ہے ۵۱ نہ ہری مقلد اوس مسئلہ سے جسپر پہلے حکم جزئی کی عمل کرچکا الا اتفاق یونہین ہے مختصر اور تحریر ابن ہمام مین اور یہان موافق مختصر کی مذکور ہوا ہے لیکن کلام فتح القدیر مین خبر دیتا ہے کہ بعد عمل کے یہی خلاف ہے ۵۲ بعضون نے کہا ہے کہ لازم ہو جاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ نہین اور یہہ بہت صحیح ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام کرنا اور نہ کرنا مکسان ہے ۵۳ بعضون نے کہا ہے کہ رجوع کرنا بعد عمل کی اختلافی ہی مین کہتا ہون کہ دلالت کرتی ہین اس اختلاف اوپر کی تین قول کہ بلا التزام اور بعد التزام دونون مین سو پہلے ہوچکی عبارت مسلم کی ۵۴ مین کہتا ہون کہ دلالت کرتی ہین اوپر تین قول مذہبون مین جو وجود بعد التزام ایک مذہب کے مذہب کی مقلد التزام کرنا نہ کرنا کسی عامی نہین ہوسکتا اور التزام کی وقت اتفاق

رجوع بعد العمل کے یہہ معنی نہین کہ جبکہ اوس شخص نے مثلاً بیچ فرض ظہر کے دن جمعہ کے مسح ربع سر مین تقلید ابو حنیفہ کی اختیار کی تو اب اوسکو دوسرے وضو مین مثلاً ہفتہ کے ظہر کے وضو مین یا جمعہ ہے کی عصر کی وضو مین یہی ربع سر کی مسح سے رجوع کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت مولف سمجھی ہین اور بعض محققین اوس امتناع کو اس محل مین جاری کرتی ہین جسمجگہہ کسے کا ضرر لازم آوی جیسکہ ایک شخص نے نکاح کیا بلا شہود بنا بر مذہب مالک رح کی اور جبکہ عورت نے مہر طلب کیا تو وہ شخص تقلید مالک سی رجوع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین حنفی مذہب کا مقلد ہوکر اس نکاح کو نا جائز ٹہراکر مہر دینی سے بچ جاؤن تو اوس محل مین رجوع کرنا اوسکا مذہب مالک سی باعث ضرر اوس عورت کا ہی اور بعضونکے نزدیک یہہ امتناع رجوع محمول ہے صورۃ تلفیق پر لاکن یہہ محل خلاف تحقیق کی ہے چنانچہ بحث تلفیق آگے آویگا اسلئے اسانید پہلی دونون معنی کی نقل کیے جاتی ہین تو سنو کہ کہا محقق شامی نے رد المحتار مین بعد قولہ عدم جواز رجوع کے اقول ھو محمول علی منع التقلید فی تلک الحادثۃ بعینھا لا مثلھا کما صرح بہ الامام السبکی وتبعہ علیہ جماعۃ وذلک کما لو صلی ظھرا بمسح ربع الراس مقلدا للحنفی فلیس لہ ابطالھا باعتقادہ لزوم مسح الکل مقلدا للمالکی واما لو صلی یوما علی مذھب واراد ان یصلی یوما اٰخر علی غیرہ فلا یمنع منہ علی ان فی دعوی الاتفاق نظرا فقد حکی الخلاف فیجوز اتباع القائل بالجواز کذا افادہ العلامۃ الشرنبلالی فی العقد الفرید ثم قال بعد ذکر فروع من اھل المذھب صریحۃ بالجواز وکلام طویل فتحصل مما ذکرناہ انہ لیس علی الانسان التزام مذھب معین وانہ یجوز لہ العمل بخلاف ما عمل علی مذھب غیرہ امامہ مستجمعا لشروطہ والعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منھما بالاخری انتہے اور کہا طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین قولہ وان الرجوع الخ کان قلد الحنفی مالکا مثلا فی نکاح بغیر شہود

اور عدم التزام کی وقت اختلاف ہونا اسکی کوئی وجہ نہین ۵۱ یا وہ حمل کیا گیا ہے منع تقلید پر جو بعینہ اوسی مسئلہ مین ہوتا اوسکی مثل اور دوسرے مسئلہ مین چنانچہ امام سبکی نے اسکی تصریح کی ہی اور ایک جماعت سبکی کی پیروی کی ہی چنانچہ ایک شخص نے بموجب قول امام ابو حنیفہ کے پاؤن کا مسح کرکی ظہر کی نماز پڑہے تو اب یہہ نہین چاہیئی کہ امام مالک رح کے مذہب کا عتقاد کرکے اوس نماز کو باطل ٹہراوی ہان اگر ایک دن ایک مذہب کے موافق پڑہے اور دوسرے دن اور دوسرے مذہب کے موافق پڑہنے کا ارادہ کرے تو اوسی منع کیا جاوے علاوہ یہہ کہ اتفاق کی دعوے مین بحث ہے کیونکہ اختلاف بھی یقینی نقل کیا گیا ۵۲ نوجو علما رجوع بعد العمل کو جائز کہتے ہین اوسکی اتباع جایز ہے یونہین فائدہ بخشا ہے علامہ شرنبلالی نے عقد الفرید مین پہر اصحاب مذاہب کے جزئی مسئلہ ذکر کرکی جس سی صریح جواز رجوع کا نکلتا ہے کہا ہے کہ جو ہمنے ذکر کیا اوسکا حاصل کلام یہہ ہوا کہ انسان پر التزام پکڑنا ایکمذہب معین کا ضرور نہین اور شرط نہین کہنے شرایط کی اوسی بعد عمل کے ہے اور مذہب کے مسئلونپر جو مسائل معمولہ کے مخالف ہین عمل کرے اور ایسے دو حادثون مختلفہ مین اوسی عمل پہونچے کہ ایک کو دوسرے لگاؤ نہو ۵۲ چنانچہ تقلید کرے حنفی امام مالک کے شلابی گوا ہے کے نکاح مین

ثم اراد الرجوع عن التقليد اى ويحكم بذهبه بان المهر لا يلزمه فليس له ذلك اه بزيادة واعلم انه ليس المراد نفى جواز التقليد مطلقا بل فى نحو ما ذكرناه لان الرجوع ههنا يلزم منه ضرر الغير واعلم ان تقليد الحنفى الشافعى مثلا فى مسئلة عبارة عن الاخذ بقوله مع بقائه على مذهبه فى المسئلة حتى لو استفتى عن خصوص هذه المسئلة التى قلد فيها لا يجيب السائل الا بطبق مذهب الامام ومعنى بقائه على مذهبه فيها ان يكون وقت العمل بمذهب الشافعى فى المسئلة التى قلده فيها باقيا على اعتقاد متابعة الامام فى حكم المسئلة التى قلد الشافعى فيها اى بالنسبة لما عساه ان يقع له فى المستقبل فان قلت ان بقاؤه على مذهبه لا يجيب الا بقول امامه يتضمن الرجوع عما قلده فيه قلت الممتنع الرجوع عن عين تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها انتهى اور كہا فاضل قندہارى نے منتہم من ثم ان الشرنبلالى الحنفى قرر ان المنع عن الرجوع بعد العمل انما هو فى تلك الحادثة بشخصها لا فى مثلها انتهى اور كہا سيد شريف على اسمهودى فى عقد الفريد فى احكام التقليد المختار ان كل مسئلة اتصل عمله بها فلا مانع من اتباع غير مذهبه الاول وبه يعلم ما فى حكاية اطلاق الاتفاق على المنع ولعل المراد اتفاق الاصوليين ثم ان كان المراد من منع الرجوع حيث عمل فى الواقعة عين تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها فهو ظاهر كحنفى سلم شفعة بالجوار عملا بعقيد ثم رجع له تقليد الشافعى حين ينزع العقار ممن سلم له فليس له ذلك كما انه لا يخاطب بعد تقليده للشافعى باعادة ما مضى من عباداته التى يقول الشافعى ببطلانها المضيها على الصحة فى اعتقاده فيما مضى فلان شرى

پھر ارادہ کرے رجوع کا یعنے اپنے مذہب کے موافق کہے کہ مہر مجھ پر لازم نہیں تو یہ اوسی نہیں چاہیئے اور خیال کرے کہ بالکل غیر کی تقلید سی ممانعت مراد نہیں ہے بلکہ ایسے صورتیں ہے جو ہمنے ذکر کرے ہیں کیونکہ ایسی رجوع میں ایک کا نقصان ہے اور جان رکھہ کہ تقلید کرے حنفی کا مثلاً امام شافعی کی کسے مسئلہ میں یہہ ہے کہ شافعی مذہب کا قول لیکر اپنے مذہب پر باقی رہے اوس مسئلہ میں یہانتک کہ اوس خاص مسئلہ میں اگر کوئی فتوا پوچھے تو اپنے امام کے قول کے موافق جواب دیوی اور معنی باقی رہنے اپنے مذہب کے یہہ ہیں کہ امام شافعی کی مذہب پر عمل کرینگی وقت اوس مسئلہ میں تابعداری امام اپنے کا اگے کو معتقد رہے پھر اگر تو کہی کہ باقی رہنا اپنے مذہب پر اور جواب فتوا دیکا دینا اپنے امام کے موافق مشکل ہے رجوع کو اوس صورت سی جسپر عمل کر چکا تو میں جواب دونگا کہ ممنوع وہ رجوع ہے جو عین اوسی حادثہ میں ہو نہ اوسمیں جو اوسکی جنس سے پیدا ہوا ہی ۱۲ پھر شرنبلالی حنفی نے ٹھہرایا کہ منع رجوع بعد عمل کے اوسیصورتمیں ہے کہ جب اوسی مسئلہ خاص میں ہو نہ کی مثل میں ۱۲ مذہب مختار یہہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا اوسمیں اور مذہب کے موافق عمل کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے اور حکایت اتفاق منع میں جو شبہہ ہے وہ اوسی اوپر کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے شاید اتفاق سی اصولیون کا اتفاق مراد ہے پھر اگر منع رجوع سی وہی مسئلہ خاص بعینہا مراد ہے نہ اوسکی جنس کا دوسرا تو ظاہر ہے جیسے ایک حنفی مذہب کے موافق اپنے عقیدہ کی حق شفع پڑوسی کو دیا پھر اوسنی امام شافعی کی تقلید کرکے وہ گھر چھین لیا تو اوسسے یہہ روا نہیں جیسا کہ نہیں کہا جاتا اوس حنفی کو بعد تقلید مذہب شافعی کے اوس مسئلہ کی اعادہ کی لئے جسکو وہ کر چکا اسوجہہ سے کہ وہ مذہب حنفی میں ٹھیک ہے اگرچہ موافق مذہب شافعی کی ٹھیک ہی نہ ان اگر

لهذا الحنفي بعد ذلك عقارا اخر وقلد الشافعي في عدم القول بشفعة الجوار فلا يمنعه ما سبق من ان يقلده في ذلك فلا ان يمتنع من تسليم العقار الثاني فان قال الامكي وابن الحاجب ومن تبعهما بالمنع في مثل هذا وعموا ذلك في جميع صور ما وقع العمل بها اولا فهو غير مسلم ودعوى الاتفاق عليه ممنوعة ففي الخادم ان الامام الطرطوسي رحمه الله حكى انه اقيمت صلوة الجمعة وهم القاضي ابو الطيب الطبري بالتكبير فاذا طائر قد ذرق عليه فقال انا حنبلي ثم احرم ودخل في الصلوة انتهى قلت ومعلوم انه انما كان شافعيا يتجنب الصلوة بذرق الطائر فلم يمنعه عمله اي السابق بمذهبه في ذلك من تقليد المخالف عند الحاجة اليه وفي الخادم ايضا ان القاضي اباعاصم العامري الحنفي كان يقف على باب مسجد القفال والمؤذن يؤذن المغرب فنزل ودخل المسجد فلما رآه القفال امر المؤذن ان يثني الاقامة وقدم القاضي فتقدم وجهر بالبسملة مع القراءة واتى بشعار الشافعية في صلوته انتهى ومعلوم ان القاضي اباعاصم انما يصلي قبل بشعار مذهبه فلم يمنعه سبق عمله بمذهبه في ذلك ايضا ثم قال السيد السمهودي ثم رايت في فتاوى التقي السبكي انه سئل عن ذلك في ضمن مسائل الى ان قال السبكي ودعوى الاتفاق فيها نظر وفي كلام غيرهما ما يشعر باثبات الخلاف بعد العمل ايضا وكيف يمنع اذا اعتقد صحته ولكن وجه ما قالوا انه بالتزام مذهب امام مكلف به عالم بظهر له غيره والعامي لا يظهر له الغير بخلاف المجتهد حيث ينتقل من امارة الى امارة

یہ حنفی سکی بعد کوئی اور گھر خریدی اور پڑوسکی شفع نہ ہونی میں امام شافعی کی تقلید کری تو اوسی یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ اب بہی حنفی کی موافق عمل کرے سو اوسی ہو نچتا ہی کہ دوسرا گھر پڑوسکو نہ دیوی سو اگر امدی اور ابن حاجب اور اون دونو کی پیروون نے ایسی صورتو نہین جو ہم کہہ کر تمام صورتو نہین یہہ حکم عام کہا ہے تو یہہ امر غیر مسلم ہے اور دعوی اتفاق کا مانني کی قابل نہین کیونکہ خادم مین ہے کہ امام طرطوسی نی حکایت کی کہ جمعہ کی نماز جماعت کہڑی ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر تحریمہ کا ارادہ کیا یکایک ایک جانور نی اونپر بیٹ کر دی تو اونہون نے کہا کہ مین حنبلی ہون اور وضو بازہ کر نماز مین داخل ہو گئی پہر چکی عبارت خادم کی مین کہتا ہون کہ یہہ بات معلوم ہے کہ وہ شافعی تہی جانور بیٹ کر دی تو بغیر وضو کے نماز نہین پڑہ تی تہی سو انکی مذہب کے عمل درآمد سابق نی اونکو مخالف مذہب پر عمل کرنے سے وقت ضرورت کی باز نہ رکہا اور یہہ بہی خادم مین ہے کہ قاضی ابو عاصم عامری حنفی قفال کے مسجد کے دروازہ پر فتوا دیتی تہی اور موذن نے مغرب کے اذان دی تو وہ در وازہ پر سی اوتر کر مسجد مین آگئی سو قفال نے جب اونکو دیکہا موذن سی کہدیا کہ اقامت کی لفظ دو دو دفعہ کہی اور قاضی کو امام بنایا سو قاضی امام بن گئی اور بسم اللہ اور قرات پکار کر پڑہنے لگی اور یہ تین موافق مذہب امام شافعی کے پڑہین ہو چکی عبارت خادم کی اور یہہ بات معلوم ہے کہ پہلی قاضی ابو عاصم اپنے مذہب حنفی کی موافق عمل کرتی تہی سو پہلی کی عمل درآمد نی اونکو اس عمل سے منع نہ کیا پہر سمہودی نے کہا کہ مین نے دیکہا ہے تقی الدین سبکی کی فتوی مین کہ اونسی کسینی اور سلونی شامل ہین جو ہم نہ ہبی کا فتوا پوچہا تو سبکی نی اور جوابات دیکر ایسا بہین یہہ کہا کہ دعوی اتفاق مین بحث ہی کیونکہ اور نکی کلام مین وہ عبارت جس سے خلاف سمجہا جاتا ہے عمل کے بعد ہی اور پہلا کیونکر رجوع منع ہوگا جب خلاف کی صحت کا عقیدہ ہم جاوے لیکن جو اون دونو کی کہنی کی جس مسئلہ پر عمل کر چکا بالتزام مذہب ایک امام کر تو بعد اوسکی سوا اور نہ معلوم ہوا وسیکا مکلف رہیگا بخلاف مجتہد کی کہ وہ ہر ہر مسئلہ مین ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف

هذا وجه ما قاله الآمدی وابن الحاجب ولا باس به لکنه اری تقیید علی خصوص العین فلا یبطل عین ما فعله وله فعل جنسه بخلاف انتهی عبارة السید ملخصا نقلا عن العقد الفرید للعلامة انشس بلالی الحنفی

اور خود ملا حسن شرنبلالی الحنفی نے عقد الفرید میں بنقول روایات صحیحہ معتمدہ کی ان معنی کو ثابت کیا ہے جسکو شوق ہو عقد الفرید کو ملاحظہ کرلے اس مختصر میں نقل کرنا تمام کلام کا اوکی دشوار ہے مگر قدرے قلیل تیمناً کہا جاتا ہی تو سنو کہ شرح منع رجوع بعد العمل کے فرماتی ہین فان قلت کیف هذا مع قول العلامة الشیخ الامام کمال الدین ابن الهمام فی تحریره مسئلة لا یرجع فیما قلد فیه ای عمل به اتفاقا انتهی قلت لا یمنع ذلک ما قلته من صحة التقلید بحمل المنع علی خصوص العین الخصوص انتهی اور بعد اسکی چند روایتین معتمدہ مویدہ اپنی جواب کی نقل کیئے ہین پھر معنی ظاہری کلام ابن الحاجب کو اور کلام شیخ خالد ازہری رحمۃ اللہ کو رد کرتے ہین چنانچہ فرماتی ہین وما فیه من رد ما یتوهم من ظاهر عبارة ابن الحاجب ومن رد ما صرح به فی شرح جمع الجوامع للشیخ خالد الازهری مستندا لذلک الایهام حیث قال واذا عمل العامی بقول مجتهد فی حادثة فلیس له الرجوع عنه الی فتوی غیره فی مثل تلک الواقعة اجماعا کما نقله ابن الحاجب وغیره انتهی عبارة الشیخ خالد رحمه الله وانت تری انه لیس فی کلام متن جمع الجوامع ولا کلام ابن الحاجب التصریح بالمنع عن مثل ما قلد فیه بل احتمال له ولنا ان نمنع ذلک الاحتمال ونقول لیس فی کلام ابن الحاجب ولا جمع الجوامع الا المنع عن الرجوع عن عین ما قلد فیه وعمل به لان عبارة ابن الحاجب التقلید هو العمل بقول الغیر من غیر حجة ثم قال ولا یرجع عنه بعد تقلیده اتفاقا وفی حکم اخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ینکر انتهی لان قوله وفی حکم اخر یراد به حادثة اخری اعم من ان تماثل ما فعله او تخالفه وان اریید به ما یخالفه فقط قلنا

یہی ہے اوس قول کی جسی آمدی اور ابن حاجب نے کہا ہی اور اس مقولہ مین کچھ ڈر نہین لیکن میرے عقیدہ مین لگاؤ اس مقولہ کا خاص مسئلہ مین ہے توجو کچھ کہ چکا ہے بعینہ اوسکو باطل نکری اور دوسرا مسئلہ اوس صنف کا جو بیش آدمی اوسمین اوسکو رجوع پہونچتا ہی ہوچکی عبارت سید کی بعد تلخیص کے شرنبلالی کی عقد الفرید مین ہے ۱۲ اگرچہ تو کیونکر ہوگا یہ باوجود کہنا ابن ہمام کے تحریر مین نہ رجوع کرے اوس مسئلہ مین جسپر عمل کر چکا بالاتفاق ہوچکی عبارت تحریر کی مین کہتا ہون کہ رجوع کا منع کرنا خاص بعینہ اوسی مسئلہ مین ہی اوسکی صنف مین ہوچکی عبارت شرنبلالی کی ۱۲ اور یہ اس عبارت متین رد ہے اوسکا جو وہم ہوتا ہے ظاہر عبارت ابن حاجب سے اور رد ہی اوسکا جسکی تصریح کی ہی شیخ خالد ازہری نے شرح جمع الجوامع مین انکی دلیل ٹہرا کر جو کچھ کہا ہے کہ جسوقت عمل کرے عامی کسی مجتہد کی قول پر کسی مسئلہ مین تو اوسکو رجوع ہو بالاجماع نہین پہونچتا اور مجتہد کے فتوی کیطرف اوس مسئلہ کی مثل اور مسائل مین چنانچہ نقل کیا اسکو ابن حاجب وغیرہ نے ہوچکی عبارت شیخ خالد کی اور تو خوب جانتا ہی کہ متن جمع الجوامع اور کلام ابن حاجب مین تصریح مثل کی نہین بلکہ احتمال ہی اسکا تو ہمین پہونچتا ہے کہ اوس احتمال کو تسلیم نہین اور کہدین کہ نہین ہے ابن حاجب کے کلام مین اور نہ جمع الجوامع مین مگر منع رجوع کرنے خاص مسئلہ بعینہ سی جسپر عمل کر چکا کیونکہ عبارت ابن حاجب کے تو یہی ہی کہ تقلید عمل کرنا ہے غیر کی قول بغیر دلیل کے پھر کہا ہے کہ نہ رجوع کرے بعد تقلید کرنے کے یعنی کہ بالاجماع اور دوسرے مسئلہ مین غیر کے قول پر عمل کرنا موافق مذہب مختار کی جایز ہے کیونکہ نہین تسلیم ہے کہ اگلی کلام مین بلا رد ٹوکی کہ نہین ہوا ہے ہوچکی عبارت ابن حاجب کے اب رہی قول مراوی کہ دوسرے مسئلہ مین عام ہے خواہ وہ مسئلہ پہلی کے موافق ہو یا مخالف اور اگر کوئی مقصد ہے تو یہ ہے

المنع وکذا الکلام علی عبارۃ جمع الجوامع وسنذکر ما یحقق ھذا ان شاء اللہ تعالی فھذا قد علمت بہ جواز التقلید بعد العمل فی جنس ما عمل بخلافہ انتہے کلام شرنبلالی الحنفی حاصل کلام یہہ کہ اگر دعوی اجماع کا تسلیم بھی کیا جاوے تو معنی اسکے یہہ ہین کہ جس حادثہ خاص مین تقلید کر چکا اوسمین اوس سے رجوع نکرے اگرچہ دوسرے حادثہ مین جو مثل اوسکی ہو رجوع درست ہے چنانچہ کلامون مین اتنی اکابر حنفیہ اور شافعیہ کی گذرا تو یہہ بھی تقلید معین ہر مسئلہ مین ہر حادثہ مین ثابت ہوئی **قال** جو ہتی وجہ یہہ ہے کہ تلاش کرنا مذہب کے رخصتون کا ممنوع ہے بالاجماع کہا ہے اسکو ابن عبدالبر مالکی نے کہا یہہ ہیچ مسلم ہے اور لوگو لکا یہہ حال ہے کہ جو کچھ اونکی نفسون کے موافق ہے اوسکی طرف بہت دوڑتے ہین سبب کمی دین داری اور سستی کی امور دین مین خصوصًا اس زمانہ مین پس ضرور ہوگی لوگ ہیچ ممنوع کی کہ بالاجماع ہے پس کیونکر بری الذمہ ہونگی عہدہ تقلید کیسی بالیقین **اقول** جناب مولف نے اس قول مین یہہ خیانت کی ہے کہ لا تقربوا الصلوۃ کو تو لے لیا ہے اور انتم سکاری کو چھوڑ دیا ہے بطرحسے کہ کتاب مسلم مین سی اجماع ابن عبدالبر کا لے لیا ہے اور جو کہ مسلم مین اسکا جواب لکھا ہی اوسکو چھوڑ دیا خیر یہہ چالاکی اونسی کچھہ نئی نہین ہے ہمکو اس چالاکی سے کچھہ تعرض نہین اہل بات کا جواب دینا چاہیے تو سنو کہ اس جو ہتی وجہ کی جواب دو مین اول جواب تو یہہ ہے کہ دعوے اجماع ابن عبدالبر کا منقوض ہے ساتھہ اثبات خلاف امام احمد کے اور ساتھہ ہونے اوسکی کے مخالف احادیث صحیحہ کی جو مروی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان اسکا یہہ ہے کہ امام احمد سے روایت ہی کہ تلاش کرنیوالا رخصتون مذہب کا فاسق نہین تتبع رخص اونکی نزدیک ممنوع نہوا تو اجماع کہان ہوا بنا بر اس قاعدہ متفق علیہا کی خلاف الواحد مانع کذا فی جمیع کتب الاصول اگرچہ ایک روایت مین اونسے بھی آیا ہے کہ وہ فاسق ہے لاکن قاضی ابو یعلی وغیرہ نے روایت مفسقہ اوس شخص کے حق مین محمول کی ہے جو غیر عامل ہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہہ روایت متاخرین کے حق مین ہے اور روضۃ الندی مین سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہہ شخص فاسق نہین ہے چنانچہ ہر ایک قول پر شاہد نقل کیا جاویگا اور سوائی اسکی اجماع کیونکر ہے کوئی سند چاہیئے قرآن سی یا حدیث سی یا قیاس سے حالانکہ تتبع رخص کے ممنوع ہونی پر کوئی سند و دلیل شرعی نہین چنانچہ عنقریب جہابذہ فن کی کلامون سے معلوم ہوگا بلکہ چند احادیث صحیحہ مخالف اسکی جنسی تتبع رخص جایز معلوم ہوتا ہے موجود ہین چنانچہ عنقریب کلام مین شارح تحریر کے اونگلین کہا شیخ ابن الہمام نے تحریر مین **ویحرم** منہ جوازا اتباعہ رخص المذاھب فلا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ الیہ سبیل بان لم یکن عمل فیہ باخر وکان علیہ السلام یحب ما خفف علیھم انتہی اور کہا شیخ ابو شامہ نے شرح تحریر مین وکان صلی اللہ علیہ وسلم

نہین ہاتی اور سطیح کی گفتگو عبارت جمع الجوامع مین ہے ماواز شاء اللہ تعالی ہم قریب یہ تحقیق کو ذکر کرینگی یہان اتنی بات تو تو نی جان لی کہ بعد عمل کر لینے اوس جنس کی اور مسائل مین اور مجتہد کی تقلید جایز ہے ہو چکا کلام شرنبلالی حنفی کا **۱۲** ایک کا خلاف بھی مانع اجماع ہے یون ہی سب اصول کتابون مین ہی **۱۳** اور نکلتا ہے اس سے رخصتونکی پیروی کا جایز ہونا اور نہین منع کرنا ہی اوسے کوئی مانع شرعی سلمنے کہ اوسکو ہونچاہے کہ جو طریق پاوی تو وہ رستہ چلی جو سہل ہے اور وہ طریق یہہ ہے کہ غزیمت پر عمل کر چکا ہو اور تخفیف کو دوست رکھتی **۱۴** صلعم

یحب ما خفف علیهم فی صحیح البخاری عن عایشة رضی الله عنها بلفظ عنهم وفی روایة بلفظ ما یخفف عنهم ای امته
وذکر واعدة احادیث صحیحة دالة علی هذا المعنی قلت وذلک لقوله تعالی یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر
وروی الشیخان وغیرهما حدیث انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین ولاحمد بسند صحیح خیر دینکم الیسر وروی
الشیخ نصر المقدسی فی کتاب الحجة مرفوعا اختلاف امتی رحمة ونقله ابن الاثیر فی مقدمة جامعه من قول مالک
وفی المدخل للبیهقی عن القاسم ابی محمد انه قال اختلاف امة محمد صلی الله علیه وسلم رحمة ویترجح ما قاله بعضهم علی
حمله علی الاختلاف فی الاحکام بما فی مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعا اختلاف اصحابی لکم رحمة لان فی
المدخل للبیهقی عن عمر بن عبد العزیز قال ما یسرنی ان اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم لم یختلفوا لانهم لو لم یختلفوا
لم تکن رخصة واخرج البیهقی فی حدیث لابن عباس رضی الله عنهما قال فیه ان اصحابی بمنزلة النجوم فایما اخذتم
به اهتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمة قلت واختلاف الصحابة هو منشاء اختلاف الامة
ولما اراد هارون الرشید حمل الناس علی موطاء الامام مالک کما حمل عثمان الناس علی القرآن قال
له مالک لیس الی ذلک سبیل لان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم افترقوا بعده فی الامصار
فحدثوا عند اهل کل مصر علمه وقد قال صلی الله علیه وسلم اختلاف امتی رحمة وهذا کالصریح فی ان المراد
الاختلاف فی الاحکام قاله السید علی السمهودی رحمه الله وقال الکمال فی فتح القدیر فی باب الاعتکاف ان الله

دوست رکھتی تھی اون باتون کو جو ملکی ہون امت پر صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رضی سے روایت ہوئی ہے کہ دوست رکھتی تھی ملکی باتون کو
امت سے اور ایک روایت مین امت کی تفصیل سے آئی ہے اور ذکر کیے ہین علمانی بہت سے حدیثین اس باب مین مین کہتا ہون کہ اور وہی سبب قول اللہ تعالی
کو الله ارادہ رکھتا ہے تمہاری حق مین آسانی اور نہین ارادہ رکھتا تمہاری حق مین سختی اور روایت کی بخاری اور مسلم اور احمد نے حدیث
کہ بھیجی گئی ہو تم آسانی کرنیوالی اور سخت گیر نہین بھیجی گئے اور امام احمد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ اچھا دین تمہارا وہ ہے
جو سہل تر ہے اور روایت کیا شیخ نصر مقدسی نی کتاب الحجة مین مرفوع آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ اختلاف میری امت کا رحمت ہی اور نقل
کیا ہے کو ابن اثیر نی امام مالک رح کا قول اپنے جامع کے مقدمہ مین اور بیہقی کی مدخل مین قاسم ابو محمد سی روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کی امت کا
اختلاف رحمت ہی اور بعضون نے یہہ جو کہا ہے کہ اس اختلاف سی احکام مین اختلاف مراد ہی اسکو غلبہ ہی بسبب اس روایت کی جو مرفوع
حضرت ابن عباس سے مسند فردوس مین آئی ہی کہ اختلاف میری صحابہ کا رحمت ہی کیونکہ بیہقی کی مثل مین ہے کہ عمر بن عبد العزیز نی کہا کہ مجھی
یہہ بات اچھی نہین لگتی کہ آنحضرت صلعم کی اصحاب باہم اختلاف نکرتی تو رخصت کہان سے آتی اور روایت کی بیہقی نی ابن عباس کی
حدیث مین آنحضرت صلعم کی یہہ تقریر کہ آپنے فرمایا کہ میری اصحاب مثل تارونکی ہین جسکی قول پر تم عمل کروگی ہدایت پاؤگی اور میرے صحابہ کا اختلاف
تمہارے لئی رحمت ہی مین کہتا ہون کہ صحابہ کی ہی اختلاف سی امت کا اختلاف پیدا ہوا ہے اور جسوقت ہارون رشید نی لوگونکو امام مالک کے
موطا پر عمل کرانا چاہا جیسا کہ حضرت عثمان رضی نے لوگون کو قرآن کے عمل پر آمادہ کیا تو امام مالک رح نی ہارون رشید سی کہا کہ یہہ بات نہین ہوسکتی اس سبب سے

یحب الاناۃ والرفق فی کل شئ حتی طلبہ فی المشی الی الصلوٰۃ وان کان ذلک یفوت بعضہا معہ بالجماعۃ وکرہ الاسراع ونہی عنہ وان کان محصلا لہا کلہا بالجماعۃ تحصیلا لفضیلۃ الخشوع اذ ھو یذھب بالسرعۃ انتہے قلت وھو معنے حدیث فی الجامع الصغیر للسیوطی عن عمر مرفوعا افضل امتی الذین یعملون بالرخص انتہے اور کہا سید بادشاہ شارح تحریر ان وما نقل عن ابن عبد البر من انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فلا نسلم صحۃ النقل عنہ ولو سلم فلا نسلم صحۃ دعوی الاجماع کیف وفی تفسیق متتبع الرخص روایتان عن احمد وحمل القاضی ابو یعلی الروایۃ المفسقۃ علی غیر متاول والاقلہ انتہی کذا فی العقد الفرید للعلامۃ الشرنبلالی اور کہا فاضل بہاری نے مسلم میں وما عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب بالمنع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان انتہی اور کہا بحر العلوم نے شرح مسلم میں اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن الامام احمد روایتان فلا اجماع ولعل روایۃ التفسیق انما ھی فیما اذا قصد التلہی فقط لاعمہ انتہے اور کہا فاضل قندہاری نے مفتتم میں قال ویتخرج منہ جوازا تباعہ رخص المذاہب ولا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ سبیل الیہ بان لم یکن عمل باخر فیہ وکان علیہ والہ الصلوٰۃ والسلام یحب ما خفف علیہم فی التقریر اخرجہ البخاری عن عائشۃ رض

کہ بعد آنحضرت صلعم کے آپکی صحابہ شہر دنمیں پھیل گئے اور ہر شہر والونکو ہر ایکنے اپنے علم کی روایت کی اور آنحضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہی تو یہہ بمنزلہ اصر یحر کی ہوگیا اسبا ہیں کہ مراد اختلاف ہی احکام کا اختلاف ہی سیہ ہوئی جو انی ہمکو معلوم ہوا ہے کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر کی باب اعتکاف میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نرمی کو ہر کام میں پسند کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو نماز کی فرحالی میں بھی پسند کیا ہے اگر جماعت سے اوس جماعت وغیرہ میں حرج پڑجائی تو خیر اور جلدی مکروہ ہی اور اوس سے نہی آئی ہے اگرچہ اوس جلدی سے وہ جانے والے فضیلت پوری نماز کی حاصل کیون نہو اور یہہ حضور قلب کے لئے ہے کہ وہ جلدی میں نہیں ہوتا ہو چکی عبارت فتح القدیر کی میں کہتا ہون کہ یہی معنی ہیں اوس حدیث کی کہ جو جامع صغیر سیوطی میں عمر رض سے مرفوم آئی ہے کہ اچھے لوگ میرے اسکے وہ ہیں کہ رخصتونپر عمل کرتے ہیں ہو چکی عبارت شرح تحریر کی ۱۵ اور وہ جو ابن عبد البر سے نقل کیا گیا ہے کہ عامی کی لئی رخصتونکا ڈھونڈنا بالاجماع جائز نہیں ہے تو اول تو اس نقل کو صحیح ہم نہیں مانتے اور اگر صحیح مان بھی لیوین تو دعوی اجماع کا نہیں مانتے کیسلئے کہ امام احمد سے رخصتونکی ڈھونڈنی والیکی فاسق ہونی کی باب میں دو روایتین ہیں اور ابو یعلی نے روایت فسق کو غیر متاول اور بی باند تقلید پر حمل کیا ہے شرنبلالی کی عقد الفرید میں یونہیں ہے ۵۲ اور وہ جو ابن البر سے منقول ہے کہ عامی کی لئی جائز نہیں ہے رخصتونکا ڈھونڈنا بالاجماع تو اسکا جواب یا گیا ہی کہ ہم دعوے اجماع کو نہیں مانتے اسلئی کہ فاسق ہونمیں رخصتونکی ڈھونڈنی والیکی امام احمد سے دو روایتین ہیں ہو چکی عبارت مسلم کی ۵۳ اسلئی کہ رخصتونکی ڈھونڈنیوالیکی فاسق ہونمیں امام احمد سے دو روایتین ہیں تو اجماع نرا اور شاید کہ روایت فاسق بتانیکی اوس صورتمیں ہے جب کہ لہو لعب کا محض قصد ہو ہو چکی عبارت شرح مسلم کی ۵۴ کہا فاضل قندہاری نے کہ گفتہ ہے اس سے جایز ہونا مذہب کے رخصتونپر چلنا اوس سے کوئی مانع شرعی منع نہیں کرتا کیونکہ لاچار دیکھ رہا ہے کہ اپنے اوپر سہل طریقہ کو اختیار کرے جو ممکن ہو اسکی اور کہا ممکن ہونا اسکا جسپر کہ غزیمت پر عمل کر چکا ہو اور آنحضرت صلعم امت پر ملکی بات کو دوست رکھتے تھے تقریر میں ہی روایت کی بخاری نے عائشہ رض

بلفظ علیہم وفی لفظ مایخفف عنہم ای عن امتہ ویدل علیہ عدۃ احادیث صحیحۃ لکن ما عن ابن عبد البر لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا ان صح احتاج الی جواب ویمکن ان یمنع صحۃ دعوی الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان وحمل القاضی ابو یعلی الروایۃ المفسقۃ علی غیر متاول ولا مقلد وفی روضۃ النووی انہ لا تفسیق انتہی

اور ابن امیر حاج مقابل میں روایانی کی جو اوسنی تتبع رخص سے منع کیا ہے فرماتی ہیں وتعقب ہذا ای منع الروایانی عن تتبع الرخص بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ قضاء القاضی وہو اربعۃ ما خالف الاجماع او القواعد او النص او القیاس الجلی فہو حسن متعین فان مالم نقرہ مع تاکدہ بحکم الحاکم فاولی ان لا نقرہ قبل ذلک وان اراد بالرخص ما فیہ سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد مالکا فی المیاہ والارواث مخالفا للتقوی اللہ تعالی ولیس کذلک انتہی ما قال ابن امیر الحاج فی شرح التحریر کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی اور ایسا ہی قرانی نے بھی مقابل روایانی کی ہو کر اوسکی منع کو متبع رخص سے رد کرایا ہے چنانچہ تقریر میں صاحب عنایہ نے فرمایا ہے وتعقب القرانی الاخیر بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ قضاء القاضی فحسن متعین وان اراد ما فیہ سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد مالکا فی المیاہ والارواث مخالفا للتقوی اللہ تعالی ولیس کذلک انتہی کذا فی الفتح وسراج الوہاج ہے

کہ ہست پر ملکی بابکو دوست رکھتے تھے اور ایک حکایت میں ہست سی آیا ہے اور ہم مضمون پر چند حدیثیں صحیح دلالت کرتی ہیں لیکن وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہے کہ بالاجماع عامی کو رخصتوں کا ڈھونڈھنا نہیں جایز ہے اگر یہہ بات درجہ صحت کو پہونچ جائی تو جواب دینی کی احتیاج پڑیگی تو ممکن ہے کہ دعوی اجماع کی صحیح ہونیکو منع کیا جاوے اسلئے کہ فاسق بتانی میں رخصتوں کی ڈھونڈھنیوالیکی امام احمد رح سے دو روایتیں ہیں اور حمل کیا ہی قاضی ابو یعلی نے روایت فاسق بتانیکو اوس شخص پر جو تاویل نکرتا ہو اپنے کیکی تقلید کا نہو اور روضۃ نووی میں ہی کہ فاسق بتانا ثابت نہیں ہی اور روایانی نے رخصتوں کی ڈھونڈنی پر ممانعت جو کی ہی اوپر یون اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اوسنے رخصتوں سے وہ مسائل ارادہ کئی ہیں جسمیں قاضی کے قضا ٹوٹ جائی اور وہ چار موقع ہیں یا تو مخالف اجماع کی ہووے یا قواعد شرعیہ کی یا نص کے یا قیاس جلی کی تو یہہ خوب ٹہری ہوئی بات ہے کیونکہ جس چیز کا باوجود مضبوط ہوجانے حکم حاکم کی ہم اقرار نہیں کرتی تو اوس سے پہلے اولی ہی کہ ہم اقرار نکریں اور اگر رخصتوں سے مکلف کی سہولت ارادہ کیا ہی جسطرح سے ہو تو اوسپر لازم آتا ہے کہ جسنے پانی اور لید وغیرہ میں امام مالک رح کی تقلید کرلی اور الفاظ مشہورہ کو عقود میں برتا تو مخالف اللہ کے خوف کی ہوگیا اور ہرگز یون نہیں ہی ہوچکی وہ عبارت جو ابن امیر حاج نے شرح تحریر میں کہا یہ نہیں ہی عقد الفرید میں ۱۲ اور اعتراض کیا ہی قرانی نے اخیر پر اسطرح کہ اگر ارادہ کیا ہے رخصتوں سے وہ مسائل جسمیں قاضی کی قضا ٹوٹتی ہی تو یہہ خوب ٹہری ہوئی بات ہی اور اگر سہولت کو ارادہ کیا ہے تو کیونکر لازم آتا ہی کہ جسنے پانی اور لید کی طہارت وغیرہ میں امام مالک کی تقلید کرلی تو اللہ کی خوف کی مخالف ہوگیا ہرگز یون نہیں ہے ہوچکی عبارت تقریر کے اسطرح سفتنم میں فاضل قندہاری نے نقل کیا ہے ؛

تقلید تو نہین کرتا اور چارون مذہب کی غرائب مسائل کو حوادث محدثہ مین عمل مین لاتا ہے یہہ وجہ چوتھی جو مبنی احتمال پر ہے
بسطح جاری ہوگی فتدبر **قال پانچوین وجہ** یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین کی جایز ہے بالاجماع اور تقلید بدون
تعین کے مختلف ہے درمیان علماء کی **اقول** غرض اسکی اس قول سی یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین جسکا جواز مجمع علیہ ہے
کرکے بری الذمہ ہوسکتی ہین نہ غیر معین کہ وہ مختلف فیہہ ہی تو جواب اسکا بہت ظاہر ہے اسلئی کہ کلام اوس تعین تقلید مین ہے
جو بنظر وجوب کے ہو جیسا کہ مولف دعوی کرتا ہے اور اسکی جواز پر اجماع ہونی کی کیا معنی جبکہ باعتبار اعتقاد کہنی وجوب شرعی کے
بدعت ہونا اوسکا سابق مین چارون دلیلون اور پینتیس روایتون سی ثابت ہو چکا ہے **قال اور وجہ چھٹی** یہہ ہے
کہ تقلید بدون تعین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے دین مین اور بند کرنا دروازہ فساد کا واجب ہے بالاجماع **اقول** مقدمہ اول اسکا
مردود ہے بلکہ تقلید بدون تعین کی بعین مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظ ایمان ہے ساتھہ خدا اور رسول کی اور مانع ہی اشراک
فی الحکم سی اور تقلید بطریق تعین کی بزعم وجوب راس المفاسد ہے اور منجر ہوتی ہے طرف شرک کی جیسا کہ آج کل کے بعضے لوگ
اسی تقلید معین کے التزام سے مشرک ہو رہے ہین کہ مقابل مین رویت کیدانی کی اگر حدیث صحیح پیش کرو تو نہین مانتی بعضی تو یہہ
عذر کرتی ہین کہ ہمارا مذہب ہے نہین کہ حدیث کو سمجھین حلوا خوردن را روئی باید باوجود اسکی کہ یہہ لوگ اپنے مذہب کے موافق
حدیثون کو سمجھتے ہین اور حدیث کی کتابون کا ترجمہ کرتے ہین اور بعضی تاویلین کرتے ہین اور شرک ہونا ایسی تقلید کا سابق مین
مدلل بالدلایل بیان ہو چکا ہے وہان پر دیکھنا چاہیئے تو کہو کہ تقلید بدون تعین مذہب معین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے
یا تقلید بتعین ایک مذہب کے بزعم وجوب متضمن فساد ہے اور اختیار کرنے مین تقلید غیر معین کی دروازہ فساد کا بند ہوتا ہے
یا تقلید معین مین **قال** اور چوتھی دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی تقلید غیر معین ایسے جو اوپر گذر گئی تو اقل مرتبہ یہہ ہے کہ ہوگی
مرجوح **اقول** جبکہ تقلید معین وجوبا کا بدعت ہونا ثابت ہو گیا تو اسکی راجح ہونی کی اور غیر معین کی مرجوح ہونی کے کیا معنی
یہہ بات تو ظاہر ہے ہی لکن اسمقام مین قابل اعلام و تنبیہ کے یہہ بات ہے کہ اس دلیل کے قبل کوئی دلیل پہلی اور دوسرا اور تیسرے نہین
گذرے اسلئے کہ مولف نی پہلی اس سے تین باتین اپنے دعوی اجماع سی استنباط کرکی بیان کین پہلی اور تیسری بات اگرچہ
ان معنی پر متضمن ہے لاکن وہ ایک ہے از تین پھر اس دلیل کو جو حضرت مولف دلیل چوتھی فرماتی ہین اس سی معلوم ہوا کہ یا تو
ایسے جاہل ہین کہ ایک و تین چار کی گنتی سے ناواقف ہین اور یہہ نہین جانتے کہ چار کے پہلے تین درجے احاد اعداد کے
بھی ہوا کرتی ہین اور یا جھوٹھہ کہہ دیا کہ چوتھی دلیل تو کرعوام معلوم کرین کہ اس سے پہلے تین دلیلین گذر چکی ہین اور تعداد دلایل ثابت ہے
قال اور پانچوین دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی یہہ تقلید غیر معین مرجوح تو ترک کرنا اوسکا واجب ہوا ساتھہ قول اللہ تعالی کے
ولکل وجھۃ ھو موالیھا فاستبقوا الخیرات اور ساتھہ قول اللہ تعالی کے ویسارعون فی الخیرات **اقول** جواب اسکا بھی ظاہر ہے کہ تقلید بطریق عدم تعین
کے بھی ہی سبیل مومنین کے یعنے صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کے اور تقلید معین بزعم وجوب بدعت ہے اور مخالف کتاب اللہ کے اور حدیث

ا اور ہر کسی کی ایک جہت ہے کہ وہ اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہے سو تم بھلائی کی طرف دوڑو ۲ دوڑ دوڑ لیتے ہین بھلائیان

رسول اللہ کے اور اجماع کی اور قیاس کی تو اور سنت ہو خواہ واجب ہو اور دونوں کی ترک کرنیکا خیر ہونا کیونکر ہو سکتا ہے لاکن ایک یہہ امر ہے قابل تنبیہ ہے کہ جناب مولف نے

ترک امر مرجوح کو خیر ٹہرا کر واجب کہا اوس آیۃ سے جو کہ گذری ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جناب مؤلف کی نزدیک جو خیر ہے خواہ وہ سنت ہو خواہ مستحب ہو سب واجب ہے بحکم اس آیۃ کے اور مستحب اور واجب مین فرق کرنا جیسا کہ اجماع امت کا ہی یہہ سب بے معنے ہے حالانکہ یہہ بات زمانہ رسول اللہ کے سے لیکر جبتک کسی مسلمان نے خواہ وہ جاہل ہو خواہ عالم نہین کہے اسلیئے جس شخص نے اسبات کو سنا تو اوسنی سوائی قہقہ کی کچھہ جواب نہین دیا تو ناظرین **تنویر الحق** کے اگر اس دلیل پر جناب مؤلف کے بھی مطلع ہو کر اوکی لیاقت سی مطلع نہون تو خدا حافظ **قال** چھٹی دلیل الے آخرہ **اقول** مدار اس دلیل کا اسمقدمہ پر ہے کہ تقلید غیر معین سے عہدہ تکلیف سی برا ذمہ نہین ہوتی اور تم خوب دیکھہ چکے ہو تقلید غیر معین ہی سبیل مومنین کی زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ اصحاب مذاہب تک اور خلاف اسکا بدعت ہی پہر کسطرح عہدہ برائی ہوگی تقلید غیر معین سی **قال** اور طریقہ دوسرا الخ **اقول** مدار اس کا اس مقدمہ پر ہے کہ اپنا اپنا مذہب غلبہ ظن سے حسن ہوتا ہے مذہب غیر سے جیسا کہ کہا ہی علامہ سنفی نے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ قول سنفی کا نامقبول ہے بظاہر معنی اور ہر مقلد کے یہہ شان نہین کہ اپنے مذہب کو غیر مذہب سے بہتر سمجھہ رکھی بلکہ اسکی نزدیک سب آئمہ حق مین برابر ہین چنانچہ تحقیق اسکی بوجہ بسط مقدمہ سادسہ مین مقدمات دلیل اول سی اور بر بطلان تقلید معین بزعم وجوب کی گذر چکی ہی شائق کو چاہیئے کہ وہان پر دیکھی **قال** طریق تیسرا الخ **اقول** اس طریق کا مبنی کئی امر ہین ایک تو بطلان حکم مخالف للائمۃ الاربعۃ ہے اور ایک امتناع رجوع بعد العمل اور ایک امتناع تتبع رخص سو ان تینون امرون کی تحقیق بوجہ بسط علیحدہ علیحدہ گذر چکی ہے اور ثابت ہو چکا ہی کہ یہہ امور اولاً تو باطل ہین اور ثانیاً باوجود تسلیم صحۃ انکی کی مستلزم وجوب تعین مذہب معین کی نہین ہوتی اور ایک معنی جدید اس طریق کا یہہ ہے کہ حکم ملفق باطل ہے بالاجماع تو بنا بر اس مبنی کی تقریر اس طریق کی قطع نظر صحۃ اور غلطی سی یہہ ہوگی کہ تلفیق باطل ہے بالاجماع پس تقلید ایک مذہب کی واجب ہوگئی تو جواب اسکی دو ہین اول یہہ کہ تلفیق امر مختلف فیہ ہے بعضی کہتے ہین جایز ہے اور بعضون کی نزدیک باطل ہے تو جسنی کہ بالاجماع باطل کیا ہی تو دعوے اوسکا مردود ہے سیوا علی طحطاوی نی کہا ہے **قولہ باطل بالاجماع لعلہ لم یعتبر القول بجوازہ انتہے** یعنی شاید کہ مدعی اجماع کی نی قول جواز کو خیال نہین کیا اور کہا **وھو باطل خلافا لابن الھمام افادہ ابو السعود انتہے** اور جبکہ دعوی مدعی اجماع کا مردود ہوا اور حکم ملفق مختلف فیہ ہوا تو اب ہم دعوی کرتے ہین کہ جواز ہے تلفیق کا محقق ہے اور یہی مدلل بدلائل ہے اور مختار ہے محقق ابن الہمام کا اور **سید بادشاہ شارح** تحریر کا اور خاتم المتاخرین ابن نجیم صاحب بحر کا اور بعض ائمہ کا علاوہ ازین اور اون سب علماء کا جو قضاء علی الغائب بصحۃ النکاح بعبارۃ النساء تجویز کرتے ہین بلکہ ثابت ہے جواز اسکا امام ابو یوسف رح کے نقل سے کہا صاحب بحر نے رسالہ بیع الوقف لا علی وجہ الاستبدال مین **ویمکن ان یوخذ صحۃ الاستبدال من قول ابی یوسف ع وصحۃ البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ ع بناء علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین قال فی الفتاوی البزازیۃ من کتاب الصلوۃ**

ل اور ہو سکتا ہے کہ صحت استبدال قول امام ابو یوسف رح سے لیا جاوے اور صحت بیع بقضاء قاضی بحر کا امام ابو حنیفہ کی قول پر تلفیق جائز ہونیکی بنا پر دو قولون مین کہا فافہم

من فضل زلة القارئ ومن علماء خوارزم من اختار عدم الفساد بالخطاء فی القرأة اخذا بمذهب الامام الشافعی فقال الیاقوجی مذهبه من غیر الفاتحة فقال لیاقوجی اخذت من مذهبه الاطلاق وترکت القید لما تقرر فی کلام محمد ان المجتهد یتتبع الدلیل الا القائل حتی صح القضاء بصحة النکاح بعبارة النساء علی الغائب انتهی وما وقع فی اخر التحریر من منع التلفیق فانما اغتر الی بعض المتاخرین ولیس هذا المذهب انتهی کلام صدر الشریعة اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں واعتراض علیہ بان بطلان الصورة المذکورة عندهما غیر مسلم فان الکلام یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصحة ان نکاحه باطل ولم یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم الشهود ان نکاحه باطل انتهی واورد علیه ان عدم قولهما بالبطلان فرع من قلد احدهما وراعی مذهبه فی جمیع ما یتوقف علیه صحة العمل وما نحن فیه من قلدهما وخالف کلا منهما فی شئ وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم القول به فی هذا وقد یجاب عنه بان الفارق بینهما لیس الا ان کل واحد من المجتهدین لا یجد فی صورة التلفیق جمیع ما شرط فی صحتها بل یجد بعضها دون بعض وهذا الفارق لا یسلم ان یکون موجبا للحکم بالبطلان وکیف یسلم والمخالفة فی بعض الشروط اهون من المخالفة فی الجمیع فیلزم الحکم بالصحة بالاهون بالطریق الاولی ومن یدعی وجود فارق اخر ووجود دلیل اخر علی بطلان صورة التلفیق علی خلاف الصورة الاولی فعلیه بالبرهان فان قلت لا نسلم کون المخالفة فی البعض اهون من المخالفة فی الکل لان المخالف فی الکل یتتبع مجتهدا واحدا فی جمیع ما یتوقف علیه صحة العمل وهٰهنا لم یتتبع واحدا قلت هذا انما یتم لک اذا کان معک دلیل من نص او اجماع او قیاس قوی یدل علی ان العمل اذا کان له

رکتہ القاری کی فصل میں اور علما خوارزم میں سے وہ علما بعضے ہیں جنہوں نے اختیار کیا ہے، عدم فساد نماز کا قراءۃ کی خطا سے امام شافعی کے مذہب کا علد رآمد کر کے تو ایسے عالم سے یاقوجی نے کہا کہ مذہب شافعی کا فاتحہ کی سوا مین ہے تو اونے یاقوجی کو جواب دیا کہ مینے امام شافعی رح کی مذہب کو مطلق لی لیا ہے، اور فاتحہ کی قید چھوڑ دے ہے چنانچہ ٹھہر گیا یہ امام محمد کی قول مین کہ مجتہد دلیل کا پیرو ہوتا ہے نہ کہنے والیکا یہانتک کہ صحیح ہے حکم صحت نکاح کا غائب پر موجب بیان عورتونکی اور وہ جو آخر تحریر مین منع تلفیق کی بحث واقع ہوئی ہے، تو وہ بعضے متاخرین کی طرف صدر تحریر نے منسوب کی ہے اور یہ مذہب نہین ہے، ہو چکا کلام بحر الرائق کا

اور اعتراض کیا گیا ہے اسپر جسے کہ باطل ہونا صورت مذکور کا اون دونو کے نزدیک غیر مسلم ہے کیونکہ امام مالک نے نہین کہا کہ جسنے امام شافعی کی تقلید کر کے بلا مہر کے نکاح کر لیا تو نکاح اوسکا باطل ہے اور امام شافعی نے نہین کہا کہ جو امام مالک کی تقلید کر کے بے گواہونکے نکاح کر لیا تو نکاح اوسکا باطل ہے ہو چکی عبارت اعتراض شرح تحریر کی اور اعتراض کیا گیا ہی اسپر یون کہ اون دونو نکا باطل نہ کہنا اوسکی حق مین ہے جو ایک کی تقلید کر کے مذہب کے تمام ضروری باتونکی رعایت رکھی اور اس صورت مین جسمین ہمارے تمہارے بحث ہے باطل نہ کہنا لازم نہین اور کہی جواب اس اعتراض کا یون دیا جاتا ہے، کہ ان دونو مین فرق فقط اتنا ہے کہ کوئی مجتہد صورت تلفیق مین اپنے مذہب کے صحت کے سارے شرطین نہین پاتا بلکہ بعضے پاتا ہے بعضے نہین اور یہ فرق ہم نہین مانتے کہ باطل ہونیکا سبب بچ سکی اور کیونکر مانا جاوے حالانکہ مخالفت بعض شرطونمین سہل ہے پوری مخالفت سے لازم آئیگا حکم صحت کا دنیا سہل پر بطریق اولی اور جو شخص دوسرے نے کہتا ہے کہ اور ہی فرق ہے تو اوسپر دلیل لازم ہے پہر اگر کوئی کہی ہم نہین مانتے کہ بعضے باتونکی مخالفت پوری مخالفت سے سہل ہے کیونکہ پوری

شروط یجب علی المقلد ههنا اتباع مجتهد واحد فی جمیع ما یتوقف علی ذلک فات بان کنت من الصادقین انتهی کلا کما مر من قول الغیر اعلم ان الملا حسن الشرنبلالی یدعی خلاف ما ادعاه السید بادشاه فلذا نقل کلام السید فی رسالة العقد الفرید ثم اورد علیه کلاما طویلا لکن مبنی جمیع ذلک علی الاجماع المرکب للائمة الاربعة وقد رایت فساده وما اورد علی سند منهیة بوجود الفارق من ادمع التلفیق لانجد شیئا لنحکم علیه بالصحة او الفساد وادعاء اهونیة التقلید فی البعض من الکل یستلزم وجود موصوف لیقال بوصفه بالاهونیة ولا وجود لشیء حالة التلفیق فانتهی ادعاء الاهونیة فلا یحتاج لاقامة دلیل من نص او اجماع او قیاس علی منع التلفیق انتهی ایراده فلا یخفی اند باطل صریحا وبعید من شانه کل البعد ومصادرة علی المطلوب اذلا یخفی علی من له ادنی مسکة ان مناط الایراد علی انه لا وجود لشیء حالة التلفیق وهو عین الدعوی اعنی بطلان التلفیق فکیف یصلح لکونه دلیلا ومنع السید رحمه الله لیس الا ایاه ولا یطلب السید الدلیل من نص او اجماع او قیاس قوی الا علی هذا فکیف الاستغناء للمورد عن اقامة الدلیل کما قال لاحتیاج لاقامة الدلیل من نص او اجماع الخ فالقول قول السید بادشاه من جواز التلفیق والله اعلم بما هو التحقیق اور کہا مولانا المحقق ابن الہمام فروغ المکی الحنفی نے قول سدید مین

مخالفت مین ایک مجتہد کی مذہب کے سات شرطین ہین اور یہان ایک کی بھی شرطین نہین مین جواب دونگا کہ یہہ بات تو جب پوری ہو کہ تیری پاس آیۃ یا اجماع یا قیاس قوی سی ایسی دلیل ہو کہ دلالت کرے کسی سپر کسی عمل کے لئے جب شرطین ہون تو تعلد پر واجب ہے کہ ان سب شرطون مین ایک مجتہد کی پیروی کرے اگر سچا ہے تو وہ دلیل لا ہو چکا کلام سید کا اور آمدیکا کلام بھی اسی مضمون کا گذر چکا ہی جاتا ہے کہ ملا حسن شرنبلالی سید کی خلاف کا مدعی ہے اسلیئے اپنے رسالہ عقد الفرید مین سید کا کلام نقل کیا پھر اوسپر بڑا لمبا اعتراض کیا ہے لیکن مینے اوس سب کا ائمہ اربعہ کا اجماع مرکب سے اور اوسکا فساد بھی معلوم ہو چکا اور وہ جو حاشیہ کی سند پر اور فارق ہونیکا اعتراض کیا ہے اسطرح پر کہ حالت تلفیق مین کوئی خبر نہین پاتا کہ اوسپر صحت اور فساد کا حکم لگایا جاوے اور یہہ دعوا کہ مخالفت بعض کے ساتھہ بہ نسبت مخالفت پورے کی سہل ہے یہہ کسی موصوف کو چاہتا ہے تاکہ سہل ہونیکی صفت اوسکی متعلق کیجاوے اور حالت تلفیق مین کوئی چیز نہین ہے جو سہل ہونیکا دعوے جاتا رہا سو نہین کسی دلیل کے حاجت نہین آیۃ اور اجماع سی تلفیق کے منع پر ہو چکا اعتراض سو پوشیدہ نہین کہ یہہ اعتراض صریح باطل ہے اور معترض کی شان سی بہت بعید ہے اور مطلوب پر مصادرہ ہے کیونکہ جسے کچھہ بھی سمجھ ہے اوسپر پوشیدہ نہین کہ مدار اعتراض کا اسپر ہے کہ حالت تلفیق مین کوئی چیز نہین ہے اور وہ عین دعوے ہے یعنے باطل ہونا تلفیق کا سو یہہ کیونکر دلیل ہو سکتا ہے اور منع کرنا سید کا اسی سی لگتا ہے اور سپر آیۃ اور اجماع اور قیاس قوی سی سید نی دلیل طلب کی ہے تو اب اعتراض کرنیوالیکو دلیل ہے بے پروا ہے کیونکر ہو سکتی ہے کہ اوسنی کہدیا کہ ہمین دلیل قایم کرنیکی آیۃ اور اجماع سے حاجت نہین اخر مقولہ تک سو اب بات تو سید ہی کی بات ہے کہ تلفیق جائز ہے آگے اللہ جانی

قد استفاض عند فضلاء العصر منع التلفيق فی التقليد و ذلك بان يعمل مثلا فی بعض اعمال الطهارة والصلوة
احدهما بمذهب امام وفی البعض بمذهب امام آخر ولم اجد علی امتناع ذلك برهانا بل قد
اشار الی عدم منعه المحقق ابن الهمام فی التحرير وانه لم يدل ما يمنع منه ونقل منع التلفيق عن بعض
المتاخرين قال شارح تحريره العلامة ابن امير الحاج هو العلامة العراقی انتهی قلت وهو من فضلاء الاصوليين
من المالكية ولا علينا ان ناخذ بقول خصوصا قد وجدت عن بعض ائمتنا ما يدل علی جوازه بل وقوعه وهو ما نقله
فی البزازية ان من علماء خوارزم يعنی من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوة بالخطاء فی القراءة فيها اخذا بمذهب
الامام الشافعی فقيل له مذهبه فی غير الفاتحة فقال اخترت من مذهبه الاطلاق وتركت القيد لما تقرر فی كلام
محمد رح ان المجتهد يتبع الدليل لا القائل حتی صح القضاء بصحة النكاح بعبارة النساء علی الغائب انتهی نقله
عنها العلامة خاتمة المتاخرين ابن نجيم فی بعض رسائله فی الوقف فانظر حيث لفقوا بان اخذ بمذهبه ای بمذهب نفسه الحنفی
فی ان الفاتحة ليست بركن فلا يضر نقصان بعضها فيما اخطا فيه يعنی اخطا خطاء فاحشا بان قال مثلا ايا ك نفعد
وايا ك نستعين لسبق اللسان فاخطاء فان الفاتحة نقصت بلفظ نقعد فلم يجز صلوته علی مذهب الشافعی فلم يعد
قراءة بعد فاذا اعادها صحت ولم تفسد صلوته عنده بهذه اللفظة لان عنده الكلام الخطاء لا يفسد اذا كان قليلا

لہ مشہور ہو گیا علماے زمانہ مین تقلید مین تلفیق کا منع ہونا اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ عمل کرے بعضے عملون وضو اور غسل مین اور
نماز مین یا انہین سی ایک چیز مین ایک مذہب کے موافق اور اور بعضے چیزون مین دوسرے امام کے موافق اور مینے اسکی منع پر کوئی دلیل
نہین پائی بلکہ اوسکی منع نہونی پر تحریر مین ابن ہمام نے اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ دریافت نہین ہوتا کہ تلفیق سی کونسی چیز منع کرتی
ہے ہان بعضی متاخرلوگون نے اوسکا منع ہونا نقل کیا ہے کہا علامہ ابن امیر حاج نے کہ وہ متاخر علامہ عراقی ہے مین کہتا ہون کہ وہ عراقی
مالکیون مین کا ایک فاضل اصولی ہے تو ہمپر ضرور نہین کہ اوسکا قول اپنا عمل دلدمذہبون مین خصوصا اوسحالت مین کہ پایا ہے اپنے مذہب کے
بعضے اماموں سے وہ کلام جو دلالت رکھتا ہے اوسکی جائز ہونی بلکہ واقع ہونی پر اور وہ وہ ہے، جو بزازیہ مین نقل کیا کہ خوارزم کی علماے حنفی
نے نہ فساد پذیر ہونا نماز کا پسند کیا ہے قرارت کی خطا سی امام شافعی رح کا مذہب اختیار کرکے سو جب اون سے کہا گیا کہ امام شافعی رح کا تو
یہہ مذہب ہے سو اوسکی قرات مین ہے تو جواب دیا کہ اختیار کیا ہے مینے اوسکی مذہب کو بلا قید اور قید الحمد کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ امام محمد رح
کے کلام مین یہہ بات ٹھہر چکی ہے کہ مجتہد دلیل کا پیرو ہوتا ہے نہ ہر کہنے والے کا یہانتک کہ عورتونکی بنا پر غائب پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے
نقل کیا اسکو ابن نجیم نے اپنے بعض رسالہ مین سو دیکھہ کہ کیسی تلفیق ہوئی کہ اپنے مذہب حنفی سی یہہ لیا کہ الحمد رکن نہین ہی تو ضرر نہین
پہونچاتا جبکہ اوسمین کچھ صریح نقصان پڑ جائی مثلا تیزی زبان سی ایاک نقعد وایاک نستعین کہدے تو خطا کیا سو الحمد کو لفظ
نقعد کے روسی گھٹ جاوی گے سو نماز ایسی شخص کی بموجب مذہب امام شافعی رح کے جایز نہوگی تا وقتیکہ لفظ
نقعد کو پہونچ کہلیگا تو نماز درست ہو جاویگی اور اوسکی نماز فاسد نہوگی شافعی کے نزدیک کیونکہ موجب اوسکی مذہب کے چونکہ کلام نماز کو نہین لگتا

وعندنا هو مفسد فاذا اعادها علی الصحة لا یفید لان الصلوٰة قد فسدت هذا وقد قال بعدم الفساد بعض المشایخ اذا اعادها علی الصحة کما نقله الزاهدی ولکن ظاهر ما فی البزازیة عن بعض علماء خوارزم انه لا یفسد ولو لم یعد علی الصحة اخذا بمذهب الشافعی فی عدم الفساد بالخطاء وهو عین التلفیق وکذلک مسئلة النکاح فانه لا یصح بعبارة النساء عند الشافعی ویصح عنده علی الغائب وعندنا الحکم بالعکس فی المسئلتین فاذا حکم بصحة وقوعه بعبارة النساء علی الغائب فقد لفق ومع هذا فقد حکموا بصحة الحکم الملفق من المذهبین وکذلک مسئلة الامام ابی یوسف رحمه الله لما صلی بالناس الجمعة واخبر بوجود فارة میتة فی ماء الحمام الذی اغتسل منه للجمعة فقال الاخذ یقول اخواننا من اهل المدینة اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا قال فی المحیط البرهانی والفتاوی الظهیریة فلم یکن ذلک مذهبه وذکر المسئلة فی الظهیریة وغیرها فی کتاب النکاح مستشهدا بها فی مسئلة من مسائل النکاح سیأتی ذکرها لکن لا یعمل بغیر مذهبه فهذا ابو یوسف امام المذهب وکبیر المجتهدین الکامل قد قلد عند الضرورة ولم یکن ذلک مذهبا له بل مذهبه تنجس الماء القلیل وان لم یتغیر بوقوع ما ینجسه فیه ولا شک عندنا الظاهر انه فعل الطهارة وصلی الصلوٰة علی مقتضی مذهبه وانما قلد فی خصوص الماء فقد حصل التلفیق منه وهو او فی حجة انتہے

حاصل واضح ہو کہ یہہ روایات مستندہ الی الائمہ والہ جواز تلفیق پر محض الزاماً نقل کی گئی ہین اور دلائل تحقیقی ہماری نزدیک وہی ہین

اور ہمارے نزدیک مفسد ہے اور جب اوس لفظ کو ٹھیک ٹھیک کہدیا تو وہ فائدہ نہ دیگا کیونکہ نماز تو بگڑ چکی یاد کہنا چاہیے اسباقہ اور بلائک یعنی مشائخون نے یہہ کہا ہے کہ نماز نہین بگڑتی ہماری نزدیک جب ٹھیک ٹھیک اوس لفظ کو پھیر لی چنانچہ زاہدی نے نقل کیا ہے لیکن ظاہر وہی ہی جو بزازیہ مین بعضے علماء خوارزم سے ہی کہ نماز نہین بگڑتی اگرچہ ٹھیک ٹھیک اوس لفظ کو پھیر نکہی اور یہہ مقولہ اونہون نے امام شافعی رح کا مذہب لیکر کہا ہے کہ خطا سے نماز نہین بگڑتی اور یہہ عین تلفیق ہے اور اسیطرح ہے مسئلہ نکاح کا کہ وہ عورتونکی بیان پر امام شافعی رح کی نزدیک صحیح نہین ہوتا اور غائب پر صحیح ہوجاتا ہے اور ہمارے مذہب مین حکم اوسکا ہے دونو مسئلہ مین سو بموجب بیان عورتونکی جبکہ صحت نکاح کا حکم غائب پر دیا تو یہہ تلفیق ہوئی اور باوجود اوسکی دونو مذہب کے تلفیق مسئلہ کا حکم صحت دیا گیا ہے اور اسیطرح یہہ مسئلہ ہے کہ امام ابو یوسف رح نے جب جمعہ کی نماز پڑہی اور پھر جس حمام کی پانی سی نہائی تہی اوسمین مردار چوہی کی ہونیکی خبر دی گئی تو کہا کہ ہم اپنے بہائیون اہل مدینہ کے اس قول پر عمل کرتے ہین کہ جب پانی دو قلتونکو پہونچ جاوے تو ناپاک نہین ہوتا محیط برہانی اور فتاوے ظہیریہ مین کہا ہے کہ یہہ اونکا پہلی مذہب تہا اور ظہیریہ اور فقہ کی اور کتابونمین یہہ مسئلہ بحث نکاح کے بطور استشہاد کی مسائل نکاح پر مذکور ہے کہ حنفی مذہب کو غیر مذہب پر عمل کرنا پونچتا ہے چنانچہ ہمکا ذکر قریب آویگا سو دیکہنا چاہیے کہ یہہ امام ابو یوسف کہ امام مذہب اور مجتہد کامل ہین اور اونہونے ضرورت کیوقت غیر کی تقلید کرلی اور یہہ اونکا مذہب نہ تہا بلکہ مذہب تو یہہ تہا کہ تہوڑا پانی اگرچہ نجاست کی ٹپڑنی سی بگڑتا ہی نہین تو بہی نجس ہوجاتا ہی اور اسمین شک نہین کہ اونہونے پانی کو پاک جانا اور اپنے مذہب کے موافق نماز پڑہی فقط پانی مین ہاتہ کی تقلید کرنے سے سو اس سی تلفیق حاصل ہوگئی اور یہہ بڑی حجت ہے

جو بطلان پر تقلید شخص معین کی اور حقیۃ پر تقلید بدون التزام کی نقل کی گئی ہیں اسلئے کہ اون دلائل سی عموماً تخصیص وجوب باطل ہوتی ہے خواہ حادثہ واحدہ میں ہو خواہ حوادث مختلفہ میں ہو **دوسرا جواب** فرض کیا کہ تلفیق باطل ہے لکن اس سی وہ عدم یقین جسمیں تلفیق بنائی جاوے کیونکر باطل ہوگی کیا عدم التزام مستلزم تلفیق کو ہوتا ہے مثلاً ایک شخص ایک محل میں ابو حنیفہ کے مذہب کے تقلید کرتا ہے بطرح کہ دوسرے مذہب کو اوسمیں خلط نہیں کرتا اور دوسرے محل میں شافعی رح کی تقلید کرتا ہی اوسیطرح پر تو اوس شخص کے حقین بطلان تلفیق کیا ضرر کریگا اور اوسکی مسلک کو کیونکر باطل کریگا **تنبیہ** ایک دلیل جناب مولف فی خاص اپنے طرف سی جسمیں کو اونکا مقتدا نہیں مگر سو فہم اونکا ہی ارشاد فرمائی ہے سو نقل کرنا اوسکا سوائے تضیع اوقات کی کچھ نہیں ہی اور رد میں اوسکی اسی قدر کافی ہے کہ مدار اس دلیل کے تین امر ہیں اجماع مرکب آئمہ اربعہ کا اور منع ہونا رجوع بعد العمل کا معنی ظاہر اور منع ہونا تتبع رخص کا بالاجماع اور بطلان ان تینوں امر دلکا بوجہ بیکہ گذرچکا **قال** اور یہہ جو گمان کیا گیا ہے کہ تلفیق نزدیک صاحب بحر الرائق اور شیخ ابن الہمام کے جایز ہے سو یہہ بات اونکی صریح کلام سے نہیں ثابت **اقول** مذہب صاحب بحر کا یہی کلام سے اونکی صاف معلوم ہوا اور مذہب ابن الہمام کا یہی کلام سے اونکی اور کلام بلاغت نظام سی **شاہ ولی اللہ** کی معلوم ہوچکا پھر اگر مولف مستعد اور فہم کلام اونکی کے نہ رکھتا ہو تو صاحب بحر و ابن الہمام کا کیا قصور لیکن بسبب اسکے کہ تقلید مذموم کی پٹی آنکھ اور دل پر بندہ رہا ہے نظر نہ آوی تو ہمارا اسمیں کیا اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون اور حق تعالیٰ سے ابن الہمام کے اور صاحب بحر کے مولف بطلان تلفیق نکالتا ہے اونمیں سی ہرگز بطلان تلفیق کے مفہوم نہیں ہوتی اور چونکہ اخیر میں باب ثانی کی مولف قول ابن الہمام کا فتح القدیر سے بوسطہ عالمگیری کے اور صاحب بحر کا رسایل زینیہ سی پھر کر لایا ہے اسلئے رد اوسکا وہاں پر ہے ہوگا تو اوسجگہ صاف معلوم ہوگا کہ ان قولوں سے عدم التزام مذہب معین مطلقاً باطل نہیں ہوتا چہ جائے باطل ہونا تلفیق کا فافہم **قال** چوتھا طریق الخ **اقول** اس طریق میں یہہ خرافات کیا ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے مذہب کے مخالف حکم نہ دینا چاہئی جیسا کہ کہا مسلم میں ولو حکم مجتہد بخلاف اجتہادہ کان باطلا اتفاقا وان قلد غیرہ لانہ یجب علیہ العمل بظنہ ولا یجوز لہ التقلید مع اجتہادہ اجماعا کذا فی شرح المختصر اور پھر مقلد کو مجتہد پر قیاس کرکے کہا ہے کہ جبکہ مجتہد کو اپنے مذہب کے خلاف پر عمل نچاہیے تو اوسکی مقلد کو بہی خلاف اپنے امام کے نچاہیے انتہے ماحل کلامہ لاکن ہمنی ایسا غافل کہیں نہیں دیکھا کہ مقلد کو مجتہد پر قیاس کرتا ہے حالانکہ مجتہد کو تقلید دوسرے مجتہد کے حرام ہے اور مقلد کو وقت عدم العلم کے تقلید کسی مجتہد کی لاعلی التعین واجب ہی ساتھ قول اللہ تعالے کے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون پس رد کیا اس غافل نے اس قیاس کرنے سے ادلہ اربعہ شرعیہ مذکورہ سابقہ کو جو تعین مذہب معین سے بزعم وجوب منع کر رہے ہیں اور سابق میں نقل کی گئی ہیں اور رد کیا اقاویل ایمہ کو جو پینتیس ۳۵ رد ہیں کے ضمن میں گذر چکی ہیں اور قطع نظر اون ادلہ اور روایات سی نفس **مختصر الاصول** میں خاص کر یہہ تصریح ہے کہ اگر حکم کرے مقلد مخالف

ف۱ اور اگر حکم کیا اپنے اجتہاد کے خلاف تو باطل نہ ہوگا بالاتفاق اگرچہ غیر کی تقلید ہے کیونکہ اونمیں ہے کیونکہ اونپر واجب ہے کہ اپنے گمان کی موافق عمل کری اور اوسکو تقلید نہیں پہونچی باوجود اوسکی اجتہاد کی بالاجماع شرح مختصر میں ہے

ناقلہ الشرنبلالی عن ابن امیر حاج فی الھدیہ الفرید سو دیکھو تصرف حضرت ناقل کا کہ قائلوا کی سرسی حرف ف کو اڑا دیا اور خبر سے فتلک التشدیدات الزامات منھم کو چھوڑ دیا نعوذ باللہ من ھذہ الخیانۃ فی الدین اور جبکہ سرقہ اور خیانت نقل کی فتح القدیر سی ثابت ہوچکی تو اب سنو نفس مسئلہ انتقال کے تحقیق سو ہر چند کہ بعد اثبات حقیقۃ تقلید بدون تعین کے اولہ اربعہ سی اور پینتیس ۳۵ روایتون سلف اور خلف سی جنسی یہہ معلوم ہوگیا ہے کہ سبیل مومنین کا یہی ہے کہ بدون التزام ایک مذہب معین کے اتباع مجتہدین کیا کرین حاجت اسکی نہین رہی کہ جواز انتقال کو علیحدہ ثابت کرین لاکن چونکہ عند القوم والعلماء الاصولیین یہہ مسئلہ مستقل ہوکر مندرج کتب اصول مین ہے اسلئے ہم بھی علیحدہ بیان کرتے ہین تو معلوم کرنا چاہیئے کہ انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے درست ہے بلا ارتیاب دلہین دلایل سی جنسی تقلید بطور عدم تعین کے ثابت ہوچکی ہے اور علماء مذاہب مین سے بہت لوگون سے جواز پر روایتین ہین اور سب محقق لوگ جواز انتقال کے قایل ہین اگرچہ بعضے متاخرین حنفیہ جیسی صاحب قنیہ وقہستانی وغیرہ کہ جو حدیث و قرآن سی بے بہرہ ہین منتقل کے حقین اونسی تعزیر مروے ہے تو صاحب مذہب اور اونکی شاگردون کاملین سی منقول نہین اور ملا علی قاری بیچ رسالہ اپنے سم القوارض کے لکھتے ہین و فی الظھیریۃ روی عن ابی حنیفۃ انہ قال لایحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلنا انتھی فاذا کان لایجوز تقلید الامام من غیر دلیل فی الاحکام فکیف یجوز تقلید المقلدین الذین ما وصلوا الی مقام المجتھدین نعم یجوز للعامی ان یقلد العالم ولو مقلدا لضرورۃ امر الدین انتھی کلامہ پس عبارت مین ملا علی قاری کی نظر کرو غور سی کہ قول قنیہ وغیرہ بیچ حق منتقل کے تجویز تعزیر کے کیونکر مقبول ہو بلا دلیل شرعی و بغیر نقل کے مجتہدین سابقین سے اور کلام شیخ ابن الہمام اور شارح ابن امیر حاج کا جسمین مانعین انتقال پر رد ہے وہ تو عبارت سی شرح ابن امیر حاج کی جو ملا حسن شرنبلالی نی نقل کی ہے معلوم ہوگیا ہے اب سنو کہ کہا سید بادشاہ فی شرح تحریر مین فان اراد وا یعنی المشایخ القائلین من الحنفیۃ بان المنتقل من مذھب الی مذھب ثم یستوجب التعزیر ان اراد واھذا الالتزام فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتھد المعین بالتزامہ نفسہ فلک قولا او نیتہ شرعا انتھی کما نقلہ الشرنبلالی فی العقد الفرید اور امام نووی اور رافعی سی یہی منقول ہے کہ انتقال جایز ہے اور کہا نووی نی روضہ مین کہ جب کہ مذاہب مدون ہوگئی تو اب مقلد کو درست ہے انتقال کرنا ایک مذہب سے طرف دوسرے کے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی جزیل المواہب مین فرماتی ہین الانتقال من مذھب الی مذھب

لہ ظہیریہ مین امام ابوحنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نے کہا کہ کسیکو روا نہین کہ ہمارے قول پر فتوے دیوی جبتک کہ یہ نہ جانلیوی کہ ہمنی کہا سنی کہا ہے ہوچکا منقولہ امام کا سو جبکہ امام کے تقلید جایز نہین بااحکام شرعی مین بی لیل کے تو اون مقلدونکی تقلید جو مقام اجتہاد کو نہین ہونچی کیونکر جایز ہوسکتی ہے ہان انجان اوسکو یہہ جایز ہے کہ ضرورت دینی کی لئی کسی عالم کی تقلید کرلی اگرچہ وہ عالم مقلد ہو ۵۲ پھر اگر مشایخ حنفیہ نی منتقل مذہب کے کہکر التزام ارادہ کیا ہے تو بیچ مجتہد معین کے کوئی دلیل شرعی نہین اولی زبان یا جی سے التزام کرکے ایک مجتہد کی پیروی کرے ۵۳ انتقال کیلئے مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف

هو جائز کما جزم به الرافعی وتبعه النووی وقال فی الروضة اذا دونت المذاهب فهل یجوز للمقلد ان ینتقل من مذهب الی مذهب ان قلنا یلزمه الاجتهاد فی طلب الاعلم وغلب علی ظنه ان الثانی اعلم ینبغی ان یجوز بل یجب وان خیرناه فینبغی ان یجوز ایضا انتهی اس کلام مین سیوطی کی غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جواز انتقال کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی کا بعضی مالکیون کے قول کو جو متضمن ہو منع انتقال پر جیسا کہ مولف نی نقل کیا ہے اگر تسلیم بھی کیا جاوی تو بطور طعن اور تعریض کے اوس مالکی پر ہوگا کما لا یخفی اور کہا **مولنا بحر العلوم لکھنوی** نے شرح سلم مین لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن ویعتقد به ولکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلهی فان التلهی حرام قطعا فی التمذهب کان او غیره انتہے اور قبل اس عبارت کی فرمایا ہے حتی شدد بعض المتاخرین المکلفین وقالوا الحنفی اذا صار شافعیا یعزر وهذا التشریع من عند انفسهم انتہے پس ان روایات کی جواب اون روایات کا جنمین منتقل کے حق مین تعزیر کا حکم دیا ہے اور جناب مولف نی وہ روایتین نقل کی ہین بھی ہوگیا اب باعث تخصیص تعزیر کا مشائخ سے معلوم کرنا چاہیے وہ یہہ ہے کہ انتقال منتقل کا واسطے کسی غرض نیک شرعی کے نہو بلکہ وسیلہ اتباع نفس کے ہو جیسا کہ ایک شخص سے عہد مین ابوبکر بوزجانی کے واقع ہوا تھا چنانچہ محقق شامی نے ردالمحتار حاشیہ درمختار مین نقل کیا ہے قوله ارتحل الی مذهب الشافعی یعزر ای اذا کان ارتحاله لا لغرض محمود شرعا کما فی التتارخانیة حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عهد ابی بکر البوزجانی فابی الا ان یترک مذهبه فیقرء خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحطاط ونحو ذلک فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ما سئل عن هذه واطرق راسه النکاح جائز

جایز ہے جیسا کہ یقین کیا اوسکا رضی نی اور پیرو ہوا اوسکا نووی اور روضہ مین کہا ہے جب مدون ہوگئی مذہب تو کہا گیا جایز ہے مقلد کو کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف انتقال کرے اگر ہم کہین کہ زیادہ علم والے کی تحصیل مقلد پر ضرور ہے اور گمان غالب ہے اوسکو کہ دوسرا بڑا عالم ہے تو اوسکو انتقال جائز کیا بلکہ واجب ہوگا اور اگر مقلد کو مخیر کرین تو بھی جایز ہے ہوگئی عبارت جزیل المواہب کے ۱۲ جاوے لازم نہین ہے اور صحیح ہے انتقال اور یہی وہ حق ہے کہ سزاوار ہے یہہ کہ اوسکا ایمان اور عقیدا کیا جاوے لیکن لایق یہہ ہے کہ انتقال بطور لہو ولعب کے نہو کیونکہ لہو لعب حرام ہے یقینی مذہب کے باب مین ہو یا اور مین ۱۲ یہانتک کہ سختی کی ہے بعضے متاخرون نی اور کہا ہی کہ حنفی جب شافعی ہوجاوے تو تعزیر دیجاوے اور یہہ شرع ہے اپنے خواہش کی ۱۲ جوقت کہ منتقل ہوا مذہب شافعی کیطرف تعزیر دیا جاویگا یعنے جوقت کہ انتقال اجھی غرض سی ہو نہو شرع کی طور پر جیسا کہ تاتارخانیہ مین ہے حکایت کی گئی کہ ایک شخص حنفی نی ایک شخص اہل حدیث کی لڑکی بیاہم نکاح کا اوسکی بیٹی سی بیچا ابوبکر جوزجانی کی زمانہ مین سو اوسنی یہہ شرط ٹھہرائی کہ اپنا مذہب چھوڑکر امام کے پیچھے الحمد پڑھا کرے اور رفع الیدین کیا کرے اور آمین کیا کرے اوسنی قبول کرلیا سو اوسنی نکاح کردیا تیسرے جگہ کسینی یہہ تذکرہ کیا تو

ولکن أخاف علیه ان یذهب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذی هو حق عنده وترکه لاجل جیفة منتنة ولو ان رجلا برء من مذهبه باجتهاد وضح له کان محمودا ماجورا انتهی اقول خذ ما صفی من هذا النقل ودع ما کدر واعلم ان معنی الاجتهاد فی کلام الشامی هو الذی قاله العلامة ابن امیر الحاج فی شرح التحریر للشیخ ابن الهمام کما مر فی العقد الفرید اعنی به التحری وتحکیم القلب لان العامی ایس له الاجتهاد اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض ائمہ نے اس انتقال مذاہب مین بعض شروط بھی بیان کیین ہین چنانچہ رویانی نے کہا ہے کہ جواز انتقال مین تین شرطین ہین اول یہہ کہ منتقل تلفیق نکرے اور دوسرے یہہ کہ تتبع رخص نکرے اور تیسرے یہہ کہ جسکی طرف انتقال کرتا ہے اوسکو اہل فضل وعلم سی اعتقاد کرے پہر اوسکی تقلید کرے جسکو جاہل جانتا ہے اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ منتقل تلفیق نکرے اور وہ مسئلہ جسمین مقلد تہا قابل نقض کے ہو حکم سے یعنے جو کہ مخالف اجماع کی اور قواعد کے اور نص کے اور قیاس جلی کے ہو اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے ایک اور شرط کو اختیار کیا ہے یعنے یہہ کہ وہ مسئلہ کہ جسمین مقلد تہا اوس قبیل سے ہو جو منقوض بحکم ہو سکی اور بعضے نقل کرتے ہین کہ الشراح صدر بھی اونکی شرط ہی اور امام صلاح الدین العلائی نے کہا ہے کہ دو صورتین انتقال مرجح ہے اول یہہ کہ مقلد پر مذہب ثانی مین تشدید سوائے ہوا اور دوسرے یہہ کہ مذہب اول کی معارض کوئی حدیث صحیح معلوم ہوے اور فاضل قندہاری کہتے ہین کہ دوسری صورت مین مرجح کیا بلکہ واجب ہے تمام یہہ تحقیق کتاب تقریر مین بھی ہے اور شرح ابن امیر حاج مین بھی ہے مگر شرح ابن امیر حاج مین بہت طوالت سی ہی اسلئی عبارت تقریر کے نقل کے جاتی ہے کہا تقریر مین وقال الرویانی یجوز الانتقال بثلثة شروط ان لا یجمع بین مذهبین علی صورة مخالفا الاجماع کمن تزوج بغیر صداق ولا ولی ولا شهود وان یعتقد فیمن قلده الفضل بوصول اخباره الیه فلا یقلد امیا فی عمائه وان لا یتتبع الرخص وتقب القرافی الاخیر بانه ان اراد بالرخص ما ینقض فیه قضاء القاضی فخمس متعینان وان اراد ما فیه سهولة علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد مالکا فی المیاه والارواث مخالفا للتقوی الله تعالی

لیکن مین ڈرتا ہون اوسپر کہ نزع کیوقت اوسکا ایمان نجاتا رہے کیونکہ اوسنی اپنی اوس مذہب کو ملکا ٹہرایا اور چھوڑا جسی حق جانتا تہا بسبب ایک سڑی ہوئی چیز کی اور اگر کوئی آدمی بیزار ہوا اپنی مذہب سے بسبب دلکی گواہی کی کہ اوسکو ظاہر ہوئی ہی تو یہہ اچھا اور باعث اجر کا ہوگا میز کہتا ہون کہ مضامین اس عبارتمین جسی لیلی اور گدلی جوڑدی اور جان لے کہ معنی اجتہاد کی شامی کی عبارت مین وہی ہین جو عقد مین ابن امیر حاج نے ابن ہمام کے تحریر کی شرح مین کہی ہین چنانچہ اوپر گذر چکی یعنی دلکی گواہی دونہ زبان کی لیکن اجتہاد کہان ہے اور رویانی نے کہا ہے کہ انتقال تین شرطون سے جائز ہے اول یہہ کہ دو مذہبون مین سے جمع نکرے کہ اجماع کی مخالف پڑجائی جیسی ایک شخص نے بغیر مہر کی اور بغیر ولی کے اور بغیر گواہ کے نکاح کیا اور جسکی تقلید کرتی اوسکی بزرگی کا اعتقاد کہی سو اوسی کی تقلید کرے اور خصوصا نکو نہ ڈہونڈی اور دقیق نے اخیر پر اعتراض کیا ہے کہ اگر رخصتوں کے یعنے وہ مسئلے جو اوپر ہین جسکی اندر قاضی کا حکم نہ چلی تو ٹھیک بات ہے اور اگر وہ مسئلے مراد ہین جسمین سہولت ہو تو یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسنی امام مالک

ولیس کذلک وتعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بصناعی لان ما الکلام یقل ببطلان انکحۃ الشافعیۃ بلا صداق ولا الشافعی ببطلان انکحۃ المالکیۃ بلا شہود لکن فیہ نظر ظاہر ووافق ابن دقیق العید الرویانی علی الشرط الاول وابطل الثانی بان لا یکون ما قلد فیہ یناقض فیہ الحکم لو رفع واقتصر الشیخ عزالدین بن عبدالسلام علی اشتراط ھذا وذکر الامام العلائی انہ یرجح القول بالانتقال فی صورتین احدھما اذا کان مذھب غیر امامہ یقتضی تشدیدا واخذا بالاحتیاط والثانیۃ اذا رای لخلل فی مذھب امامہ دلیلا من حدیث صحیح ولم یجد فی مذھب امامہ جوابا قویا منہ ولا معارضا راجحا علیہ اذ لا وجہ لھجر الحدیث الصحیح محافظۃ علی مذھب الترمہ قلت وھذا موافق لما نص علیہ احمد القدوری الحنفی ومشی علیہ ابن الصلاح وغیرہ انتھی ما فی التقریر نقلہ الفاضل القدھاری ثم قال اقول یجب الفرق بین الصورتین بان الانتقال فی الاولی احتیاط وفی الثانیۃ واجب کما ھو ظاھر کلام العلائی انتھی فالمعتمد تو ظاہر ہے کہ شروط سی روایانی کے دو شرطین اول تو بوجہ اظہر باطل ہین جیسا کہ عبارت سی تقریر کے گذرا اور قبل سکی مقامات متعددہ مین شرح تحریر وغیرہ کی بہی ذکر ہو لیا اور شرط ثالث بیشک مسلم الثبوت ہے ظاہر ہے کلامے کے تقلید کیونکر درست ہو اسی جگہہ سے شرط اول ابن دقیق العید کی بہی باطل ہوگی اور شرط ثانی اوسکی جسمین شیخ ابن عبدالسلام موافق ہین باعتبار مفہوم موافق کے تو صحیح ہے اور مسلم لاکن باعتبار مفہوم مخالف کی وہ بہی باطل ہے [illegible] ابن عبدالسلام کی جو روایات نمبر ۲ مین گذری ہی بلکہ یہہ شرط باعتبار مفہوم مخالف کی مخالف ہے اون تینون روایات کے اور اولہ اربعہ کے اور الشراح صدر جو بعض روایات سی شرط ابن عبدالسلام کے معلوم ہوتے ہے راجع ہے طرف ثالث شرط روایانی کے اور ہمارے موافق ہے اب رہین دونون شرطین امام علائی کے سو وہ شرطین جواز کی نہین بلکہ ترجیح انتقال کی ہین الحاصل ان شرطون سی جو کہ حق ہین بہی انتقال مذہب ممنوع نہین ہوتا اور تقلید مذہب معین واجب نہین ہوتی فافہم **قال** اور کہا ملا علی قاری نی مسیح

باقی اور اید وغیرہ کی باب مین تقلید کی تو اسکی تقوے کی مخالف ہونا جاوے ہرگز دلیل نہین ہے اور پہلی صورت پر یون اعتراض کیا گیا ہے کہ جمع کرنا اوپر کے طور پر مضر نہین ہے کیونکہ امام مالک نے نہین کہا ہے کہ نکاح شافعی مذہب والی کی بغیر مہر کی باطل ہین اور نہ شافعی نی کہا ہے کہ مالکیہ کی نکاح بی گواہون کی باطل ہین لیکن این ظاہر بحث ہے اور ابن دقیق العید رویانی کی موافق ہوا ہی پہلی شرط مین اور تیسری پر بدلیل ہے طرح کہ جسمین تقلید کی ہے وہ ایسا مسئلہ ہو کہ قاضی کا حکم اوسمین مرافعہ کی حالت مین ٹوٹی اور شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے پہلی شرط پر کفایت کی ہے اور امام علائی نے ذکر کیا ہے کہ غالب ہوتا ہے مقولہ انتقال مذہبی کا دو صورتون مین ایک تو یہہ کہ اوسکی امام کی غیر کا مذہب احتیاط کو چاہتا ہے دوسرے یہہ کہ غیر کی مذہب کے دلیل حدیث صحیح سے ہو اور اپنے امام کی مذہب مین جواب قوی نہ پاوے اور نہ کوئی معارض راجح پاوی کیونکہ التزام مذہب کے لئے حدیث چھوڑنیکی کوئی وجہ نہین مین کہتا ہون کہ یہہ موافق ہے اوس مقولہ کے کہ جسے احمد اور قدوری حنفی اور ابن صلاح وغیرہ مین ہو چکی وہ عبارت تقریر کی جسمین فاضل قندھاری نے نقل کیا ہے پہر کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ واجب ہے یہہ بات کہ وہ نہ صورتون مین سطرح فرق کیا جاوے کہ پہلی صورت مین انتقال درجہ جواز پر ہے اور دوسری صورت مین واجب ہے چنانچہ یہہ ہے ہے ظاہر کلام علائی کا ہو چکی وہ عبارت مجتبی مین ہے

شرح عین العلم کے فلو التزم احد مذهبا کابی حنیفة او الشافعی رحمهما الله فلزم علیه الاستمرار فلا یقلد غیره فی مسئلة من المسائل انتھے **اقول** اسکی دو جواب ہین اوّل یہہ کہ ملا علی قاری نے اسی شرح عین العلم مین یہہ بھی کہا ہے ومن المعلوم ان الله سبحانه وتعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا الی اٰخر ما نقلناه سابقا تو دیکھو کہان تو یہہ اعتراف ہے کہ اللہ نے کسے پر واجب نہین کی تقلید ابو حنیفہ کی خاص کر اور مولف کی روایت مین اگر تسلیم کی جاوی قول بالوجوب ہے بسبب التزام کرنے کے اور ظاہر ہے کہ التزام حجت شرعی موجب وجوب کے نہین تو دونون کلام اونکی متعارض ہوئی واذا تعارضا تساقطا دوسرا یہہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف دلیل کی ابو حنیفہ اور شافعی کا نہین مانتے اونکے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کی اور مخالف پینسٹھ روایات آئمہ سلف اور خلف کی ملا علی قاری کا پیش کرنا سوائے مضحکہ کے کیا تصور کیا جاوے جاے انصاف ہے کہ تمام جہان کی مقابل اکیلا ملا علی قاری کسطرح ہوسکتا ہے مثل مشہور ہی کہ نقار خانہ مین طوطی کے کون سنتا ہے **قال** اور کہا صاحب **بحر الرائق** نے بیچ رسائل زینیہ کی فوجب علی مقلد ابی حنیفة ان یعمل به ولا یجوز له العمل بقول غیره انتھی **اقول** یہہ قول صاحب بحر کا مطلق تقلید ابو حنیفہ مین نہین ہے بلکہ ایک مسئلہ خاص مین یعنی وقت عصر مین جو اونکی نزدیک اوس مسئلہ مین مذہب ابو حنیفہ کا قوی اور مدلل ہے یہہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہہ کلام صاحب بحر کا اوسی رسالہ کی اخیر مین اس امر پر تصریح کر رہا ہے وہ اتی ہین فاذا ظهر لنا مذهب الامام الاعظم ابی حنیفة فی هذین الوقتین وظهر انه دلیله اقوی من دلیلهما وجب علینا اتباعه والعمل به والافتاء به انتھے کلام سو دیکھو جلالی حضرت مولف کی کہ قول وجوب اتباع کو ایک مسئلہ مین دلیل ٹھہرایا ہے وجوب اتباع کے ہر مسئلہ مین فافہم فان قلت ان تعلیله بعد بقوله لما نقله القاسم فی تصحیحه الخ نص علی ان التقلید علة لوجوب الاتباع مع قطع النظر عن کون مذهبه قویا وصحیحا قلت قد دریت ان الرجوع الممتنع انما هو فی عین الحادثة التی قلده فیها فالتعلیل به لا یفید الا وجوب الاتباع فی حادثة خاصة قلده فیها

---

۵۱ پہر اگر التزام کرے کوئی کسی مذہب کا مثلا جیسے مذہب ابو حنیفہ اور شافعی رح تو اوسکو چاہئے لازم ہی ہو کسی اور کے تقلید کسی مسئلہ مین نکرے ۵۲ یہہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے کسیکو تکلیف نہین دی کہ حنفی یا مالکی ہو اور پوری عبارت وہ ہے جو پہلے ہمنے نقل کی ۵۳ سو واجب ہے مقلد ابو حنیفہ پر یہہ کہ عمل کرے اونکی قول پر اور غیر کی قول پر عمل کرنا اوسکو روا نہین ۵۴ سو جب ظاہر ہوا ہمین مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کا ان دونو قسمون مین اور اونکی دلیل اور اوسکی قوت اور صحت ہی ظاہر ہوئی اور یہہ بات کہ صاحبین کی دلیل سے اونکی دلیل قوی ہے تو ہمین اونہین کی پیروی اور اونکی قول پر عمل کرنا اور اوسکو اختیار کرنا واجب ٹھہرا ۵۵ پہر اگر یون اعتراض کیا جاوے کہ جس قول کو قاسم نے اپنے تصحیح مین نقل کیا ہے اوسکو اس اوپر کی قول کی علت ٹھہرانا صریح دلالت کرتا ہے کہ التزام سی تقلید واجب ہو جاتی ہی خواہ وہ مذہب قوی اور صحیح ہو یا نہو تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ رجوع وہی منع ہے جو خاص اوس مسئلہ مین ہو

فاذا لم یکن قولہ فیجب الخ نصا فی وجوب الاتباع فی جمیع الحوادث بل فی حادثۃ جزم فیہ حقیۃ الامام ابی حنیفۃ وقلدہ فیہا فحصل المطلوب من انہ لم یحکم بوجوب الاتباع فی کل مسئلۃ بل فی مسئلۃ وقتنا العصر وھذا مفاد تعلیلنا بتقویۃ الدلیل ولم یحکم ایضا فی کل الحوادث بل فی حادثۃ خاصۃ قلدہ فیہا وھذا مفاد تعلیلہ بقولہ لما نقل الخ **قال** اور کہا تفسیر احمدی کے مولف نے جو اوستاذ ہین عالمگیر بادشاہ کی ہیچ تفسیر احمدی کے اذا التزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم علی مذہبہ التزمہ ولا ینتقل الی مذہب اخر انتہی **اقول** اسکا جواب بہی وہی ہی جو کہ ملا علی قاری کی قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے علاوہ یہہ کہ اس شخص کا کلام اس قابل کہان ہے، کہ مقابل مین اقاویل علما واصول کے بیان کیا جاوے یہہ تو ایسے حضرت ہین کہ تفسیر احمدی مین صاف فرماتی ہین کہ جو شخص قرآن اور حدیث اور اجماع پر عمل کریگا تو وہ بہی ابو حنیفہ ہے کا مقلد ہو جائیگا اسلیئے کہ قرآن وحدیث واجماع پر عمل کرنا ابو حنیفہ ہی نے بتایا ہے، تو گویا سب صحابہ اور تابعین کو ابو حنیفہ کا مقلد بناتی ہین اور ایسا ہی شیخ سدو کی بکری کو حلال طیب فرماتی ہین اور سوائی اسکی ایسی تفسیر مین جابجا ایسی خرافات ارشاد ذاتی ہین کہ دیکھہ کر ہنسی آتی ہی تو ایسی شخص کا کلام بی دلیل کسطرح مقابل ادلہ اربعہ اور جمہور مسلمین کی ہوسکی گا **قال** اور مولنا عبد العلی شرح تحریر مین لکھتی ہین وکذا للعامی الانتقال فی الحکم من مذہب الی مذہب فی زماننا لایجوز لظہور الخیانۃ انتہے **اقول** سابق مین تم خوب دیکھہ چکی ہو کلام مولنا عبد العلی کا شرح تحریر سے بہی اور شرح مسلم سے بہی کہ کسطرح یا علی مذا منادی ہے کہ مولنا عبد العلی بحر العلوم ایک مذہب کے تخصیص تو کہان مذاہب اربعہ کی تخصیص کی بہی کچہہ حقیقت نہین سمجہتی مگر بعض وقت جو نقل صحیح نہ ملی مذہب غیر کی اور تتبع رخص اور رجوع بعد العمل کو دہوم وذام سے جایز رکہتے ہین اور مانعین کی حق مین فرماتی ہین کہ منع کرنا وتکا اور تشدید اونکی اپنے کہر کے شتر ہی غرض کہ ہر امر مین ہمارے موافق اور شاہد ہین اور محل اس قول کا متلہی کی حقیقت ہے جیسے کہ شرح مسلم مین فرماتی ہین لاکن ینبغی ان لایکون الانتقال للتلہی فان التلہی حرام کذا فی شرح المسلم بلکہ تعلیل اونکی ساتہہ اس قول کے بظہور الخیانۃ شاہد ہین ہے کہ یہہ منع کرنا اوتکا اوسی شخص کے حقمین ہے جو مظنون خیانۃ اور تلہی کا ہو کما لا یخفی

جسپر عمل کرچکا تو وہ علت ٹہرانا ہے فائدہ فقط دیکہا کہ اوس مسئلہ خاص مین جسپر عمل کرچکا تقلید واجب ہے پہر جب اوسکا واجب کہنا وجوب تقلید جملہ مسائل مین صریح نہوا بلکہ اوسی مسئلہ مین جو ہمین امام ابو حنیفہ کا حق ہونا یقین کرکے عمل کرچکا ہے تو یہہ بات حاصل ہوئی کہ اوسنی اس مسئلہ مین وجوب تقلید کا حکم نہین کیا بلکہ مسئلہ وقت عصر مین کیا ہے اور یہی فائدہ ہمارے اسبات کہنے کہ تقویت دلیل کو ہمنے علت ٹہرایا ہے اور اوسنی مسئلہ خاص مین وجوب تقلید کا حکم لگایا ہے تو یہی فائدہ اوسکو قاسم کی نقل ہوا ۵۱ جو وقت کہ التزام کیا ایک مذہب کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ رہے اوسی پر اور نہ پہرے اوسی طرف دوسرے کے ۵۲ اور اسیطرح انپڑہ کو انتقال کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف ہمارے زمانہ مین بسبب ظہور خیانت کے جائز نہین ۵۳ لیکن یہہ چاہیئے کہ انتقال لہو کے طور پر نہو کہ لہو حرام ہے یونہین ہے شرح مسلم مین؛

قال اور کہا بیچ فتاوی عالمگیری کے ھذا کلہ فی القاضی المجتہد واما المقلد فانما ولاہ لیحکم بمذھب ابی حنیفۃ مثلا فلا یملک المخالفۃ فیکون معزولا بالنسبۃ الی ذلک الحکم ھکذا فی الفتح القدیر انتھی **اقول** معزول ہونا قاضی حنفی مقلد کا اوس حکم مین جو برخلاف مذہب ابوحنیفہ کی ہو اس جہۃ سی نہین کہ اوسپر تقلید ابوحنیفہ کی واجب تہی تو کہ مفید مدعا مولف کے ہو بلکہ اوس جہۃ سی ہی جو خود کلام ابن الہمام مین موجود ہے یعنے مخالفت ولایۃ خاصۃ کی جہۃ سی اور اوسمین کسی کی تاویل دخل نہین سکتی کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان آوردہ خود فرماتی ہین فانما ولاہ لیحکم بمذھب ابی حنیفۃ اور اسی پر تفریع کرتی ہین فیکون معزولا کو اور یہہ بات ایسی ہے کہ اس سی کوئی ادنی طالب علم بہی انکار نکری جیسا کہ کوئی بادشاہ کسی قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو پہر وہ قاضی اوس شہر کا دوسرے شہر کے قضایا مین حکم دی تو بہی معزول ہوگا بہ نسبت اوس حکم کے بسبب مخالفت کی ولایۃ خاصہ سے تو اس سے یہہ تہوڑا ہی لازم آتا ہے کہ اوس شہر کی تخصیص اوسکو شرعاً قطع نظر ولایۃ سی واجب ہو جاوے یہہ تو کوئی اہل عقل نہین کہیگا اور لکھا ہے اشباہ و نظائر وغیرہ مین کہ اگر حکم سلطان روم کا اسطرح صادر ہوا کہ قضاۃ ممالک محروسہ سلطانیہ کے دعوی کیسکا بعد پندرہ ۱۵ برس کے نہ سنا کرین بلکہ بعد پندرہ ۱۵ برس کے اوسکی دعوی کو باطل سمجہین تو واجب ہے اوپر کہ اوسکی دعوے کو نہ سنین تو دیکہو کہ قضاۃ خلاف حکم سلطانی حکم نہین دی سکتی اس امر خاص مین تو اسی اگر کوئی یہہ سمجہی کہ یہہ حکم شرع کا ہی کہ قضاۃ اپنے فرمان اور کاغذ مین اس حکم کو نافذ فرماتی ہین محض نادانی ہے اوسکی لو امر السلطان بعدم سماع الدعوی بعد خمسۃ عشر سنۃ لا تسمع ویجب علیہ علم سماعہا کذا فی الاشباہ پہر جو کوئی اس وجوب سے وجوب شرعی سمجہی اوسکی بیوقوفی ہی ضائع شباہ کا کیا قصور **قال** اور کہا در المختار مین بیچ کتاب القضا کی وفی الوہبانیۃ للشرنبلالی یقضی من لیس مجتہدا کحنفیۃ زماننا بخلاف مذھبہ عامدا فلا ینفذ اتفاقا انتھی یعنی اور وہبانیہ مین ہے کہ جو شرنبلالی نے تالیف کی ہے قضا کرے وہ شخص کہ نہین مجتہد مانند حنفی زمانہ ہمارے کے بخلاف مذہب اپنے کے قصداً البتہ جاری کیا جاوے حکم اوسکا اتفاقاً **اقول** مستعیذا باللہ من المحرفین الضالین المضلین الذین یحرفون الکلم عن مواضعہ ولا یخافون لیوم الدین شرنبلالی کی کلام مین یقضی کا لفظ نہین ہے جیسا کہ مؤلف نی نقل کیا ہی یقضی من لیس الخ اور ترجمہ یہہ یقضی کا ہے کیا ہے کہ فتوے سے بلکہ اونکی کلام مین لفظ قضا کا واقع ہی چنانچہ در مختار مین موجود ہے وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی قضی من لیس مجتہدا کالحنفیۃ زماننا بخلاف مذہبہ عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذلک ناسیا عندھما الی اخر ما فی الدر المختار سو جبکہ لفظ قضی کا ہوا تو معنی یہہ ہوئے کہ قضا اپنی مذہب کے خلاف عمداً نافذ نہوگی تو سبب اوسکا وہی ہی جو شیخ ابن الہمام کے

---

۵۱ یہہ سب باتین قاضی مجتہد کی باب مین ہین اور مقلد تو اوسکو ولایت قضا اس شرط پر دی گئی ہی کہ مثلاً امام ابوحنیفہ کی مذہب پر حکم کرے تو مخالفت کا اختیار نہین رکہتا ورنہ معزول ہو جاویگا بہ نسبت اوس حکم خلاف شرط کے یونہین ہے فتح القدیر مین **۵۲** اگر بادشاہ حکم کرے کہ دعوے پندرہ برس کے بعد نہ سنا جاوے تو قاضی پر واجب ہے کہ نہ سنے اسیطرح ہی اشباہ مین **۵۳** فتاوی دیوی مخالف مذہب کے جانکر وہ شخص جو مجتہد نہین جیسی حنفی ہمارے زمانہ کے حنفی تو

کلام مین گذر چکا یعنی مخالفت دلالۃ خاصہ کی تو ہمکو یہہ روایت کسیطرح مضر نہوئی لاکن مولف رئیس المحرفین کی چالاکی کو دیکھو کہ قضی کو نفی بناکر ترجمہ اوسکا یہہ کردیا ہے کہ فتوی دے اسیواسطے کہ جو کہ قضا علی خلاف المذہب کے عدم نفاذ سے وجوب تقلید مذہب معین کا ثابت کیا تہا اوسکا جواب توصریح کلام ابن الہمام سے واضح ہی تہا تو سمجہا کہ شاید کوئی مطلع ہوجائیگا اسواسطے اس عبارت مین قضی کو نفی بنادیا تو کہ عدم نفاذ فتوی خلاف المذہب کا بہی ثابت ہو اور التزام مذہب معین واجب ہو لاکن یہہ نہ سمجہا کہ کوئی درالمختار کو دیکہہ سکتا ہے یا نہین **مصرع** برین عقل و دانش بباید گریست ؛ تو اگر ناظرین باوجود اطلاع کی اس تحریف صریح پر پہر بہی اوسکی خیانت پر متنبہ نہون تو خدا حافظ واضح ہو مسئلہ قضا علی خلاف المذہب ہرچند کہ قابل تحقیق کے تہا لاکن چونکہ اس محل سی کچہہ تعلق نرکہتا تہا اسلئے اوس سے سکوت واقع ہوا تنبیہ بس اب دلائل واہیہ مولف کی تمام ہوئی اور جسیی کہ اوسکی حرفا حرفا ہوگئی ہے وہ بہی علماء کو معلوم ہوگئی اب آگی اسکی آخر بات تک جو خرافات کیا ہے تو وہ ہمارے بعض رسالون سی جواب دیا ہے پہلی روایت عالمگیریکا جواب دیا ہے دو وجہ سی سو جواب اون دونون وجہون کا ہم دے چکے بعد نقل کرنے اوس روایت کی اور پہر تحلیف شہود پر مذہب ابن ابی لیلے سے جواب دیا ہے دو وجہ سی سو وجہ اول کا جواب اوسی مقام مین دی دیا ہے کہ جہان روایت نقل کے تہے اور وجہ ثانی کا جواب اب دیتے ہین **قال** اور وجہ دوسرے یہہ ہے کہ قسم کہلانا گواہون کا ایک قسم ہے تزکیہ کا اور تزکیہ گواہون کا آئمہ اربعہ کا مذہب ہے **اقول** اگر ہر حکا اتحاد اقوال و مذاہب مین معتبر ہو تو کوئی صورت مخالف آئمہ اربعہ کی جہان مین نہین نکلی گی مثلا وہی صورت جو مولف نی وجہ اول مین طریق اول سی بیان کی تہی اور کہا تہا کہ یہہ نماز چاروں کی نزدیک باطل ہے اس دلیل سی باطل نہوگی کہ یہہ نماز شق آخر ہے مذاہب آئمہ اربعہ سی ہاں کہ جواب مولف کا اوسمین بہی جاری ہوسکتا ہے اسطرح کہ یہہ ہے ایک نماز ہے اور نماز کی چاروں آئمہ قایل ہین غرض کہ جتنی صورتین اجماع مرکب کے قایل نکالتی ہین جیسا کہ توضیح مین بیان کی گئی ہین سب واہی ہوجائینگی من اسلئے کہ اسطرح کا اتحاد سب صورتون مین پیدا ہوسکتا ہی فقط اوپر **قاضی ابی عاصم عامری** کی روایت سی جواب دیا ہی دو وجہ سی سو جواب اون دونون وجہون کا ہم پہلی مقام مین دی چکی ہین پہر آخیر مین قرافی کی اجماع سی جواب دیا ہی حیث قال البعضی لوگ شبہہ کرتے ہین اس عبارت سے کہ نقل کیا اوسکو قرافی فی انعقاد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر نکیر انتہے پس جواب اسکا یہہ ہے کہ عبارت مقیدہ ہے ساتہہ نومسلم ہونیکی یعنے جو نیا مسلمان ہوا اوسکو اختیار ہے کہ اختیار کرے تقلید کسی عالم مجتہد کی آئمہ اربعہ مین سی سو اسمین کسیکو کلام نہین اور مراد علماء سی آئمہ اربعہ ہین اسواسطے کہ اجماع منعقد ہوا ہے اوپر نکرنے اس عمل کے کہ مخالف ہوا آئمہ اربعہ کے اور کلمہ من کا تبعیضیہ ہے پس معنی اس کی یہہ ہوئی کہ جو شخص نومسلم ہو پس اوسکو لازم ہے یہہ کہ تقلید کرے ایک عالم کی آئمہ اربعہ مین سی **اقول** یہہ اخیر تلبیس ہے جناب مولف کی باب ثانی مین عصمنا اللہ منہ

پس پہلی تمام کلام قرافی کا جسکا مولف نی جواب دیا ہی عبارت مسلم اور شرح بحر العلوم سی سننا چاہیی کہ بلد سکی مولف کی خیانت ظاہر ہوجاوی کہی گہا مسلم مین اور شرح بحر العلوم مین فرع[1] قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین فان اقوالہم قد تحتاج فی استخراج الحکمۃ منہا الی تنقیۃ کما فی السنۃ ولا یقلد العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای وردوا ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فہذبوا مسئلۃ کل باب فنحوا کل مسئلۃ عن غیرہا وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا لکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ فصلوا تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا اعیان الصحابۃ وعلیہ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ ہم الامام الہمام امام الائمۃ ابو حنیفۃ الکوفی والامام مالک والشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالی وجزاہم عنا احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یرد فی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر نکیر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر وعمر ابوی المؤمنین فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ ابن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم بغیر نکیر فمن ادعی رفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان انتہی فقد بطل بہذین الاجماعین قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذی ہو حجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی یکون مختارا عند احد ویکون الجماعۃ متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلام آخر وہو ان التبویب لا دخل فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد انما فہم مراد الصحابی عن الاستفتاء فہم مجتہدا خر فافہم وبطل بہذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی کلام آخر ان الاخذ بقول المجتہد الاخر ایضا بدلا او جمعا مثل الائمۃ الاربعۃ صار مکابرۃ

[1] امام الحرمین نی کہا ہی کہ محقق اسپر جمع ہوگئی ہین کہ عام لوگ صحابہ کفر کی پیروی نکرین کیونکہ اونکی قولون مین حدیث کی طرح بدقت حکم نکلتا ہے اور عام لوگ اتنے قدرت نہین رکہتی بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ عوام کو فقہا کی پیروی چاہیی صحابہ رضہ کی نہین اور ابن صلاح نے اسپر بنا کرکہ سوائی آئمہ اربعہ کی اور ونکی تقلید سی منع کیا ہی یعنی امام اعظم ابو حنیفہ کوفی اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اللہ تعالی اونپر رحمت کرے اور اونکو جزا دیوی کیونکہ اونکی سوا اور ونکی مذہبون مین اونکی مذہبون کی طرح مسئلہ صاف پائی نہین جاتی اور یہین اعتراض ہی حاشیہ مین ہی کہا قرافی نی کہ اجماع منعقد ہوچکا ہے کہ جو مسلمان ہے اوسکو رواہے کہ علما مین سے جسکے چاہے تقلید کرے اور صحابہ رضہ کا اجماع ہوچکا ہے کہ جو امیر المؤمنین ابو بکر اور عمر سی فتوا پوچہی تو اوسی روا ہے کہ ابو ہریرۃ اور معاذ بن جبل وغیرہ سی فتوا پوچہی اور بلا دھڑک اونکی قول پر عمل کرے سو جب یہ دونو اجماعون کی اوٹہہ جانیکا دعوی ہے تو اوسکی زمہ پر دلیل ہے تو ان دونو اجماعون سے امام الحرمین کا قول باطل ہوگیا اور امام الحرمین کا یہہ کہنا کہ محقق جمع ہوگئی ہین اسسے وہ اجماع جو حجت ہے نہین سمجہا جاتا تا اگر یہہ کہا جاوے کہ دو اجماعون مین مخالفت لازم آتی ہی بلکہ جو امر کسیکا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہی اور ایک گروہ خاص اسپر متفق ہوجاتا ہی تو یون کہدیتی ہین کہ اسبات پر محقق جمع ہوگئی ہین پہر اوسکی کلام اوخر اوہی کہ باب بنانیکو پیرو ہے مین کی فضل ہی کیونکہ اگر مقلد فی مراد صحابی کو سمجہہ لیا تو عمل کریگا اور نہین تو اور مجتہد سی پوچہہ لیگا اور اسسے ابن صلاح کا قول بہی باطل ہوگیا پہر اوسکے کلام مین اور خلل ہے کہ مثل آئمہ اربعہ کے اور مجتہدون نے بہی کوششین کی ہین چنانچہ اسکا انکار رہٹ دہرمے اور گستاخی ہے

وسوء ادب فالحق انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذاهبهم محفوظة حتى ويصل رواية صحيحة من مجتهد آخر يجوز العمل بها الا ترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة له مقام التزكية على مذهب ابن ابي ليلى فافهم انتہے تو معلوم کرو کہ جناب تلبیس مآب حضرت مولف نی اس جواب مین دو فریب بازیان کین ہین اول یہہ کہ جس اجماع قرانی کا یہہ مضمون ہی کہ اجماع مسلمین کا قرون اولی سی لیکر ابتک منعقد ہے کہ نو مسلم کو چاہیا رہے کہ جسکے چاہے تقلید کری اسی اجماع سے اکابر حنفیہ ناقلین اس اجماع کی اوسی کتابون مین تخصیص مذاہب اربعہ کو جو مختار ہی ابن صلاح کا باطل کرتے ہین جیسا کہ عبارت مسلم اور شرح مسلم سی اور سابق مین عبارت تقریر اور منتظم الحصول سی معلوم ہوا جناب مولف اوسی اجماع مبطل سے تخصیص مذاہب اربعہ مین فرماتی ہین کہ یہان لفظ علما سی ائمہ اربعہ مراد ہین اور باعث اس تخصیص کا دعوی اجماع مرکب مصنوعی جعلی بیدلیل کو ٹہہراتی ہین جسکے قرار واقعی خاک اوڑائی گئی ہے اور اتنا نہین سمجہتے کہ یہہ اجماع زمانہ صحابہ اور تابعین سی منعقد ہے حالانکہ اوس وقت ائمہ اربعہ کا تولد ہی نہین ہوا تہا پہر قبل تولد کی اونکو واسطے تقلید کی خاص کرنا معنی لفظ علما سی مراد کہنا بڑی چالاکی اور جہوٹہ دلیرانہ ہی ایسی توجیہ اور تاویل اور تلبیس اور تسویل آجتک سوائی مولف کی کسی سی صادر نہین ہوئی دوسرے فریب بازی یہہ کہ دوسرے اجماع کو جو قرافی نی نقل کیا ہے جسکا یہہ مضمون ہی کہ جو لوگ تقلید کرتے رہتے ابوبکر اور عمر کی تو وہی تقلید کر لیتی تہی ابوہریرہ اور معاذ کی اور اوسی وجوب تخصیص اگلے مذہب کا باطل ہوتا ہی اوسکو جناب مولف نی اوڑا دیا اور کہا کہ من تبعیضیہ ہے تو معنی یہہ ہوئی کہ کسی ایک کی تقلید کری اور یہہ سمجہا کہ من کے تبعیضیہ ہونسی تقلید بعض غیر معین کی ایکو قضیتین اور ایک مسئلہ مین تو بیشک ثابت ہوتی ہی لاکن یہہ کہان ثابت ہوتا ہی کہ اوسی بعض معین کے تقلید بالتخصیص ہر مسئلہ اور ہر حادثہ مین واجب و جاری کیا تبعیض مستلزم ہی تعیین کو باوجودیکہ خود اجماع صحابہ کا اس تعیین کی ابطال کرتا ہی پہر بہی مولف کی تخصیص یا تہہ کسی عالم کی ائمہ اربعہ مین سے بہی باطل ہوئی اور من تبعیضیہ کہکر پہر اسکو ایک بعضمین منحصر کہنا بہی غلط ہوا اور معنی اوس اجماع کی جو قرافی سی مولف نی نقل کیا ہے بالضمام اجماع ثانیکی جو ہمنی نقل کیا ہے یہہ ہوئی کہ جو کوئی نو مسلم ہو وی تو اوسکو جایز ہے تقلید کسی عالم غیر معین اہل حق کی خواہ وہ ائمہ اربعہ مین سی ہون خواہ غیر اونکا اور اسکو جایز ہے کہ کبہو کسی ایک عالم اہل حق کی تقلید کری اور کبہی دوسرے کی اور یہی ہے مقتضای کتاب اللہ کا اور حدیث رسول اللہ کا اور قیاس کا اور تصریحات جمہور سلف اور محققین خلف کا جیسا کہ دلایل اور نقول عدم التزام مین پہلی گذری پہر اب جو مخالف ہو اس سبیل کا اور طاعن ہو اوسپر تو وہ مخالف صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و علما مجتہدین کا ہوگا اور جب ان لوگون سی مخالف ہوا تو متبع غیر سبیل المومنین کا ہوا اور ایسی مخالفت سی خدا القدوس ساری مسلمانون کو محفوظ رکہے

بلکہ حق تو یہہ ہے کہ سوائے ائمہ اربعہ کی اور اونکی تقلید سی جس کسیکو منع کیا ہے اوسنے یہہ وجہ ٹہہرائی ہے کہ اور اونکی مذہبون کی روایتین محفوظ نہین رہی ہین یہانتک کہ اگر کسے اور مجتہد کی روایت صحیح معلوم ہوجاوے تو اوسپر عمل جایز ہے کیا تو نی دیکہا نہین کہ متاخرین نی قایم مقام شہادت کے ابن ابی لیلی کی مذہب کے موافق گواہون کی قسم لانی پر فتوا دیدیا ہے خدا سمجہہ سے باکو ہو جیکی عبارت مسلم اور اوسکی شرح کی

واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب **تبصرہ** اصل مطلب صاحب رسالہ تنویر الحق کا دوسرے باب مین یہہ ہے کہ تقلید ایک مجتہد خاص کے واجب ہے اور اسپر اجماع پایا گیا اور مخالف اسکا مردود اور لامذہب اور منکر اجماع کا ہے تو ہم کہتے ہین کہ یہہ دونو دعوے مؤلف رسالہ مذکورہ کا لغو اور پایہ اعتبار شرعی سی ساقط ہے اسلئے کہ نہین نہ کوئی دلیل وجوب شرعی اور نہ دلیل اجماع شرعی کی پائی جاتی ہے کہ دعوے مولف کا نزدیک اقفان قواعد شرعیہ کی قابل حجت اور سماعت کی ہو اب حقیقت حال وجوب شرعی اور اجماع کی کان لگاکر سنو کہ بطلان اسکا ہر ادنی اور اعلی پر واضح ہوگا پس تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ وجوب ایک حکم ہے احکام شرعی مین سے اور حکم نزدیک اہل سنت وجماعت کے خطاب الہی ہی کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ فعل مکلف کی از روی وجوب یا از روی اباحت کی حق تعالی فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے ان الحکم الا للہ الآیۃ الحکم عندنا خطاب اللہ تعالی المتعلق بفعل المکلف اقتضاءا او تخییرا کذا فی مسلم الثبوت وتحریر ابن الہمام وغیرہما من کتب الاصول اور دلایل قرآن وحدیث کی عتبار ثبوت احکام شرعیہ کی چار طرح پر ہین دلیل اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کہ احتمال تاویل کا اوسمین نہین ہوسکتا جیسے آیات صریحہ اور احادیث متواترہ صریحہ اور اسدلیل سی فرض قطعی اور حرام ثابت ہوتا ہے اور دلیل دوسرے قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ جیسی کہ آیات واحادیث کہ جنمین تاویل کو دخل ہے اور اسدلیل سی فرض عملی ثابت ہوتا ہی اور تیسرے دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ جیسا کہ اخبار احاد صریحہ کہ مجال تاویل کی اوسمین نہین ہوسکتی اور اسدلیل سی وجوب علی الاطلاق اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے چوتھی دلیل ظنی الثبوۃ اور ظنی الدلالۃ جیسے اخبار احاد کہ جنمین احتمال تاویل کا پایا جاتا ہے اور اسی سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے اعلم ان الادلۃ اربعۃ انواع الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کالآیات القرآنیۃ والاحادیث المتواترۃ الصریحۃ التی لا تحتمل التاویل من وجہ الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات والاحادیث المؤولۃ الثالث ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ کالاخبار الاحاد الصریحۃ الرابع ظنی الثبوت والدلالۃ معا کالاخبار الاحاد المحتملۃ المعانی فالاول یفید القطع والثانی یفید الظن ای ہو الفرض العملی والثالث یفید الواجب والمکروہ تحریما والرابع یفید السنۃ والاستحباب ہکذا فی التحطاوی وغیرہ من کتب الاصول والفروع الحنفیۃ اب علما حقانی بعد وضوح وبیان دلایل اربعہ شرعیہ کی راہ انصاف سی غور فرماکر ارشاد کرین کہ اگر کوئی بہی دلیل ان دلایل اربعہ مذکورہ بالا سی وجوب تقلید ایک مجتہد خاص کی

لہین ہے حکم مگر اللہ کے لئے آخر آیۃ تک حکم ہماری نزدیک اللہ کا خطاب ہی مکلف کی کام سی تعلق رکہتا ہے وجوب یا مستحب کے طور پر یونہین ہے مسلم الثبوت مین اور اور اصول کی کتابون تحریر وغیرہ مین ۱۲ جان کہ دلالت چار طرح پر ہے پہلے ثبوت اور دلالۃ دونو مین قطعی جیسے آیات قرانی اور حدیثین متواترہ کہ جنمین کسیطرح کی تاویل کو دخل نہین ہوسکتا وہ کہ ثبوت مین قطعی اور دلالۃ مین ظنی جیسی آیتین اور حدیثین تاویل پذیر ہوسکتے وہ کہ ثبوت مین ظنی دلالۃ مین قطعی جیسی حدیثین صریح المعنی احاد جو تہی وہ کہ ثبوت اور دلالۃ دونو مین ظنی جیسے اخبار احاد محتمل المعنے سو پہلے قسم یقین قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور دوسرے قسم ظنی کا یعنے فرض عملی کا اور تیسرے واجب اور مکروہ تحریم کا اور چوتہی سنت اور استحباب کا طحطاوی وغیرہ مین یونہین ہے

بائی جاتی ہو تو صاف بیان کرین کہ حق ظاہر ہو جاوے و برای خدا کمان حق نکرین ولیکن نہین لاسکینگی ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا
اسیواسطی سلف سی خلف تک کسینی کوئی دلیل شرعی اس وجوب تقلید ایک مجتہد خاص پر قایم نہین کی ن اگر ہو تو
مولف رسالہ کا بیان کری کہ حق و باطل مین امتیاز ہو جاوے اور بلا دلیل شرعی کی غلو کرنا دین مین سراسر مذموم ہے
جیسا کہ خدا تعالہ قرآن مجید مین فرماتا ہے یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم الآیۃ حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہو چکا
اب اگلی حکم اجماع شرعی کا حال سنو پس اجماع شرعی کیواسطی دو امر ضرور ہین پہلا امر یہہ کہ اتفاق ساری مجتہدین
ہمعصر کا اس امت سی اوپر امر شرعی کی متحقق ہو اور دوسرا امر یہہ کہ سند اسکی قرآن اور حدیث سی پائی جاوی کیونکہ
تنہا یا جانا سند کا مستلزم خطا کو ہوگا اور حکم کرنا دین مین بلا دلیل خطا ہے پس اگر یہہ دو امر ثابت نہون تو اجماع
شرعی متصور نہوگا اگرچہ ہزارون جمع ہو جاوین کسی کام دین پر مگر اہل اجتہاد سی نہون اور سند اوسکی کتاب
اور سنت سی نہ پائی جاتی ہو تو ایسے اجماع کا کچھ اعتبار نہین شرع مین اسواسطی کہ اجماع شرعی عبارت ہے
قول کل سے اور قول کل کا بلا دلیل شرعی کی باطل ہے تو یہ اجماع بھی باطل ہوگا اور ایسا اجماع بی سند کہ جسپر اتفاق
تمام مجتہدین ہمعصر کا نپایا جاوے اور نہ کوئی سند اسکی کتاب و سنت سی پائی جاوی باوجود اسکی ایسی اجماع کو نخلوا اوله شر عیہ سے
جاننا اور حکم اجماع شرعی مین شمار کرنا سراسر جہلہی اور نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم مین ما وجدنا علیہ آبائنا کے شامل ہوگا
کہ جسپر خدا تعالی نے الزام دیا ہے اور غصہ فرمایا تو ضیح اور تلویح کی عبارت نقل کیجاتی ہے اما الخامس ففی السند
والناقل جمعہا فی بحث واحد لانہما سببان فالاول سبب ثبوت الاجماع والثانی سبب ظہورہ
والجمہور علی انہ لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء
اذ الحکم فی الدین بلا دلیل خطاء انتہی ما فی التلویح مختصرا الاجماع وھو لغۃ العزم والاتفاق و
کلاھما من الجمع واصطلاحا اتفاق المجتہدین من ھذہ الامۃ فی عصر علی امر شرعی ولا ینعقد باھل البیت وحدہم
خلافا للشیعۃ ولا بالشیخین عند الاکثر ولا بالخلفاء عند الاکثر ولا بالخلفاء الاربعۃ خلافا لاحمد عن مالک الانعقاد
بالمدینۃ فقط الاجماع الا عن مستند علی المختار لنا اولا الفتوی بلا دلیل شرعی حرام الی اخرہ فی مسلم الثبوت فان حجیۃ الاجماع

لہ بحث پانچوین سند اور ناقل مین دو نو ایک ہے بحث مین ہے اسواسطی کہ دو نو سبب ہین سو اول سبب ثبوت اجماع ہے اور دوسرا اوسکی
ظہور کا سبب ہے اور جمہور اسپر ہین کہ اجماع جائز نہین بغیر دلیل اور قرینہ کی کیونکہ بغیر سند کی اجماع مین خطا لازم ہی کیونکہ حکم دین مین بغیر دلیل کے
خطا ہے ہو چکی عبارت جو تلویح مین ہے مختصرا اجماع لغت کی طور پر قصد اور اتفاق کو کہتی ہین اور دو نو جمع سی ماخوذ ہین اور اصطلاح مین اس کے
مجتہدون کا متفق ہونا ایک امر شرعی پر ایک زمانہ مین اور فقط اہل بیت سے اجماع منعقد نہین ہوتا جیسی کہ اہل تشیع کہتی ہین اور نہ فقط شیخین سے
نزدیک اکثر لوگون کی اور نہ فقط خلفا سی یہہ بھی اکثرون کا مذہب ہے اور نہ فقط خلفا اربعہ سی جیسا کہ امام احمد کہتی اور امام مالک سے روایت ہی کہ اہل مدینہ سے
کا اجماع ہے مگر مذہب مختار یہہ ہی بغیر سند کی اجماع نہین اور ہمارا دلیل بھی یہہ ہے کہ فتوا بغیر دلیل کے حرام ہے چنانچہ پوری عبارت مسلم الثبوت مین ہے کیونکہ حجت ہونا

لیست الا لاتفاق المجتهدین من حیث هم مجتهدون واذا کان الفتوی لا عن دلیل واجتهاد فلیس هو قول المجتهد من حیث هو مجتهد انتهی ما قال العلامة عبد العلی الکهنوی مختصرا فی شرح مسلم الثبوت قال الشیخ ابن الهمام فی التحریر الاجماع العزم والاتفاق لغة واصطلاحا اتفاق مجتهدی عصر علی امر شرعی ولا ینعقد باهل البیت وحدهم خلافا للشیعة ولا ینعقد بمجتهدی المدینة الطیبة وحدهم خلافا لمالک ولا اجماع الا عن سند انتهی کلامه وبالجملة یلزم احد الامرین کون الباطل صوابا او کون الاجماع خطاء لان الاجماع قول کل وقول کل بلا دلیل محرم فقول احد بلا دلیل باطل البتة کذا افاد العلامة عبد العلی الکهنوی فی شرح التحریر للشیخ ابن الهمام اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتی ہین کہ اتباع کرنا اجماع بغیر سند شرعی کا منجملہ تحریفات دین کا ہوتا ہے ومنها اتباع الاجماع وحقیقته ان یتفق قوم من جملة الملة الذین اعتقل العامة فیهم الا بتداع غالبا او دائما علی شیء فیظن ان ذلک دلیل قاطع علی ثبوت الحکم وذلک فیما لیس له اصل من الکتاب والسنة وهذا غیر الاجماع الذی اجمعت الامة علیه فانهم اتفقوا علی القول بالاجماع الذی مستنده الکتاب او السنة او الاستنباط من احدهما ولم یجوزوا القول بالاجماع الذی لیس مستندا الی احدهما وهو قوله تعالی واذا قیل لهم امنوا بما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیه اٰبائنا الایة انتهی ما فی حجة الله البالغة للشیخ الاجل مولانا ولی الله المحدث الدهلوی ع اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ بیچ رسالہ اصول فقہ کی کہ جو بنا بر فرمایش جناب مرزا جانجانان پیر مرشد قدس سرہ اپنے کے واسطے لکھا ہے آخر رسالہ مین فرماتی ہین کسیکو لازم کیا ہے بر خود و بر دیگر معین مثل مذہب ابو حنیفہ پس بعضے گویند کہ جایز نیست آنرا تقلید دیگرے و بعضے گویند کہ در مسائلی کہ موافق نظر ما ابو حنیفہ وران عمل کردہ است تقلید

اسوجہ سے کہ وہ اتفاق مجتہدین کا ہے اس حیثیت سے کہ وہ مجتہدین اور جسوقت کہ فتوی بغیر دلیل اور اجتہاد کی ہوا تو وہ مجتہد کا قول بحیثیت اجتہاد نرہا ہوجسکی عبارت جو سو عبد العلی لکھنوے نے شرح مسلم مین کہی ہے مختصرا کہا شیخ ابن ہمام نے تحریر مین اجماع لغت کی طور پر عزم اور اتفاق کے معنی ہین اور اصطلاح کی طور پر اتفاق کرنا مجتہدین کا ایک زمانی مین ایک امر شرعی پر اور فقط اہل بیت سے اجماع نہین ہوتا جیسا کہ رافضی کہتے ہین اور نہ اکیلی مجتہدین مدینہ سے جیسا کہ امام مالک کہتے ہین اور بے سند کی اجماع نہین ہوتا ہوجسکی عبارت تحریر کی حاصل کلام یہہ ہے کہ دو باتون مین سے ایک بات لازم آویگی یا جھوٹ کا سچ ہونا یا اجماع کا خطا پر ہونا کیونکہ اجماع سبکی قول کو کہتی ہین اور ایک ایک کا قول بغیر دلیل کے کہنا حرام ہے تو ایک کے بات بھی بے شک حرام ہے یون ہی کہا ہے علامہ عبد العلی لکھنوی نے شرح تحریر مین اور انمین سے ایک اتباع اجماع کا ہے اور حقیقت اوسکی یہہ ہے کہ متفق ہون ایسی لوگ جنپر ظن غالب صواب کا ہے ایک امر پر اور گمان کیا جاوے کہ یہہ ضرور ثبوت حکم کے لئے ایک دلیل قاطع ہے اور یہہ اون مسئلون مین جنمین آیۃ اور حدیث سی کوئی اصل نہین ہی اور یہہ وہ نہین جنپر اتفاق کیا ہے کیونکہ اونہون نے اوس اجماع پر اتفاق کیا ہے جسکے سند قرآن یا حدیث یا اون دونو کی مستنبط پر ہو اور وہ لوگ اس اجماع کو جایز نہین کہتے جسکی سند بطور مذکور نہو بلکہ وہ اس آیۃ کا مصداق ہے جب کہا جاوے اون سے کہ تابعداری کرو اوسکی جو اوتارا اللہ نے کہتی ہین کہ ہم تو اوسکی پیروی

دیگری جایز نیست و در انچہ عمل نکردہ است ہر کرا خواہد تقلید نماید و کسیکہ بر خود مذہبی لازم نگرفتہ است بر تمامہ اقوال مذکورہ ویرا جایز نیست کہ تقلید ہر کہ خواہد بکند لیکن بعد ازان کہ در بعضے مسایل تقلید ابحنیفہ رح کردہ و در بعضے تقلید شافعی پس جایز نیست او را کہ در انچہ تقلید شافعی کردہ تقلید ابحنیفہ رح بکند یا بعکس و بعضے گویند کہ مذہب لازم گرفتہ باشد یا نہ و عمل نمودہ باشد یا نہ جایز است ہر مقلد را تقلید ہر مجتہد و این اقرب است بتحقیق چہ حقتعالی درین باب ہیچ لازم نکردہ است و بدون التزام ہیچ لازم نشود قولہ تعالے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون عام است مقید ہیچ یکی ازین قیود نیست و در صدر اول علوم از خواص عن الحاجت مستغنا میبودند و عمل مے کردند و مبالات ازین قیود مروی نیست تمام ہوا کلام قاضی صاحب مغفور و مرحوم کالپس قول مؤلف تنویر الحق کا کہ آیہ فاسئلوا اہل الذکر خاص ہے اور تقلید ایک مجتہد کی واجب ہوئی ہے بالاجماع رد ہو گیا ساتھ قول قاضی صاحب قدس سرہ کی اور جاء الحق و زہق الباطل و ضح ہوا اللہم ارنا الحق حقا و ارنا الباطل باطلا برحمتک اب اگلی تہوری سی وصیت شیخ اکبر کبریت احمر کہ جنکو مولانا عبد العلی اور مولانا نظام الدین وغیرہ خاتم ولایت احمدیہ کی لکھتی ہین آخر فتوحات مکیہ سی نقل کی جاتی ہے وصیتہ الذی اوصیک بہ ان کنت عالما فرام علیک ان تعمل بخلاف ما اعطاک اللہ دلیلک و یحرم علیک تقلید غیرک مع تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی ہذہ الدرجۃ و کنت مقلدا فایاک ان تلتزم مذہبا بعینہ بل اعمل کما امرک اللہ و ہو ان تسال اہل الذکر ان کنت لا تعلم و اہل الذکر ہم العلماء بالکتاب و السنۃ و اطلب رفع الحرج فی ذلک ما استطعت و اسال عن الرخصۃ فی ذلک حتی تجدہا فان اللہ یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج و ان قال لک المفتی حکم اللہ او حکم رسولہ فی مسئلتک فحذر ہ ان قال لک ہذا رائی فلا تاخذ بہ و سل غیرہ انتہی ما قال ابن العربی المشہور بالشیخ الاکبر فی اخر الفتوحات المکیۃ اور ایک رسالہ جزبہر کا قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ کا مہر کیا ہوا و نکا ہمارے ہاتھ لگا جنانچہ اس رسالہ سی تہوڑی سی عبارت اوسکی اسمقام مین نقل کی جاتی ہی و اما اذا لم یکن اہلیۃ فرضہ ما قال اللہ تعالے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون و اذا بنا اعتماد المستفتی علی ما یکتب لہ المفتی من کلام او کلام شیخہ و ان علا فلا یجوز اعتماد الرجل علی ما کتبہ الثقات من کلام رسول اللہ

کی سیر ہے نیچے بڑہ کو پایا ۵۱ وہ وصیت جو مین تجھی کرتا ہون یہہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجھپر حرام ہے، کہ تو برخلاف اوس دلیل کے جو تجھی اللہ نے دی ہی عمل کرے اور حرام ہے تجھپر تقلید غیر کی اسحالت مین کہ تجھے حصول دلیل پر قوت ہے اور اگر یہہ درجہ نہو اور تو مقلد ہو تو اس سے بچیو کہ تو ایک مذہب خاص کا التزام کرے بلکہ عمل کر جسطرح جیسے تجکو اللہ تعالی نے حکم کیا ہے وہ یہہ کہ اگر تو نہین جانتا ہو تو اہل ذکر سی پوچھ لی اور اہل ذکر قرآن اور حدیث کی جاننے والی علما ہین سو تو اپنے ضرورت مین رفع حرج کی خواہش کر جبتک قوت ہی اور حضرت کو چھوڑ جہان تک تو پا سکی کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے دین مین تجھپر تنگی نہین کی گئی اور اگر تجھے مفتی کہی کہ یہہ اللہ تعالے یا اوسکی رسول کا حکم ہے تیری فلانہ مسئلہ مین تو تو اوسپر عمل کر اور اگر کہی کہ یہہ میری رای ہے تو اوسکو مت لی اور دوسرے سے پوچھ لے ہو چکی وہ عبارت جسی ابن عربی کہ جو شیخ اکبر کی مشہور ہین آخر فتوحات مکیہ مین کہا ہے ۵۲ جس کسیکو اہلیت علم کی نہو تو اوسکی ذمہ پر یہہ بات ہی جو اللہ تعالی نے فرمائی ہی کہ اہل ذکر سی پوچھ لے اگر سنی اور پوچھنے والے کا اعتماد شرعا اوسپر جایز ہے جو مفتی اپنی یا اپنی گلون کے کلام سے لکھدے تو یہہ بات بدرجہ اولے جایز ہے کہ ثقات دین نے جو آنحضرت صلعم کا کلام

صلی اللہ علیہ وسلم اولی بالجواز واذا قد راند لم یفہم الحدیث فکما لم یفہم فتوی المفتی فسل من یفہم معناہ
فکذلک الحدیث ان کان اہل اجتہاد کابی حنیفۃ ومالک والشافعی واحمد رضی اللہ عنہم ورای فی بعض المسائل ان
مذہب غیرہ اقوی منہ وعلم انہ کان مخلصا فی ذلک ولم یقدم ذلک فی دینہ ولا فی عدالتہ بل النزاع بل ہذا اولی
بالحق واحق بالاتباع وان لم یکن اہلا لذلک فہو مقلد فمن یتعصب لواحد معین غیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ویری ان قولہ ہو
الصواب الذی یجب اتباعہ دون قول الائمۃ الاخرین فہو شبیہ باہل الاہواء والبدع ویقال انہ یسوغ او یجب علی العالمی ان
یقلد احد الائمۃ من غیر تعیین ولا یسوغ لہ تقلید من شاء بل من تبین لہ ان الحق مع واحد بعینہ من الائمۃ
دون الباقین کما لو افتی واحد او تنازعوا فی قضیۃ وتبین لہ ان الحق مع واحد بعینہ فہذا طریق اہل العلم والدین الذین تثبت بالکتاب والسنۃ والاجماع انہم مذمومون
خارجون عن الشریعۃ انتہی ما فی الرسالۃ فی العمل بالحدیث للقاضی الامیر ثناء اللہ صاحب تفسیر المظہری فمن شاء فلیراجع الیہا

ترجمہ مسئلہ یہ ہے کہ جب حدیث کی تشریح کرتے ہیں ائمہ مجتہدین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب پانی دو قلتین کا ہو ناپاک نہ ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
اذا کان الماء قلتین فانہ لا ینجس او لم ینجسہ شیء اور روایت کرتے ہیں کہ کسی نے آنحضرت سے کہا سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ الماء
قلتین لم ینجسہ شیء رواہ ابو داؤد پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جب ہو پانی بقدر قلتین کی تو ناپاک نہ ہوگا جیسا کہ مذہب
امام شافعی کا ہے اور نہیں معلوم ہوا ہے کہ امام اعظم نے کس حدیث سے یہ پڑھا ہے کہ یہ پانی قلتین کا ناپاک ہو جاتا ہے

اور پس اعتماد کرنا چاہیے اور جو یوں کہا جاوے کہ حدیث تو سمجھ میں نہیں آتی تو جیسے مفتی کا فتوا سمجھ میں نہیں آتا اور کسی ماہر سے پوچھ لیتے ہیں
ایسے ہی حدیث کا حال ہے اور اگر کوئی شخص امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رضی اللہ عنہم کا مقلد ہو
اور دیکھے کہ مذہب غیر کا اوسکی مذہب سے قوی ہے اور اوسکا اتباع کرلے تو یہ اوسنی اچھا کیا اور اوسکی دین میں کمی واقع نہیں ہوا اور نہ اوسکی
عدالت میں اور نہیں کسے اہل علم کا نزاع نہیں ہے بلکہ یہ منظر حق کی اولی ہے اور اللہ اور رسول کی پسندیدہ سو جس کسی نے رسول کی ایک
معین کے مذہب پر تعصب کیا اور یہ عقیدہ رکھا کہ اسی کا مذہب صواب اور واجب الاتباع ہے اور اوسکا نہیں تو وہ گمراہ جاہل ہے انتہا پہنچے کہ دین
کہا جاوے کہ اپنڑہ پر واجب ہے کہ بغیر تعین ایک کے ائمہ میں سے تقلید کرے اور کسی زید و عمر کی تقلید نہ کرے یہ بدعتیوں کی عبارت ہے اور کسی حق
رفضیوں ناصبیوں اور خارجیوں کی طرح اور آیۃ کو چھوڑ کر ایک مذہب کا تعصب کیا تو یہ طریقہ اہل بدعت اور ضلالت کا ہے جنکی مذمت
قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہو چکا کہ وہ ملامتی شریعت سے خارج ہیں جیسی وہ عبارت جو رسالہ العمل بالحدیث قاضی ثناء اللہ
صاحب تفسیر مظہری میں ہے جو چاہے اوسمیں دیکھ لے

۵۲ جسوقت پہونچے پانی دو قلتی کو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا روایت کی یہہ حدیث ابو داود نے **۵۳** سنا میں نے رسول صلعم سے کہ آپ سے کسینے جنگل کے پانی کے
باب میں پوچھا جسمیں چوپایہ پیتے پالتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ جب پانی دو قلتوں کو پہونچ جاوے تو اوسکو

کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی روایت کی ابو داود نے

جواب ۱ کا یہ ہے کہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلہا ثلثا فانہ لا یدری این باتت یدہ متفق علیہ کہا نووی نی شرح صحیح مسلم کی نیچے اس حدیث کی ان اہل الحجاز کانوا یستنجون بالاحجار فاذا نام احدہم عرق فلا یامن ان النائم من ان یطوف یدہ علی ذلک الموضع النجس فاذا وقع یدہ علی ذلک الموضع النجس تنجس یدہ فاذا یغمس یدہ تنجس ماءہ انتہی اور روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات متفق علیہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسولخدا صلعم اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم یغسلہ سبع مرات رواہ مسلم اور روایت ہے عطاء سے ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر ابن الزبیر ان ینزف ماء زمزم قال فجعل الماء لا ینقطع قال فنظر فاذا ہو عین تنبع من قبل الحجر الاسود قال ابن الزبیر حسبکم رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ اور روایت ہے ابن عباس سے ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فاتی فانزل الیہ رجل فاخرجہ ثم قال انزحوا ما فیہا من ماء زمزم ثم قال للذی فی البیر ضع دلوک من قبل العین التی تلی البیت او الرکن فانہا من عیون الجنۃ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ اور روایت ہے ابن عباس و ابن الزبیر سے امر بنزح ماء زمزم عند وقوع زنجی وموتہ فیہ رواہ الدارقطنی اور روایت ہے کہ ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیہا فامر ابن عباس و ابن الزبیر ان اخرج وامرا ان ینزح قال غلبتہم عین جاءت من الرکن فامر بہا فدسّت بالقباطی والمطارق حتی نزحوہا والصحابۃ متوافرون من غیر نکیر ولم ینکر منہم احد وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابۃ ولم ینکر منہم احد رضی اللہ تعالی عنہم رواہ الطحاوی اور روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے خالد بن سلمہ سے ان علیا رضی اللہ تعالی عنہ سئل عن بئر فی البیر قال ینزح

۱ جو وقت تم میں کا کوئی جاگرے تو نہ ترچ دفعہ دھوئی ہوئی ہات اپنے پانیکی برتن مین نہ ڈالی کیونکہ وہ نہین جانتا کہ اوسکی ہاتہ رات کو کہان رہی ہے ۲ عرب کی لوگ ڈہیلون سے استنجا کرتے تہے پر جب اونمین کی لوگ سوتی تو ہاتہ اوسکا موضع نجاست پر ہاتہ پہونچتا تہا پر وہ ہاتہ پانی مین پیرنے سے پانی ناپاک ہوجاتا تہا ۳ ہرگز پیشاب کرے کوئی ٹہہری پانی مین اور پہر اوسمین نہاوے متفق علیہ روایت ہے ۴ جو وقت کسیکے برتن مین کتا منہ ڈالدے تو اوسکا سات مرتبہ دھوڈالی متفق علیہ روایت ہے ۵ جو وقت کتا برتن مین منہ ڈالدے تو اوسکا پانی پھینک کر سات دفعہ دھوڈالی مسلم کی روایت ہے ۶ ایک حبشی جاکر زمزم مین گر پڑا اور مرگیا عطا کہتے ہین کہ ابن زبیر نے حکم دیا کہ پانی نچاد زمزم کا نکالا جاوی عطا کہتے ہین کہ پانی ٹوٹ نکلا دیکہا جو تہی حجر اسود کی طرف ایک سوت کا بلی چلی آتی ہے تو ابن زبیر نے لوگون سے کہا کہ قدر پانیکا نکل جانا کافی ہی ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین روایت کی ہی ۷ ایک حبشی زمزم مین گر کر مرگیا ابن عباس رض کہتے ہین کہ پہر ایک آدمی کو مین مین اوتارا گیا کہ اوسکی نکالا پہر اوسی نکالا پہر اوسی صاحب رائی نکالنی کو اوتارا گیا پہر اوسنے جو کنوئی مین تہا کہا کہ اوسکی طرف جو رکن کی پاس ہے اپنا ڈول کر تہہری یہہ سوت چشمہ ہے

یعنی عقیق علی رضہ پر پہنچے گئے اوسکی حال سے کہ پیشاب کری کوئی مین فرمایا کہ کھینچا جاوی یعنی سارا پانی اوسکا پس بھیہ
دریثین صحیح کہ بعض اونکی متفق علیہ ہین اور بعضی غیر متفق علیہ ہین صریح دلالت کرتے ہین اوپر کہ پانی اور باہن پانیکا نجس ہوجاتا ہے
نجاست کی پڑنیسے اور یہہ پانی عام ہے شامل ہے قلیل کو اور کثیر کو برابر ہے کہ کم ہو قلتین سی یا زیادہ یا برابر پس واقع ہوا
تعارض درمیان حدیثون قلتین کی اور درمیان ان حدیثون صحیحون کی پس ضرور ہوا یہہ کہ ترجیح دینوین حدیثون
صحیحہ کو اوپر ضعیفون کی اور عمل کیا جاوے ان حدیثون صحیحہ پر اقول بتوفیق اللہ تعالیٰ کہ اول تو یہہ تمام حدیثین
حدیث قلتین کے معارض ہے نہین حدیث اذا استیقظ اور حدیث اذا وقع اسلئے معارض نہین کہ اونمین تو
فقط حکم باہن کے پانی کا بیان کیا گیا ہے نہ پانی عام کا جیسا کہ مولف کو اشتباہ ہوا ہے پس پانی بقدر قلتین
کے اگر حوضین ہو تو وہ مورد اون دونون حدیثونکا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی مین باہن نہین
کہتے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کہا ہے تحت پہلی حدیث کی قولہ فی
وضوئہ ای اناء الذی اعد للوضوء وفی روایۃ الکشمیہنی فی الاناء وھو روایۃ مسلم من طرق اخری ولابن خزیمۃ
فی نائہ او وضوئہ علی الشک والظاہر اختصاص ذلک باناء الوضوء ویلحق بہ اناء الغسل لاند وضوء وزیادۃ وکذا
باقی الآنیۃ قیاس لکن فی الاستحباب من غیر کراھۃ بعید ورود النھی فیہا عن ذلک واللہ اعلم وخرج بذکر الاناء البرک
والحیاض التی لا تغترف بغمس الید فیہا علی تقدیر نجاستہا فلا ینتہا وراء کردہ پانی بقدر قلتین کے سوائے حوض کے کسے اور بڑے
باہن مین ہو جیسا کہ پیپا وغیرہ تو یہی حکم ہے اون دونون حدیثون کے خارج ہے اسلئے کہ اونمین مراد وہ باہن ہین
جو کہ اونکی عادت اوسے استعمال مین رہتے اور وہ قلتین سے بہت چھوٹے ہوا کرتے تہی جیسا کہ امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین کہا ہے تحت اوسی حدیث کی وکانت عادتہم استعمال الاوانی الصغیرۃ التی تقصر عن القلتین بل الاتفاق

---

۵۹ تحقیق ایک بلی گر پڑا زمزم کے کوئین مین اور مرگیا اوسمین پس حکم کیا ابن عباس اور ابن زبیر نے یہہ کہ نکالا جاوے زندگی اور حکم کیا اون
دونونے یہہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا راوے نے کہ وہ سوت جو کہ کن کی طرف سی آتی تہی اوسکا پانی تو ٹوٹا سو اوس سوت مین مار یک
کپڑی ٹہولنس کر پانی نکالا اور صحابہ مین تہی کسی نے انکار نہین کیا روایت کی طحاوی نے ۵۱۰ حضرت علی سی کسینے پوچہا کہ کوئی
کوئی مین پیشاب کردے تو کیا کرے کہا سارے پانے نکالی ۵۱۱ یعنے وضو کا برتن اور کشمیہنی کی روایت مین برتن ہے
اور مسلم مین بہی اور طریق سے یہی ہے اور ابن خزیمہ کے روایت مین وضوا ور برتن شک کے طور پر آیا ہے اور ظاہر یہہ ہے
کہ یہہ وضو کی برتن کی ساتہہ تخصیص ہے اور غسل کا برتن اسکی ذیل مین آگیا کیونکہ غسل مین وضو سے بڑہوتری کی ہوتا ہے اور قیاساً
اسیطرح اور برتن لیکن بطریق استحباب کے ہے کراہۃ نہین کیونکہ اسباب مین نہی نہین وارد ہوی آگے اسد جانے
اور برتن کے ذکر کرنے سے وہ حوض وغیرہ جنمین ناپاک ہاتہہ ڈالنے کی نہی نہین فرمائی نکل گئے سو اونکو نہی شامل نہین
ہوتی عبارت فتح الباری ۱۲ اون لوگونکی عادت تہی کہ قدر دو قلون سے چھوٹے برتن برتا کرتے تہے

فان قلت الاناء عام يشتمل الصغير والكبير وقد تقرر ان العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص المورد فما وجه التخصيص بالصغير قلنا لانسلم عموم الاناء مع وجود العهد الخارجي وقد قال في مسلم الثبوت واسم الجنس كذلك حيث لا عهد انتهى فان قلت ما القرينة على ارادة العهد الخارجي قلنا العهد الخارجي هو الاصل مالم توجد قرينة على عدم تقتضي العموم كذا في التلويح والتوضيح والمحلى شرح الموطأ للمحدث الشيخ سلام الله الحنفي وههنا ليست قرينة على نفي العهد الخارجي وجود العموم وسيجئ تحقيق هذه المسئلة في الحديث الماء طهور لا ينجسه شئ ان شاء الله تعالى فالتقرير على انه على تقدير عموم الاناء هذا عليكم فان الاناء الذي يكون طوله عشرا وعرضه عشرا وعمقه عشرا ويسع ثلاثين رطلا يكون داخلا في هذا الحكم فما وجوابكم هو جوابنا پس ثابت ہوا کہ پانی بقدر قلتین کو خواہ وہ حوض میں ہو خواہ کسی بڑی یا چھوٹی حکم اول دونوں حدیثوں کا نہیں اور وہ حدیثیں معارض حدیث قلتین کے نہیں اور حدیث قلتین کی نہیں کہ وہ حدیث اپنے عموم پر باقی نہیں کہ محمول ہے اس پانی پر جو قلیل ہو اجماع فریقین سے کما حضرت مولف نے بھی آگے چلکر کہا ہے کہ جس کا متعلق ہوا اجماع سے کہ بڑا حکم پانی کثیر کا ہے پس حدیث لا یبولن الخ باقی رہے اور پر اپنے عموم پر باقی ہے کہ اس کا معارض ہے حدیث قلتین کے یعنی موافق قاعدہ الدین خالفا حسب مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ میں حدیث لا یبولن کے فرماتے ہیں کہ اگر پانی یہاں پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاریکا رکھتا ہے اور نجس نہیں ہوتا بغیر تغیر کے اور بہنا اور بہنا جاری ہے انتہی کلامہ اور حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں کہا ہے بعض حدیث لا یبولن کے وحملہ کلہ علی الماء القلیل عند اھل العلم علی اختلافہم فی حد القلیل وقد تقدم من لا یعتبر الا التغیر وعندہ وھو قوی لکن الفصل بالقلتین اقوی لصحۃ الحدیث فیہ وقد عارف الطیبی من الحنفیۃ بذلک انتہی اور جب کہ حکم پر نہوئی تو قلتین کے معارض کیونکر ہوئی اور حدیث نزح زمزم کی وہ بھی معارض قلتین کے نہیں ہوسکتی وجہ اول یہ کہ اس قصہ کی ثبوت ہی میں

پھر اگر کوئی یوں کہہ بیٹھے کہ برتن کا لفظ عام ہے بڑے چھوٹے برتنوں سبکو شامل ہے اور یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ خصوصیت محل وارد کے نہیں ہوتے بلکہ لفظوں کی عموم کا اعتبار ہوتا ہے تو ہم جواب دینگے کہ یہ امر مسلم نہیں کہ یہاں وجود موجود ہونی عہد خارجی برتن عام رہے مسلم الثبوت میں کہا ہے اسم جنس عام ہے جہاں عہد نہو پھر اگر کوئی یوں کہے کہ عہد خارجی پر کیا قرینہ ہے تو ہم کہینگے کہ عہد خارجی اصل ہے جبتک اسکی نہونیکا قرینہ باقتضا عموم کی نہووے یونہیں ہے توضیح تلویح اور محلی شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی میں اور یہاں عہد کے نہونے پر کوئی قرینہ نہیں ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی حدیث الماء طہور میں ان شاء اللہ تعالیٰ آویگی منتظر رہنا علاوہ یہ کہ جب برتن عام ہے تو تمہیں مضر ہے کیونکہ وہ برتن جو وہ درد ہو اس حکم میں داخل ہوگا سو جو جواب تمہارا وہی ہمارا ۱۲ اور یہ سب لگا یا گیا ہے تھوڑے پانی کے حکم میں علما کی نزدیک مع خلاف حد قلیل کے اور پہلی اوس مذہب کا ذکر ہو چکا ہے جسمیں پانیکی تغیر اور عدم تغیر کا اعتبار ہی اور یہ مذہب قوی ہے لیکن حد قلتین بہت

کلام ہے خاص کر اس روایت میں جو کہ ابن عباس سے مروی ہے اس لئے کہ کہا امام شافعی نے کہ ابن عباس سے یہہ
روایت معلوم نہیں ہوتی اور ہم نے کبھی نہیں سنا کہ زمزم کا پانی کہیں گیا ہے حالانکہ زمزم ہماری پاس سے
صبیا کہ بیہقی نے سنن کبیر میں کہا ہے قال الزعفرانی قال الشافعی رضی اللہ عنہ لا نعرفہ عن ابن عباس
ولم یعرفہ اہل العلم بالحدیث وقال الشافعی لا یعرف ھذا عن ابن عباس انتھی
اور کہا سفیان بن عیینہ نے ما رأیت احدا جاء بھذا غیر ابن جریج یعنی لم یجیء بھذا الحدیث غیر ابن جریج
انتھی یہہ ترجمہ کیا ہے لفظ حافظ فتح الباری کا جو کہ میں نے کسی چھوٹی اور بڑے سے یہہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی سے
یہہ سنا کہ زمزم کا پانی گیا ہے انتھی اور کہا بیہقی نے سنن کبیر میں قال ابو عبد اللہ الحافظ نا ابو الولید
الفقیہ نا محمد بن یعقوب نا الربیع قال سمعت سفیان بن عیینۃ یقول سمعت اباقدامۃ یقول سمعت سفیان بن عیینۃ یقول ما رأیت احدا
جاء بھذا الحدیث غیر ابن جریج یعنی حدیث الذنجی الذی قال انا رأیناہ فی زمزم انتھی اور حدیث سلام الحاجب حنفی نے محلی میں
کہا رواہ نعیم بن حماد عن ابن عیینۃ انا کنا نعد سبعین سنۃ او نحوہا کبیرا وفی روایۃ الزنجی وما سمعنا احدا یقول ترجت زمزم انتھی اور ابن طاہر
مقدسی نے تذکرہ میں کہا قال ابن ابی شیبۃ ان زنجیا رقی فی بئر زمزم فذہب الماء فیما یقال وروی عن سفیان بن
عیینۃ قال انا لنکذب بہذا الحدیث منذ سبعین سنۃ او نحوہا صغارا وکبارا یعنی حدیث الزنجی انتھی اور کہا ابو عبید نے کہ یہہ روایت
ترجح زمزم کی ایسی نہیں ہے کہ ثابت ہو کسی کے نزدیک اس حدیث سے ہم علماء کرام کہ آشنا ہیں کہ وہ نہ کہنے جانے
جیسا کہ سنن کبیر میں کہا ہے قال ابو عبید وکذلک لا ینبغی لان الآثار قد جاءت فی زمزم انہا لا تنزح انتھی
اور جو روایت ابن عباس کی اس باب ترجح زمزم کے سو لفظ ان مصنف نے ذکر نہ کیے شیبہ سے اور شرح معانی الآثار طحاوی
سے نقل کریں ہیں وہ سب نامقبول ہیں اس لئے کہ وہ منقطع ہیں کیونکہ راوی ان کا ابن عباس سے قتادہ ہے اور لیکن
روایتوں میں ابن سیرین ہے اور اندلفو کو ابن عباس سے ملاقات نہیں جیسا کہ بیہقی نے سنن کبری میں لکھا روایت

قوی ہی کیونکہ شیخین نے صحیح ہوگی ہے اور طحاوی نے بھی اوسکی صحت کا اقرار کیا ہے ۵۱ زعفرانی نے کہا ہے کہ ابو عبد اللہ شافعی نے کہا ہے کہ اس
قصہ کو ہم ابن عباس رضی سے نہیں جانتے حالانکہ زمزم ہمارے پاس ہے ہو چکی عبارت سنن کبری کی ۵۲ شافعی نے کہا ابن عباس رضی سے اہل اس
قصہ کو نہیں جانتے ہو چکی عبارت محلی کی ۵۳ روایت کی حافظ ابو عبد اللہ نے اور کہا کہ خبر دی ہمیں فقیہ ابو الولید نے کہا کہ روایت کی ہمیں
عبد اللہ بن شبرویہ نے کہا کہ سنا میں نے قدامہ سے کہا کہ سنا میں سفیان بن عیینہ سے کہتے تھے کہ میں مکہ میں ستر برس سے ہوں اور میں نے کسی چھوٹی بڑی کو
نہیں جانا کہ اس حدیث حبشی سے کو جانتا ہو وہ جو کہتے ہیں کہ زمزم میں حبشی گرا اور میں پانی نکلوانا بھی نہیں سنا ہو چکی عبارت
سنن کبرے کی ۵۴ اور نقل ہے ابن عیینہ سے کہ میں مکہ میں ستر برس سے ہوں میں نے کسے چھوٹے بڑے حبشی کا کوئی میں گرنا
اور پانی نکلوانا نہیں سنا ۵۵ اور وہ جو ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبشی کوئی میں گرا اور پانی نکالا گیا اوسکو بیہقی نے ضعیف کہا ہے
اور سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں ستر برس سے ہوں میں نے کسی چھوٹے بڑے کو نہیں دیکھا کہ حدیث حبشی کو جانتا ہو ہو چکی عبارت

ابن سیرین اور قتادہ کی ابن عباس سے کہا ہے فانھم لم یلقوا ابن عباس ولم یسمعوا منہ یہ کہا ورواہ جابر الجعفی عن ابی الطفیل عن ابن عباس ومرۃ عن ابی طفیل نفسہ ان غلاما وقع فی زمزم فنزحت وجابر الجعفی لا یحتج بہ ورواہ ابن لھیعۃ عن عمرو بن دینار عن ابن عباس وابن لھیعۃ لا یحتج بہ انتھی اور محدث سلام اللہ حنفی نے محلی میں کہا ہے وقد روی ابن ابی شیبۃ عن قتادۃ عن ابن عباس ان حبشیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فاخرجہ ثم قال اخرجوا ما فیھا من ماء وھذا منقطع انتہے اسی انقطاع کی نظر سے مولف نے راویوں کی سری سے نام اوس راویکا جو ابن عباس سے روایت کرتا ہے اوڑا دیا ہے یہ بیہودہ جالاکی کام نہ آئی کہ چوری پکڑی گئی وجہ ثانی نہ معارض ہونیکی حدیث زنجی کی حدیث قلتین کو یہ ہی کہنے فرض کیا کہ یہ روایت بجمیع طرق ثابت ہے لاکن آخر فعل صحابی کا ہے جبکو حدیث موقوف کہتی ہیں اور ظاہر ہے کہ حکم میں مرفوع کی جسکی یہ پہچان ہی کہ اوسمیں اجتہاد کو دخل نہو جیسا کہ خبر دینا امور ماضیہ کا یا آیندہ کا یا خبر دینا کہ فلاں کام سے اتنا ثواب ہوتا ہے یا اتنا عذاب ہوتا ہے نہیں ہی اور حدیث قلتین کی مرفوعہ ہے یعنے قول پیغمبر کا ہے اور صحیح موصول الاسناد جیسا کہ سمجھ کا غبار نہیں جیسا کہ عنقریب خوب ثابت کرینگے اور یہ قاعدہ ہی اہل اصول دین کا کہ حدیث موقوف حدیث مرفوع کی موقوف حجت نہیں ہوتی اور نہ اسکی معارض نہیں ہوتی جیسا کہ ابن نجیم حنفی بحر الرائق میں فرماتے ہیں وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ انتھی وھکذا فی کتب الاصول اور حدیث ابن عمر جو علی رضی سے مروی ہے وہ بھی ایسی وجہ سے معارض قلتین کی نہیں ہوسکتی کہ وہ موقوف ہی اور حدیث قلتین کی مرفوع اور اگر بطور فرض محال کے فرض بھی کیا جاوے کہ یہ تمام حدیثیں حدیث قلتین کی معارض ہیں تو بھی تو یہ نہیں لازم آتا کہ حدیث قلتین کی ترک کیجاوے اور ان حدیثوں کو ترجیح دیکر اسلئے کہ حدیث قلتین کی بھی صحیح اور جید ہے جیسا کہ عنقریب ثابت کیا جاویگا اور جمع اور موفقت اوسکی سا تھ ان حدیثوں کی ممکن ہے جیسا کہ علی التفصیل بیان کیا جاویگا اور یہ قاعدہ مقبول حدیث کا ہے جہانتک کہ احادیث صحیحہ متعارضہ میں جمع اور موفقت ہوسکی ترجیح کیطرف رجوع نہیں کرتی جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے والترجیح لا یصار الیہ مع امکان الجمع انتھی اور نخبۃ الفکر میں کہا ہے وان عورض بمثلہ فلا یخلو اما ان یمکن الجمع بین مدلولیھا بغیر تعسف او لا فان امکن الجمع فھو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع

مجمع البحار کے ۵۱ ابو عبید نے کہا ہی یہ روایت نہیں جانتے کہ کونسا ہے اور کہاں آیا ہی ۵۲ وہ دونو نہیں ملی ابن عباس سے نہ سنی اور نہیں سماعت دکھلاوی سی ۵۳ اور روایت کی جابر جعفی نے ابی الطفیل سے اور اوسنی ابن عباس سے نہ سنی اور کبھی ابی طفیل سے کہ ایک لڑکا زمزم میں گرا اور ابی کو پہنچا گیا حالانکہ جابر جعفی قوی نہیں جبکے روایت حجت نہیں گنی جاتی اور روایت کیا اوسی ابن لہیعہ نے عمرو بن دینار سے اور اوسنی ابن عباس سے اور ابن لہیعہ کی روایت بھی حجت نہیں گنی جاتی ۵۴ اور روایہ کی ابن ابی شیبہ نے قتادہ سے اور اوسنی ابن عباس سے نہ سنی کہ ایک حبشی زمزم میں گر کر مرگیا اور ایک آدمی نے اوترکر اوسکو نکالا اور ابن عباس نے کہا کہ اسکا پانی نکالو یہ روایت منقطع ہے جو کچھ عبارت محلی کی ۵۵ اور حدیث ۵۶ اگر معارض ہو

فلا یخلوا اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر فهو الناسخ والاخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلوا اما
ان یمکن ترجیح احدهما بوجه من وجوه الترجیح المتعلق بالمتن او بالاسناد اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیه
والا فلا انتهی مختصرا اور شیخ محمد اکرم حنفی کتاب لسان النظر فی توضیح نخبة الفکر مین فرماتے ہین قال ملا الهداد
فی شرح البزدوی التوفیق مقدم علی الترجیح انتهی اور تفصیل موفقت ہر ایک حدیث کی حدیث قلتین سی یہہ ہی کہ حدیث
لا یبولن کو معہ دونون حدیثون پہلیوالے کے بزعم موافق عام کہینگے اور حدیث قلتین کو اونکی حکم سی مخصوص ٹہراوینگی یعنی یون
کہینگے کہ قلتین کے ماسوائے ہر پانی پیشاب وغیرہ سی نجس ہو جاتا ہے اور جو بمقدار قلتین کی ہو وہ نجس نہین ہوتا
کذا قال الحافظ ابن حجر کما مر فی کلامه عن فتح الباری اور حدیث زنجی کو یون موافق کرینگی کہ عادت عوام وخواص کیسے
ہے کہ جبکہ پینے کے پانیمین کوئی چیز مکروہ طبعی اگرچہ وہ شرعاً پاک ہی ہو جیسی خاک وہول گاو وغیرہ پڑجاتی ہی تو اہل
پانیکو بن صاف کئے نہین پیتے ہی واسطے جبکہ بزعم مخالف زنجی کوئی عین گرا اور اسکا خون اور اوسکی نجاست کوئی
عین پانی پر ظاہر ہوئی تو اسکا از راہ نظافت اور لطافت کی پانی کہنچوایا ایسا ہی امام مجدد حضرت امام شافعی
نے اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فی حجة اللہ البالغہ مین حدیث زنجی کی سی جوابدیا ہے جیسا کہ سنن کبری
مین کہا ہے قال الشافعی لخالفیه قد رویتم عن سماک من حرب عن عکرمة عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال الماء
لا ینجسه شیء فتری ان ابن عباس روی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم خبرا وترکه انکانت هذه روایته ویروون عنه انه توضأ من
غدیر بدافجیفة ویروون عنه الماء لا ینجس فان کان شیء من هذا صحیحا فهو یدل علی ان لم یلزم لزم للنجاسة ولکن للتنظیف انکان فعل وزم للشرب
وقد کان الدم ظاهرا علی الماء انتهی اور کہا محلی مین قال الشافعی لا یعرف هذا عن ابن عباس وانکان قد فعل فلنجاسة ظهرت علی الماء للتنظیف انتهی

کہ یا تو بلا تکلف دونو حدیثون مین جمع ممکن ہوگی یا نہین سو اگر جمع ممکن ہو تو اس قسم کا نام مختلف الحدیث ہے اور اگر جمع ممکن نہو تو اس سے
خالی نہین کہ تاریخ معلوم ہوگی یا نہین سو اگر تاریخ جانی جاوے اور پہلی حدیث ثابت ہووی تو وہی ناسخ ہے اور دوسری منسوخ اور اگر تاریخ نجانی جاوے
تو اس سے خالی نہین کہ ایک کے ترجیح قوة سند یا صحت متن حدیث کی سبب سے ممکن ہوگی یا نہین سو اگر ترجیح ممکن ہے تو اوسکی طرف رجوع متعین ہوگا اور نہین تو
نہین ہوچکی عبارت نخبہ کی بطور خلاصہ کے ۵۱ کہا ملا الہداد فی شرح بزدوی مین موفقت کو زیادہ حدیثون مین مقدم ہے ترجیح سے
۵۲ یون نہین کہا ہے حافظ ابن حجر فی جا پنجہ فتح الباری سے اونکا کلام نقل ہوچکا ۵۳ امام شافعی رح نے اپنے مخالفون سے
کہا کہ تمنی سماک اور حرب اور عکرمہ سے اور عکرمہ سی جو ابن عباس رض سے یہہ روایت کی ہی کہ آنحضرت نی فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین
کرتی سو تمہین کیا یہہ گمان ہے کہ ابن عباس رض آنحضرت سی ایک حدیث روایت کرین اور باوجود اسکی کہ وہ اونکی روایت صحیحہ ہو اوسکو
چہوڑدین اور اونہین سی ایسی حوض کی پانی سی وضو کرنا روایت کرتی ہو جسمین نجاست پڑی تہی اور اونہین سی یہہ کہ پانی نجس نہین ہوتا اگر
انمین سے کوئی روایت صحیح ہے تو وہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ زمزم کا پانی بسبب پاک ہونیکی نہین کہنچا گیا بلکہ اگر کہنچا گیا ہی ہو تو ظاہر ہے
صفائی کے لئے کہنچا گیا ہے کیونکہ وہ پینے کا پانی تہا اور اوس جسمی کا خون اوسپر جیسا کیا تہا ہوچکی روایت سنن ابی داؤد کی

اور کہا جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہ ازالۃ الخفاء میں بالفرض والتقدیر اگر آثار المنقولۃ عن الصحابۃ والتابعین کا ثبوت الزیلعی فی الزنجو علی رضی اللہ عنہ فی الغارۃ والشعبی والنخعی فی الباب سو یہ آثار ہیں جن کی صحت پر محدثین کی گواہی ہے اور ان کو لوگ اوپر متفق ہوئے ہیں اور بر تقدیر صحت ان آثار کے یہ کہنا کہ وہ ہمارے مذہب کا کیونکر اور صحابہ کے کونسے قول اور فعل پر ہے کہ اس کے موافق ہو کر عمل کرنا ہمارے مذہب کے واسطے ہو سکے کہ شرعی کو حد ہر جگہ اپنے ہی مذہب کے فقیہ میں ڈھونڈھنا اور سوا اس احتمال کے کچھ کہنا شنوا ہے حاصل کلام کا اس باب میں کوئی ایسی روایت نہیں جس سے استدلال کیا جاوے اور دلیل کیا جاوے اور روایت فقیہ کی خوب ثابت ہے بلا شبہ بہ نسبت ان سب آثار کے اور یہ خوب ہے کہ ایسے روزمرہ کی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم اپنے بندوں پر نہ فرمایا ہو اور آنحضرت صلعم نے اوسی کو بیان کیا اور صحابہ اور تابعین میں نہ پہلا اور ایک حدیث ہی اوسمیں نہ مروی ہوئی اگے اللہ بیان ہو چکی عبارت حجۃ اللہ کی اور بعض کہتے ہیں کہ حرف فالفرج برابر لفظات کی حبشی کی حدیث میں دلالت کرتی ہے کہ شب بچے نکاح کے حکم کا سو حبشی کے پانے میں مرجا ئیگے اور کوئی سبب نہیں جسکی کہ اس حدیث میں زنی ماعز فہم اور سہو ہی رسول اللہ فسجد تو میں پہلے تو یہ کہتا ہوں کہ اس بات کا کلی ہونا مسلم نہیں کیونکہ حدیث ابی جحیفہ میں ہے جسے نیغیں نے روایت کیا خرج رسول اللہ بالہاجرۃ بالبطحا وقتضا اور یہاں اسکا نکلنا سبب ضعف کا نہیں ورنہ یہ ہوگا کہ جو آپ نکلتی تو باوجود نماز کیوقت اسکی مصنوکرتی اور یہ تو کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا اور دوسرے یہ کہ ہمنے مانا کہ ظاہر معنے ویسی ہی ہیں جیسی بعضی لوگوں کے

ف کہا امام شافعی نے یا ابن عباس سے نہیں پہنچا ہے اور اگر یہی ہو تو واسطے کہ [illegible] اور وہ آثار جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں جیسے عمر رضی اللہ عنہ کی باب میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو [illegible] اور اثر نخعی اور شعبی کا بلکہ باب میں سو یہ آثار [illegible] جن کی صحت پر محدثین کی گواہی ہے اور ان کو لوگ اوپر متفق ہوئے ہیں

الدلائل ای جمعا بین هذا الحدیث للنجی علی تقدیر صحتها وحدیث القلتین الصحیح الثابت کما یثبت صحة عنقریب و حدیث بیر بضاعة الصحیح کما سیجیء ذکره فافهم اور حضرت علی رض کی حدیث سی یون موافق کرینگے کہ حکم دینا حضرت علی کا واسطی اخراج پانی اس کنوئین کی جسمین کوئی پیشاب کردے اس نظر سی نہین تہا کہ کنوان پیشاب سی نجس ہوجاتا ہے بلکہ اس نظر سے تہا کہ اگر اس آدمیکی پیشاب کرنیسے درگذر کیا جاوے تو آیندہ کو اور کوئی پیشاب کردیگا یہانتک کہ رفتہ رفتہ پانی کے اوصاف مین تغیر واقع ہوگا اور یہہ طبع کی بہی مخالف ہی ایسا ہی جواب دیا ہے محققین شافعیہ نی علی رض کے قول سے جیسا کہ کہا محلی مین واجاب الشافعیة عن حدیث النهی عن البول بانه انما نهی عنه لئلا یکون منجرا الی التنجیس الماء وتغیره بافتداء الناس بذلك الرجل ولئلا یتنفر عنه طبعا لا شرعا انتهے اور ایسا ہی کہا ہی حضرت مولف تنویر نے مظاہر حق ترجمہ مشکوة مین درباب نجس ہونی پانی کثیر کے پیشاب وغیرہ سی چنانچہ بذیل حدیث لا یبولن احدکم فی الماء الدائم کے فرماتے ہین ف مراد پانی سی یہان پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکہتا ہے اور نجس نہین ہوتا پیشاب وغیرہ سی اور نہانا اوسمین جایز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اگرچہ وہ نجس نہین ہوتا لیکن اوسمین پیشاب کرنا خوب نہین شاید کہ اوسکی دیکہادیکہی اور یہی پیشاب کرین اور عادت اسکی پکڑین اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہوجاوے یعنے رنگ اور مزہ اور بو بدل جاوے انتہے پس جبکہ ہماری نزدیک پانی کثیر ٹہرا کنوین کا تو ہم کو کون مانع ہے اوس تاویل سے بیچ حدیث علی کی جو اختیار کی ہی مترجم صاحب نے حدیث لا یبولن مین اور اگر اس حدیث اور حدیث زنجی مین تاویلین نکرین تو سوائی بربادی حدیث صحیح قلتین کے ایک اور ایسی صحیح حدیث جسکے صحت مین کسیکو کلام نہین یہانتک کہ حضرت مولف بہی اوسکی صحت کی مقر ہین یعنے حدیث بیر بضاعہ کے باطل ہوجائیگی بیان اسکا یہہ ہے کہ ایک کنوان جسکو بیر بضاعہ کہتے ہین ایسا تہا کہ اوسمین حیض کی لتی اور کتی مرے ہوئے کا گوشت اور ناپاکیان متعفن پڑجایا کرتی تہین پہر اوسکی پانی کا حال کسی نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا تو حضرت نی فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتے جیسا کہ روایت کی ہی ترمذی نی ساتہہ ایسی اسناد کی جسکے سب راوی ثقہ ہین ابوسعید خدری سی قال قیل یا رسول اللہ انتوضا من بیر بضاعة وهی بیر یلقی فیها الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان الماء طهور لا ینجسه شیء اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے

قول سی اوپر بیان ہوئی لیکن ہمنے دلیلون کی موافقت کرنیکے لئے معنے ظاہر سے تاویل کرلی اور وہ دلیلین برتقدیر صحت کے ایک تو حبشی والی حدیث ہے اور دوسرے حدیث قلتین کی جوابات اور صحیح ہے چنانچہ اوسکی صحت آگی مذکور ہوگی اور حدیث بیر بضاعہ کی جسکا ذکر آگی آویگا سمجہہ لے تو اس مقام کو ۱۲ اور جواب دیا ہی شافعیون نے پانی مین پیشاب کرنیکی حدیث سی اسطرح کہ وہ نہی اسلئی ہی کہ رفتہ رفتہ آخر کو پانی متغیر ہوکر نجس ہوجاوے کیونکہ ایکے دیکہادیکہی اور لوگ بہی پیشاب کرینگی اور اسطرح کہ اس نہی مین نفرت طبعی ہے شرعی نہین ہوچکی عبارت محلی کے ۱۳ نہ پیشاب کرے کوئی کہڑی پانی مین ۱۴ ابوسعید خدری کہتی ہین کہ آنحضرت صلعم سے لوگون نے پوچہا کہ کیا بیر بضاعہ

بہی اور کہا ترمذی نے ھذا حدیث حسن وفی الباب عن عائشۃ وابن عباس یعنے یہہ حدیث حسن ہے اور اسباب مین عائشہ اور ابن عباس سے بہی روایت ہے اور کہا امام احمد نے اور یحیے بن معین نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بحر الرائق مین کہا ہے قال الامام احمد ھو حدیث صحیح انتہی اور محلی مین کہا ہے وصححہ احمد وابن معین انتہی اور جناب مؤلف کا کلام جسمین اسکی صحت کا اقرار ہے آگے آویگا پہر اگر کہو کہ ابن عباس اور علی نے کنوین کو وقوع نجاست سے نجس سمجہہ کر تمام پانیکی نکالنی کا حکم دیا تہا تو مقتضائی اس حدیث مرفوع کا بہی باطل ہوتا ہے وہو کما ترٰی اگر کہو کہ بیر بضاعہ اس جہت سی پاک تہا کہ وہ جاری تہا طرف باغون کی پس وہ حکم مین نہر جاری کی ہوا تو حدیث زنجی وغیرہ بظاہر معنی معارض بیر بضاعہ کی نہوئی اور حدیث بیر بضاعہ کی باعث تاویل کی حدیث زنجی مین نہوئی تو کہا جائیگا کہ راوی اسکا کہ وہ بیر بضاعہ باغون کیطرف جاری تہا واقدی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین انہا کانت طریقا للماء جاریا الی البساتین علی ما اخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن جعفر بن ابی عمران عن محمد بن الشجاع البلخی بسندہ الی الواقدی انتہی وکذا فی بحر الرائق اور یہہ واقدی متروک الحدیث ہی اور حدیثین وضع کیا کرتا تہا کہا یہہ نسائی نے جیسا کہ کہا ابن حجر نے تقریب مین محمد بن عمر بن واقد الاسلمی الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک مع سعۃ علمہ من التاسعۃ اور کہا نور الدین علی نے منتخب تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ کی محمد بن عمر الواقدی قال النسائی یضع الحدیث انتہی اور کہا بیہقی نے کہ واقدی کی حدیث سی حجت نہ پکڑنی چاہیے خاص کر اس حدیث مین کہ مرسل ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین ولکن قال البیہقی الواقدی لا یحتج بحدیثہ فضلا عما یرسلہ انتہی وکذا قال فی بحر الرائق وما قال بعد قلنا قد اثنی علیہ الداودی وابو بکر بن العربی وابن الجوزی فجوابہ ما فی المحلی من انہم لیسوا من اھل الجرح والتعدیل وان سلم فالجرح مقدم علی التعدیل حیث عین الجارح لما سبب الجرح ای وضعہ

وضو کرین ہم تو لیونکہ وہ ایسا کنوان ہے جسمین ناپاک کپڑے اور مردار گوشت ڈالی جاتی ہین تو آپنے فرمایا کہ بلاشک پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی ۵۱ یہہ حدیث حسن ہے اور اسباب مین حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی سی روایت ہے ۵۲ کہا امام احمد نے یہہ حدیث صحیح ہے ہوچکی عبارت بحر الرائق کی ۵۳ اور صحیح کیا ہی اسکو امام احمد اور ابن معین نے ہوچکی عبارت محلی کی ۵۴ پانی بیر بضاعہ کا باغون کیطرف جاری تہا بارہوین روایت کی جسی الحسن نے شرح معانی الآثار مین جعفر بن ابی عمران سے اور اوسنی محمد بن شجاع بلخی سی اور اوسنے اپنے سلسلہ کو واقدی تک پہونچایا ہے ہوچکی عبارت محلی کی اور بحر الرائق مین بہی یونہین ہے ۵۵ محمد بن عمر بن واقد اسلمی واقدی مدنی قاضی بانسدہ بغداد کی روایت باوجود فراخ علم ہونی اوسکے ترک کردی گئی ہے اور وہ نوین طبقہ مین سی ہے ۵۶ محمد بن عمر واقدی واقدی نسائی نے کہا کہ حدیث بناتا تہا ہوچکی عبارت مختصر نور الدین کے ۵۷ لیکن بیہقی نی کہا ہی کہ واقدی کی حدیث سی حجت نہین پکڑی جاتی جبکہ وہ حدیث جو مرسل ہو ہوچکی عبارت محلی کے اور یونہین ہے بحر الرائق مین اور وہ جو یہہ کہا ہے کہ داؤدی اور ابو بکر بن عربی اور ابن جوزی نی اوسکی تعریف کی ہی تو اسکا جواب وہی ہے جو محلی مین ہے کہ یہہ لوگ جرح اور تعدیل کے

الاحادیث ولم ینف المعدلون ذلك السبب الخاص فلا یکفی مجرد الشاء وسیجئ عنقریب تحقیق تقدیم الجرح علی التعدیل مع الشاهد والدلیل فافهم وانتظر اور نقل کیا ہی ابن طاہر حنفی نی کہ واقدی بڑا جھوٹا ہے اور اپنے رائی کی خاطر حدیثون کی اجل کر نمین حیلہ سازیان کیا کرتا تہا جیسا کہ مجمع البحار مین فرماتی ہین قیل لکذاب احتال فی ابطال الحدیث نصرة للرای فان یدہ بضاعة مشهورة فی الحجاز بخلاف ما حکی عن الواقدی انتہے سپس ثابت ہوا کہ کوئی حدیث متفق علیہ غیر متفق علیہ حدیث قلتین کو ساقط اور متروک العمل نہین کرتی اگر صحت حدیث قلتین کی ثابت ہو جاوے لہذا احادیث قلتین کی صحت کیجاتی ہے اور مؤلف کی چارون وجہونکو نقل کرکے اونسی بخوبی جواب دیا جاتا ہی تو سنو **قال** المؤلف پس کہتے ہین ہم کہ حدیث قلتین کے نہین ہے قابل سند کی اور قابل قبول کرنیکے ساتھہ چار وجہ کے وجہ اول یہہ ہے کہ بتحقیق حدیث قلتین کے ضعیف ہی کہ ضعف بیان کیا ہکا ایک جماعت نی محدثین مین سی جیسا کہ کہا زلعی نے بیچ شرح کنز الدقایق کے ان حدیث قلتین ضعیف ضعفه جماعة المحدثین حتی قال البیهقی من الشافعیة انه غیر قوی وترکه الغزالی ورویانی مع شدة اتباعهما الشافعی رحمهم الله لضعفه انتهی کلام الزیلعی اور کہا شیخ کمال الدین نے بیچ فتح القدیر کی هذا الحدیث ضعیف ضعفه الحافظ ابن عبد البر والقاضی اسمٰعیل بن ابی اسحاق وابو بکر بن العربی المالکیون انتهی کلام ابن الهمام اور کہا صاحب قاموس نے کہ وہ شافعی مذہب ہے بیچ سفر سعادت کی کہ حاصل اسکا یہہ ہے ضعفه بعض المحدثین وصححه بعضهم انتهی اور کہا بیچ کتاب تہذیب کی ماذهب الیه الشافعی من حدیث قلتین مذهب ضعیف انتهی اور کہا دبوسی نی اپنے کتاب اسرار مین وهو حدیث ضعیف انتهی اور کہا صاحب ہدایہ نی بیچ ہدایہ کی انه ضعیف ضعفه ابوداؤد اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ امام ہے امامون حدیث کی سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا انتہی یثبت هذا الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم نقله الشیخ عبد الحق فی شرح المشکوة

امام نہین ہین اور اگر یہہ امر ان بہی لیا جاوے تو جرح تعدیل پر مقدم ہے جہان کہ جرح کرنیوالا سبب جرح کا بیان کردی مثلا جہان نسائی نے سبب حدیث کا بتا نا بتا دیا ہے اور تعدیل کرنیوالون نے اوسکی نفی نہین کی اور فقط یونہین تعریف کرنا کفایت نہین کرسکتا اور عنقریب تحقیق اسکی آویگی کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اسکی دلیل بیان ہوگی اور نظیر پیش کیجاویگی سمجھہ لے وانتظرہ ۵۱ کہا گیا ہے کہ بڑا جھوٹا ہے اپنے رائے کے مددگار کیلئی حدیثون کو جھٹلانیمین حیلہ کیا کرتا تہا کیونکہ یہ بضاعتہ لوگونکا عرب مین دیکہا ہوا ہے اور وہ اوسکی مخالف روایت کرتا ہے جو کی عبارت مجمع البحار کے ۵۲ حدیث قلتین کے ضعیف ہے ایک جماعت محدثون نی اوسکو ضعیف کہا یہانتک کہ بیہقی نے کہ گروہ شافعیہ مین سی ہی کہا ہے کہ وہ حدیث قوی نہین ہے اور امام غزالی نی اوسکو بسبب ضعیف کی چہوڑ دیا ہے اور رویانی نے بہی باوجود یکہ وہ بڑے پیرو شافعی کے ہین ہو چکا کلام زیلعی کا ۵۳ یہہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسماعیل بن ابی اسحاق اور ابوبکر بن عربی مالکیون نے اسے ضعیف کہا ہے ہو چکا کلام ابن ہمام کا ۵۴ ضعیف کیا ہے اوسکو بعضے محدثون نی اور بعضون نے صحیح کیا ہے ہو چکی عبارت صاحب قاموس کی ۵۵ وہ قلتین کی حدیث جسکو شافعی گئے ہین مذہب ضعیف ہے ہو چکے جبات تہذیب کے ۵۶ وہ حدیث ضعیف ہے ۵۷ وہ ضعیف ابوداؤد نے

النووی اور ابن الہمام کی اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ تحقیق حنفیہ اور مالکیہ متفق ہوئی ہین اوپر ضعف اس حدیث قلتین کی اگرچہ مختلف ہین ہم بیان کرینگے وجہ ضعف کی **اقول** یہہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کہنا اسکو بوجہ معقول اور بی دلیل نامقبول ہے پہلے اوپر لا صحت حدیث کی ثابت کیجاتی ہے بعد اسکی مضعفین کے کلام سی جواب دیا جاویگا تو سنو کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور سبکی اسانید قوی اور جید ہین ترمذی کی یہہ اسناد ہی حدثنا ھناد نا عبدۃ عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اور راوی اسکی سب ثقہ اور صادق ہین اما الاول فھو ثقۃ واما الثانی فھو ثقۃ ثبت والثالث صدوق والرابع ثقۃ والخامس ثقۃ والسادس ھو ابن عمر وھو احد المکثرین من الصحابۃ کذا ذلک فی تقریب التہذیب اور ابو داؤد کی ایک اسناد تو یہہ ہے حدثنا ابن العلاء وعثمان بن ابی شیبۃ والحسن بن علی وغیرھم قالوا حدثنا ابو اسامۃ عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ الحدیث اسکی بھی سب راوی ثقات ہین اما الاول فھو ثقۃ حافظ والثانی ای فی الذکر دون المرتبۃ ثقۃ حافظ والثالث ثقۃ حافظ لہ تصانیف والرابع اسمہ حماد بن اسامۃ ومشھور بابی اسامۃ وھو ثقۃ ثبت والخامس صدوق والباقون مر ذکرھم فی رجال الترمذی اور دوسری اسناد اسکی یہہ ہے حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا حماد ح وحدثنا ابو کامل قالا نا یزید یعنی ابن زریع عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر قال ابو کامل بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ نحوہ اسکی راوی بھی سب ثقہ ہین اما الاول فھو ثقۃ ثبت قالہ العسقلانی ثم قال ولا التفات الی قول ابن خراش تکلم الناس فیہ انتھی والثانی ھو ابو اسامۃ

ف۱ روایت کی ہمین ہناد نی کہا روایت کی ہمین عبدۃ نی محمد بن اسحق سے اونہون نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر اونہون نے ابن عمر سی کہا کہ سنا مینے آنحضرت صلعم سے آخر حدیث تک ف۲ پہلا شخص اور چوتھا اور پانچوان ثقہ ہے اور دوسرا ثقہ اور ثبت اور تیسرا صدوق ہے اور چھٹے ابن عمر اور وہ ایک کثرین صحابہ مین سے ہین یہہ سب تقریب التہذیب مین ہے ف۳ روایت کی ہمین ابن علاء اور عثمان بن ابی شیبہ اور حسن بن علی وغیرہ نی اور کہا کہ روایت کی ہمکو ابو اسامہ نے ولید بن کثیر سے اونہون نے محمد بن جعفر بن زبیر سی اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک ف۴ پہلا شخص ثقہ حافظ ہے اور دوسرے جگہ جو شخص مذکور ہی وہ ہے، ثقہ حافظ ہے اور تیسرا بھی حافظ ثقہ ہے اور صاحب تصانیف ہی اور چوتھے کا نام حماد بن اسامہ ہے اور ابی اسامہ کر کی مشہور ہے وہ ثقہ اور ثبت ہے اور پانچوان صدوق ہے اور باقی ماندون کا ذکر ترمذے کے راویون کے ذیل مین گذر چکا ف۵ روایت کی ہمکو موسے بن اسمعیل نے اور کہا کہ روایت کی ہمین حماد نے ح اور کہا روایت کی ہمین ابو کامل نے کہا روایت کی ہمکو یزید یعنے ابن زریع نے محمد بن اسحاق سی اونہون نے محمد بن جعفر سے کہا ابو کامل نے بن زبیر اور اونہون نے روایت کیے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اور اونہون نے روایت کی اپنے باپ سی مثل گذشتہ کی ف۶ پہلا شخص ثقہ اور ثبت ہی ابن حجر عسقلانی کہا ہے پھر کہا ہے ہمین خیال کرنا چاہیے اوسطرف وہ جو ابن خراش نے کہا ہے کہ لوگون نے اس شخص کے باب مین کلام کیا ہے اور دوسرا وہ ابو اسامہ

حماد بن اسامة ثقة ثبت والثالث وهو فضيل بن حسين ابو كامل ثقة حافظ والرابع ثقة ثبت و
الباقون مر ذكرهم اور تیسری اسناد یہہ ہے ثنا موسی بن اسمٰعیل قال حدثنا حماد قال انا عاصم بن المنذر عن عبيد الله
ابن عبد الله بن عمر قال حدثني ابي الحديث اسکے راوی بہی وہی ہین جنکا ذکر گذرا مگر ایک عاصم بن المنذر سو وہ بہی
صدوق ہین کل ذلك في التقريب للعسقلاني اور نسائی کی اسناد یہہ ہے اخبرنا هناد بن السري والحسين بن حريث
عن ابي اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابيه الحديث اسکی راوی بہی
وہی ہین مگر ایک حسین بن حریث سو وہ بہی ثقہ ہین قاله في تقريب التهذيب اشیاے ابن خزیمہ اور ابن ماجہ کی اسناد کو
سمجھا چاہیئے حاصل یہہ کہ یہہ حدیث جتنی طریقون سی مروی ہی سبکی راوی ثقات ہین اور اگر بالفرض کسی ایک راوی مین
کچہ عیب نکالوگی تو اوسکی تقویت دوسرے راوی سی قائم مقام اوسکی ہوجاویگی غرض کہ روایت کی جہتہ سی حدیث قلتین مین
ضعف کا نام نہ لے سکوگی اور حالانکہ مدار صحت اور سقم اور قوت اور ضعف حدیث کی راوی ہوتی ہین پس اسیقدر تعدیل رواۃ کی
سی صحیح ہونا حدیث قلتین کا ثابت ہوگیا اور باینہمہ اقوال ائمہ جرح اور تعدیل کے متضمن صحت اس حدیث کی سمجہنی چاہیئے تو واضح
ہو کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی کا اور امام احمد بن محمد بن حنبل کا اور امام اسحٰق کا اور امام ابو عبید کا اور امام ابو ثور کا
اور ایک جماعت کا محدثین مین سے اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا محلی مین وقال الشافعي
واحمد ما بلغ القلتين فهو كثير لا ينجس بوقوع النجاسة وبه قال اسحاق وابو عبيد وابو ثور وجماعة من اهل الحديث
منهم ابن خزيمة اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوائی غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے اور ردالمحتار مین لکہا ہے ان المجتهد
اذا استدل بحديث كان تصحيحا له كما في التحرير وغيره انتهى یعنے عمل کسے مجتہد کا اوپر کسی حدیث کی تصحیح ہے اوس
حدیث کی پس امام شافعی اور امام احمد اور اسحٰق اور ابو ثور اور جماعت دیگر مصحح ہوئی اس حدیث کی اور تصحیح کی ہے اس حدیث کے
ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور دار قطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا محلی مین وصححه ابن خزيمة وابن حبان والدارقطني انتهى

حماد بن اسامہ ثقہ اور ثبت ہی اور تیسرا وہ فضیل بن حسین ابو کامل ثقہ حافظ ہے اور چوتہا ثقہ ثبت ہی اور باقی کا ذکر گذر چکا ۱۲ روایت
ہمکو موسی بن اسماعیل نے اور کہا روایت کی ہمین حماد نے اور کہا روایت کی ہمین عاصم بن منذر نی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اور کہا مجہی
میرے باپ نے آخر حدیث تک ۱۲ یہہ سب عسقلانی کی تقریب مین ہے، ۱۳ روایت کی ہمین ہناد بن سری اور حسین بن حریث نی ابی
اسامہ سے اور اونہون نے ولید بن کثیر سے اور اونہون نی محمد بن جعفر سے اور اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سی اونہون نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک
۱۴ اور کہا شافعی اور امام احمد نی جو بانی حد قلتین تک پہونچ جاوے تو وہ کثیر ہے نجاست کی گرنی سی ناپاک نہین ہوتا اور ایسا ہی
کہا ہے اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ایک جماعت اہل حدیث نی اونمین ہی سی ابن خزیمہ ہین ۱۵ بلاشک جبوقت دلیل پکڑی کو
مجتہد کسے حدیث سی تو وہ اوس حدیث کا باعث صحت ہوجاتا ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ مین ہے، ہوچکی عبارت ردالمحتار کی ۱۶
اور صحت کی ہے اسکے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور دار قطنی نے ہوچکے عبارت محلے کے

کہا بلوغ المرام مین وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم انتھی اور کہا حاکم نی یہہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اسکو سطی روایت نہین کی کہ اسمین ولید سی اسناد مین کچھ خلاف واقع ہوگیا ہے جیسا کہ کہا محلی مین وقال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ لخلاف فیہ عن الولید بن کثیر انتھے اقول اس اختلاف کا جواب ہم دینگی عنقریب اور کہا یحیی بن معین نی کہ یہہ حدیث خوب پختہ ہے اور کہا بیہقی نے یہہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا منذری نے اسکی اسناد جید ہے اور سپر کسیطرح کا غبار نہین جیسا کہ کہا محلی مین وقال ابن معین جید وقال البیھقی موصول صحیح وقال المنذری اسنادہ جید لا غبار علیہ انتھی اور کہا ابن ماجہ نی کہ یہہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بحر الرائق مین ضمن مین ایک اعتراض کی کہ جسکا جواب بی دلیل ہے قلت صححہ ابن ماجۃ وابن خزیمۃ والحاکم وجماعۃ من اھل الحدیث انتھی بلکہ حضرت طحاوی حنفی نی جسنے تائید حنفی مذہب کی اپنے نفس پر واجب کرلی ہی اور جہانتک بن آتی ہے حنفی مذہب کی مددگاری کرتا ہی جسکی حق مین شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تبستان المحدثین مین فرمائی ہی بہرحال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ انتھی لاچار ہوکر اقرار کرلیا ہے کہ حدیث قلیتین کی صحیح ہے اور ثابت اگرچہ ہذا اضطراب معنی قلتین کا پیش لایا ہے لاکن ہم اس سی بہی جواب دینگی انشاء اللہ تعالی اور یہہ ہی کلام طحاوی کا شرح معانی الآثار مین خبر القلتین صحیح واسنادہ ثابت لاکن انما ترکناہ لانا لا نعلم ما القلتان انتھے اور کہا محلی مین و اعترف الطحاوی بصحتہا انتھی اور کہا فتح الباری مین الفصل بالقلتین اقوی بصحۃ الحدیث فیہ وقد اعترف الطحاوی من الحنفیۃ بذلک انتھی اقول اعتراف طحاوی حنفی کا سخت حجت ہی حنفیہ پر الحاصل حدیث قلیتین کے صحیح اور ثابت اور اسناد اوسکی جید اور راوی اوسکی ثقات اور یہی وجہ اور یہی نظر سی صحیح کہا ہے اسکو امام شافعی نے اور امام احمد بن حنبل نے اور امام اسحق نی اور امام ابو عبید نے اور امام ابو ثور نے اور ابن خزیمہ نی اور ابن حبان نے اور ابن ماجہ نی اور دارقطنی نی اور بیہقی نی اور حاکم نی اور یحیی بن معین نی اور علامہ منذری نی اور طحاوی نے پس

۵۱ اور سوت کی اسکی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور حاکم نی ہوچکی عبارت بلوغ المرام کی ۵۲ اور حاکم نی کہا ہی کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نی بسبب اوسر خلاف کی جو ولید بن کثیر سے ہے اسکو روایت نہین کیا ہوچکی عبارت محلی کی ۵۳ اور کہا ابن معین نے یہہ اسناد جید ہے اور بیہقی نے کہا موصول صحیح ہے اور منذری نی کہا جید ہے اسپر کچھ غبار نہین ہوچکی عبارت محلی کی ۵۴ بلاشک صحت کی ہی اوسکی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم اور ایک جماعت اہل حدیث نی ۵۵ حدیث قلیتین کی صحیح ہی اور اسناد اوسکی ثابت ہی لیکن ہمنے اسلئے اوسپر عمل نہین کیا کہ ہم قلیتین کے معنے نہین جانتے ۵۶ اور اقرار کیا طحاوی نے اوسکی صحت کا ہوچکی عبارت محلی کی ۵۷ حاصل قلتین کے بہت قوی ہے بسبب صحیح ہوجانے حدیث کے اسباب مین اور حنفیون مین سے طحاوی نے بلاشک اوسکی صحت کا اقرار کیا ہوچکی عبارت فتح القدیر کی ؛

اب کلام سی اون لوگون کے جو ان حدیثون کو ضعیف کہتے ہین جواب دینا چاہیے تو واضح ہو کہ جنکا مولف نی ذکر کیا ہے
اون سبھون کی کلام سے ضعف حدیث قلتین کا ثابت نہین ہوتا اسلی کہ بیہقی کی اوس قول کی جو زیلعی نی نقل کیا ہے
یہہ معنی ہین کہ یہہ حدیث ایسی قوی نہین کہ علی شرط الشیخین ہے یہہ معنی کہ ضعیف ہی ورنہ وہ کلام بیہقی کا جو محل
مین منقول ہو چکا ہے بی معنی ہو جاویگا اور ضعیف کہنا غزالی کا اور رویانی کا اور دبوسی کا اور صاحب ہدایہ کا اور شیخ
ابن الہمام کا اور بعضی مالکیون کا حدیث کو ضعیف نہین کر دیتا کیونکہ یہہ لوگ مقلدین ہین ائمہ جرح اور تعدیل مین سے
نہین ہین ایسے ایسے سیکڑون علما شافعی اسکی تصحیح کر رہے ہین تو جیسا کہ ہمنے ان سب کے تصحیح پر اعتماد نہین کیا ایسا ہی
اون علما کی جرح کا جنکا مولف نی شمار کیا ہے یہی خیال بچا ہے اب ابن ضعیف کہنا ابن عبد البر کا اور ابو داؤد کا اور
علی بن المدینی کا سو البتہ جرح انکا پایہ اعتبار مین ہے لیکن اگر بیان سبب اور دلیل ہو تو معتبر ہے ورنہ بے بیان سبب الفا
جرح بھی مقبول نہین ہوتی جیسا کہ وجیہ الدین علوی اسی ابن عبد البر سی حاشیہ شرح نخبہ مین نقل کرتے ہین اور زیلعی نی
وقد عقد ابن عبد البر فی کتاب العلم بابا لکلام المعاصرین بعضہم فی بعض وراٰی ان اھل العلم لا یقبل جرحہم الا ببیان واضح انتھی
اور سوائی اسکی اوروں نی بھی یہی مذہب لیا ہے کہ جرح کسیکا بی بیان سبب کے قبول نہین کیا جاتا جیسا کہ کہا ہی شرح نخبہ اور
حاشیہ علوی مین والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ لکن محل التفصیل وھو انہ مقدم ان صدر مبینا سببہ من عارف
باسبابہ لا ان کان غیر مفسر لم یبین سببہ مثل قولہم فلان ضعیف وفلان لیس بشیٔ ونحو ذلک مقتصرا علی ذلک لم یقبل
فیمن ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح وما لا یجرح فیطلق احدھم الجرح بناء علی امر اعتقدہ وجرحا لیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من
بیان سببہ وان صدر من غیر عارف باسبابہ یعتبر بدایہ وھو ظاھر انتھی اور کہا شرح نخبہ مین قبل اس کلام کے قال الذھبی وھو من اھل الاستقراء التام فی نقد
الرجال لم یجتمع اثنان من علماء ھذا الشان قط علی توثیق ضعیف ولا علی تضعیف ثقۃ انتھی ولھذا کان مذھب الشافعی ان لا یترک حدیث الراوی حتی یجتمع الجارحان علیہ

---

۱ اور بلا شک ابن عبد البر نے ہمعصر لوگون کے کلام کو نہین ایک باب منعقد کر کے کہا ہے کہ اہل علم ان ہمعصرون کی جرح بغیر بیان کے قبول نہین کرتی ۲ اور جرح مقدم
تعدیل پر اگرچہ ایکجماعت نے علی الاطلاق یہی کہا ہے لیکن یہہ بات تفصیل طلب ہے، وہ یہہ ہے کہ جرح جب مقدم ہے کہ کوئی جارح کی سبب کا جاننی والا سبب
جرح کرے کیونکہ اگر سبب جرح کا بیان نکیا مثلا کہدیا کہ فلانہ ضعیف ہی یا فلانہ ہیچ پوچ ہے یا اور کوئی ایسا ہی لفظ کہدیا تو کسی شخص نی ثابت العدالت کو ہمہ
کہنا مضر نہو گا کیونکہ لوگ اون باتون مین جرح کرتی ہین اور نہین کرتین مختلف ہین سو بعضون نے وہ باتین جو اونکی اعتقاد مین جرح ہین یہہ حالانکہ
نہین ہین حالانکہ حقیقت مین وہ جرح نہین ہے سو اس بنا پر جرح کا بیان ضرور ہے اور اگر ائمہ جان سی جرح ہو گے
تو اونکا اعتبار نہو گا اور یہہ امر ظاہر ہے ہو چکے عبارت شرح نخبہ کی ۳ فہیے نے کہ جو پورا اہل استقرا مین سے ہے
نقد الرجال مین کہا ہے کہ اصول حدیث کے علما مین سے دو عالم ہرگز نہ ضعیف کے ثقہ بتانی پر جمع ہوئی ہین
نہ ثقہ کے ضعیف بتانے پر ہو چکے عبارت نقد الرجال کی اور اسی سبب سے نسائی کا مذہب یہہ تھا کہ کسی

* راوی کی حدیث نچھوڑی جاوی جبتک کہ سب اوسکی جوڑنی پر جمع نہو جاوین *

لیجتنب المتکلم فی هذا الفن فانه ان علل بغیر تثبت وتجنب عن التساهل کان کالمثبت حکما لیس بثابت فیخشی علیه ان یدخل فی زمرة من روی حدیثا وهو یظن انه کذب وان جرح بغیر تحرز اقدم علی الطعن فی مسلم بری من ذلک ووسمه بمیسم سوء یبقی علیه عاره ابدا والآفة یدخل فی هذا تارة من الهوی والغرض الفاسد وکلام المتقدمین سالم من هذا الجرح غالبا وتارة من المخالفة فی العقائد وهو موجود قدیما وحدیثا انتهی کلام الحافظ فی شرح النخبة اور ظاہر ہے کہ کسی جارح مضعف کا کلام متضمن وجہ ضعف کا سبب جرح کا نہین ہے پس کیونکر مجرد اقوال بے دلیل سے حدیث صحیح ثابت کو جسکو جماعت محدثین کی اور خود ائمہ امام حدیث کی امامون مین سے جنکا ذکر گذرا صحیح کہتے ہین ضعیف مانا جاوے جائی انصاف کی ہے اور مقام داد کا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ضعیف کہنا اونکا باوجہ ہے اور وجہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہی الفاظ مین اور مضمون مین جیسا کہ حضرت مولف آگی ذکر کرینگے اور مضطرب ہی اسناد مین جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین ووجهه انه اختلف فی سنده عن ابی اسامة فمرة یقول عن الولید بن کثیر عن محمد بن عباد بن جعفر ومرة عن محمد بن جعفر بن الزبیر ومرة یروی عن عبد الله بن عبد الله بن عمر ومرة عن عبید الله بن عبد الله بن عمر انتهی وکذا ذکره فی البحر الرائق یعنے سکی اسناد مین اختلاف ہی کیونکہ ولید کی روایت کبھی تو محمد بن جعفر سے اور کبھی محمد بن عباد بن جعفر سی اور انکی روایت کبھو ہے عبد اللہ بن عبد اللہ سے اور کبھو عبید اللہ بن عبد اللہ سے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ وجہ بھی کالعدم ہے کیونکہ اس حدیث مین تینون مین سی کوئی بھی مضطراب نہین ہے نہونا مضطراب لفظی اوسکو یکا تو وہین پر بیان کیا جاویگا یہان پر مولف اوسکو ذکر کرینگی دوجگہہ کیا ضرور ہی پر اضطراب اسناد کو یہان رفع کیا جاتا ہے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ اضطراب اس اختلاف کا نام ہی جسمین توفیق یعنی جمع یا ترجیح بعض صورتون اختلاف کے اوپر بعض کی ممکن ہو اور جہان کہین جمع یا ترجیح ہوسکی تو اوس محل مین مضطراب نہین ہے یا جاتا جیسا کہ کہا زین الدین علوی نے حاشیہ شرح نخبہ مین قال ابن الصلاح وهو ما اختلفت الروایة فیه ویرد بعضهم علی وجه وبعضهم علی وجه آخر مخالف له ولا یترجح احد الروایتین علی الآخر ولا یمکن الجمع بینهما فان ترجحت فالحکم للراجح ولا یکون الحدیث حینئذ مضطربا وکذا ان امکن الجمع انتهی مختصرا

اور اس فن مین بولنے والے کو زیادہ تر چاہیئے کیونکہ اگر بغیر دلیل کے کوئی امر غیر ثابت کا گویا ثبوت کیا تو خوف ہی یا تکا کہ کہین اوسکی گردن مین باوجود اسکا جھوٹی ہونی کسی روایت کی پیرو اوسکو روایت کرنے مین داخل ہو جاوے اور اگر جید پر ٹرک کیا کہ بغیر فتشہ بتا دیا اور وہ اوس سے بری ہی ہے تو اوسکا وبال ہمیشہ اوپر رہیگا اور آفت اس فن مین کبھی نفسانیت اور کسی بری غرض سے ہوتی ہے اور اکثر لوگون کا کلام اکثر اسطرح کی جرح سی خالی نہا اور کبھی وہ آفت عقیدہ کے اختلاف سی ہوتی ہے یہہ بات پہلی سی ایسی موجود ہے جیسا کلام حافظ کا شرح نخبہ مین ہے ۱۲ اور اسی سبب سے ہے کہ یہی سند مین اسامہ اختلاف کیا ہے کبھی تو کہتا ہے روایت کی ولید بن کثیر نے محمد بن عباد بن جعفر سی اور کبھی محمد بن جعفر بن زبیر سی اور کبھی روایت کرتا ہے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سی اور کبھی عبید اللہ بن عمر سی جیسا عبارت محلی کے اور یون ہی بحر الرائق مین ہے ۵ کہا ابن صلاح نے اضطراب وہ ہی کہ مختلف ہو روایت اوسکی بعضی راوی کی بطرح پر کہ ترجیح نہ کرین اور بعضی ایسی دوسرے طریق پر کہ وہ اوسکی مخالف ہو اور ایک کو اون دونون روایتون مین سے ترجیح نہ ہو اور اون دونون مین جمع بھی ممکن نہ ہو اور اگر ایک روایت راجح ہو تو دین عمل اوسی پر ہے اوسوقت حدیث مضطرب نہ کہلاویگی اور اسی طرح جبکہ اون دونون مین جمع ممکن ہو جیسی عبارت شرح نخبہ کی مختصر طور پر

اور اس سناد مین ولید کی ترجیح بھی ممکن ہے اور جمع بھی ہوسکتا ہے پھر کہان ہوا اضطراب تو صورت ترجیح کی یہہ ہے کہ جو روایت ولید بن کثیر کی محمد بن جعفر بن زبیر سے اور اوسکی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سی ہی وہ مرجح ہے اور شاید ہے اسپر روایت محمد بن اسحاق کی محمد بن جعفر بن الزبیر سے اور اوسکی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سی جیسا کہ اول روایت مین ترمذی کی اور دوسرے روایت مین ابو داؤد کی گذرا اور ترجیح دیا اسکو خطابی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین واجاب عنہ الخطابی بان ھذا اختلاف من قبل ابی اسامۃ حماد بن اسامۃ القرشی رواہ بن محمد بن اسحاق بن یسار عن محمد بن جعفر بن الزبیر فالخطاء فی احد روایتیہ متروک والصواب معمول بہ ولیس فی ذلک ما یوجب توھین الحدیث انتھی اور صورت جمع کی یہہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ولید نے محمد بن جعفر بن الزبیر سے بھی روایت کی ہو اور محمد بن عباد بن جعفر سے بھی کی ہو ایسا ہی عبید اللہ بن عبد اللہ سے بھی روایت ہوا اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سی بھی روایت ہوا اور یہہ سب ثقات ہین اما الاول فھو ثقۃ من السادسۃ والثانی ایضا ثقۃ من الثالثۃ والثالث ایضا کذلک وھکذا الرابع کذا فی تقریب التھذیب اور ترجیح دیا اسکو امام نووی نے جیسا کہ ذکر کیا ہی بحر الرایق مین واجاب النووی عن ھذا بانہ لیس اضطرابا لان الولید رواہ عن کل من المحدثین فحدث مرۃ عن احدھما ومرۃ عن الاخر ورواہ ایضا عبد اللہ وعبید اللہ ابنا عبد اللہ بن عمر عن ابیھما وھما ایضا ثقتان انتھی وکذا فی المحلی علاوہ یہہ کہ ترمذی کی روایت مین اور ابو داؤد کی دوسرے روایت مین نہ ابو اسامہ وسطہ ہی اور نہ ولید بن کثیر پس اونمین اتنا دھوکہ ظاہری ہی نہین ہوتا اور اونمین اضطراب کی بو بھی نہین آئی تو ثابت ہوا کہ اس اسناد مین اضطراب نہین ہے الیتہ ہونا اضطراب کا متن مین اور معنون مین بھی ثابت کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی پس وجہ جرح مضعفین کی ثابت نہوئی اور جرح اونکا بی وجہ باقی رہا تو پھر اسکو کون قبول کرتا ہے باانکہ صحت حدیث کی ثابت ہو وبھذا التحقیق اندفع ما قال بعض قاصری الانظار المغرورین فی بعض الھواشی علی بعض الکتب ولا یخفی ان الجرح مقدم علی التعدیل فلا یدافعہ تصحیح بعض المحدثین لما مر ذکرہ ابن حجر وغیرہ

---

۵۱ اور جواب دیا ہے اوس نے خطابی نے اسطرح پر کہ یہہ خلاف ہے ابی اسامہ حماد بن اسامہ قرشی کی چنانچہ روایت کیا ہے اوسکو محمد بن اسحاق بن یسار نے محمد بن جعفر بن زبیر سے پس خطا ایک روایت کی ہے جو رد ہوگئی اور ٹھیک بات پر عمل کیا گیا اب اسمین یہہ نہین رہا کہ حدیث کو ضعیف کہی ہوچکی عبارت محلی کی ۵۲ پہلا شخص طبقہ چھٹے مین کا ثقہ ہے اور دوسرا بھی طبقہ تیسری مین کا ثقہ ہے اور تیسرا بھی اور اسیطرح جو تہا بھی یونہین ہے تقریب التہذیب مین ۵۳ اور جواب دیا ہے نووی نے اس سے اسطرح پر کہ یہہ اضطراب نہین کیونکہ ولید نے حسب اوستاد دونون کی روایت کی ہی مرہ ایکدفعہ ایک سے اپنے اوستاد سے روایت کی ہی اور دوسرے دفعہ دوسرے سے اور روایت کی ہی اسیطرح عبید اللہ اور عبد اللہ دونو بیٹون ابن عمر نے اپنے باپ سی اور وہ دونو ثقہ ہین ہوچکی عبارت بحر الرایق کی اور یونہین ہے محلی مین ۵۴ اور اس تحقیق سے اوٹھ گیا وہ شبہہ جو بعضے کوتاہ نظرون معذورون نے بعضی حاشیون مین بعضے کتابون کی کیا ہے کہ جمع متقدم ہے فقدیل پر تو اب اس جمع کو بعضے محدثون کا صحیح کہنا نہین اوٹھا سکتا کہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کردیا

ووجه الاندفاع لایخفی علیك بعد التامل الصادق الاتری ان تقدیم الجرح علی التعدیل فرع لوجود الجرح وقد نفیناه لعدم وجود وجهه وجعلناه هباء منثورا فاین المقدم واین التقدیم وان سلمنا ان وجه الاضطراب فی الاسناد والمتن والمعنی فقد نفینا الاضطراب فی الافراد وسننفی الاخیرین وقد قال فی المسلم اذا تعارض الجرح والتعدیل فالتقدیم للجرح مطلقا وقیل بل للتعدیل عند زیادة المعدلین ومحل الخلاف اذا اطلقا او عین الجارح شیئا لم ینفه المعدل او نفاه لا بیقین واما اذا نفاه یقینا فالمصیر الی الترجیح اتفاقا انتهی وقال العلوی فی حاشیته علی شرح النخبة نعم ان عین سببا نفاه المعدل بطریق معتبر فانهما یتعارضان انتهی فثبت صلوح معارضة الجرح للتعدیل ثم الترجیح للتعدیل لجودة الاسانید من حیث ثقاة الرواة ومن الله التائید فافهم

اب رہا یہ کہ اضطراب معنوی اور متنی سے جواب دیا جائے مؤلف کی وجہ ثانی کی جواب کی بعد اس سے جواب دیا جاوے گا **قال** اور وجہ دوسری یہ ہے کہ یہ حدیث قلتین کی مخالف ہے اجماع صحابہ کی جیسا کہ کہا شیخ عبدالحق نے بیچ شرح مشکوۃ وغیرہ کے **قال**[۱] علی بن مدینی وھو امام الیمنة الحدیث وشیخ البخاری ان مخالف لاجماع الصحابة فان الزنجی وقع فی بیر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کله بحضور الصحابة ولم ینکر منهم احد انتهی اور کہا محدثوں نے **وکان**[۲] ذلك الافناء بحضرة الصحابة ولم ینکر منهم احد انتهی اور کہا شیخ نے بیچ لمعات شرح مشکوۃ کی **وکان**[۳] ذلك الافناء بحضرة الصحابة ولم یظهر من احدهم الانکار فیکون حدیث قلتین مخالف الاجماع انتهی **اقول** اس غلط سی تین جواب ہیں اول یہ ہی کہ اس تقسیم

اور وجہ اوپر ہمارا اوس شبہ کے ابطال صادق کی پوشیدہ نہیں ہے کیا تجھ سے چھپا نہیں کہ مقدم ہونا جرح کا تعدیل پر اس بات کی ایک شاخ ہے کہ اصل میں جرح ہو تو ہی حال انکہ ہمنے ثابت کیا ہے جرح کی اوسکو باطل اڑا کر مثیا میل کر دیا تو اب تقدیم اور مقدم کہاں رہا اور اگر وجہ اضطراب کو ہم متن حدیث یا یا معنی حدیث میں ان لیویں تو ہمنے اوسکا اضطراب کو تو ہم اوڑا چکی اور دو اضطراب باقی ماندہ سی عنقریب بحث کرینگی اور بالتسلیم میں کہا ہے کہ جب جرح کو تعدیل معارض ہوئی تو تقدیم جرح کو ہی ہر حالمیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ تقدیم تعدیل کو ہی جبوقت کہ تعدیل کرنیوالے زیادہ ہوں اور موقع خلاف کا جب ہے کہ یا تو جرح اور تعدیل دونو بلا سبب ہوں یا جرح کرنیوالے نی جو سبب بتایا ہو اوسکو تعدیل کرنیوالا اوٹھا نہ سکا ہو یا اوٹھا ہو مگر مضبوط نہ ہو اور جبوقت کہ اچھے طرح اوٹھا دے تو بالاتفاق تعدیل کی طرف رجوع کرنا ہے ہو چکی عبارت مسلم کی اور علوی نے اپنے حاشیہ میں جو شرح نخبہ پر ہے کہا ہے کہ ہاں اگر معین کر دی جرح کرنیوالا سبب اوٹھا دی اوسکو تعدیل کرنیوالا معتبر طور پر تو دونو باہم متعارض ٹھہرینگی ہو چکی عبارت حاشیہ کی تو ثابت ہو گیا قابل ہونا جرح کا معارضہ تعدیل کی لئی پھر ترجیح تعدیل کو ہی بسبب قوت کے جہانتک راوی ثقہ ہوں اور اسدسی ہی مدد ہی بیشک سمجھ لے

[۱] کہا علی بن مدینی نے اور وہ حدیث کی اماموں کے امام ہیں اور بخاری کے اوستاد کہ یہ حدیث اجماع کی مخالف ہے کیونکہ حبشی زنگی مزم میں گرا اور ابن عباس اور ابن زبیر نے حکم دیا تمام صحابہ کی مجمع میں کہ اوسکا سارا پانی نکالا جاوے اور کسیسے انکار نہ کیا ہو چکی عبارت شرح مشکوۃ کی [۲] اور تہا وہ فتوا صحابہ کی مجمع میں اور اوسپر کسیکا انکار ظاہر نہیں ہوا تو حدیث قلتین کے اجماع کیسے مخالف ہوئی ہو چکی عبارت اور کسیسے انکار نہیں ہوا ہو چکی عبارت لمعات کی [۳] اور تہا وہ فتوا صحابہ کی مجمع میں اور اوسپر کسیکا انکار ظاہر نہیں ہوا تو حدیث قلتین کے اجماع کیسے مخالف ہوئی ہو چکی عبارت

اور اجماع کی ثبوت ہی مین کلام ہے صیا کہ سابق ذیل مین حدیث زنجی کی انکار امام شافعی کا انکار سفیان بن عیینہ کا اور انکار ابو عبید کا اس قصے کی وقوع سی بضمن عبارت سنن کبری اور محلی کی گذرا اور جس روایت سی حنفی اس قصہ کو ثابت کہتی ہین اوس روایت کا منقطع ہونا عبارت سی سنن کبری اور محلی کے ثابت کیا گیا دوسرا جواب یہہ ہے کہ ہمنے فرض کیا کہ یہہ قصہ ثابت ہے اور اجماع پایا گیا لیکن پہر بہی اجماع سکوتی ہوا اور اجماع سکوتی امام شافعی بلکہ بعضے حنفی حجت شرعی نہین جانتی صیا کہ کہا مسلم الثبوت مین بعد بیان مسئلہ اجماع سکوتی کے ومختار الآمدی والکرخی ظنی وعن الشافعی رحمہ اللہ لیس بحجۃ وعلیہ ابن ابان والباقلانی انتہی قلت وذہب اکثر الشافعیۃ الی ان ہذا ہو مذہب الشافعی کذا فی منہیۃ المسلم فلا تغتر بما ذکرہ ابن الحاجب عن الشافعی من روایتہ علی خلافہ ایضا فان صاحب البیت اعرف بما فی البیت من غیرہ پہر کسطرح یہہ اجماع سکوتی ہمارا شافعی پر حجت ہوگا تیسرا جواب یہہ ہے کہ فرض کیا کہ یہہ اجماع سکوتی بہی حجت ہی لیکن یہہ اجماع پانی کے نکالنی پر موجب اور مخبر اسبات کا کہان ہوتا ہی کہ پانی کو نجس جانکر وجوبا نکالا تہا بلکہ بلحاظ حدیث الماء طہور کے جو بیر بضاعہ کی جواب مین وارد ہے اور خود ابن عباس سے مروی ہے اور صحت اوسکی سابق مین ثابت کی گئی ہی اور بلحاظ ثبوت اس امر کی کہ ابن عباس نے ایسے حوض مین سی وضو کیا ہے جسمین کچہہ مردار پڑا ہوا تہا جیسا کہ ضمن مین عبارت سنن کبرے کے گذرا اور بلحاظ صحت حدیث قلتین کے یہی کہہ سکتے ہین کہ نکالنا صحابہ کا پانی کو زمزم کی اس سبب سے تہا کہ کہ گرنے سے زنجی کے پانی پر خواہ نجاست ظاہر ہوگئی تہی اور زمزم پینے کا پانی تہا پس بطور نظافت اور لطافت کے پانی اوسکا نکلوا دیا تہا نہ بطور تطہیر نجاست کی پہر کہان مخالف ہوئی حدیث قلتین کے اجماع کما قال الامام الہمام الشافعی کما مر سابقا فی عبارۃ المحلی وسنن کبرے قال اور تیسری وجہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے یعنے الفاظ اور معانے کے مختلف ہین اسمین اسی کہ ایک روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے کہ کہا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث رواہ الترمذی والنسائی وابوبکر وابوداود واحمد پس یہہ حدیث کہ روایت کیا ان محدثون نے دلالت کرتی ہے اسپر کہ جبکہ ہو پانی قدر قلتین کے نہ اوٹہا سکیگا نجاست کو پانی سی یعنی نجس ہو جائیگا جیسا کہ مقتضائی ان حدیثون کا کہ اوپر مذکور ہوئین اسلئی کہ معنی حمل کے لغت مین اور قران شریف مین اوٹہانیکی ہین کہا بیچ منتخب اللغات وغیرہ کے الحمل برداشتن انتہے

۵۱ اور پسندیدہ امدی اور کرخی کا یہہ ہے کہ اجماع سکوتی ظنی ہے اور امام شافعی سی منقول ہی کہ وہ اجماع حجت نہین ہے اور ابن ابان اور باقلانی اسپر ہین جو کچہ عبارت مسلم کی مین کہتا ہون کہ اکثر شافعیہ طرف گئی ہین کہ مذہب شافعی کا یہی ہے منہیہ مسلم مین یونہین ہے سو اب ہو کا مذہبی وہ تقدیر جو ابن حاجب نے اپنے روایت سی امام شافعی کا خلاف اسکے اسمین ذکر کیا ہے کیونکہ گہر والا گہر کی موجودات غیر سی زیادہ جانتا ہے ۵۲ جیسا کہا امام شافعی نے صیا کہ گذر چکا پہلے عبارت محلی سنن کبرے مین ۵۳ آنحضرت صلعم سے سوال کیا گیا اوس پانی کے حق مین جو جنگل مین ہوتا ہے اور اوسمین چوپائے پہرتے ہین تو آپنے فرمایا کہ جب پانی قلتین کے حد کو پہونچ جاوے تو ناپاکی اوسی نہین ہین روایت کے ترمذی اور نسائی اور ابوبکر اور ابوداؤد اور احمد نے

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحملہ وفصالہ ثلاثون شہرا اور جا بجا فرمایا ہے مثل الذین حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا اور دوسری روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الماء قلتین لم ینجسہ شیئ رواہ ابن ماجہ ابوداؤد پس یہہ روایت دلالت کرتی ہی اسپر کہ جبکہ بڑی پانی قلتین مین کوئی نجس چیز تو ناپاک نہین ہونیکا سو یہہ معنی مخالف ہین پہلی حدیث کی معنی کو باعتبار معنی والفاظ کی اور تیسری روایت عبداللہ بن عمر کی یہہ ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا بلغ الماء قلتین او ثلثا لم ینجسہ شیئ رواہ ابن ماجہ پس یہہ روایت مشکل ہی شک پر کردو قلی فرمائی ہین یا تین قلی پس یہہ روایت مخالف ہوئی دونون روایتون پہلی کو اور نہ معلوم ہوا کہ حضرت نی دو قلی فرمائی ہین یا تین اور چوتھی روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا کان الماء اربعین قلۃ لم ینجسہ شیئ رواہ محمد بن المنکدر اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین قد وقع الاضطراب فی ذلک الحدیث ففی بعض الروایات لفظ قلتین وفی بعضہا ثلث قلال وفی بعضہا اربعین قلۃ وفی بعضہا اربعین غربا انتہی اور مانند اسکی کہا ملا علی قاری نی شرح مشکوۃ مین پس ثابت ہوا ان روایتون سی اضطراب اس حدیث کا **اقول** اس قول مین مولف نی بہت ابہام فریبی کیے ہے اسلیئے اسکی رد کو توجہ تمام سی سننا چاہیئے تو پہلے سنو کہ جو اختلاف ایسا ہو کہ اوسکی بعض وجوہ بعض پر مرجح ہون یا سب وجوہ اسمین جمع اور موافقت قبول کرلین تو ایسی اختلاف سی حدیث مین اضطراب نہین واقع ہوتا جانا چہ مضمن جواب حنفا نی کی قول ابن صلاح کا عبارت حاشیہ علوی مین مسدد اسمعنی کا گذرا اب سنو کہ مولف نی دو وجہ مین اضطراب کی اس حدیث مین بیان کیین ہین وجہ اول یہہ کہ بعضے روایتون مین لم یحمل الخبث آیا ہے اور اسکی معنی یہہ ہین کہ نہ اوٹھا سکیگا نجاست کو یعنی نجس ہو جائیگا اور دوسری روایت مین لم ینجسہ آیا ہے اور اسکی معنی یہہ ہین کہ نجس نہین کرتے اوسکو کوئی چیز یعنے نجس نہین ہوتا وجہ دوسرے یہہ کہ ایک روایت مین دو قلی آئی ہین اور ایک مین ساتھہ شک کے دو یا تین اور ایک مین چالیس قلہ اور کسی مین چالیس خرب فقط تو جواب وجہ اول کی یہہ ہے کہ اختلاف لم یحمل الخبث اور لم ینجسہ کا حدیث مین اضطراب پیدا نہین کرتا اسلیئے کہ معنی لم یحمل الخبث کی وہی ہین جو کہ لم ینجسہ کے ہین یعنی اپنے اوپر نجاست نہین تمہارے ہونی دیتا اور نجس نہین ہوتا اور جو معنی مولف نی لکہین ہین یعنی ہرگز نہین ساتھہ تین دلیلون کے دلیل اول یہہ کہ معنی لم یحمل الخبث کی لغت مین یہہ ہین کہ نہین اوٹھاتا نجاست کو جیسا کہ خود مولف نی منتخب اللغات سی اور آیات قرآن سی ان معنی کو نقل کیا ہے پہر اس نہ اوٹھانیکی دو معنی ہین ایک یہہ کہ اوٹھانیکی

ل اور مدت حمل اور دودہ چھڑانا ڈھائی برس ہین ع کہاوت اونمین جو جو کامی کے تورات پہر نہ اوٹھایا اونہون نے جیسے کہاوت گدہی کی پیٹھہ پر لیجانے کے کتابین ع فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جبوقت پانی حد دو قلہ تک پہونچ جاوی تو اوسی کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کی ابن ماجہ اور ابوداؤد نی ع جبوقت پہونچ جاوی پانی بقدر دو قلی یا تین کے تو نہین نجس کرتے اوسکو کوئی چیز ع جبوقت پہونچ جاوے پانی بقدر چالیس قلے کے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتے روایت کی محمد بن منکدر نے ع بلاشک واقع ہوگیا اضطراب ایک حدیث مین کسیلئے کہ بعضے روایتون مین دو قلی کا لفظ ہے اور بعضے مین تین قلی کا اور بعضے مین چالیس کا اور بعضی مین چالیس ڈول اور بعضی عبارت

نجاست کی انکار کرتا ہے جیسے کہتے ہین کہ زید صندوق نہین اوٹھاتا یعنی اوٹھانیسی صندوق کی انکار کرتا ہی اور ظاہر ہے کہ ایسا نہ اوٹھانا حدیث قلتین مین متصور ہی نہین اور ایک یہہ معنی ہین کہ نجاست کو اپنی اوپر آنی اور ظاہر ہونی نہین دیتا جیسے کہتے ہین کہ زید پیدل چلنے مین تکلیف نہین اوٹھاتا یعنے پیدل چلتی ہوئی اوسپر تکلیف نہین طاری ہوتی اور وہ اسمین تکلیف نہین پاتا اور یہی معنی متصور اور محقق اور متعین ہین حدیث قلتین مین اور خود مولانا قطب الدین خانصاحب مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ جسوقت کہ ہودی پانی دو قلہ نہین اوٹھاتا ناپاکی کو یعنی پلید نہین ہوتا پلیدی پڑنیسے انتہی کلامہ اور نزدیک امام ابو یوسف رح کی بھی یہی معنی متعین اور محقق ہے قال فی البزازیۃ اذ روی عن ابی یوسف رح انہ صلی الجمعۃ مغتسلا من الحمام ثم اخبر بفارۃ میتۃ فی بیر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اھل المدینۃ اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا انتھی ما فی رد المحتار ھکذا فی الطحطاوی وغیرھا اور جو معنی مؤلف ان بیان کیے ہین یعنے نہین اٹھا سکیگا وہ معنی لم یحمل کے نہین ہوسکتی بلکہ وہ معنی لم تحمل کے ہین جو تحمل سے مشتق ہی اور اس حدیث مین اسکا ذکر نہین ہی اسیواسطے جناب مؤلف نے ترجمہ حملہ کا حاشیہ مین یہہ کیا ہے یعنی اوٹھانا اوسکا انتہی اور یہہ ترجمہ نکیا کہ اوٹھا سکتا اور ترجمہ حملوہ کا یہہ کیا ہے اوٹھانی گئی انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا کہ اٹھوا سکی گئی اور ترجمہ ثم لم یحملوھا کا یہہ کیا پھر نہ اوٹھایا اوسکو انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا کہ نہ اوٹھا سکی غرض کہ حمل کے معنے اوٹھانا ہی اوٹھا سکنا نہین اور اٹھا سکنا تحمل کے معنی ہین جسکا اس حدیث مین ذکر نہین اور ان دونو معنون مین ہزارون کوسکا فرق ہی کیونکہ نیا بر معنی اوٹھانیکی معنی لم یحمل کے ہمارے موافق ہوتی ہین جیسا کہ بیان کیا گیا اور بنا بر معنی اوٹھا سکنی کی معنی لم یحمل کے موافق مؤلف کی یعنی نہین اوٹھا سکیگا نجاست کو بلکہ نجس ہو جائیگا ہوتے ہین اور جبکہ معنی لم یحمل کے نہین اوٹھانا مولف کی تراجم اور زبان سی ثابت ہوئی تو نہ اوٹھا سکی یعنی نجس ہو جانیکی معنے خود مؤلف کی تحریر اور اقرار سی باطل ہوئی اور ثابت ہوا کہ معنی حدیث لم یحمل کے یہی وہی ہین جو معنی حدیث لم ینجسہ کے ہین یعنی کہ نہین آنے اور طاری ہونی دیتا نجاست کو اپنے اوپر اور نہین نجس ہوتا دوسرے دلیل یہہ کہ جب کہ حدیث صحیح ابوداؤد کی جو مؤلف کے کلام مین گذری ہی اور ابن ماجہ کے لفظ لم ینجسہ سے ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ معنی لم یحمل الخبث کی بھی یہی ہی کیے جاوین جو لم ینجسہ کے ہین اس لیے کہ علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ ایک حدیث سی دوسرے اوس مضمون کی حدیث تفسیر کرنی چاہیے جیسا کہ نووی نی شرح مہذب مین چنانچہ عنقریب آویگا اسیواسطے شیخ عبدالحق محدث حنفی نے شرح عربی مشکوۃ مین اقرار کیا ہے کہ معنی لم یحمل الخبث یہی ہین گے کہ اپنے اوپر نجاست نہین آنی دیتا اور اسکو دفع کر دیتا ہے اور جو کہ بعضی حنفیون نے یہہ معنی لم یحمل الخبث کی کئی ہین کہ نجاست اوٹھا نہین سکتا بلکہ ضعیف ہو جاتا ہے صحیح نہین چنانچہ فرماتی ہین قولہ لم یحمل الخبث

---

۵۱ بزازیہ مین کہا ہے کہ ابو یوسف سی مروی ہے کہ اونہون نے ایک حمام مین پانی سی نہاکر جمعہ کی نماز پڑہی پہر لوگون نے خبر دی کہ اوس حمام مین مرا ہوا چوہا نکلا تو ابو یوسف نی کہا کہ ہم اپنے بھائی اہل مدینہ کی قول پر عمل کرتے ہین کہ جسوقت پانی بقدر دو قلہ کی پہنچ جاوے تو نجس نہین ہوتا ہوگی وہ عبارت جو درالمحتار مین ہی اور طحطاوی وغیرہ مین بھی یونہین ہے ۵۲ نجاست نہین اوٹھاتا

ای لم یقبلہ بل یدفعہ وجاء روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس وھذہ الروایۃ ان صحت دلت علی ان تاویل لم یحمل خبثا بانہ لا یحمل ولا یطیق حملہ لضعفہ بل ینجس کما قال بعض اصحابنا الحنفیۃ غیر صحیح انتھی کلام الشیخ اقول وصحۃ روایۃ ابی داؤد کالشمس فی نصف النہار کما حققناہ فافھم اور کہا مولانا عبدالعلی حنفی نے ارکان اربعہ میں وادعی صاحب الھدایۃ انہ لضعفہ لا یطیق حمل النجاسۃ یردہ ما وقع فی روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس انتھی مختصرا یعنے دلیل یہہ کہ اگر یہی معنی ہوں کہ جسکو پانی قدر قلتین کو پہونچتا ہے تو نجس ہوجاتا ہے تو پھر یہہ کیوں حد مقرر کردی کہ جسکو بقدر قلتین کے نہو تب نجس ہوجاتا ہی کیا جسکو بقدر قلتین نہو تو نجس نہیں ہوتا یہہ تو کوئی عاقل نہیں کہتا صیسا کہ ابن نجیم حنفی نے بحرالرائق میں کہا ہی وذکر شمس الائمۃ السرخسی وتبعہ فی الھدایۃ ان معنی قولہ لم یحمل خبثا انہ یضعف وینجس وھذا مردود من وجھین ذکرھما النواوی فی شرح المھذب الاول انہ ثبت فی روایۃ صحیحۃ لابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس فتحمل الروایۃ الاخری علیھا فمعنی لم یحمل خبثا لم ینجس وقد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسر بما جاء فی روایۃ اخری کذلک الحدیث الثانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل القلتین حدا فلو کان کما زعم ھذا القائل لکان التقیید بذلک باطلا فان ما دون القلتین ینجس والقلتین فی ھذا انتھی مختصرا اور کہا محمی میں تو ان ماذکرہ شمس الائمۃ السرخسی وتبعہ صاحب الھدایۃ ان معناہ انہ یضعف عن النجاسۃ یردہ روایۃ ابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس انتھی جواب وجہ ثانی کا یہہ ہی کہ حدیث دو قلوں کی مروی ہے ساتہہ سند صحیح اور قوی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور سوائے اسکے اور مقابل میں اسکے سب ہیں یعنی تین قلوں کی ہیں اور چالیس قلوں کی ہیں اور جالیس غرب کی ہیں سب نامقبول ہیں

یعنی نجاست کو قبول نہیں کرتا بلکہ دفع کرتا ہے اور ایک روایت ابوداؤد میں آیا ہی کہ نجس نہیں ہوتا یہہ روایت اگر صحیح ہوجاوے تو دلالت کرتی ہے اسپر کہ یہہ تاویل کہ پانی نجاست کو نہیں اوٹہاتا یعنے نجس ہوجاتا ہے جیسا کہ بعض ہماری ساتہی حنفیوں نے کہی صحیح نہ ٹہہریگی ہوچکی عبارت شیخ کی جو کہتا ہوں کہ صحت روایت ابی داؤد کی دوپہر کی سورج کی طرح چمکتی ہے چنانچہ ہم اسکی تحقیق کرچکی سمجھ لے ۵۱ اور دلیل صاحب ہدایہ کو کہ ضعف کے نجاست کو نہیں اوٹہاتا رد کرتا ہے وہ جوابوداؤد کی روایت میں آیا کہ نجس نہیں ہوتا ۵۲ شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا اور تبعا ہدایہ والے پیرو ہوا کہ معنے اسکی کہ پانی نجاست نہیں اوٹہاتا یہہ ہیں کہ نجاست سی دب کر ناپاک ہوجاتا ہے اور یہہ بات سرخسی کے دو پہر مردود ہے دو وجہوں سے جو دونوں وجہیں وہ ہیں جو نووی نے شرح مہذب میں ذکر کی ہیں اول تو یہہ کہ روایت صحیح میں ابی داؤد کی ثابت ہوچکا کہ جسوقت پانی بقدر دو قلی کی پہونچ جاوی تو ناپاک نہیں ہوتا سو اس روایت پر دوسری روایت بہی لگالیجاویگی تو اب اسکی معنی کہ پانی نجاست کو نہیں اوٹہاتا ہی ہونگی کہ نجس نہیں ہوتا اور بلاشک علمانی کہا ہی کہ اچھی تفسیر حدیث کی نادر لفظوں کی یہی ہی کہ دوسری روایت سی کیجاوے دوسرے یہہ کہ آنحضرت صلعم نے دو قلوں کو حد ٹہرایا ہی اس صورت میں اگر سرخسی کا کہنا ٹہیک ہو تو دو قلوں کی حد لگانا رائیگاں ہے کیونکہ اب وہ پانی جو دو قلوں کی حد کو پہونچ گیا ہی اور وہ پانی جو اس حد سی کم ہے ناپاک ہونی میں برابر ہیں ہوچکی عبارت بطریق کے بقدر ضرورت ۵۳ یہہ وہ جو ذکر کیا سرخسی نے اور حضرت ہدایہ وسکا تابع ہوا کہ معنی اسکی کہ پانی نجاست کو نہیں اوٹہاتا یہہ ہیں کہ نجاست کو جاتا رکرتی ہی اوسکو ابوداؤد کی وہ روایت کہ جب پانی بقدر دو قلوں کی ہو تو ناپاک نہیں ہوتا ہو چکی عبارت محلی کے

تو حدیث قلتین مین اضطراب ہوا اضطراب جب ہوتا ہیکہ سب روایتین برابر کی قوۃ کین مخالفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہوتین جیسا کہ معنی مین اضطراب کے گذرا پس ایک ایک کو تفصیل وار سنئے جاؤ حدیث اول یعنی جسمین یون آیا کہ دو قلی یا تین تو شاذ ہے جیسا کہ کہا بحر الرائق مین واجاب النووی عن ھذا الاضطراب اما عن الشک فی قولہ قلتین او ثلثا فھو روایۃ شاذۃ وھو متروک فوجودھا کعدمھا انتھے وھکذا فی المحلے اقول شاذ کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتون صحیحہ مین یعنی ترمذی اور ابو داؤد کی تین اور نسائی اور ابن خزیمہ کی بلکہ خود ابن ماجہ کی دو روایتون مین یہی آیا ہی کہ اذا بلغ الماء قلتین یعنے دو قلی اور سب ائمہ تعدیل نے اسکو صحیح کیا ہے اور روایت تین والی کو اصحاب ستہ مین سی محض ابن ماجہ نے تخریج کیا ہی اور اسکی بعضے راویون مین کلام ہے ازانجملہ حماد بن سلمہ کہ اونکی حافظہ مین آخر عمر مین فتور ہو گیا ہے جیسا کہ تقریب عسقلانی مین کہا ہے حماد بن سلمۃ بن دینار ثقۃ عابد وتغیر حفظہ باخرہ انتھی مختصرا اور ازانجملہ وکیع بن محرز کہ اوسکو ادام بہت رہتے تھے جیسا کہ کہا تقریب مین وکیع بن وکیع بن محرز بن وکیع البصری صدوق قد اوھام انتھی ملخصا اور ازانجملہ علی بن محمد کہ یہہ بھی بہولکر دیتے ہے جیسا کہ کہا تقریب مین علی بن محمد بن ابی الخصیب صدوق ربما اخطأ انتھے مختصرا پس بطن غالب یہہ ہے کہ ان تینون مین سے کسی سے صادر ہوا ہے تو یہہ حدیث ضعیف مقابلہ مین احادیث صحیحہ کی حدیث منکر ہوئی جیسا کہ کہا نخبۃ الفکر مین فان خولف بارجح منہ فالراجح المحفوظ ومقابلہ الشاذ وان مع الضعیف فالراجح المعروف ومقابلہ المنکر انتھی اور حدیث منکر کیونکر مقابل ہو کر حدیث صحیح کے موجب اضطراب کی ہوگی حدیث دوسرے جیسا کہ مولف نے جو پہلی مرتبہ لا کر کہا ہے رواہ محمد بن المنکدر یہہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور نسبت کرنا مولف کا اس روایت کو طرف محمد بن المنکدر کی کذب ہے اور بہتان قبیح ہے اگر کوئی پوچھے کہ محمد بن المنکدر نے کونسی کتاب مین اس روایت کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے تو جناب مولف قیامت تک ثبوت نہ پہونچا سکین گی نعوذ باللہ من ہذا الخیانۃ اصل حال یہہ ہے کہ حدیث اربعین قلۃ کی روایت کی دار قطنی اور ابن عدی وغیرہ نے ساتھہ ہناد قاسم بن عبد اللہ عمری کے بواسطہ جابر کے رسول اللہ سی مرفوعا اور یہہ صحیح نہین کہا یہہ خود اون محدثون نے جنہون نے اوسکو روایت کیا ہے اسلئے کہ راوی اسکا قاسم جھوٹا ہے اور جھوٹہین حدیثین موضوع کیا کرتا تھا اور متروک الحدیث ہی امام احمد بن حنبل نے اوسکو جھوٹا قرار دیا ہی جیسا کہ کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ مین

---

۵۱ اور جواب دیا نووی نے اس اضطراب سے کہ جہاں تک کہ بعضے روایتون مین دو قلی آئے ہین اور بعضے مین تین سطر جبر کہ وہ روایت شاذ و متروک ہے اوسکا ہونا نہونا برابر ہے ہو چکی عبارت بحر الرائق کی اور یونہین ہے محلے مین ۵۲ حماد بن سلمۃ بن دینار ثقہ اور عابد ہے اور آخر عمر مین اوسکا حافظہ متغیر ہو گیا تھا ہو چکے عبارت تقریب کی بطور مختصر کے ۵۳ وکیع بن محرز بن وکیع البصری صدوق کچھہ اوسی وہم رہتے تھی ہو چکے عبارت تقریب کے ۵۴ علی بن محمد بن ابی خصیب صدوق ہے کبھے چوک جاتا تھا ہو چکے عبارت تقریب کے ۵۵ اگر مخالف پڑے بہت راجح حدیث ایک حدیث کی تو راجح کا نام محفوظ اور مقابل اوسکی شاذ اور اگر اسطرح کی مقابلہ مین حدیث ضعیف ہو تو راجح کا نام معروف اور مقابل کا نام منکر ہے ہو چکے عبارت نخبہ کے ۔

اذا بلغ الماء اربعین قلۃ لم یحمل خبثا ملحدیث جابر ولا یصح خلط فیہ القاسم بن عبد اللہ العمری اور دوسری جگہ
اسی کتاب مین کہا ہے قاسم بن عبداللہ العمری یکذب ویضع اور کہا تقریب التہذیب مین القاسم بن عبداللہ بن عمر بن
حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی متروک رماہ احمد بالکذب انتہی اور کہا ابن طاہر حنفی نے اپنے
تذکرہ موضوعات مین فی الوجیز عن جابر اذا بلغ الماء اربعین قلۃ لم یحمل الخبث خلط فیہ القاسم بن عبداللہ العمری انتہی
اور کہا قاضی شوکانی نے فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین حدیث اذا بلغ الماء اربعین قلۃ لم یحمل الخبث رواہ
ابن عدی عن جابر مرفوعا وقال لا یصح خلط فیہ القاسم بن عبد اللہ العمری انتہی اور کہا بحر الرائق مین ورد فی
الدار قطنی وابن عدی والعقیلی فی کتابہ عن القاسم باسنادہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ الماء قلتین فانہ لا یحمل الخبث وضعف
الدار قطنی بالقاسم انتہی البتہ حدیث چالیس قلتون کی روایت کی ہے دار قطنی نے اسناد صحیح سے بواسطہ روح بن قاسم کے
محمد بن المنکدر سے لاکن نہ رسول اللہ سے مرفوعا جیسا کہ مؤلف نے افترا کیا ہے نعوذ باللہ منہ بلکہ ابن عمر سے موقوفا یعنے ابن عمر کا
قول نقل کیا ہے رسول اللہ کا قول نہین نقل کیا جیسا کہ کہا بحر الرائق مین ورد فی الدار قطنی باسناد صحیح من جہۃ روح بن القاسم
عن ابن المنکدر عن ابن عمر رض قال اذا بلغ الماء اربعین قلۃ لم ینجس انتہی اور کہا زین الدین حنفی مختصر مین
ثم قال ای الدار قطنی کذا رواہ القاسم عن ابن المنکدر عن جابر ووہم فی اسنادہ وکان ضعیفا
کثیر الخطاء وخالفہ روح والثوری ومعمر فرووہ عن محمد بن المنکدر عن ابن عمر موقوفا اخرجہ الدار قطنی انتہی

---

۵۱ جو قلت پہونچ جاوے پانی چالیس قلونکو تو نجاست کو نہین اوٹھاتا یہہ حدیث جابر سے معلوم ہے اور درجہ صحت کو نہین پہونچتی اوسمین
کچھ قاسم بن عبداللہ عمری نے غلط ملط کر دیا ہے ۵۲ قاسم بن عبداللہ عمری جھوٹا ہے اور حدیث کا بنانے والا ۵۳ قاسم بن عبداللہ
بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب عمری مدنی متروک ہے امام احمد نے کہا ہے کہ یہہ جھوٹ باندھا ہوچکی عبارت تقریب کی ۵۴
وجیز مین جابر سے روایت ہی جو قلت پہونچ جاوے پانی چالیس قلونکو تو نجاست نہین اوٹھاتا اسمین قاسم بن عبداللہ عمری نے غلط
کر دیا ہے ہوچکی عبارت تذکرہ کی ۵۵ جو قلت پہونچ جاوے پانی چالیس قلونکو تو نجاست نہین اوٹھاتا روایت کی ابن عدی نے جابر سے
مرفوعا اور کہا کہ درجہ صحت کو نہین پہونچ سکتی کچھ ملا دیا ہی اسمین قاسم بن عبداللہ عمری نے ہوچکے عبارت فوائد المجموعہ کی ۵۶ اور دار قطنی
کی دار قطنی اور ابن عدی اور عقیلی نے اپنے کتاب مین قاسم کی اسناد سے آنحضرت تک کہ جو قلت پہونچ جاوے پانی دو قلونکو تو وہ نجاست
نہین اوٹھاتا اور دار قطنی نے اوسکو بسبب قاسم کے ضعیف کہا ہے ہوچکی عبارت بحر الرائق کی ۵۷ اور روایت کی دار قطنی
نے سند صحیح سے کہ روایت کی روح بن قاسم نے ابن منکدر سے اور انہون نے ابن عمر سے کہ جو قلت پانی بقدر چالیس قلے کے
پہونچ جاوے تو ناپاک نہین ہوتا ہوچکے عبارت بحر الرائق کی ۵۸ پھر کہا یعنے دار قطنی نے اسپر کہ روایت کی قاسم نے
ابن منکدر سے اور اونہون نے جابر سے اور اوسکی سند مین قاسم کو وہم پڑ گیا ہے اور اہل حدیث کی نزدیک وہ ضعیف تہا بہت غلطیان
اور روح اور ثوری اور معمر نے اوسکی برخلاف روایت کی ہے کہ یہہ کہا انہون نے روایت کی ہی محمد بن منکدر سے اونہون نے ابن عمر سے موقوف روایت کی دار قطنی

اور ایسا ہی روایت چالیس غرب کی جسکو شیخ ابن الہمام حنفی اور ملا علی قاری سی مؤلف نی نقل کیا ہی وہ بہی رسول اللہ کا قول نہین بلکہ ابو ہریرہ کا قول ہی جیسا کہ کہا بحر الرایق مین وفی اربعین غریبا ای دلوا عن ابی ہریرۃ انتہی وکذا فی المحلے الحاصل رسول اللہ سی روایت اربعین یعنی چالیس قلہ کی جابر کے واسطی سی یا ابن عمر کے واسطی سی ثابت نہین اور محمد بن المنکدر نی یہہ نہین کہا جیسا کہ مؤلف نی جہوٹہ کہدیا ہے اور ایسا ہی چالیس غرب کی روایت بہی رسول اللہ سی ثابت نہین بلکہ چالیس قلے عبد اللہ بن عمر سے مروی ہین اور چالیس غرب ابو ہریرہ سی اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو موقوف ہی جیسا کہ بحر الرایق مین وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ قال النووی وھذا ما نعتمدہ فی الجواب انتہی ما فی البحر وھکذا فی کتب الاصول پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا اضطراب نہین نہ تو اسناد مین اور نہ لفظون مین اور نہ معنون مین اب جو تہی وجہ کا مؤلف کی جواب دیا جاتا ہے قال اور جو تہی وجہ یہہ ہی کہ لفظ قلہ کا مشترک ہی درمیان معانی کثیرہ کی سو کہا جاتا ہے قلہ واسطی اوس جہوٹے سے لکڑی کی کہ کہیلتے ہین ساتہہ اوسکی اوسکے ساتھہ مارنی ایک لکڑی لمبی کے اوپر کر اوسکو کلی کہتی ہین اور کہا جاتا ہے قلہ واسطی اوس چیز کے کہ پانی پیتے ہین ساتہہ اوسکی اور کہا جاتا ہے قلہ اوس چیز کو کہ ہلکا جانا جاتا ہے اوسکو اونٹ اور کہا جاتا ہے قلہ حب کو یعنے بڑے مٹکے کو اور کہا جاتا ہے قلہ جرہ کو یعنے ٹہلیا کو اور کہا جاتا ہی قلہ قربہ یعنی مشک کو پس یہہ معانی مختلف ہین اکسمین پس ہوئی یہہ حدیث مشترک درمیان معانی متعارضہ کی اقول لفظ قلہ کا بلحاظ اصل وضع کی بیشک مشترک ہی معنی ذکر کیئے ہوئی مؤلف کی ہین سوائی معنی گلی کے اسلیئی کہ گلی کہیلنی کی معنی قلہ مضغہ کی ہین نہ مستدرہ کی کذا فی الرشیدی وغیرہ لاکن اس حدیث مین بقرینہ پانی کی سوائی متعلقات اور ظروف پانی کی کچہہ مراد نہین ہوسکتا جیسا کہ لفظ عین کا بیچ قول اللہ تعالی فیہما عینان جاریتان فی نفسہ تو مشترک تہا بولا جاتا تہا آنکہہ بہی اور چشمہ پانی کو بہی لاکن اس آیت مین بقرینہ لفظ جاریہ کی سوائی چشمہ کی کچہہ مراد نہین کہتے پس لغو ہوگیا نقل کرنا مؤلف کا قلی کے ان معنی کو کہ اونٹہہ کی ہلکی جانی گئی چیز کو بولتی ہین اسلیئی کہ اس چیز کو پانی کی تقدیر سی کیا علاقہ اب رہا اشتراک پانی پینے کی چیز اور چہوٹی ٹہلیا مین اور بڑی مشکی مین اور مشک مین آیا نہین سی کیا مراد ہے تو ہم کہتے ہین کہ ان سب معنون مین بڑا مشکا موضع ہجر کا جو بقدر تخمیناً اڑہائی مشک حجازی کی ہوتا مراد اور متعین ہے اور اشتراک مدفوع ہے تین وجہ سی اول یہہ کہ حدیث نقل کی ہی امام شافعی نی اپنے مسند مین کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلون کی ساتہہ قلون موضع ہجر کی تو وہ نجس نہین ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کی کہتے ہین کہ مین نی دیکہا قلہ ہجر کو تو اوسمین دو مشکین اور کچہہ زیادہ پانی آتا تہا تو کہا امام شافعی نے کہ پس احتیاط اسمین ہی کہ اڑہائی مشکین ایک قلہ ہجر کے مین مقرر کیجاوین چنانچہ کہا ہے بحر الرایق مین فاذای الشافعی قال فی مسندہ اخبرنی مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جریج باسنادہ لا یحضرنی الان صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اور چالیس قول ابی ہریرہ کی روایت ہی ہوچکی عنایت بحر کی واسطے جبر کے یہہ محل مین ۱۲ اور حدیث تحضرت صلعم تقدم غیر مرفوع ہونا ہی یہہ ۱۳ بلاشک شافعی نے اپنے مسند مین کہا ہم کو خبر دی مسلم بن خالد حبشی نی ابن جریج سے

قال اذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثا وقال فی الحدیث بقلال الھجر قال ابن جریج رایت قلال ھجر فالقلۃ تسع فیہ قربتین او قربتین وشیئا وقال الشافعی فالاحتیاط ان تجعل قربتین ونصفا فاذا کان خمس قرب کبار کقرب الحجاز لم ینجس انتھی وھکذا فی المحلی وقال ابن طاھر الحنفی فی مجمع البحار فی تفسیر القلۃ الجب العظیم وجمعہ القلال وفی تفسیر قلال الھجر فھی قریۃ بھا القلال انتھی وقال الشیخ جلال الدین السیوطی فی الدر الثمین والقلۃ الجب العظیم لانھا تقل ای ترفع وتحمل انتھی اور کہا شیخ عبد الحق حنفی نے شرح مشکوۃ میں القُلّۃ بضم القاف وتشدید اللام بمعنی الجرۃ العظیمۃ ای الکوز الکبیر الذی یجعل فیھا الماء وتسمیتھا بالقلۃ اما من جھۃ علوھا وارتفاعھا اولان الرجل العظیم یرفعھا والقلۃ اسم لکل مرتفع منہ قلۃ الجبل وجمع القلۃ قلال بکسر القاف والمراد ھھنا قلال ھجر بفتحتین کما جاء صریحا فی بعض روایات ھذا الحدیث وایضا کان المعروف فی ذلک الزمان فالظاھر وقوع التحدید بہ والھجر اسم قریۃ ینسب الیہ القلال وقال ابن جریج رایت قلال ھجر کان کل قلۃ منھا قربتین او قربتین وشیئا وقال الشافعی کان ذلک الشیئ مبھما فاخذنا نصفا احتیاطا وکان القلتان خمس قرب انتھی مختصرا اقول وما قیل روایۃ الشافعی منقطع للجھالۃ ووجھہ ما قال الشافعی باسناد لا یحضرنی

فرمایا کہ جسوقت پہونچ جاوی پانی بقدر دو قلہ کی تو نجاست نہین اوٹھاتا اور حدیث مین یہہ ہی مذکور ہی کہ قلی ہجر کی دیکھی ابن جریج نے کہا ابن جریج نے ہجر کی قلی دیکھی ایسی ہوتی ہین کہ ایک مین دو مشکیزی سماتے ہین یا کچھ اوپر دو اور امام شافعی نے کہا کہ میں نے یہہ کہا کہ دو ہائی مشکیزی لی جاوین تو جسوقت پانچ مشکیزی بڑی عرب جیسی ہون تو پانی ناپاک نہوگا ہوگی عبارت بحر کی اور اسیطرح محلی مین ہی اور ابن طاہر حنفی نی مجمع البحار مین کہا ہے کہ بڑا مٹکا قلہ کی تفسیر ہے اور قلال جمع ہی اور ہجر ایک گانو کا نام بتایا ہی جسمین وہ بڑے مٹکی عرب کے بنتے ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی نی درثمین مین کہا ہے کہ قلہ بڑی مٹکی کو کہتے ہین سو اسلئے کہ اقلال کی معنی اوٹھانیکی ہین اور مٹکا ہی اوٹھایا جاتا ہے ۵۱ قلۃ قاف کی پیش اور لام کی تشدید سے بڑی ٹہلیا یا مٹکی ہے اور خلیا تو بلندی کا اوس ٹہلیا کی عیب اوسکا نام رکھا گیا ہی یا یہہ کہ بلند قد آدمی اوسکو اوٹھا سکتا ہے اور قلہ ہر بلند چیز کو کہتے ہین جیسے کہ قلہ پہاڑ کا اور قلہ کی جمع قلال قاف کی زیر سے ہے اور یہان مراد ہجر گانو کی مٹکی ہین چنانچہ بعضے روایتون مین اس حدیث کی کہلا کہلایا ہی اور اوس زمانہ مین مشہور یہی دہین کا مٹکا تھا سو ظاہر یہہ ہے کہ یہہ مقدار پانی کثیر کے حد ہوگئی اور ہجر وہ گانو ہے جسکے طرف مٹکے عرب مین نسبت کئی جاتی ہین اور ابن جریج نی کہا ہے کہ میںنے وہ مٹکے دیکھے ہین ہر ایک مین دو مشکیزے یا کچھ اوپر دو سماتے ہین اور امام شافعی نے کہا کچھ اوپر دو کہنا ایک امر مبہم تہا اسلئے بنظر احتیاط ہمنے آدہا ملیکر ڈہای کر لئے تو دو قلے پانچ مشکیزون کی ہوگئے مین کہتا ہون وجو کہا گیا ہے کہ روایت شافعی کی منقطع ہے کیونکہ اوسکی راویون کا حال معلوم نہین امام شافعی نے خود کہدیا ہے کہ یہہ سند مجھی یاد نہین سو معلوم نہوا کہ اوس سند کی لوگ ثقہ ہین یا نہین سو یہہ کہنا ٹھیک نہین اسطرح کہ اگر یہہ امام شافعی نی اوس سند کی لوگون کا نام نہین لیا

بلا تسمیۃ الرواۃ فلم یعلم ان روایتہ عدل اولا فھو مدفوع بان الشافعی وان ترک تسمیۃ الرواۃ لکنھم عدول عندہ والشافعی معدل لھم بدلیل العمل علی روایتھم وقد صرح فی رد المحتار نقلا عن التحریر وغیرہ ان عمل المجتھد علی روایۃ تصحیح لھا واطال ان الشافعی من ائمۃ التعدیل والجرح فکیف اجترء علی زعم جھالۃ رواۃ روایتہ فان قلتم ان تعدیل الشافعی غیر مسلم ورواۃ مجروحون فھذا یحتاج الی بیان واثبات جرح رواتھا والا فانا ھیک تعدیل معدل وای معدل ۔ وجہ دوسرے کو دفع ہے وجود اشتراک کو اس حدیث میں درمیان پہولی ٹہلیا اور بڑی مشکی کے یہہ ہی کہ اگر بڑا مشکا مراد نہیں تہا تو حاجت نہ تہی اور بولنی دو قلوں کے کیا تہے ایک قلہ کبیر کہدینی میں دو صغیر اسکتے ہتے جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں الفصل بالقلتین اقوی لصحۃ الحدیث فیہ وقد اعترف الطحاوی من الحنفیۃ بذلک لکنہ اعتذر عن القول بہ بان القلۃ فی العرف تطلق علی الکبیرۃ والصغیرۃ کالجرۃ ولم یثبت من الحدیث تقدیرھا فیکون مجملا فلا یعمل بہ وقواہ ابن دقیق العید لکن استدل لغیرھا فقال ابو عبید القاسم بن سلام المراد القلۃ الکبیرۃ اذ لو اراد الصغیرۃ لم یحتج لذکر العدد فان الصغیرۃ تزید قدر واحدۃ کبیرۃ ویرجع فی الکبیرۃ الی العرف عند اھل الحجاز والظاھر ان الشارع قدرھا علی سبیل التوسعۃ والعلم محیط بانہ ما خاطب الصحابۃ الا بما یفھمون فانتھی الاجمال انتھے ۔ وجہ تیسری یہہ کہ جبکہ اس حدیث قلہ کی چار معنوں کا احتمال ہوا پانی پینے کی چیز اور ٹہلیا صغیرہ اور مشک اور بڑا مشکا تو اگر ہم اعتبار کریں پانی پینی کی چیز کو یعنے پیالہ وغیرہ کو یا ٹہلیا کو یا مشک تو ہمیں شک ہتا ہے کہ شاید مشکا مراد ہو اور اگر مشکا بڑا ہجری مقدار اڑہائی مشک حجازی کی معین کریں تو ہمیں پانی پینے کی چیز کا مقدار ہی آجاتا ہی اور ٹہلیا کا مقدار ہی موجود ہی اور مشک ہی اگئی غرضکہ مشکا بڑا لیکن ہمکو ان کی نزدیک ثقہ ہیں اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ امام شافعی نے اونکی روایت پر عمل کیا ہے اور رد المحتار میں تحریر وغیرہ سے نقل کر کے تقریر کی ہے کہ مجتہد کا کسی روایت پر عمل کرنا اوس روایت کو صحیح کردیتا ہے اور ہمیں بڑے طول کلامی کی ہے کہ امام شافعی امامون جرح اور تعدیل میں سے ہی ہیں جو راویون سے اونہون نے روایت لی ہی وہ مستور الحال نہیں ہوسکتی پہر اگر تم کہو کہ تعدیل امام شافعی کی مسلم نہیں اور راوی اوسکی پہچتی ہتی سو یہہ بات قابل بیان اور لایق اثبات ہی ورنہ اتنے بڑے تعدیل کرنیوالکی تعدیل کفایت کرتی ہے ۔ ۱۲ مدفاصل دو قلونکی ساتہہ بہت قوی ہی کیونکہ اوسمیں حدیث صحیح ہوچکے اور بلاشک حنفیون نے اسکا اقرار کیا ہی لیکن اوسکی تاویل ہونے سے یہہ عذر پیش کیا ہے کہ قلہ عرف عرب میں چہوٹی بڑی مشکے دونو کو کہتے ہیں مثل ٹہلیا بڑی چہوٹی کے اور حدیث میں اونکا اندازہ ثابت نہیں ہوا تہا یہہ اندازہ مجمل رہا سو اوسپر عمل کیونکر ہوسکتا ہے اور اسی تقریر کو ابن دقیق العید نے تقویت دی ہی لیکن اور لوگون نے اوس حدیث سے استدلال کیا ہے سو کہا ابو عبید القاسم بن سلام نے کہ مراد قلہ سے بڑا مشکا ہے اس سبب سے کہ اگر چہوٹا مراد ہوتا تو دو کا ذکر کرنے کی حاجت نہ تہی کیونکہ دو چہوٹے ایک بڑے کی برابر ہوگا ایک بڑا ہوجاتا عرف اہل عرب میں اور ظاہر یہہ ہے کہ شارع نے اون سے ایک حد بیان کرکے ہے فراخی کی طور پر اور یہہ بات معلوم ہے کہ آپ صحابہ کرام سے ایسے باتین فرماتی تہے جو سمجہہ میں آوین تو اجمال اوٹہہ گیا

مراد کہنا بالیقین اختلاف سی نکالتا ہے اور سب معانی لفظ مشترک کی کو محیط اور متضمن ہے اسلئے یہی متعین ہوا وقد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دع ما یریبک الی ما لا یریبک اگر کہو کہ قلہ چوٹی پہاڑ کو بھی کہتی ہین پس معنی محیط اور متضمن سب معانے کو ہی ہے اور بڑا مٹکا متضمن اوسکا نہین تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اگرچہ قلہ پہاڑ کی چوٹی کو کہتی ہین لکن اس حدیث مین دریا بحر بدیا بانی کی یہہ معنے نہین ہوسکتی واسلی ثبوت حدیث بریضاعہ کی حالانکہ اسمین پانی بقدر چوٹی پہاڑ کی نہتا اور باوجود اسکی آنحضرت نے اوسکو نجاست پڑنی سی بھی نجس نہین قرار دیا اور فرمایا کہ یہہ پاک ہی جیسا کہ سابق مین گذرا اور سوال بھی قلہ اور صحرا کی پانی کی نہتا نہ چوٹی پہاڑ سے ۵ بریں عقل و دانش بباید گریست ۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین کی صحیح اور ثابت ہی از راہ اسناد کی بھی اور تصریحات آئمہ جرح اور تعدیل سی بھی اور یہی قابل ہے عمل کے اور کسیطرح کا اسمین جرح اور خدشہ نہین ہے نہ مخالف اجماع کے اور نہ مضطرب الاسناد والالفاظ اور نہ مشترک در میان معنی کثیرہ کی فالحمد للہ علی توفیقہ والہامہ الحق بتحقیقہ اب مولف کی ایک اور وجہ کا جواب دیا جاتا ہی بعد سکے عشرا فی عشر کی خدمت گذاری سی شرف حاصل کیا جاویگا **قال** اور ایک وجہ اور قلتین کی حدیث پر عمل کرنی کے یہہ ہے کہ تحقیق یہہ حدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الماء طھور لا ینجسہ شیء صحیح تر ہی حدیث قلتین کی سی یہانتک کہ منعقد کیا ہے بخاری نی صحیح بخاری مین باب خلاف حدیث قلتین کی اور موافق حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء کے کہ عبارت اوسکی یہہ ہی باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء وقال الزھری لا باس بالماء ما لم یتغیر طعم او لونہ او ریحہ اونون اوتہی مذہب ہی امام مالک اور اتباع اونکی کا پس ہوگی حدیث قلتین کی معارض حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء کی اور نہین ہی ممکن جمع کرنا حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء کا اوپر حدیث قلتین کی یعنی یون کہا جاوے کہ مراد حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء سی قدر قلتین کی ہی سو یہہ نہین ممکن اسلئے کہ حدیث قلتین کی ضعیف ہی اور حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء صحیح ہے اوس سی پس اگر مراد لیجاوی حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء سی قدر قلتین کی تو لازم آویگا اہمال کردینا عموم حدیث اقوی کا ساتھہ حدیث ضعیف کی اور یہہ باطل ہی بالاتفاق پس ہوگی حدیث قلتین کی متروک العمل ساتھہ حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء کی **اقول** اولا تو حدیث الماء طھور مین لفظ ماء کہ عام ہی نہین بلکہ معہود بعہد خارجی ہے اسلئے کہ یہہ ہے اسم جنس معرف باللام اور یہہ معرف باللام عام اوسوقت ہوتا ہی جبکہ عہد نہو جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین وعمومھا الموصولات والمبھم الحاق المضاف واسم الجنس کذلک حیث لا عھد انتھی اور کہا توضیح مین وعمومھا ای الفاظ العام المفرد المحلی باللام اذا لم یکن للعھد ھو انتھی اور ایسا ہی سب کتابون مین اصول کی لکھا ہی اور ظاہر ہے کہ اسم معرف باللام مین اصل عہد خارجی ہی تو جبتک کوئی

۵ فرمایا رسول خدا صلعم نی چھوڑدی وہ چیز جو تجھی شک مین ڈالی اور کر جو غیر مشکوک ہو ۵۲ آنحضرت صلعم نی فرمایا پانی پاک ہے اوسی کوئی چیز ناپاک نہین کرتی ۵۳ یہہ باب ہی اوس بیان مین کہ نجاست گہری اور پانی مین بڑی اور کہا ہے بخاری نی اوسکا کچھہ خوف نہین جبتک کہ اوسکا مزا اور بو اور رنگ بدلی ہوچکی عبارت بخاری کی ۵۴ اور اوسمین سے موصولات والف لام والی جمع اور مضاف اور اسم جنس بھی آتے ہین جہان عہد نہو ہوچکی عبارت مسلم کی ۵۵ لفظ عام سی ہی مفرد الف لام والا قبیل الف لام

وقرینہ مقتضی عموم کا متحقق نہو گا ہرگز اوس اسم کو عام نہین کہین گے جیسا کہ کہا توضیح مین اعلم ان لام التعریف اما للعهد الخارجی والذهنی واما للجنسیة هی الجنس واما التعریف الطبیعة لکن العهد هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعریف الطبیعة لان اللفظ الذی یدخل علیه اللام دال علی الماهیة بدون اللام فحمل اللام علی الفائدة الجدیدة اولی من حمله علی تعریف الطبیعة والفائدة الجدیدة اما تعریف العهد او استغراق الجنس و تعریف العهد اولی من الاستغراق لانه اذا ذکر بعض افراد الجنس خارجا او ذهنا فحمل اللام علی ذلک البعض اولی من حمله علی جمیع الافراد لان البعض متیقن والکل محتمل انتهی اور کہے تصریح مین اذا تعهد هذا فنقول الاصل ای الراجح هو العهد الخارجی لانه حقیقة التعیین وکمال التمییز ثم الاستغراق الی آخر ما قال من تحقیق و تدقیق مع الجرح علی بعض کلام صدر الشریعة تو اس کہ عہد خارجی بالاتفاق اصل ہوتا ہی ہم معرف باللام مین جبتک کوئی قرینہ عموم کا نہو بس ہم کہتے ہین ساتھہ توفیق اللہ کی کہ الماء طہور اس حدیث مین یہہ معنی رکھتا ہے کہ وہ پانی جس سے تم سوال کرتی ہو یعنے پانی بیر بضاعہ کا وہ پاک ہے اور ظاہر ہی کہ پانی بیر بضاعہ کا قدر قلتین سی کم نہین تہا پس اس الماء طہور سے پاکی اور پانی کی جو قلتین سی کم ہونا ثابت ہوئی اور الماء طہور کا حدیث قلتین سی تعارض نہوا اور واضح ہو کہ کئی حنفیون کو یہہ بیر اقرار ہے کہ الماء طہور مین عموم نہین بلکہ مراد اس سی پانی بیر بضاعہ کا ہے ازانجملہ حضرت مولف ظاہری حضرت قطب الدین خانصاحب دام اقبالہ کہ مقلد محمد شاہ کی ہین اپنی ترجمہ مشکوۃ مسمی بمظاہر حق مین فرماتی ہین تحت حدیث الماء طہور کے بعد بیان معنی بیر بضاعہ کی پس پانی اوسکا بہت تہا اور چشمہ دار تہا بلکہ لکہا ہی علمانی کہ وہ جاری رہتا اوسوقت مین کہ راہ رکہتا تہا طرف باغ کی مثل نہر جاری کی اوسکا حکم حضرت سی پوچہا جواب مین اوسکی پانی کا حکم بیان فرمایا جو کہ مذکور ہوا حاصل یہہ کہ اسکی ظاہر عبارت سی کوئی یہہ نہ سمجہہ لی کہ کوئی کا پانی پلید نہین ہوتا تہوڑا ہو یا بہت بلکہ یہہ حکم پانی کثیر کا ہے اور بعضی روایت مین ہماری علما سی منقول ہے کہ کنوان چشمہ دار حکم پانی جاری رکہتا ہے ع انتہی کلامہ بعینہ انتہی کلام مظاہر حق مین تحت حدیث قلتین کی فرماتی ہین اور یہہ جو حدیث بیر بضاعہ کی مین آیا ہی کہ الماء طہور لا ینجسہ شی یعنی پانی پاک ہے نہین نجس کر تی اوسکو کوئی چیز اور اوسکو دلیل اپنے ٹہرایا ہے اصحاب ظواہر نی مراد انہا اوسکی پانی کثیر ہی انتہی کلامہ اور ازانجملہ یہہ

---

۵۱ جان کہ لام تعریف کا یا تو عہد خارجی کی لئی ہے یا ذہنے کی لئے یا جنس کے لئے یا تعریف کی لئی لیکن عہد اصل ہے پہر استغراق ہے پہر تعریف کیونکہ وہ لفظ جسپر لام داخل ہے بغیر لام کی یہی ماہیت پر دلالت کرتا ہی پہر حمل کرنا لام کا نئی فائدہ پر اچہا ہی تعریف پر حمل کرتی سے اور نیا فائدہ یا تعریف عہدی ہی یا استغراق جنس کا اور تعریف عہدی استغراق سی اولی ہے اس سبب سے کہ بعضے فرد جنس کے خارج یا ذہن کے طور پر ذکر کئی گئی تو حمل کرنا لام کا اون بعضون پر ساری افراد کی حمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ یہہ یقینی ہین اور سب احتمال ۵۲ جو وقت یہہ تمہید ہو چکے تو کہتے ہین ہم راجح عہد خارجی ہے کیونکہ اوسمین یقین اور تمیز پورے ہے پہر استغراق ہے آخر اوس عبارت تک جو تحقیق اور دقیقہ سنجی سی کہا ہی اور بعضی باتون صدر الشریعت پر اعتراض

حلبی حنفی ہین کہ شرح منیہ مین فرماتی ہین فعلم ان المراد بہ مورد النص وھو بیر بضاعۃ خاصۃ انتہی کلامہ مختصرا
پس افسوس کا مقام ہی کہ تنویر الحق کی ترجمہ مین اسنے پہلی تحریر کو خواب خرگوش کر دیا کیونکہ وہان تو اس حدیث مین
عموم کو باطل کرتے ہین اور تنویر الحق مین تقلید محمد شاہ کی ثابت کرتی ہین انا للہ وانا الیہ راجعون واز انجملہ مولوی
احمد علی سہارنپوری ہین کہ بعض حواشی ترمذی مین فرماتی ہین قولہ[۵۴] فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء
الالف واللام للعھد الخارجی فتاویلہ ان الماء الذی تسالون عنہ فالجواب مطابق لا عموم لہ
کما قالہ مالک انتہی واز انجملہ طحاوی ہین کہ شرح معانی الآثار مین ایسا ہی کہتی ہین اور بہت علماء
حنفیہ نی یہہ اقرار کیا ہی کہ یہہ حدیث عموم پر نہین اگرچہ انہون نی وجہ بالتخصیص پاک ہونی بیر بضاعہ کی حدیث فلیس
وہ نہین بیان کی جو ہمنی بیان کی ہی بلکہ کہا ہے کہ وہ بیر بضاعہ باغون کیطرف جاری تہا تو حکم مین نہر جاری کی ہوا
لاکن ہمنی سابق مین بضمن تاویل حدیث زنجی کی ثابت کر دیا ہے کہ یہہ بات یعنی جاری ہونا اوسکا طرف باغون کی
غلط ہی اور راوی اسکا واقدی ہی کذاب اور متروک اور وضع حدیثون کا اور مبطل حدیثون کا نزدیک ائمہ حدیث کے
کما[۵۵] عن التقریب للعسقلانی والمختصر لنور الدین علی ومجمع البحار لابن طاہر الحنفی وبھذا التحقیق اندفع ما
اورد علی من قال بان المراد من الماء فی حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء الماء الذی ورد عنہ السوال وھو ماء بیر
بضاعۃ من انہ مخالف لقولھم العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص المحل ووجہ الاندفاع غیر خفی علی من یعلم الفاظ
العام لانہ اذا علم الفاظ العام تیقن ان الماء فی ھذا الحدیث لیس من الفاظ العام فان کونہ عاما موقوف علی عدم
کونہ للعھد الخارجی الذی ھو الاصل وعدم کونہ للعھد بلا قرینۃ العموم انتفاء الاصل وھو کما تری فاذا تیقن ان الماء
لیس من الفاظ العموم فی ھذا الحدیث جزم باندفاع الایراد لانہ بعد ثبوت عموم لفظ الماء فافہم ولا تغتر من تمثیل

---

[۵۴] سو جانا گیا کہ مراد پانی سی موقع سوال ہے اور وہ خاص بیر بضاعہ ہی ہو چکا کلام حلبی کا بطور مختصر [۵۵] فرمایا رسول صلعم نی کہ پانی
پاک ہے یہان لفظ الماء پر جو الف لام ہے وہ عہد خارجی کی لئی ہی تو تاویل حدیث یہہ ہوئی کہ ای لوگو جس قدر پانی
تم پوچھتے ہو وہ پاک ہے تو اب جواب سوال کی مطابق ہے عام نہین جیطرح مالک کہتی ہین ہو چکا کلام مولوی احمد علی کا [۵۳]
جیسا کہ گذر چکا عسقلانی کے تقریب اور مختصر نور الدین علی اور مجمع البحار ابن طاہر حنفی سی اور اس تحقیق سی اوٹھہ گیا وہ اعتراض
جو اون لوگون نی کیا تہا کہ جو حدیث الماء طہور مین کہتے ہین کہ مراد پانی سے یہان بیر بضاعہ ہے اور وہ اعتراض یہہ تہا
کہ یہہ تمہارا مقولہ اس مشہور مسئلہ کی مخالف ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے موقع کی خصوص کا نہین اور اوس شبہ کے
اوٹھہ جانیکی وجہ یہہ ہوئی کہ جب الفاظ عام کو جانتی ہین کیونکہ الفاظ عام کی تفصیل جاننی کے بعد یہان تو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث مین
لفظ عام نہین کیونکہ لفظ عام ہونا موقوف تہا اسپر کہ یہان الف لام عہد خارجی کی لئی جو اصل ہے ہو دے اطہر قرینہ عموم کی یہہ ایک چیز کی
اصل کو نفی کرنا ہے اور یہہ ٹھیک نہین موجب وقت یقین ہو گیا کہ حدیث مین لفظ الماء الفاظ عام مین سے نہین تو اوس اعتراض کی اوٹھنی کا ہی تقلیب

بعض الاعلام بقاعدۃ العبرۃ لعموم الالفاظ بحدیث الماء طھور وبعد تحریر ھذا التقریب رایت ما فی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی لابراھیم الحلبی الحنفی فی ھذا التخصیص فوجدتہ موافقا لی فی التقریر وھکذا نصہ ولا یقال العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب لانا نقول لا نسلم عموم اللفظ وانما یکون لو کانت اللام للجنس او للاستغراق وھو ممنوع ولا دلیل علیہ بل ھی للعھد فان الاصل ذا اذا امکن جعل اللام للعھد لا تجعل لغیرہ وقد امکن ھھنا لذکرہ فی السوال فان قول السائل انتوضأ من بیر بضاعۃ المراد بہ بعض مائھا قطعا ودعوی کون صلی اللہ علیہ وسلم استانف جوابا عاما یشتمل المسؤل عنہ وغیرہ لا دلیل من دلیل انتھی کلام الحلبی اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ اس حدیث الماء طھور سے ہر پانی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہی تو کہا جاویگا کہ اس حدیث کی پانی عام سے وہ پانی جو کہ قلتین سی کم ہو مخصوص ہے جیسا کہ نقل کیا ہے شیخ سلام اللہ حنفی نی بعض شافعیہ سی چنانچہ کہا ہی محلی مین لنا عموم حدیث الماء طھور لا یخصہ شئ مخصوص بمفھوم حدیث القلتین عند الشافعیۃ انتھی اور حدیث الماء طھور کی یہہ معنے ہوئی کہ ہر پانی جو کہ قلتین سی کم نہو پاک ہی اور سہین بطلان عموم قوی کا ساتھہ حدیث ضعیف کی لازم نہین آتا جیسا کہ مولف نی کہا ہے اسلئے کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا ضعف نہین اور یہہ حدیث ہی صحیح اور قوی اور جیسا ہی قابل عمل کے

تنبیہ جبکہ ثابت ہوگیا کہ حدیث الماء طھور کی اور حدیث قلتین کی معارض نہین اور دونو کا محل ایک ہی ہے تو وہ حدیثین جو مولف نی اپنے سند مین پیش کی ہین یعنی حدیث ولوغ کلب اور حدیث اذا استیقظ اور حدیث نھی عن البول فی الماء الدائم اور سوای اسکی اور کچی کچی روایتین جو دلالت کرتی ہین پانیکی نجس ہونی پر ان حدیثون مین اور حدیث الماء طھور مین او سیطرح موافقت اور جمع کیجاویگی جیسی حدیث قلتین کو اس حدیث کی موافق اور جمع کیا تہا پس باطل اور لغو ہوگیا مولف کا بیان کرنا دو وجہ کو واسطے اسقاط حدیث الماء طھور کی نقل کرنا اون دو وجہونکا اور رد کرنا اسکا موجب حرج اوقات ہی ہماری غرض بوجہ کامل حاصل ہوگئی یعنی ثابت ہوا کہ حدیث قلتین ہی کی سزاواری عمل کے اور سہین کسیطرح کا نقصان نہین اور مولف نی جو پانچ وجہ سی اسکا متروک ہونا بیان کیا تہا وہ سب باطل ہوگیا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اب حضرت مولف کی عشر فی عشیر کی خدمت گذاری کیجاتی ہی **قال** جبکہ ہوئے

کیونکہ وہ معترض جب تہا کہ پہلی عموم یہان ثابت ہوجاوے سمجھے تو اور نہ وجوب کا کہا بعضی لوگون کے اس مثال مین سی کہ عتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے اور بعد کہنی اس تقریر کے دیکہی مینی وہ عبارت جو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ابراہیم حلبی حنفی مین ہے، تو اس مسئلہ مین مینی اونکی تقریر اپنے موافق پائی اور وہ عبارت اونکی یہہ ہے کہ اعتراض نکرے کوئی کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سبب کا نہین کیونکہ ہم جواب دینگی کہ ہم عموم لفظ کا یہان نہین مانتی یہہ تو جب ہوتا کہ الف لام جنسی یا استغراقی ہوتا اور وہ ممنوع ہے بلا دلیل کے بلکہ یہان الف لام عہد خارجی کی لئی ہے کسواسکی کہل نہی ہے، کہ جبتک الف لام کو عہد خارجی کی لئی لینا ممکن ہو تو اور غیر کی وسطی نہین کیا جاتا اور یہان بسبب سوال کی وہ ممکن ہے کیونکہ سوال سائل کا بیر بضاعہ کی پانیکا حکم فرمانا اور یہہ دعوی کرنا کہ آپنی نیا عام جواب دیا کہ بیر بضاعہ اور سب مقدار کے پانیونکو شامل ہی اسکے لئی کوئی دلیل نہین ہوچکا کلام جلی کا

کوئی تقدیر کسی امام کی بیچ باب پانی کی فرق مقتضائی ان احادیث کی سوائی تقدیر ابوحنیفہ اور اتباع اونکی کی اور تہا اجماع منعقد اوپر باطل ہونی اوس عمل کی کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کی تو ہوئی تقدیر ابوحنیفہ اور اتباع اونکی کی صحیح اور مطابق ساتھ ان حدیثون صحیحہ کی اور اجماع مذکور کے اور تقدیر فوقانی یہہ ہی کہ کہا ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیچ کتاب اپنی کی کہ نام اوسکا مصنف ہے حدثنا ابو معاویۃ عن عاصم عن عکرمۃ انہ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقدیر فقالوا یا رسول اللہ ان الکلاب تلغ فیہ والسباع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للسبع ما اخذ فی بطنہ وللکلب ما اخذ فی بطنہ فاشربوا وتوضؤا قال ابوحنیفۃ لا باس بہ اذا کان عشرا فی عشر لم یتغیر طعمہ وریحہ ولونہ وتوضؤا بہ انتہی کلام ابی بکر اور یہی ہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد کا اور کہا یہہ ہدایہ مین اسپر فتوی ہے اور موافق مذہب امام اعظم کی مذہب امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کی جیسا کہ ہے بیچ جرعہ شکوہ کی کہ شیخ کا ہے اور ارکان اربعہ مین کہ مولنا عبد العلی کی ہے

اقول اہل شبہہ ہمارا حنفیون پر یہہ تہا کہ متنی جو حد پانی کثیر کی وہ دردہ اور مثل اسکی ٹہہرائی ہی اسکی کیا اصل ہے اور یہہ اعتراض نہ تہا کہ قلتین کو نجس کیون کہتے ہو جسکے جواب مین مؤلف نی بزعم خود یہہ زور شور و غوغائی عام کا ساکیا سو ظاہر ہے کہ مولف کی جواب اصل اعتراض ہمارا کیا نہ دیا یعنی وہ دردہ کو دلیل شرعی سی ثابت کیا یعنی اوسکی بیان اصل وہ دردہ کی ثابت ہونی اسکی کہ اولا تو امام ابوحنیفہ کا اور امام ابو یوسف کا مذہب یہہ ہرگز نہین کہ جو پانی بقدر عشر فی عشر ہو وہ کثیر ہی اور کسی حنفی نے علماء معتبرین سی یہہ نہین کہا کہ ابوحنیفہ اور ابو یوسف وہ دردہ کی قائل تہے بلکہ مذہب انکا رائی مبتلا بہ کے ہے اور معنی اسکی یہہ ہین کہ اگر پانی استعمال کرنے والی کو اسبات کا یقین ہو کہ پلیدی اوس تمام پانی مین جسمین وضو کرتا ہے ملی ہوئی ہے تو وضو وغیرہ نکرے اور اگر ایسا ہو کہ ناپاکی ایک جانب مین پانی کے پڑے تہے اور وہ ناپاکی دوسرے جانب مین نہین پہونچی تو اوس دوسری جانب مین وضو کرنا اور غسل کرنا اوسکو درست ہے اور وہ جانب پانی کی پاک ہی اور عشر فی عشر کی بنا اسپر ہے کہ امام محمد بن الحسن سی کسی نی سوال کیا تہا کہ پانی کی حوض کبیر کے کیا حد ہے اونہون نے کہا میری مسجد کی مقدار پس اونہون نی مسجد کو ناپا تو اندرونی زمین اوسکی ہشت در ہشت نکلی اور بیرونی زمین اوسکی وہ دردہ معلوم ہوئی پس بعضون نے وہ دردہ کو کالوحی من السماء سمجہہ لیا اور بعض نے ہشت در ہشت اور متاخرین نی ہی پر جمود کر لیا حالانکہ امام محمد نے آخر کو اوس اپنی قول سی رجوع کر لیا ہی اور قائل ہو گئی ہین ساتھہ قول ابوحنیفہ اور ابی یوسف کی یعنی اعتبار کیا ہے رای مبتلا بہ کو غرضکہ یہہ تقدیر دہ در دہ کی کسی امام کی نزدیک ائمہ اربعہ کی ابو یوسف

یعلم اس حدیث کا کہ پانی پاک ہے نہین نجس کر اوسکو کوئی شے خاص ہے مضمون اس حدیث قلتین کے نزدیک شافعیہ کے ۱۲ روایت کی ہین ابو معاویۃ نے عاصم سے اونہون نے عکرمہ سی یہہ کہ گذرے ہوا رسول صلعم کا ایک جہیل پر سو لوگون نے آپسے پوچہا کہ کنوے اور اور درندی اسمین سو نہہ ڈالتی ہین آپنے فرمایا کہ دستی کنون اور درندون کے جو پیٹ مین آگیا تم اسمین پانی پیو اور وضو کرو امام ابوحنیفہ نی کہا کچہ ڈر نہین جب یہ وہ دردہ ہوا اوسکا مزہ اور بو اور رنگ بدلی تو وضو کر ہو چکا کلام ابی بکر کا

یا امام محمد کے حق و ثابت نہیں اور کوئی امام ہمکا قابل نہیں اور کچھ بے دلیل نہیں ما انزل اللہ بھا من سلطان سیوطی اکابر حنفیہ سے بھی مروی ہی کہ امام ابو حنیفہ کا اور ابو یوسف کا مذہب اعتبار رای مبتلی بہ کی ہی نہ وہ در دہ اور اسکی طرف رجوع کیا ہی امام محمد کی جیسا کہ کہا شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں کہ یہی ظاہر المذہب اور یہی صحیح ہی چنانچہ بحر الرائق میں ذکر کیا ہے قال ابو حنیفۃ فی ظاہر الروایۃ عنہ یعتبر فیہ اکبر رای المبتلی ان غلب علی ظنہ انہ بحیث تصل النجاسۃ الی الجانب الآخر لا یجوز الوضوء والا جاز ومن نص علی انہ ظاہر المذہب شمس الائمۃ السرخسی فی المبسوط وقال انہ الاصح انتہی اور کہا امام ابو بکر رازی نے احکام القرآن فی سورۃ الفرقان میں ان مذہب اصحابنا ان کل ما تیقنا فیہ جزء من النجاسۃ او غلب فی الظن ذلک لا یجوز الوضوء بہ سواء کان جاریا او لا انتہی اور کہا امام ابو الحسن کرخی نے اپنی مختصر میں وما کان من المیاہ فی الغدران او فی مستنقع من الارض وقعت فیہ النجاسۃ نظر المستعمل فی ذلک فان کان فی غالب رائہ ان النجاسۃ لم تختلط بجمیعہ لکثرتہ توضا من الجانب الذی ہو طاہر عندہ فی غالب رایہ فی اصابۃ الطاہر منہ وما کان قلیلا یحیط العلم ان النجاسۃ قد وصلت الی جمیعہ او کان ذلک فی غالب رایہ لم یتوضا انتہی اور کہا رکن الاسلام ابو الفضل عبد الرحمن کرمانی نے شرح الجامع میں واختلف الروایات فی تحدید الکثیر والظاہر عن محمد انہ عشر فی عشر والصحیح عن ابی حنیفۃ انہ لم یوقت فی ذلک بشیء فانما ہو موکول الی غلبۃ الظن فی خلوص النجاسۃ انتہی اور کہا حاکم شہید نے اپنی کافی میں الذی ہو جمع کلام محمد قال ابو عصمۃ کان محمد بن الحسن یوقت عشرۃ فی عشرۃ ثم رجع الی قول ابی حنیفۃ وقال لا اوقت فیہ شیئا انتہی اور کہا امام سرخسی نے شرح مختصر طحاوی میں ثم الحد الفاصل بین القلیل والکثیر عندنا ابنا

---

۵۱ کہا ابو حنیفہ نے ظاہر روایت میں کہ پانیکی باب میں برتنے والیکی ظن غالب کا اعتبار ہے اگر اسکا گمان غالب ہو جاوے کہ اپنا کنارہ کی بلندی دوسرے جانب تک پہونچ جاتی ہے تو وضو جایز نہیں اور نہیں تو جایز ہے اور جس شخص نے کہا کہ یہی ظاہر مذہب ہے وہ شمس الائمہ سرخسی ہیں کہ انہوں نے مبسوط میں بیان کر کے یہہ کہا ہے کہ یہہ بہت صحیح ہے ۵۲ مذہب ہمارے اصحاب کا یہہ ہے کہ جس پانی میں نجاست کے مخلوط ہونیکا ہمیں یقین ہو یا گمان غالب ہو تو وضو اوس سے جایز نہیں برابر ہی کہ وہ پانی ہمارے ہو یا نہو ۵۳ اور جو پانی حوض یا گڑھوں میں ہو اور اسمیں نجاست پڑجاوے برتنے والا غور کرے اگر اوسکی گمان غالب میں یہہ آوے کہ نجاست بسبب کثرت پانیکی ساری پانی میں نہیں ملتی جو کونہ اوسکی عند یہ میں نجاست سے بچا ہوا ہے اوس سے وضو کرے اور اگر پانی تھوڑا ہو اور معلوم ہو جاوے یا یقیناً کہ ساری پانی میں نجاست ملگئی یا ظن غالب ہو اوس سے وضو نکرے ہو چکی عبارت مختصر کرخی کی ۵۴ مخالف ہوئیں روایتیں کثیر پانی کی مقدار کی بیان میں اور ظاہر امام محمد کی یہہ ہے کہ وہ دردہ ہی اور صحیح امام ابی حنیفہ سے یہہ ہے کہ اونہوں نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ اونہوں نے برتنے والیکی گمان پر نجاست کے پہلا دیدہ ہونیکا ہی ہو چکی عبارت شرح الیضاح کی ۵۵ وہ تقریر جو جمع ہی کلام امام محمد کی یہہ ہے کہ ابو عصمہ نے کہا کہ محمد بن حسن دہ در دہ پانی کو حد بتاتی تھی پھر امام ابی حنیفہ کی قول کیطرف رجوع کیا اور کہا کہ میں کچھ حد نہیں لگاتا ہو چکی عبارت کافی کی ۵۶ پھر وہ حد جو بہت کثیر اور قلیل

هو الخلوص وهو ان يخالص بعضه من جانب الى جانب ولم يفسر الخلوص فى رواية الاصول وسئل محمد عن حد الحوض فقال مقدار مسجدى فذرعوه فوجدوه ثمانية وبه اخذ محمد بن سلمة وقال بعضهم مسحوا مسجد محمد وكان داخله ثمان وخارجه عشرا فى عشر ثم رجع محمد الى قول ابى حنيفة وقال لا اوقت فيه شيئا انتهى اور معراج الدراية مين كہا ہے الصحيح عن ابى حنيفة انه لم يقدر فى ذلك شيئا وانما قال هو موكول الى غلبة الظن فى خلوص النجاسة من طرف الى طرف وهذا اقرب الى التحقيق لان المعتبر عدم وصول النجاسة وغلبة الظن فى ذلك تجرى مجرى اليقين فى وجوب العمل كما اذا اخبر واحد بنجاسة الماء وجب العمل بقوله وذلك يختلف باختلاف الرأى وظنه انتهى اور ايسا ہى كہا ہى شرح جمع الجوامع اور محبوبى مين كہا غاية البيان من ظاهر الرواية عن ابى حنيفة اعتبار بغلبة الظن وهو الاصح انتهى اور بنايہ مين كہا ہے قال ابو حنيفة الغدير العظيم هو الذى لا يخلص بعضه الى بعض ولم يفسره فى ظاهر الرواية وفوضه الى راى المبتلى به وهو الصحيح به اخذ الكرخى انتهى خاتم المتاخرين ابن نجيم مصرى بعد نقل كرنے روايات مذكورہ كى بحر الرائق مين فرماتے ہين وهكذا فى اكثر كتب ائمتنا فثبت بهذه النقول المعتبرة من مشائخنا المتقدمين مذهب امامنا الاعظم ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد رحمهم الله فتعين المصير اليه واما ما اختاره كثير من مشائخنا المتاخرين بل عامتهم كما نقله فى معراج الدراية من اعتبار العشر فى العشر فقد علمت انه ليس مذهب اصحابنا فان قلت ان فى الهداية وكثير من الكتب ان

کردی ہمارے اصحابوں کے نزدیک نجاست کا پھیلاؤ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف پہونچ جاوے اور ظاہر روایت مین پھیلاؤ کی تقدیر نہین ہے اور کسیسے پوچھا امام محمد نے حوض کی مقدار تو کہا کہ جتنی مقدار میری مسجد کے پھر لوگون نے جو ناپا تو طول و عرض آٹھ گز پایا سو محمد بن سلمہ کا یہہ مذہب ٹھہرگیا اور بعضون نے کہا کہ مسجد جو ناپی تو اندر طول و عرض آٹھ گز تہا اور باہر دہ دہ پھر رجوع کیا امام محمد نے ابی حنیفہ کے قول کیطرف اور کہا کہ مین کوئی حد مقرر نہین کرتا ہون جیسی عبارت شرح مختصر طحاوی کی روایت صحیح امام ابی حنیفہ سے یہہ ہے کہ انہون نے کوئی حد مقرر نہین کی بلکہ گمان غالب پھیلاؤ نجاست پر سونپا ہے اور یہہ امر تحقیق کے قریب ہے کیونکہ اعتبار نجاست کے نہ پہونچنے کا ہے اور گمان غالب ایسا ہین قایم مقام یقین کے ہی وجوب عمل مین جیسا کہ ایک آدمی خبر دیوے پانی کی ناپاک ہونیکی تو اوسکی قول پر عمل واجب ہوجاتا ہے اور یہہ گمان بمقتضاے لوگون کے عقلون کے مختلف ہے ظاہر روایت امام ابی حنیفہ سے کہ گمان غالب کا اعتبار ہے اور یہی بہت صحیح ہے ہوچکی عبارت غایۃ البیان کی امام ابی حنیفہ نے کہا کہ بڑا تالاب وہی کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف نہ پہونچی اور ظاہر روایت مین اسکی تقدیر نہین کی بلکہ برتنی والیکی راے پر کہا ہے اور یہی صحیح ہے اور کرخی کا معمول بہ ہے ہوچکی عبارت بنایہ کی اور اسیطرح پر ہے ہمارے اماموں کی اکثر کتابون مین معتبر نقلون سے پہلے مشائخ کی مذہب ہماری امام ابی حنیفہ اور ابی یوسف اور محمد کا ثابت ہوا پس اسیطرح رجوع کرنا ٹھہرگیا ہے اور وہ جو بہت سی مشائخ متاخرین نے اختیار کیا ہے بلکہ عام متاخرین نے جیسی کہ معراج الدرایہ مین نقل کیا ہے کہ اعتبار دہ در دہ کا تو یہہ تو جان چکا کہ مذہب ہمارے اصحاب کا نہین پھر اگر تو کہوی کہ ہدایہ اور اور بہت کتابون مین یہہ ہے

الفتوی علی اعتبار العشر فی العشر واختارہ اصحاب المتون فکیف ساغ لہم ترجیح غیر المذہب قلنا لما کان مذہب ابی حنیفۃ التفویض الی رای المبتلی وکان الرای یختلف بل من الناس من لا رای لہ اعتبر المشائخ العشر فی العشر توسعۃ وتیسیرا علی الناس فان قلت ہل یعمل بما صح من المذہب وبفتوی المشائخ قلت یعمل بما صح من المذہب فقد قال الامام ابو اللیث فی النوازل سئل ابو نصر فی مسئلۃ وردت علیہ ما تقول رحمک اللہ وقفت عندک کتب اربعۃ کتاب ابراہیم بن رستم وادب القاضی عن الخصاف وکتاب المجرد وکتاب النوادر من جہۃ ہشام ہل یجوز لنا ان نفتی منہا اولا وہذہ الکتب محمودۃ عندک فقال ما صح عن اصحابنا فذلک علم محبوب مرغوب فیہ مرضی بہ واما الفتیا فانی لا اری لاحد ان یفتی بشیٔ لا یفہمہ ولا یحتمل انقال الناس فان کانت مسائل قد اشتہرت وظہرت وانجلت عن اصحابنا رجوت ان یسع الاعتماد علیہا فی النوازل انتہی وعلی تقدیر عدم رجوع محمد رح عن ہذا التقدیر فما قدر بہ لا یستلزم بہ تقدیرہ بہ الا فی نظرہ وہو لا یلزم غیرہ بل یختلف باختلاف ما یقع فی قلب کل ولیس ہذا من قبیل الامور التی یجب فیہا علی العامی تقلید المجتہد الیہ اشار فی فتح القدیر ویؤیدہ ما فی شرح الزاہدی عن الحسن والاصح عندہ ما لا یخالص بعض الماء الی بعض بظن المبتلی بہ واجتہادہ ولا یناظر المجتہد فیہ انتہی فعلم من ہذا ان التقدیر بعشر لا یرجع الی اصل شرعی یعتمد علیہ کما قالہ محی السنۃ فان قلت قال فی شرح الوقایۃ انما قدر بہ بناء علی قولہ

ترفتوادہ درد ہ پر اور فقہ متون میں اوسی پسند کیا ہے تو وہوں نے غیر مذہب کے ترجیح کیونکر پیدا تو جواب یہ ہے کہ جب امام ابی حنیفہ کا مذہب یہ ہے والیکی رائے سو نپنا ٹھہرا اور رائے مختلف ہوتی ہی بلکہ بعضی آدمیونکو رائے ہی نہیں ہی تو مشائخ نی وہ دردہ کو لوگون کی آسانی کی لی معتبر کرلیا ہے پھر اگر تو کہو کی کیا عمل کیا جاوے اوپر جو مذہب کے روسی صحیح ہو اہی یا مشائخ کی فتوی پر تو جواب یہ ہے کہ عمل کیا جاوے اوسپر جو مذہب کی اوسی صحیح ہوا ہے کیونکہ کہا ہے امام ابو لیث فی نوازل میں کہ نے پوچا ابو نصر سی کہ کیا کہتی ہو تم ان چار کتابون کے نسبت ایک کتاب ابراہیم بن رستم دوسرے ادب القاضی خصاف تیسری کتاب المجرد چوتھی کتاب النوادر ہشام کی کیا ہمین جائز کہ ہم فتوا دیوین اونمین سے یا نہین اور یہ کتابین ہماری نزدیک اچھی ہین اونہون نے جواب دیا کہ جو ہمارے اصحاب سے صحیح ہوگیا تو وہ مسئلہ نہایت پسندیدہ ہے رہا فتوا دینا سو مین کسیکے واسطے اعتقاد نہین کرتا کہ بغیر سمجھے فتوا دیوے اور لوگون کا بوجہ اپنے ذمہ لیوی ہان اگر مسائل شہرت پکڑ جاوین اور ہمارے اصحاب سے ظاہر ہو جاوین تو مجھی امید ہے کہ نوازل مین بہروسا کرنا جایز ہو سکتا ہے اور بر تقدیر نہ رجوع کرنے امام محمد کی اس اندازہ سی خواہ مخواہ اونہون نے اپنے رای سی جو اندازہ کیا ہو گا سو وہ غیر کو کچھ ضرور کے نہین بلکہ منظر اپنے اپنے جی مین پر ہے کہ مختلف ہے اور یہ کچھ اونہی کی نہین کہ انجانب اوسمین مجتہد کی تقلید ضروری ہو جنانچہ اوسطرف فتح القدیر مین اشارہ کیا ہے اور یکی تائید کرتے ہے وہ تقریر جو شرح زاہدی مین ہے حسن سے اور بہت صحیح حسن کے نزدیک کہ زیادہ کی اندازہ نہین کرتے والیکی نفس غالب مین ایک طرف کی نجاست دوسری طرف پہونچی اور ظنی مجتہد فیہ مسئلہ مین کچھ تکرار نہین ہو سکتی سو اب اس سے معلوم ہو گیا کہ اندازہ وہ دردہ کا کسی ایسے اصل شرعی کیطرف نہین رجوع کرتا جسپر اعتماد کیا جاوے چنانچہ محی السنۃ نی کہا ہے پھر اگر تو کہی کہ شرح وقایہ مین کہا ہے کہ اندازہ بنحضرت صلعم اسکے قول کے

صلی اللہ علیہ وسلم من حفر بیرا فلد حولها اربعون ذراعا فیکون لد حریمها من کل جانب عشرة ففهم من هذا انه اذا اراد احد ان یحفر فی حریمها بیرا یمنع لانه یجذب الماء الیها وینقص الماء الیها وینقص الماء فی البیر الاولی وان اراد ان یحفر بیرا بالوعة یمنع ایضا لسرایة النجاسة الی البیر الاولی وتنجس ماءها ولا یمنع فیما وراء الحریم وهو عشر فی عشر فعلم ان الشرع اعتبر العشر فی العشر فی عدم سرایة النجاسة حتی لو کانت النجاسة تسری یحکم بالمنع قلت هو مردود من ثلثة اوجه الاول ان یکون حریم البیر عشرة اذرع من کل جانب قول البعض والصحیح اذا اربعون من کل جانب کما سیاتی انشاء الله تعالی الثانی ان قوام الارض اضعافا قوام الماء فقیاسه علیها فی مقدار عدم السرایة غیر مستقیم الثالث ان المختار المعتمد فی البعد بین البالوعة والبیر نفوذ الرائحة فان تغیر لونه او ریحه او طعمه یتنجس والا فلا کذا فی الخلاصة وفتاوی قاضی خان وغیرهما وصرح فی التاتارخانیة ان اعتبار العشر فی العشر علی اعتبار حال اراضیهم والجواب یختلف باختلاف صلابة الارض ورخاوتها انتهی

اور کہا اشباہ والنظائر میں ومنہا حد الماء الکثیر الملحق بالجاری الاصح تفویضہ الی رای المبتلی بہ التقدیر بشیء من العشر فی العشر وبخو انتہی صاحب تفسیر نشنا پوری نے لکھا ہی کہ تقدیر عشر فی عشر کی محض لاصل ہی ہی دلیل شرع سی ثابت نہیں ہوتی اور کہا مولنا بحر العلوم عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ میں ثم اختلفت الروایات فی تحدید الغدیر العظیم ففی ظاهر الروایة عن الامام

کہ جو کوئی کنوان کہودی تو اوسکی لئی گرد کی چالیس گز زمین ہی تو چار دیواری اوسکی ہر جانب سی دس گز ہوگی تو اس سی سمجھا گیا کہ جو شخص اور دوسرا شخص کنوان کہودنا چاہی یہہ شخص اوسکے احاطہ کی اندر کنوا نہ کہودی یا ہودیگا کیونکہ پانی دوسرے کنوی کی طرف کہینچکر یہلی کنوی کا پانی گہٹ جاویگا اور اگر دوسرا شخص گندی پانی کا یہہ کنوا کہودنا چاہے تو یہہ منع کیا جاویگا کہ نجاست کنوی میں سرایت نکری اور پانی ناپاک ہووے اور باہر چار دیواری کی ممانعت نہیں اور یہہ اوسکی مقدار دہ در دہ ہوئی سو معلوم ہوگیا کہ شرع نی دہ در دہ کا اعتبار کیا نجاست سرایت نکرنی میں کیونکہ اگر اوس سی زیادہ مقدار میں یہی نجاست سرایت کرتے تو ممانعت مذکورہ بالا ہوتی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ اعتراض تب طرح سی ساقط ہے اول یہہ کہ ہر طرف سی چار دیوار کا دس گز ہونا بعضو نکا قول ہی اور صحیح یہہ ہے کہ ہر طرف سی چالیس گز ہو جیسا کہ ان شاء اللہ تعالی اب آتا ہی دوسرے یہہ کہ زمین پانی کی کسی درجہ موٹی چیز ہی سی پانی کا قیاس زمین پر کرنا ٹھیک نہیں ہے تیسرے یہہ کہ بسیار دیدہ اور معتمد علیہ کنوین اور نجاست کی چہ بچہ میں اتنی دوری ہے جسمین بدبو پہونچے سو اگر پانی کا رنگ اور بو مزہ بدل جاویگا تو ناپاک ہو جاویگا اور نہین تو نہین یونہین ہے خلاصہ مین اور فتاوی قاضی خان مین اور اور کتابون مین اور تاتارخانیہ مین تصریح کی ہے کہ اعتبار دہ در دہ کا زمین کے حال پر ہے تو جواب یہہ ہے کہ کہین زمین سخت ہے اور کہین نرم ہو چکے عبارت بحر الرائق کی ۱۲ اور حد پانی کثیر کی کہ جو حکم مین جاوے پانی کے صحیح اسمین برتنے والے کی رائے پر سونپا ہے اندازہ دہ در دہ کا نہین ہی ہو چکی عبارت اشباہ کی ۱۲ پہر مختلف ہوئین روایتین بڑی تالاب کی حد مین سو ظاہر روایت مین امام

ابی حنیفة علم النقد یرد وحمل التفویض الی رای المبتلی به کما هو دابه الشریف فی امثال هذا فان غلب علی الظن انه لا یقبل النجاسة توضا والا لا وفی الروایات الاخر یعتبر التحریک وقدره المتاخرون المساحة انتهی مختصرا اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین وظاهر الروایة عن ابی حنیفة غلبة الظن ان غلب الظن وصول النجاسة الطرف الاخر لم یتوضا والا توضا واعتبر ابو سلیمان الجوزجانی الکثیر بالمساحة واختاره المتاخرون فقوم اعتبروا ثمانیة فی ثمانیة وقوم بخمسة عشر فی خمسة عشر والاکثرون بعشر فی عشر انتهی مختصرا اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ فارسی مشکوۃ مین بھی وہ دردہ کو مذہب متاخرین ہی کا قرار دیا ہے اگرچہ امام کا مذہب تحریک ٹھہرایا ہے لاکن ہمکو اسکی تحقیق مفید نہین کہ مذہب امام کا اعتبار تحریک ہے یا اعتبار رای مبتلی یہ ہمارا مقصود تو اثبات اس امر کا ہے کہ ابوحنیفہ کا مذہب تحدید دردہ کی نہین سو وہ اوس کلام شیخ کی جو ترجمہ مشکوۃ مین ہے بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہین ونزد امام ابوحنیفہ وصاحب او اگر آب اقل قدر بود کہ بجنبانیدن اجزاء او از هم جدا نگردد کثیر است والا قلیل ونزد متاخرین مشایخ بمساحت قرار یافتہ وبعض غلبہ ظن معتبر دارند اگر ظن غالب حصول نجاست بجانب دیگر است وضو نکند والا بکند انتہی مختصرا اور ایسا ہی برہان الدین صاحب ہدایہ نے بھی کہا ہے یعنے وہ دردہ کو قول بعض مشایخ کا قرار دیا ہے نہ ابوحنیفہ کا اگرچہ فتوی دینا اسپر کہا ہے لاکن صاحب بحر نے اسکو بھی رد کر دیا ہے یعنے ثابت کیا ہے کہ ہمکو عمل کرنا اور فتوا دینا اسپر نچاہیے جیسا کہ عنقریب عبارت بحر الرائق مین گذرا علاوہ یہہ کہ ہمکو اس سے بحث نہین کہ فتوی حنفیون کا کیا ہے غرض یہی ہے کہ وہ دردہ مذہب ابوحنیفہ کا نہین سو وہ ہدایہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کہا ہدایہ مین والغدیر العظیم الذی لا یتحرک احد طرفیه بتحریک الطرف الاخر اذا وقعت نجاسة فی احد جانبیه جاز الوضوء من الجانب الاخر لان الظاهر ان النجاسة لا تصل الیه اذا ثر التحریک فی السرایة فوق اثر النجاسة ثم عن ابی حنیفة رح انه یعتبر التحریک بالاغتسال وهو قول ابی یوسف رحمه الله وعنه بالتحریک بالید وعن محمد رحمه الله بالتوضی ووجه الاول ان الحاجة الیه فی الحیاض اشد منها الی التوضی وبعضهم قدروا بالمساحة عشرا فی عشر بذراع الکرباس توسعة للامر علی الناس وعلیه الفتوی انتہی اور جسے سخت حجت اور دلیل اور برہنونی وہ دردہ کی مذہب ائمہ حنیفہ کا اقرار جناب مترجم مؤید مولف ظاہری کا یعنی نواب محمد قطب الدین خان صاحب

ابی حنیفہ سے یہی روایت ہی کہ کہین معین نہین بلکہ اونہون نے اوس پانی کے عادت کے موافق جو ایسے مسئلون مین اونکی ہے برتنی والیکی رای پر حوالہ کیا ہے سو اوس کو اگر گمان غالب ہو جاوے کہ یہہ پانی نجاست نہین قبول کرتا تو وضو کر لیوے اور نہین تو نہین اور اور روایتون مین پانچکی ملاحظہ کیا ہے اور متاخرون نے پانچکی ناپ کیا ہے، ہو چکی عبارت ارکان اربعہ کی بطور خلاصہ کے ۱۲ اور ظاہر روایت ابوحنیفہ سے گمان غالب کا ہے سو اگر گمان غالب سے نجاست کا پہونچنا دوسرے طرف معلوم ہو تو وضو نکرے اور اگر معلوم نہو تو وضو کر لیوے اور ابو سلیمان جوزجانی کثیر پانی کو جانچنے کی اصتیار کرتے ہین اور اسکو متاخرین نے اختیار کر لیا ہے سو ایک قوم نے دس گز لمبا دس گز چوڑا اور ایک قوم نے پندرہ گز لمبا پندرہ گز چوڑا اعتبار کیا ہے اور اکثر لوگون نے دردہ کو ہنا کر کہا ہے جو پہلی عبارت مشتمل

کا بھی دریہی کافی ہے دا علی الزام کی تو سنو کہ آپ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین صاف اقرار کیا ہی کہ مذہب امام اعظم کا تحدید پانی کر نیمین تحریک ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق کی ترجمہ مین اور ہدایہ مین گذرا اور وہ دردہ کی تقدیر بعضی متاخرین کی نزدیک ہے چنانچہ تحت حدیث قلتین کے فرماتی ہین پس انکی اختلاف کیا ہی ائمہ اربعہ نی بیچ مقدار قلیل و کثیر کی امام مالک تو کہتی ہین کہ جس پانی کا رنگ مزہ بو متغیر نہو نجاست کی پڑنے سی وہ کثیر ہے اور جو متغیر موجاوی وہ قلیل ہی اور امام شافعی اور احمد رح کہتی ہین کہ جو مقدار قلتین کی ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے اور امام اعظم رح اور اونکی مذہب والی کہتی ہین کہ اگر پانی اسقدر ہو کہ ایکطرف کی حرکت دوسری طرف نہ ہلی وہ کثیر ہے والا قلیل اور بعضی متاخرین نی وہ دردہ کو کثیر کہا ہے انتہی کلام النواب مولانا قطب الدین نقلاً عن مظاہر حق اب انصاف سی غور کرو کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا صریح کہدیا کہ وہ دردہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین بلکہ بعضی متاخرین کا ہے اور پھر تنویر الحق مین بہ تقلید محمد شاہ کی کہدیا کہ دردہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ رح اور اونکی اتباع کا واللہ اعلم اس اختلاف اور تعارض کا سبب معلوم نہین ہوتا آیا پہلی تحریر مظاہر حق سی اونکو سہو واقع ہوئی یا جان بوجھ کر ایسے تعصب مین گرفتار ہوئی یا مظاہر حق مین تقلید شیخ عبد الحق رح کی ہی اور تنویر الحق مین محمد شاہ کی تقلید اختیار کی ہے پس جبکہ اتنی ائمہ حنیفہ کی تصریحات سی بلکہ خود مؤلف ظاہری یعنی مولوی قطب الدین خانصاحب کی مظاہر حق کی عبارت سی ثابت ہوا کہ وہ دردہ کسی کی نزدیک متقدمین سی معتبر نہین اور ظاہر ہی کہ جو لوگ متاخرین اسکی قایل ہین اونکی پاس بھی کوئی دلیل شرعی سر نہین ہے اور یہہ دردہ کسی اہل شرع کی کیطرف رجوع نہین کرتا جیسا کہ کلام سی خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی کی جو بحر الرایق سی منقول ہوا گذر چکا ہے تو قول مولانا شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ عالم ربانی حافظ قرانی محی سنت عالم نبیل مولانا و مقتدانا مولوی اسمعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہہ تحدید عشر فی عشر یعنی وہ دردہ کی بدعت حقیقہ ہے ثابت اور مصدق ہوگیا اور وہ قول مولوی اسمعیل صاحب کا یہہ ہے جو ایضاح الحق مین فرماتی ہین مسئلہ خامسہ استحسانات کثیر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر حصول بعضی منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیل از دلائل شرعیہ عبادت یا معاملات اختراع مینمایند یا تحدید اصلی از اصول دینیہ بجہت خاصہ احداث میکنند مثل تحدید کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید ما الکثیر بعشر فی عشر ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است انتہی مختصراً غایۃ الاختصار و مرقاما فی جواب الباب الثانی فی جملۃ الروایات الدالۃ علی عدم الالتزام بمذہب معین اور جو کہ مولف نی مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سی نقل کیا ہے کہ امام اعظم وہ دردہ کی قائل تہی اس سی خود مولف کا اقرار بایت

---

۵۲ بڑا تالاب وہ ہی کہ ایک کنارہ کا پانی دوسرے کنارہ کی پانیکو ہلاتی سی نہ ہلی تو جسوقت ایک کنارہ پر نجاست پڑجاوے دوسرے کنارہ سی وضو جایز ہے کیونکہ ظاہر ہی کہ وہانتک نجاست نہین پہونچی اسواسطے کہ حرکت پانی کی نجاست سے زیادہ دوڑتی ہی پس امام ابی حنیفہ سی روایت یہہ ہے کہ وہ پانیکی حرکت جو ہوا نی سی ہوتی ہی اوسکو معتبار کرتے تہی اور یہی امام ابی یوسف کا قول ہے اور انسے ایک روایت مانہتہ کی حرکت بہی ہی اور امام محمد نے وضو کی حرکت کو لیا اور پہلی صورت کی وجہ یہہ ہے کہ حوضون مین وضو کی بہ نسبت بہانیکی زیادہ ضرورت پڑتی ہی اور بعضون نی دہ در دہ کا اندازہ ذرا اونچے کیا ہے اور وہ بہتر فتوا ہے ۵۳ اور اوسکی عبارت جو اہین پانی کی بہانیکی بابت ثابت عدم التزام

ہوتا ہی کہ کسی عالم حنفی المذہب نے اپنے کتاب مین یہہ مذہب امام اعظم کا نقل نہین کیا اسلئے کہ اگر کسی کتاب حنفی مین یہہ مذہب امام کا منقول ہوتا تو جناب مؤلف اپنی کتابون معتبرہ کو جیسے منیہ قنیہ شرح وقایہ ہدایہ کنز مختار بحر الرائق وفتاوی قاضیخان فتاوی عالمگیری جسکو کالوحی من السماء جانتے ہین چھوڑکر اپنی مذہب کو ابی بکر کی کتاب سی جو حنفی مذہب سی بالتفصیل واقف نہین بلکہ وہ ایک محدث ہی نہ حنفی نہ شافعی کیون نقل کرتے اسبات مین غور کرنا چاہیی اور اسی سمجھہ لینا چاہیی کہ امام اعظم وہ مردہ کی قائل نہین اور مشار الیہی ابوبکر بن ابی شیبہ کا یہہ ہی کہ اوسکو التزام ہے رد اور طعن کرنیکا ابوحنیفہ کے اسی لئی اونکی بعض اتباع کو عشر فی عشر کے قایل دیکھہ کر یہہ سمجھا کہ ابوحنیفہ بہی اسکی قایل ہونگی اسپر پہلی حدیث عکرمہ کے متعلق پاک ہونے مطلق حوضون کے جنمین کتی اور درندی پانی پی جاوین مخالف حنفی مذہب کے نقل کی بعد اسکی بطور طعن کے حنفیون کے مشہور مذہب کو امام اعظم کا مذہب سمجھہ کر نقل کر دیا اور در اصل یہہ طعن ابوبکر کا ابوحنیفہ رح پر درست نہین کیونکہ وہی عشر فی عشر کے قائل نہین جیسا کہ سب اکابر حنفیہ نقل کرتے چلے آتے ہین چنانچہ سابق مین عبارتین اسکی گذرین اور جو کہ مؤلف نی اخیر مین کہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا اور امام محمد کا اور کہا یہہ ہدایہ مین اسپر فتوی ہے اسمین بڑی فریب بازی کی ہے اور دروغگوئی اختیار کی اسلئے کہ ہدایہ مین تو یقید رہے کہ اسپر فتوے ہے اور اوسمین یہہ نہین کہا کہ یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد کا ہے بلکہ اس عشر فی عشر کو بعض مشایخ کا مذہب ٹہرایا ہے جیسا کہ عنقریب عبارت ہدایہ کی نقل کی گئی ہے تو مولف محمد شاہ کی دروغگوئی اور چالاکی کو دیکھو کہ دونون امر یعنے عشر فی عشر مذہب ہونا امام اعظم اور صاحبین کا اور فتوی ہونا اوسپر ہدایہ کی طرف نسبت کرتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ اور جو کہ مؤلف نی بعد اسکی کہا ہے کہ موافق مذہب امام اعظم کی مذہب ہے امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کے اور اسکو نسبت کیا ہے طرف ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق کی اور ارکان اربعہ مولوی عبد العلی کی تو ظاہر ہے کہ غرض مولف کی یہی ہوگی کہ امام احمد بن حنبل یہی قائل ہین دہ در دہ کی بیچ نجاست رقیقہ کی اور یہہ محض غلط اور کذب صریح اور بہتان ہی مولنا عبد العلی پر اور شیخ عبد الحق پر کیونکہ مولوی عبد العلی نی اور شیخ نی ہرگز نہین کہا کہ امام اعظم اور احمد بن حنبل نجاست رقیقہ مین دہ در دہ کا مذہب کہتی ہین بلکہ مولوی عبد العلی کی کلام سی جو ارکان اربعہ سی نقل کیا گیا ہے اور شیخ کی کلام سی جو ترجمہ مشکوۃ سی اور شرح اوسکی سی نقل کیا گیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ در دہ مذہب امام اعظم کا نہین چہ جائیکہ امام احمد بہی اونکی اس مذہب مین موافق ہون تو دیکھو کہ جناب مولف نی کسقدر جھوٹ لکھنا اختیار کیا ہے اور حوالی جھوٹے دئے ہین اسمقام مین مولف کی دیانت سی مطلع ہونا چاہیے پس ثابت ہوا کہ یہہ دہ در دہ کی حد چار دن امامون کی خلاف ہی تو بزعم مولف جو قائل ہین اسبات کے کہ جو کچھہ مخالف ہے ائمہ اربعہ کی وہ باطل ہے بالاجماع یہہ تحدید عشر فی عشر کی باطل ہوئی اور قول مولوی اسمعیل شہید کا کہ تحدید دہ در دہ کی بدعت حقیقی ہے خوب ثابت ہوا اور اگر بطور محال فرض بہی کیا جاوے کہ امام ابوحنیفہ اور اونکی صاحبین قایل ہین عشر فی عشر کی تو انکا

قائل ہونا مقابل خصم کی کیا حجت ہے جس حالت مین کہ شافعی کی حدیث مرفوع پر مولف نے اتنی لی دی کی اور اوسکی مذہب کو بزعم خود ضعیف کر دیا کیا امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول اگرچہ بی دلیل ہو نسل قران کی ہی اور وہ کیا بنی ہین کہ جناب مولف نے قول اونکا بی دلیل نقل کر دیا قول صاحب ہدایہ کا کہ اسپر فتوی ہے نسل حدیث اور قران کی نقل کر کی خوش ہو گئی مرد انگی تو نہی کہ جسطرح حدیث کو رسول اللہ کی جسپر شافعی کا عمل ہے رد کر دیا تھا اسیطرح وہ ردہ کو کسی حدیث سی یا قران سی یا اجماع شرعی سی یا قیاس سی ثابت کرتے مجرد مذہب کا معرض استدلال اور محل ترجیح بالدلایل مین پیش کرنا شان اور شعار اہل علم مین کی نہین کچھ تو شرم اور لحاظ چاہیے خیر ابتک تو نہ ہوا آیندہ بہتر جناب مولف کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ ردہ کو کسی دلیل شرعی سی دو برس مین یا چار برس مین یا دس برس مین ثابت کر کے ہم مشتاقون کو مسرور و ممتاز فرماوین الحمد للہ اولا و آخرا وظاہرا و باطنا علی ما ارانا الحق و تحقیق حقہ القلتین الصحیح الثابت المروی عن رسول اللہ سید الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ الطالبین للصنیعین **تنبیہ** جواب دینا آیندہ کلام مولف کا حرفا حرفا نقل کر کے موجب تضییع اوقات ہے اور راقم کو شغال علمی سی کہان فرصت ہی کہ سب اسکی توجیہات رکیکہ و ضعیفہ اور دلایل مرضیہ کو نقل کرے اسلیئے حاصل کلام کو اوسکی مدعا تمام متمسکات اوسکی کے اپنے عبارت وجیز مختصر مین بیان کر کی ہر ایک بانکا بخوبی جواب دیوین گی

قال مسئلہ دوسرا اپنے بیان وقت مستحب فجر کے **اقول** ہمارے نزدیک رسول اللہ صلعم سی یون ثابت ہے کہ آنحضرت اکثر نماز فجر کی غلس مین پڑہا کرتے اور یہہ تغلیس وہی ہے بہت صحابہ جو رسول اللہ سے روایت کرتے ہین اونمین سی ہین ابن عمر اور انس ہین مالک اور جابر اور ابو برزہ اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ کما قال فی المحلی والجامع للترمذی و بہت طرق اور اسانید سی یہہ تغلیس ثابت ہے اور بہت حدیثین جس مضمون کی وارد ہین از انجملہ یہہ کہ روایت ہی عائشہ سے کن نساء المؤمنات یشہدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر متلفعات بمروطہن ثم ینقلبن الی بیوتہن حین یقضین الصلوۃ لا یعرفن احد من الغلس رواہ الجماعۃ غیر البخاری و مسلم و الامام مالک و الترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے باسانید صحیحہ کے باتفاق ائمہ کے اگرچہ لفظون مین بعضی رواتین مختلف ہین مثلا بعضی روایتون مین ینقلبن ہے اور بعض مین یرجعن اور بعض مین ینصرف النساء و علی ہذا القیاس غرضکہ اس حدیث مین کسیطرح کا ضعف نہین اور حاصل معنی اس حدیث کی یہ ہین کہ آنحضرت کی ساتھہ جو عورتین اپنے چادرون مین لپٹی ہوئین فجر کی نماز مین حاضر ہوتین تو وہ ایسی غلس مین نماز پڑہ پڑہا کر اپنے گہرون کو جلیتین کہ اوسوقت اتنے تمیز کسیکو نہوتی کہ یہہ عورتین ہین یا مرد اور یہی معنی حق ہین عدم امتیاز مین جیسا کہ کہا عینی حنفی نے شرح بخاری مین و قیل معنی ما یعرفہن احد ما یکرفن اعیانہن وھذا بعید والاوجہ ان یقال

لہ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن اوسپر کہ اوسنی ہمکو جو حدیث قلتین کی صحیح ثابت آنحضرت سردار دو جہان صلعم کی ہے اوسپر رد و تحقیق کی

کہ بھائی ۳ مومنہ کی عورتین فجر کی نماز مین آنحضرت صلعم کی ساتھہ اپنے کپڑے اوڑہی ہوئی آتی تہین اور پہر نماز پڑہ کر اپنے گہر چلی جاتی تہین اور اندہیری مین کسی سے پہچانی نہین جاتی تہین ۴ اور بعضون نے کہا ہے کہ معنی اسکی کہ اوسکو پہچان نہین سکتا ہے یہہ معنی اسکی کہ اوسکی صورتین کوئی نہین پہچانتا تہا اور یہہ بات

مایعرفن احد الی النساء من ام رجال انتہی اور کہا امام نووی نے شرح مسلم میں معنا مایعرفن نساء من رجال وقیل مایعرفن اعیانہن وھذا ضعیف انتہی وھکذا فی المحلی وفتح الباری مع مصالہ وما علیہ اور سیاق حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہی کہ حضور عورتون کا نماز فجر مین اور فارغ ہونا اونکا نماز سے اور پہرنا اونکا حالت غلس مین امر مدامی تہا اور رسول اللہ علیہ السلام ہمیشہ نماز فجر کی غلس ہی مین پڑتی کما یدل علیہ قولہا کن یشہدن ثم ینقلبن او یرجعن لایسہا السیئۃ الجملۃ المصلاۃ بان المخففۃ من المثقلۃ التی وردت فی روایۃ من ھذا الشیخین اعنی مالکا والترمذی و ابا داؤد والنسائی وابن ماجۃ بانکہ ایک روایت صحیحہ مین صاف آگیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر مین ایک ہی مرتبہ فجر کی نماز اسفار کر کی ادا کی ہے اور باقی تمام عمر غلس مین پڑہتے رہی جیسا کہ روایت کیا ابو داؤد نے اپنے سنن مین ابو مسعود سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر بہا ثم کانت صلاتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی الاسفار پس یہ سیاق کے سیاق سے حدیث عایشہ کی یہی مواظبت معلوم ہوتے ہی اور حدیث ابو مسعود کی سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نے تمام عمر سوائی ایک مرتبہ کی غلس ہے مین پڑہی ہی کہا فتح الباری مین وحدیث عایشۃ تقدم فی ابواب ستر العورۃ ولفظہ اصرح فی مرادہ فی ھذا الباب من جہۃ التغلیس بالصبح ان شیئا یقتضی المواظبۃ علی ذلک اصرح مما اخرجہ ابو داؤد من حدیث ابی مسعود انہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفر بالصبح مرۃ ثم کانت صلاتہ بعد بالغلس حتی مات لم یعد الی ان یسفر انتہی اگر اعتراض کرو کہ حدیث ابو مسعود ضعیف ہے اسلئی کہ ایک راوی اسکا یعنی اسامہ بن زید ضعیف ہے کہا نسائی اور دار قطنی نے کہ قوی نہین اور کہا احمد نے کہ کچھ چیز نہین اور کہا ابو حاتم نے کہ اس سے احتجاج نہین چاہیے تو جواب اسکی دو ہین اول یہہ ہی کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہی ابن خزیمہ نے اور سکوت کیا ہے اسپر جرح کر نیسی ابو داؤد نے جبکہ نقل کیا اوسنے اس حدیث کو اپنے سنن مین اور کہا بیہقی نے اس حدیث کی سب راوی ثقات ہین اور کہا خطابی نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے اسناد اور راوی اسکا اسامہ بن زید ایسی ثقاہت سی متصف ہے کہ بخاری کے راویون مین سے ہے اور تحقیق کہا ائمہ محدثین نے کہ جس راوے سے بخاری اور مسلم روایت کرین یا بخاری اکیلا ہے روایت کرے تو ہم اوسکی حق مین کسی طعن اور جرح کرنیوالی کا قول مقبول نہین

کہ اونکی یہہ شناخت نہوتی تہی کہ وہ مرد ہین یا عورت ہو چکی عبارت عینی کی ۵۱ معنی اوسکی یہہ ہین کہ اونکی شناخت نہوتی تہی کہ وہ مرد ہین یا عورت اور بعضون نے کہا ہے کہ اونکی صوت نہین پہچانی جاتی تہی اور یہہ قول ضعیف ہے ہو چکی عبارت نووی کی اور یہ نہین ہے معلی اور فتح الباری مین مع عمدۃ القاری ۵۲ جیسا کہ دلالت کرتا ہی اوسپر یہہ قول حضرت عائشہ کا کہ عورتین آکر پہچانی نہین خصوصا جملہ اسمیہ ہونا لفظ ان حنیفہ کے ساتہہ جو سوا امام بخاری اور مسلم کی مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہی ۵۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ایک غلس مہینہ مین پڑہی تہی پہر برسون نہین پڑہی پہر اندہیرے مین پڑہتے رہی یہانتک کہ انتقال فرمایا ۵۴ اور عورتون کا جو باب مین حدیث عایشہ کی گذر چکی اور اوسکی تعقیب کیلئے بالکل خوب کہلی ہوئی ہین اس مراد مین کہ صبح کی نماز اندہیرے مین تہی اور اوسکا طرز کلام سابقی ہیئت کی کہا جاتا ہے اور وہ حدیث بہت دانہم ہے جسی ابو داؤد نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے ایک غلس مہینہ مین نماز پڑہی پہر اندہیرے مین پڑہتے رہے

اگرچہ وہ طاعنین کتنی ہی ہوں جیسا کہ محلی حنفی میں وقد اخرج ابوداؤد وصححہ ابن خزیمۃ من طریق اسامۃ بن زید اللیثی عن ابن شہاب عن عروۃ عن بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ ان صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر بہا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر وقد سبق تخریجہ فان قیل فیہ اسامۃ بن زید اللیثی وقد قال فیہ النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس بشیء وقال ابوحازم لا یحتج بہ قلنا الحدیث مما صححہ ابن خزیمۃ وسکت علیہ ابوداؤد وما سکت ھو علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن قال البیہقی رواتہ کلہم ثقات وخبر الاسفار مختلف فی اسنادہ ومتنہ وقال الخطابی ھو حدیث صحیح اسنادا واسلم من رجال البخاری وقد قالوا من روی عنہ الشیخان او احدھما عد لا ینظر للطاعنین فیہ وان کثروا انتہی پس جبکہ امام بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت کی تو پھر جرح کسیکا کیا ضرر کرسکتا ہے دوسرا یہہ کہ فرض کیا کہ بخاری کی روایۃ پر جرح مقبول ہے لاکن پھر بھی وہ جرح مقبول ہوتا ہی جو کہ بیان سبب ہو جیسا کہ شرح نخبہ اور حاشیہ علوی میں کہا ہے لا ان کان غیر مفسر ای لم یبین سببہ مثل قولہم فلان ضعیف او فلان لیس بشیء او نحو ذلک مقتصرا علی ذلک لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح وما لا یجرح فیطلق احدھم الجرح بناء علی ما اعتقدہ جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببہ انتہی اور کہا مسلم ثبوت میں اکثر الفقہاء والمحدثین لا یقبل الجرح الا مبینا ولو حکما کما عن علماء ھذا الشان بخلاف التعدیل انتہی اور کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں لا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلک فیما اذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب والا لا یقبل الجرح انتہی اور ظاہر ہے کہ جارحین اسامہ کے نے بیان سبب کا نہیں کیا ہی کہا لیس بالقوی ولیس بشیء ولا یحتج انتہی اور یہہ معتبر نہیں کما قالا ہ پس اُن حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ حضرت کا فعل یہی تہا کہ ہمیشہ غلس میں نماز پڑہتے

یہانتک کہ انتقال فرمایا ہوچکی عبارت فتح الباری کی ۵۱ اور بلاشک ابوداؤد نے روایت کی اور ابن خزیمہ نے اسکو صحیح بتایا اسامہ بن زید لیثی کی سلسلہ سے کہ اوسکو ابن شہاب نے روایت کی اور اوسکو عروۃ نے بشیر بن ابی مسعود سے اور اوسکو اوسکے باپ نے یہہ کہ آنحضرت صلعم نے ایکدفعہ نماز اندھیری میں پڑہی پہر دوسری دفعہ سویری پہر اندھیری میں پڑہتے رہے یہانتک کہ انتقال فرمایا اور یہہ روایت اگلی گذر چکی پہر اگر کہا جاوے کہ ہمیں اسامہ بن زید لیثی ہے اور اوسکی بابت میں نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہے اور احمد نے کہا ہے کہ وہ چیز ہی نہیں ہے ابوحازم نے کہا ہے کہ اوسکی روایت حجت نہیں ہم کہینگے کہ یہہ حدیث وہ ہی جسکی صحت ابن خزیمہ نے کی اور ابوداؤد نے اوسپر سکوت کیا اور جسپر ابوداؤد سکوت کرے وہ درجہ حسن سے کم نہیں ہیہقی نے کہا ہے کہ راوی اوسکی سب ثقہ ہیں اور روایت پر اوسکی حدیث کی سند میں اختلاف ہے اور خود متن حدیث میں ہی اور خطابی نے کہا کہ وہ حدیث اسناد کی طور پر صحیح ہے اور اسامہ بخاری کی راویوں میں سے ہے اور اہل حدیث کا مقولہ ہے کہ جس شخص سے دو ثقہ شیخ یا ایک روایت کریں تو اوسمیں گنجائش طعن کی نہیں رہتی اگرچہ طعن کرنیوالی کتنی ہے ہوں ہوچکی عبارت محلی کی ۵۲ اس سبب سے اگر جرح بلا تفسیر ہو مثلاً یوں کہدیا کہ فلان شخص ضعیف ہی یا ناچیز ہی یا اور لفظ مثل اسکے کہہ کر تفسیر کرے تو یہہ جرح نہوگی اوس شخص کے حق میں جسکی عدالت ثابت ہوچکی کیونکہ لوگ جرح اور غیر جرح میں مختلف ہیں سو بعضی اپنے عندیہ کی موافق کسی پر جرح کردیتی ہیں اور حقیقت میں وہ جرح نہیں ہوتی سو حضور پر اسبب کا بیان کرنا ہوچکی عبارت شرح نخبہ کی ۵۳ اگر فقہا

اسفار مین فقط ایک دفعہ پڑہی ہی کہ بعد سکی تمام عمر کبھی اسفار مین نہین پڑہی اور یہی یہی مذہب بہت سی صحابہ کا اور تابعین کا جنمین سی ہین ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر اور ابو موسی اشعری اور عمر بن عبد العزیز اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور اسحق اور جمہور آئمہ کا جیسا کہ کہا ترمذی نی حدیث عائشہ حدیث حسن صحیح وھو الذی اختارہ غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابو بکر وعمر ومن بعدھم من التابعین وبہ یقول الشافعی واحمد واسحاق یستحبون التغلیس بصلوۃ الفجر انتھی اور کہا امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین وھو مذھب مالک والشافعی والجمہور انتھی اور کہا محلی مین وعن ابی موسی وابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز انہم کانوا یغلسون انتھی اور جناب مولف کا یہہ دعوے ہے کہ حدیث غلس مین نماز پڑہنے کی منسوخ ہی اس حدیث ابن مسعود کی سی کہ ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الا لمیقاتھا الا صلوتین صلوۃ المغرب والعشا بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا مع اون روایات ابن مسعود کی جو عبد الرحمن بن یزید سی اسمضمون کہین مولف نی نقل کیین ہین اور حدیث اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر سی وانی معناہ اور روایات ابراہیم نخعی سے کہ کہا ما اجتمع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی شئ ما اجتمعوا علی التغویر بالفجر پس جواب یہہ ہی کہ دعوی نسخ کا صریح البطلان ہی اسلئی کہ ناسخ کا متاخر ہونا یقیناً ضرور چاہیے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت ونخبۃ الفکر وغیرہما مین حالانکہ یہان معاملہ برعکس ہے یعنے جسکو منسوخ کہتے ہو یعنے غلس اسکا موخر ہونا اور اس پر مداومت رسول اللہ کی سند صحیح سے ثابت ہی جیسا کہ ابہی سنن ابی داؤد سی منقول ہو چکا اور جن حدیثون کو مولف نی سند پکڑا ہے اونسی ہرگز نسخ ثابت نہین ہوتا حدیث ابن مسعود سی اس لئی ثابت نہین ہوتا کہ جبکہ ثابت ہوئی مواظبت رسول اللہ صلعم کی تغلیس پر جیسا کہ ثابت کیا گیا تو واجب ہوا حمل کرنا حدیث ابن مسعود کا جمعاً بین الدلیلین اسپر کہ اوسدن نماز مین داخل ہوئی ہونگی بمجرد طلوع فجر کے باوجود یکہ غلس دور نہین ہوئی ہو اسلئی کہ غلس کے معنی تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی روشنی صبح سی ہین جیسا کہ کہا محلی مین فالغلس بقایا ظلمۃ اللیل یخالطھا بیاض الفجر نقلہ عیاض عن الاظہر والحفاظ انتھی وھکذا فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی الحنفی

اور محدث نہین قبول کرتے جو حکو مگر وہ جو کہ مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو اور نہین تو جرح مقبول نہوگی بخلاف تعدیل کی ہو چکی عبارت مسلم کی ۵۴ کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل سے کیونکہ جرح مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو تو مقبول ہی گو نہین تا مقبول ہی ہو چکی عبارت مقدمہ شرح مسلم کی ۵۵ قوی نہین اور ناچیز ہی اور اوسکی روایت حجت کی لایق نہین ۵۶ حدیث عائشہ رضی کی حدیث حسن صحیح ہے اور یہہ وہ مسئلہ ہی کہ اختیار کیا اسکو بہت ساری علمای صحابہ کرام اونمین سی ابو بکر اور عمر اور اونکی بعد کی لوگ تابعین مین اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا مستحب جانتی ہین اندھیرے مین صبح کی نماز پڑہنے کو ہو چکی عبارت ترمذی کی ۵۷ اور یہہ مذہب مالک اور شافعی اور جمہور کا ہے ہو چکی عبارت شرح صحیح مسلم کی ۵۸ اور ابو موسی اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ غلس مین نماز پڑہتے تہی ہو چکی عبارت محلی کی ۵۹ نہین دیکہا مینی آنحضرت صلعم کو نماز پڑہتی ہوئی مگر نماز کی وقت پر مان دو نمازین ایک مغرب اور دوسرے عشا مزدلفہ مین غیر وقت پر مین اور صبح کی نماز ہی روز وقت مقررہ ہی پہلی پڑہی ۶۰ اوجالا کر صبح کی نماز مین کیونکہ اسمین بڑا اجر ہے ۶۱ نہین جمہور ہوئی اصحاب رسول اللہ کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئی اوجالے مین صبح کی نماز پڑہنی پر صفحہ ۶۲ غلس کے معنی پچہلی رات کی اندہیری مین جسمین صبح کی سفیدی ملی ہوتی ہے

اور ظاہر ہے کہ وہ کچھ آنے اور قلیل ہی نہیں بلکہ تنویر کامل وہ تاریکی باقی رہتی ہے اور اوسکی بدایت بھی ہی اور نہایت بھی ہی اسمیں
اور اسمیں تقدیم فعل بھی ممکن ہے تاخیر بھی ممکن ہی سیوطی کہا فتح الباری میں [۱] واما حدیث ابن مسعود الذی اخرجہ المصنف
وغیرہ انہ قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ فی غیر وقتہا غیر فی ذلک الیوم یعنی الفجر یوم المزدلفۃ فمحمول علی انہ دخل
فیہا مع طلوع الفجر من غیر تاخیرہ وان فی حدیث زید بن ثابت وسہل بن سعد ما یشعر بتاخیر یسیر لا ان صلاہا قبل ان
یطلع الفجر انتہی اور کہا محمول خفی مین و [۲] اجاب عنہ الحافظ وغیرہ بانہ محمول علی انہ دخل فیہا مع اول طلوع الفجر وکان
المعتاد التاخیر منہ بحیث لا یفوت التغلیس واللہ اعلم انتہی اور سویدی اس تاویل کو حدیث صحیح
بخاری کی عبد الرحمن بن یزید سے قال [۳] خرجت مع عبد اللہ الی مکۃ فرایتہ صلی صلوۃ لغیر وقتہا الا صلوتین جمع بین المغرب والعشاء
بجمع وصلی الفجر حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الفجر الخ کا محمل وہ تغلس جسمین ابن مسعود نے مقام مزدلفہ مین
ایکدفعہ نماز پڑہی تہی اور کہا تہا کہ ایسا ہی ایکدفعہ بمقام مین رسول اللہ نے پڑہی تہی اور سوا اسکی کبہو اپنی وقت معتاد سے
مجاوزت نہین کی وہ تغلس ابتدائے تہی اور جسپر رسول اللہ کو مواظبت تہی وہ تغلس مع خر تغلس ابتدا ہی تہی پس کہان رہا
تعارض قول ابن مسعود مین اور احادیث تغلس مین اور کیونکر ہی دلیل ناسخ ہوگا قول ابن مسعود کا حدیث تغلیس کو ایسا ہی حدیث
ابردوا بالفجر وما فی معناہ سے بہی نسخ حدیث تغلیس کا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ جبکہ ثابت ہوئی حدیث غلس کے روایت شیخین و غیرہما
سے اور معارض ہوئی اوسکی حدیث اسفار کی جو شیخین نے نقل نہین کی اور قاعدہ وقت تعارض کی درمیان دو حدیثون کے
نزدیک اہل حدیث کی یہہ ہے کہ اولا تو انکو تبہین جمع اور موافق کرین اور اگر موافق نہو سکین تو دیکہین کہ دونون مین سے کون
از روے تاریخ موخر ہے پس موخر کو ناسخ سمجہ کر اختیار کرین اور اگر تاریخ بہی معلوم نہو تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیوین اگر ترجیح بہی
ممکن نہو تو دونون کی عمل سے متوقف رہین اور رجوع کرین قرار دون کی جیسا کہ کہا شرح نخبہ مین وان [۴] تعارضا فلا یخلوا اما ان یمکن
الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف او لا فان امکن الجمع فہو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلوا اما ان
یعرف التاریخ او لا فان عرف وثبت المتاخر منہما او باصرح منہ فہو الناسخ والآخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلو

[۱] مؤلف یہان اس سے کوئی بحث نہین کرتے وہ صرف روایت کی ہی کہ مین سوا اسکے اور نماز غیر وقت مین آنحضرت کو پڑہتے نہین دیکہا یعنی فجر کی نماز مزدلفہ مین
محمول ہی اسپر کہ بغیر تاخیر کے طلوع فجر ہوتی ہی نماز شروع کری چنانچہ حدیث زید بن ثابت اور سہل بن سعد سے سمجہ مین آتا ہے کہ آپنے طلوع فجر کے
کچہ تہوڑے سے تاخیر کی اور اوسکی یہہ بعض نہین کہ فجر سی پہلی پڑہ لی ہو جیسی عبارت فتح الباری کی [۲] اور جواب دیا اسکا حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسطرح پر کہ وہ حدیث
محمول ہی اسپر کہ اول طلوع فجر مین آپنی نماز شروع کی اور روزمرہ کی بہ نسبت کچہ دیر کی پڑہنی کی وقت سے اسطرح کہ پہلی رات کی اندہیری فرق نہوگئی اللہ تعالے کی عبارت
ممکن کے [۳] کہا عبد الرحمن بن یزید نے گیا مین عبد اللہ کے ساتہہ کہ کوا اور سہم دونو مزدلفہ کو پہنچی سو دونو نمازین انہون نے پڑہین ہر ایک جدا جدا مع اذان اور
تکبیر کے اور کہا نا غدا کا دربارہ اون نماز کی کبہی ایسا طلوع ہوئے فجر نماز صبح ایسی وقت پر کہ بعضے کہتے ہین صبح ہوگئی اور بعضے کہتے ہین نہیں ہوئی [۴] اور اگر
دو حدیثون مین معارضہ ہو تو ایسا خالی نہین کہ یا تو دونون مین جمع کرنا ممکن ہوگا بلا تکلف یا نہوگا اگر ممکن ہوگا تو اس قسم کا نام مختلف الحدیث

اما ان یمکن ترجیح احدھما بوجہ من وجوہ الترجیح اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیہ والا فلا فصار ما ظاھرہ التعارض واقعا علی ھذا الترتیب الجمع ان امکن فاعتبار الناسخ والمنسوخ فالترجیح ان تعین ثم التوقف عن العمل بالحدیثین انتھی پس بنا بر اس قاعدہ کی اگر دونوں حدیثوں مین موافقت اور جمع کرو تو ممکن ہی کئی وجہ سی وجہ اول یہہ مراد ہمارسی ظہور صبح کا ہے اس انداز پر کہ کیسکو شک نرہے باوجود یکہ تاریکی بہی باقی رہے جیسا کہ کہا فتح الباری مین و اما ما رواہ اصحاب السنن وصححہ غیرہ احد من حدیث رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر فقد حملہ الشافعی وغیرہ علی ان المراد بذلک تیقن طلوع الفجر انتھی اور کہا ترمذی نی اپنی جامع مین بطور حکایت کی شافعی احمد و اسحاق سی ان معنے الاسفار ان یضح الفجر فلا یشک فیہ ولم یرا ان معنے الاسفار الصلاۃ انتھی پہر اس تاویل پر عینی اور شیخ ابن الہمام حنفیون نی اعتراض کیا ہے کہ رفع شک اور تیقن صبح کا تو مدار ہی صحت نماز کا پہر کیا معنی ایسی اسفار کی اعظم للاجر ہونیکی لاکن بعض منصف حنفیون ہی نی جواب یہی دیا ہے کہ مدار صحت کا تو مطلق تیقن ہے خواہ چند آدمیونکو ہو اور مدار بڑائی اجر کا اس حدیث مین نزدیک آمہ کی یہہ ہے کہ ایسا ظہور صبح کا ہو کہ ایک شخص بے غور و تامل کے پہچان لی چنانچہ ابو داؤد کی انتقاد باب سی صاف واضح ہوا باب وقت الصبح حدثنا اسحق بن اسمعیل ناسفین عن ابن عجلان عن عاصم بن عمر بن قتادۃ بن النعمان عن محمود بن لبید عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلعم اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجورکم او اعظم للاجر انتھی ما رواہ ابو داؤد قولہ اصبحوا بالصبح قال فی النہایۃ ای صلوھا عند طلوع الصبح یقال اصبح الرجل اذا دخل فی الصبح قلت بھذا یعرف ان روایۃ من روا ھذا الحدیث بلفظ اسفروا بالفجر مرویۃ بالمعنی وانہ دلیل افضلیۃ التغلیس بھا علی التاخیر الی الاسفار کما فی المرقات

اور پہلی تاریخ کی حدیث تاریخ سے ثابت ہوا یا تاریخ سی صریح ہو تو ناسخ ہے اور دوسری منسوخ اور اگر تاریخ معلوم نہوئی تو اس ہی خالی نہین کہ ہو سکے ترجیح ممکن ہوگی یا نہین سو اگر ترجیح ممکن ہوئے تو اسیطرف رجوع کرہی جاویگا نہین تو نہین اور ظاہر ہین جو دو حدیثون مین معارضہ ہوا کرتا ہے تو اسکا رفع اس ترتیب پر ہوگا اول جمع کرنا ہے جو ممکن ہوئے پہر ناسخ اور منسوخ کا پہر ترجیح اگر ہو سکی پہر توقف کرنا عمل ہی کی ایک حدیث آون دونون مین سے ہو سکی عبارت شرح نخبہ کی

۵۱ اور وہ جو اہل سنن نی رافع بن خدیج سی روایت کی ہے اور بہت لوگون نی اوسکو صحیح بتایا ہے کہ رسول اللہ صلعم نی فرمایا ہے فجر روشنی مین پڑہا کرو پس بڑا اجر ہے تو اسکو امام شافعی وغیرہ نی اسپر حمل کیا ہے کہ فجر کا طلوع ہونا یقینی ہو جاوے مراد ہمارسی ہو سکی عبارت فتح الباری کی ۵۲ معنی اسفار کی یہہ ہین کہ صبح مین شک نرہے نہ یہہ کہ نماز مین تاخیر کرے ہو سکی عبارت ترمذی کی ۵۳ یہہ باب ہے بیان وقت صبح مین روایت کی ہمین اسحاق بن اسمٰعیل نے اور کہا کہ روایت کی ہمکو سفیان نے ابن عجلان سے اور اونہون نے عاصم بن عمر بن قتادۃ بن نعمان سی اونہون نی محمود بن لبید سے اونہون نے رافع بن خدیج سی کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے روشنی مین صبح کی نماز پڑہو اجر بڑا ہوگی یا یہہ فرمایا کہ بڑا اجر ملیگا ہو سکی روایت ابی داود کی نہایہ مین کہا ہے معنے اسکے یہہ ہین کہ صبح کی نماز طلوع صبح کی وقت پڑہو جب کہی صبح کو کہتے ہین آدمی اہل عرب اصبح الرجل بولتے ہین جب کہ اس سے معلوم ہوا کہ روایت کہ بلفظ اسفروا بالفجر کے ہمتا آئی ہی روایت بالمعنی کی اور بلاشک یہہ دلیل ہے اندہیرے مین پڑہنیکی افضل ہونی بہ نسبت دیر مین پڑہنیکی

پس نبا برس روایت کی اجر عظیم تغلیس مین بہی ثابت ہوا اور نماز غلس ہی مین پڑہنی مرجح ہوئی اور کہا بیہقی نی کہ حمل اسفار کا اس حدیث مین یعنی جو کہ مدار بڑائی اجر کا ہے یہی ہے کہ یقیناً معلوم ہوجاوے ورنہ نفس صحت تو قبل تبین یقینی کے بہی اُس شخص کے جو اپنے جانچ اور مہارت سی وقت پہچان لی بہی ہوسکتی ہی جیسا کہ کہا محلی مین واجاب الاولون عن حدیث الاسفار باجوبۃ احدھا ماحکاہ الترمذی عن الشافعی واحمد واسحاق ان معنی الاسفار ان یضیئ الفجر فلا یشک فیہ ولم یروا ان معناہ تاخیر الصلوۃ وردوا نہ یاباہ تعلیلہ باعظمیۃ الاجر فان الصلوۃ قبل تیقن الوقت فاسدۃ لا اجر لھا اصلا قلت لعل مراد الائمۃ ید والصبح وتیقنہ لکل واحد من غیر تعمق النظر فی الافق لا التیقن مطلقا فانہ لا صلوۃ عند لشک فی الوقت اجماعا قال عیاض فی تفسیر الحدیث ای صلوھا بعد تبین وقرھا وسطوع ضوء الفجر ولا تبادروا اول مبادیٔ الفجر قبل تبینہ وقال البیھقی والطریق الصحیح ان یحمل حدیث الاسفار علی تبین الفجر وان کان یجوز الدخول فیہا من القیم بالاجتہاد قبل التبین انتہی اور حدیث طبرانی وغیرہ نوروا بالفجر فانہ اعظم لاجورکم او کما قال علیہ السلام نبلھم مواقع جو عینی نی شرح بخاری مین اور مولف نی بوسطہ محلی کے تنویر الحق مین نقل کی ہے یہہ حدیث بدون تصحیح کسی امام کے آئمہ حدیث مین سے حجت نہین اسلئی کہ نفس محلی مین جس سے مولف نی نقل کی ہی کہا ہی کہ یہہ حدیث ضعیف ہے باسناد احمد والطبرانی بسند ضعیف انتہی فافی المحلی پس کسطرح فی التصحیح کسی محدث کی اوسکو قبول کیا جاوے تو یہہ حدیث مانع اور مبطل نہوگی اوس محمل کے جو بیان ہوا وجہ اولین وجہ ثانی یہ کہ حدیث اسفار مین یہہ مراد نہین کہ جلد روشنی ہوا وسوقت نماز شروع کرے بلکہ مراد اُس سی یہہ ہی کہ شروع نماز غلس ہی مین کرے لیکن اتنی طول قرارت پڑہے کہ پڑہتی پڑہتی حالت اسفار مین ختم اسکا ہووے جیسا کہ کہا فتح الباری وحمل الطحاوی علی ان المراد الامر بتطویل القراءۃ فیہا حتی یخرج من الصلوۃ مسفرا وابعد من زعم انہ ناسخ للصلوۃ فی الغلس انتہی اور کہا ہی طحاوی حنفی نی حدیث غلس مین والذی ینبغی ان یبدا بالغلس ویختم بالاسفار وھو قول ابی حنیفۃ ومحمد وابی یوسف نقل کیا اسکو محلی مین اور پہر کہا

---

۵۱ اور حدیث دیر مین پڑہنیکی جو ہے اوس سے سویر پڑہنے والون نے کئی طرح جواب دیا ہے ایک وہ جو ترمذی نے امام شافعی سی حکایت کی ہی اور احمد اور اسحاق کی معنی اسفار مین پڑہنیکی یہہ ہین کہ فجر کی نماز پڑہے اسطرح کہ اوسمین صبحکی نہونیکا شک باقی نرہے اور یہہ ارادہ نہین کہ نماز مین دیر کی جاوی اور یہہ جواب اسطرح پر لگاڑا گیا ہی کہ اسفار کو فضل اجر سی وعدہ دینا اس چیز کا لگاڑتا ہے کیونکہ نماز یقینی وقت سی پہلی فاسد ہی اوسپر اجر ہرگز نہین مین کہتا ہون کہ شاید مراد اکابر کی یہہ ہے کہ صبح شروع ہوجاوے اور بغیر غور کرنیکی ہر ایک یقین کرلیوی کہ مطلق یقین کیونکہ بالاتفاق شک کیوقت نماز نہین ہوتی تفسیر حدیث مین عیاض نی کہا ہے کہ وقت کی کہلجانیکی بعد نماز پڑہو یعنے ایسے وقت کہ صبح ظاہر ہوجاوے اور صبح کی ظہور سے پہلے نماز مین جلدی مت کرو اور بیہقی نی کہا، اور صحیح طریقہ یہہ ہے کہ حدیث اسفار کے صبح کی ظہور پر حمل کیجاوے اگرچہ صبح کی حال جاننی والیکا اجتہاد کی طور پر یقین سی پہلی ہی نماز کا شروع کرلینا جایز ہے ہوچکی عبارت محلی کی ۵۲ روشن صبح کی ای بلال ایسا کہ لوگ اپنی تیرون کے گرنیکی جگہہ دیکہہ لیوین ۵۳ حدیث طبرانی کی سند ضعیف ہے ہوچکی وہ عبارت جو محلی مین ہے ۵۴ اور حمل کیا ہے طحاوی نی اوسکو اسپر کہ مراد یہہ ہے کہ اتنے لمبی قرارت پڑہے کہ روشنی مین فارغ ہووے اور وہ شخص بہت بعید ہے جسنے یہہ گمان کیا

۵۵ نبلھم مواقع نبلھم

وھو احسن وجوہ الجمع ویرجح الاحادیث والمذاھب ویؤیدہ ما للنسائی عن انس انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الصبح الی ان ینفسح البصر وجہ تیسیری یہہ کہ امر بالاسفار محمول ہو چاندنین راتون پر کیونکہ ان راتونمین شتباہ روشنی صبح کا ساتھہ روشنی چاندکی بہت ہوتا ہے نقل کیا ہے خطابی نے جیسا کہ کہا محلی مین الثانی ان الامر بالاسفار خاص فی اللیالی المقمرۃ احتیاطا لعدم تبین الصبح حکاھا الخطابی انتھی اقول وما قیل من انہ تخصیص بلا مخصص فمردود بانہ ای مخصص اقوی من احادیث الغلس المرویۃ بروایۃ اصحاب السنن وغیرھم المتعارضۃ للاسفار فلا بد من الحمل علی ما صلی لہ ومنہ اللیالی المقمرۃ وما قیل من انہ مخالف لما عن ابراھیم النخعی من روایۃ اجماع الصحابۃ علی التنویر فسیجیء وجوابہ باثبات ان قول النخعی غیر مستقیم علی الظاھر ولا یفید تعامل جمیع الصحابۃ او اکثرھم علی الاسفار الحاصل ان وجوہ سی تعارض حدیث غلس کا اور اسفار کا مرتفع ہو سکتا ہے یعنی دونون قسم کی حدیثون مین ان وجوہ سی جمع اور موافقت ہو سکتی ہے اور حدیث غلس کے معمول بہ رہتے ہے اور اگر توفیق اور جمع بین الاحادیث نکرو اور بے دلیل اور خلاف قواعد اہل حدیث کی رجوع کرو طرف نسخ کی تو بھی غلس باقی رہتی ہی اسطرح عمل کے کیونکہ موخر بھی یہی ہے نہ اسفار جیسا کہ روایت مین ابو داؤد کی گذرا تو حدیث غلس جو موخر ہے ناسخ ہوگی اور حدیث اسفار منسوخ ہوگی اور اگر اسی بھی انحراف کرو تو تیسیری وجہ کو ہٹیا کر یعنی حدیث اسفار کی متروک العمل ہوا اور حدیث غلس کے معمول بہ رہی اسلئے کہ حدیث اسفار کو شیخین نی روایت نہین کیا اور غلس کو شیخین نی اور امام مالک اور باقی صحاب سنن نی روایت کیا ہے اور یہہ قاعدہ ہے کہ وقت ترجیح کے ایسی روایات مین سے روایت شیخین کی مقدم ہوتی ہے انکی غیر کی روایت پر جیسا کہ کہا شرح نخبہ مین ومن ثوای من ھذہ الجھۃ وھی ارجحیۃ شرط البخاری علی غیرہ قدم صحیح البخاری علی غیرہ من الکتب المصنفۃ ثم صحیح مسلم لمشارکتہ للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابہ بالقبول ثم یقدم فی الارجحیۃ من حیث الاصحیۃ ما وافقہ شرطھا انتھی وھکذا فی حجۃ اللہ البالغۃ کما سیجیء اقول الا ما روی الزھری عن سالم بن عبد اللہ

کہ یہ اسفار کی حدیث اندھیرے مین پڑہنے کی حدیث کی ناسخ ہے ہو چکی عبارت فتح الباری کی ۵۴ اور لایق یہہ ہے کہ شروع کیجیے نماز اندھیری مین اور ختم کیجیے اجالے مین اور یہہ قول امام ابی حنیفہ اور محمد اور ابی یوسف کا ہے ۵۵ اور یہہ خوب وجہ ہی موافقت کی اسی سی جمع ہو جاتے ہین حدیثین اور مذاہب اور تائید کرتی ہی اسکی وہ روایت جو نسائی کی ہے، انس رضی اللہ عنہ سی کہ آنحضرت صلعم صبح کی نماز پڑہتے تھے روشنی تک ۵۶ دوسرے یہہ حکم اوجالیکا خاص ہے چاندنی راتون مین بنظر احتیاط کے بسبب عدم ظہور صبح کی حکایت کی یہہ توجیہ خطابی نے ہو چکی عبارت محلی کی مین کہتا ہون کہ وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہہ توجیہ تخصیص بلا مخصص ہے سو اسکا جواب یہہ ہے کہ حدیثون اندھیرے کی حکم کی کہ جنہین اصحاب سنن وغیرہ نی روایت کیا ہے اور بڑہ کر کہ روشنی نہ آوے سو مردود ہے محمول کرنا حدیث اسفار کا مناسب معنے پر اور وہ چاندنی راتین بھی ہو سکتی ہین اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ یہہ توجیہ مخالف ہے اوسکی جو ابراہیم نخعی سی روایت کیے اجماع صحابہ کا روشنی پر ہی تو وہ ابھی آتا ہے اور جواب اوسکا یہہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ قول ٹھیک نہین ہے اور سارے صحابہ یا اکثر کی تعامل کو مفید نہین ۵۷ اور اسی جگہہ سی یعنی اسی حیثیت سے یعنی راجح ہونی شرط بخاری کے غیر پر کی مقدم رکھی گئی بخاری اور کتابون پر صحیح مسلم بسبب شریک ہونے اوسکی بخاری کی طرح لوگون نے اوسکو بھی مقبول

ابن عمر عن ابیہ او محمد بن سیرین عن عبیدۃ بن عمرو عن علی او ابراھیم النخعی عن علقمۃ عن ابن مسعود او غیرھم
المتساوون لھم فی الرتبۃ ولا یخفی ان روایۃ الاسفار لیست بھذہ المثابۃ فیقدم علیھا ما رواہ الشیخان المحصول نسخ غسل کا حدیث
اسفر واسی عاقل نہین کہہ سکتا ہے باوجودیکہ جمع مین بالا حادیث بھی ممکن ہے اور مؤخر ہونا حدیث غسل کا ازراہ تاریخ کی بھی
ثابت ہے اور ترجیح حدیث غسل کے حدیث اسفار پر بھی متحقق ہے ایسا ہے قول ابراہیم نخعی کے سے کہ ما اجتمع اصحاب محمد علی شیٔ
ما اجتمعوا علی التثویب یہی نسخ تغلیس کا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ اگر کہو کہ مراد اصحاب مجتمعین علی التنویر سی ہیج کلام نخعی سے
کل صحابہ یا جمہور صحابہ ہین تو قول اسکا منقطع ہوگا اسلئے کہ اسکو سب صحابہ سی یا جمہور سی ملاقات نہین بلکہ فقط ایک دو صحابہ
ملاقات ہی جیسا کہ خود حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین ابراھیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران
الکوفی الفقیہ ثقۃ الا انہ یرسل من الخامسۃ انتہی تو دیکھو حافظ ابن حجر نے نخعی کو پانچوین طبقہ مین شمار کیا ہی اور پانچوین
طبقہ والی وہ لوگ ہین جنکو ایک دو صحابیون کے ملاقات ہوئی ہی اور بعضونکو انمین سی سماع کسی صحابی سی ثابت نہین
جیساکہ خود ابن حجر مقدمہ تقریب مین فرماتی ہین الخامسۃ الطبقۃ الصغری منھم الذین راوا الواحد او الاثنین
ولم یثبت لبعضھم السماع من الصحابۃ اور شیخ الاسلام امام النقاد جنکو ابن حجر شرح نخبہ مین اور فاضل بہای مسلم الثبوت مین یون
فرماتی ہین کہ ھو من اھل الاستقراء الثانی فی نقد الرجال یعنی محمد بن احمد ذہبی ابراہیم نخعی کو انمین سی گنتی ہین جنکو کسی صحابی سے
سماع حدیث ثابت نہین اور کہتے ہین کہ اگر نخعی ابن مسعود وغیرہ سے بلا واسطہ کچھ نقل کرے تو نقل اوسکی حجت نہین میزان الاعتدال
مین فرماتی ہین ابراھیم النخعی احد الاعلام یرسل عن جماعۃ لم یصح لہ سماع عن صحابی فکان لا یحکم العربیۃ ربما لحن
ولکن الامر علی انہ حجۃ وانہ اذا ارسل عن ابن مسعود وغیرہ فلیس فی ذلک بحجۃ انتھی علی ما نقلہ العلامۃ المحقق احمد بن
یحیی سعد الدین التفتازانی فی المجموعۃ المشھورۃ بالعقود العسجدیۃ یعنی یہ عقد دردہ علم پس ثابت ہوا کہ
نخعی کو ایک دو صحابہ سی ملاقات بدون سماع کے ہی پس جماعتون سی خبر دینا اوسکا کہ تمام اصحاب یا اکثر اصحاب کیا کرتی تھی اپنے
دیکھنے سے اونکی تو دشوار ہی ہی خواہ نخواہ کسی اور سی سنا ہوگا حالانکہ اوس شخص کا ذکر نکیا تو قول اوسکا منقطع ہوا اور یہہ قول

رکھا ہے پہر مقدم رکھی جاوینگی وہ روایت جو اونکی شرط کی موافق ہو ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی اور یونہین ہی حجۃ اللہ مین چنانچہ آگی اویگا مین کہتا ہون
ان وہ جو روایت کی ہو ہمنے ابی سالم بن عبد اللہ بن عمر سے انہون نے اپنے باپ سے یا محمد بن سیرین نے عبیدہ بن عمرو سے انہون نے علی سی یا ابراہیم نخعی نے علقمہ سی انہون نے
ابن مسعود سی یا اسیطرح اور سات درجہ کے لوگ اور یہہ امر پوشیدہ نہین کہ روایت اسفار کی ایسی نہین تو اوسپر بخاری اور مسلم کی روایت مقدم رکھی جاوینگی
۵۱ نہین ہم ہوئے اصحاب محمد صلعم کے کسے شی پر جیسا کہ جمع ہوئے اوجالی مین نماز کی پڑہنی پر ۵۲ ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی ابو عمران
کوفی فقیہ ثقہ ہے مگر مرسل روایت کرتا ہے پانچوین طبقہ مین ہے ہو چکی عبارت تقریب کی ۵۳ پانچوان طبقہ جو ہوا اونمین کہ اونہون نے ایک یا دو صحابہ کو
دیکھا بلکہ بعضونکو صحابہ سے سماع بہی ثابت نہین جیسا کہ انس ۵۴ کہ وہ لوگونکی پرکہنی مین بڑی تلاش کا آدمی ہی ۵۵ ابراہیم نخعی عالم تھا مگر انمین سے
ہین ایک جماعت سے مرسل روایت کرتی ہین اور اونکو کسی صحابی سے سماع نہین اور عربی مین محکم نہین بارہا غلطی کرتی تھی اور روایت یہہ ہے کہ اوسکا ہوا

منقطع حجت نہیں کما مر عن میزان الاعتدال وھکذا فی کتب اصول الحدیث اور اگر کہو کہ مراد نخعی کی اون اصحاب سی جو سفار کرتی تھی ایک دو اصحاب نہیں تو مسلم لاکن ایکدو اصحاب کے فعل سی وہ تغلیس جو رسول اللہ کی عمل مین نہی اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی جیسی صحابی جلیل الشان کا عمر بھر سپر عمل رہا کیونکر منسوخ ہوجاوے یہہ تو کسی فہمی ہوش سی آجتک مردی نہیں ہان البتہ اگر سب صحابہ خلفاء راشدین اربعہ وغیرہم علی الخلاف ایک کی اسفار پر اتفاق کرتی تو کہا جاتا کہ بیشک اتفاق انکا دلالت کرتا ہی منسوخ ہونی پر تغلس کے اور جبکہ یہہ اتفاق تکنسی کے ثابت کیا اور آئندہ اوسکا ثابت ہوگا پھر کسطرح بعض صحابہ کی فعل سی فعل دائمی رسول اللہ کا اور معاد شیخین ابوبکر صدیق اور عمر وغیرہما رضی اللہ عنہم کا منسوخ ہوسکتا ہے ولا یقول بامکانہ الا من اشرب فی قلبہ التعصب والجھل من قواعد الاصول ومن شروط النسخ وغیرہ سیوطی بعض حنفیہ کے دعوے نسخ عمر کا قول نخعی سی رد کردیا جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ محدث دہلوی حنفی نی محلی عین والثانی بادعاء النسخ واستدل علی النسخ بما اخرج الطحاوی عن ابراھیم ما اجتمع اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعوا علی التنویر وھذا اسناد صحیح قالوا ولا یجوز اجتماعھم علی خلاف ما فارقھم علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لعلمھم بنسخ التغلیس المروی عن عایشۃ قلت کیف یدعی نسخ التغلیس وقد اخرج ابوداؤد وصححہ ابن خزیمۃ من طریق اسامۃ بن زید اللیثی عن ابن شھاب عن عروۃ عن بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر بھا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر وقد سبق تخریجہ فان قیل فیہ اسامۃ بن زید اللیثی وقد قال فیہ النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس بشیء وقال ابوحاتم لا یحتج بہ قلنا الحدیث مما صححہ ابن خزیمۃ وسکت علیہ ابوداؤد ومما سکت ھو علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن قال البیھقی رواتہ کلھم ثقات وخبر الاسفار مختلف فی اسنادہ وقد قال الخطابی ھو حدیث صحیح اسنادا واسامۃ من رجال البخاری وقد قالوا من روی عنہ الشیخان او احدھما لا ینظر للطاعنین

حجت ہے اور جب ابن مسعود وغیرہ سی مسل روایت کرین ہیں حجت نہیں ہوسکی وجہات جو فعل کے علامہ احمد بن سعد الدین تفتازانی نی مجموعہ مین جو عقود عشرہ کر مشہور ہے ۵۱ جناب گذر چکا میزان الاعتدال سی اور ہمنے ہے درکتب اصول حدیث مین ۵۲ اوسکی اسکان کا وہی اوزکر کیا جو متصدب ہے یا تو عدم علم سے بے خبر اور شرائط نسخ وغیرہ سے قابل ۵۳ اور دوسرے دعوی نسخ کا اور دلیل پکڑی ہی نسخ پر اوس روایت سی جسی رویت کی طلوع فجر کی ابراہیم سی کہ نہیں جمع ہوئے اصحاب آنحضرت صلعم کے جسمہ ہوئے دلیل نماز کی پڑہنی پر اور یہہ سند صحیح ہے مشایخ کہا ہے کہ اوزکا اجتماع اوسکی خلاف خبر آنحضرت اور کیونکر ہوسکتے ہی کہ نہیں ہوسکتا کہ اوسکو وہ مذہب مین پر نہیں روایت حضرت عائشہ سی ہے اوسکی منسوخ ہونیکا علم ہو میں کہتا ہون کیونکر نسخ کا دعوے کیا جاسکتا ہے حالانکہ روایت ہے ابوداؤد نی اور تصحیح کی اوسکی ابن خزیمہ نی سلسلہ اسامہ بن زید لیثی اور اوسنے ابن شہاب سی اور اوسنے عروہ سی اور اوسنے بشیر بن ابی مسعود سی اور اوسنے اپنے باپ سی یہہ کہ صبح کی نماز آنحضرت صلعم نی مذہبہ مین ایک دفعہ پڑہی پھر دوسرے دفعہ روشنی مین پڑہی پھر تا بوفات مذہبہ مین پڑہتے رہے اور البتہ اوسکی روایت آگی گذر چکی اگر کہا جاوے کہ اس سند مین اسامہ بن زید لیثی ہے اور نسائی نی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہین اور احمد نی کہا ہی کہ ناچیز ہے اور ابی حازم نی کہا ہے کہ اوسکی روایت حجت نہین ہے ہم کہینگی کہ یہہ حدیث وہ ہی جسکی صحت ابن خزیمہ نی بیان کی اور ابوداؤد نے اوسپر سکوت کیا ہے اور جسپر ابوداؤد سکوت کری وہ درجہ حسن سے کمتری نہین ہی بیہقی نی کہا ہے کہ راوی اوسکی سب ثقہ ہین اور اسناد کے حدیث مین اختلاف ہے اور نیز عن ابن معین خطابی نے کہا ہے کہ وہ حدیث صحیح ہی سند کی طور پر اور اسامہ بخاری کی راویون سے ہے اور دلیل اصول حدیث کی کہا ہے کہ جسکے دو نسخے روایت کرین یا ایک نسخے پھر اوسکے طعن کرنیوالو نپر نظر نہو سکے

فیہ وان کثروا وما یقع بعدم النسخ کتابۃ عمر الی عمالہ وابی موسی الاشعری ان صلوا الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ کما سیجئ فی الکتاب فلو کان التغلیس منسوخا لما خفی علی مثل عمر وابی موسی ولا انکر علیہ الصحابۃ ذلک وایضا سیجئ فی الکتاب ان ابا بکر الصدیق کان یقرء بالبقرۃ فی صلوۃ الصبح وھی تقتضی تغلیس بصلوۃ الصبح وکذلک یحیی عن بن عامر عن عمر انہ قرء فیھا بسورۃ یوسف والحجر قرءۃ بطیئۃ قال فقلت واللہ اذا لقد کان یقوم حین یطلع الفجر قال نعم واخرج ابن ماجۃ عن مغیث بن سمی قال صلیت مع عبد اللہ بن الزبیر الصبح بغلس فلما سلمت اقبلت علی ابن عمر فقلت ما ھذہ الصلوۃ قال کانت ھذہ صلوتنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما طعن عمر اسفر بھا عثمان انتھی وروی ابن ابی شیبۃ کان الناس یغلسون الفجر فی زمن عثمان ما یعرف بعضھم بعضا وعن ابی موسی وابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز انھم کانوا یغلسون فاذا ثبت التغلیس من ھؤلاء الصحابۃ الکبار فما روی النخعی ما اجتمع اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعوا علی التنویر لو صح فمحمول علی اجتماع من ادرکہ النخعی من الصحابۃ من اھل العراق لا علی جمیعھم انتھی اور کہا فتح الباری میں وابعد من زعم انہ ناسخ للتغلیس انتھی پس ثابت ہوا کہ اسفار کی کسی دلیل سے نسخ تغلیس کا ثابت نہیں ہوتا یعنی نہ حدیث ابن مسعود سے اور نہ حضروا الفجر سے اور نہ قول نخعی سے اور جو کہ اسفار فی حدیث غلس سے اخیر میں مسلم کے جواب دیا ہی کہ یہ غلس حدیث عائشہ والی محمول ہی اوپر اندھیرے کی مسجد کی نماز اور یہ اندھیرا میدان کی انتہی ہی کا نام ہی مؤلف محرر جسکو مولوی صاحب خط نظر انداز بتاتے ہیں جیسا کہ اب ثانی کے جواب کی ضمن میں گذرا پس غلس حدیث عائشہ میں غلس حالت انقلاب میں مسجد کی گھروں کی نزدیکیاں کی ہی نسبت اقامت مسجد کی میں جیسا کہ فرمایا ہی ثم ینقلبن الی بیوتھن حین یقضین الصلوۃ ما یعرفھن احد من الغلس پس دیکھو اس قول کی تاریکی خاص مسجد میں کہاں سمجھی جاتی ہے

اگرچہ کتنی ہی ہوں اور وہ جو منسوخ ہونا اس حدیث کا ثابت کرتا ہے حضرت عمر کا خط لکھنا اپنی عاملوں کو اور ابو موسی اشعری کو جو کہ پڑھو نماز کو جس وقت کہ تاریکی کھلی ہوں جیسا کہ اگلی موطا میں ہے سو اندھیری میں پڑھنا اگر منسوخ ہوتا حضرت عمر اور ابی موسی پر جو کہ فقہ صحابہ اور خبر لگا کرتی اور بھی موطا میں آوے گا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سورہ بقر صبح میں پڑھتے تھے وہ بھی اندھیرے میں پڑھنا چاہتا ہے اور صحیح یحیی ابن عامر سے روایت کرتی ہے کہ سورہ یوسف اور سورہ حجر ترتیل سے پڑھی صبح میں ابن عامر نے کہا یعنی لوگوں سے پوچھا قسم دیکر کہ کیا صبح ہوتی ہی کہا ہاں اور روایت کی ابن ماجہ نے مغیث بن سمی نے کہا کہ یعنی عبد اللہ بن زبیر کی ساتھ نماز پڑھی صبح کی تو اندھیرا تھا جب یعنی سلام پھیرا تو میں ابن عمر کی پاس گیا اور پوچھا میں نے کہا یہ کیسی نماز ہے اور یہ نماز کہا کہ یہ ہماری نماز ہے آنحضرت صلعم کی ساتھ کی ہی اور حضرت ابو بکر اور عمر کی ساتھ کی جب حضرت عمر کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان نے سویرا پڑھنی شروع کر دی ہو جملی عبارت ابن ماجہ کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ لوگ حضرت عثمان کے زمانہ میں صبح کے اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے کہ ایک ایک کو پہچانتا نہ تھا اور ابی موسی اشعری ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ وہ بھی اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ ان بڑی صحابیوں سے اندھیری میں نماز پڑھنا ثابت ہو گیا تو ہر وہ بچہ نے روایت کیا کہ جسطرح صحابہ وجال میں نماز پڑھتے تھے ہیں اطلاع کیلئے پڑھنا ہوئے اگر وہ صحت کو پہونچ جاوی تو

علاوہ یہہ کہ سوائی عایشہ رضی اور دن کی روایت مین اتنی تحریف کی گنجایش نہین ہے سیوطی شیخ سلام اللہ حنفی نی اس قول کو رد کردیا ہے جیسا کہ کہا ہے محلی مین واجاب ابن الھمام عن حدیث عایشۃ بحملہ علی غلس داخل المسجد لان حجرتھا کانت فیہ وکان سقفہ مقاربا انتھی وفیہ مع کونہ بعیدا اذ لا یختص روایۃ التغلیس بعایشۃ بل رواھا جماعۃ من الصحابۃ کما سبق انتھی کلام المحدث پس رد ہوا کلام مولف کا بجمیع اجزا اور باقی رہا معمول بہ ہونا حدیث غلس کا جیسا کہ ہمنی ثابت کیا ہے وللہ الحمد اولا واخرا وظاھرا وباطنا علی ما وفقنا لاثبات الغلس المروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعتاد لہ ملازمۃ عمرہ علیہ الصلوۃ والسلام **قال** مسئلہ تیسرا بیچ وقت مستحب ظہر کی **اقول** کئی حدیثون سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت شدت گرمیون مین بھی اول ہی وقت ظہر پڑہا کرتی اور اسکی رغبت دلاتی روایت کی بخاری اور مسلم نی ابوہریرہ سی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیہ لاستھموا علیہ ولو یعلمون ما فی التھجیر لاستبقوا الیہ الحدیث اور روایت کی امام احمد اور ابو داود نی زید بن ثابت سی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظھر بالھاجرۃ ولم یکن صلوۃ اشد علی اصحاب رسول اللہ منھا الخ ھکذا فی المشکوۃ اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نی محمد بن عمرو بن الحسن رضی اللہ عنہم سی قال سالنا جابر بن عبد اللہ عن صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصلی الظھر بالھاجرۃ والعصر الشمس حیۃ الحدیث اور روایت کی بخاری مسلم نی سیار بن سلامہ سے قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الھجیرۃ التی تدعونھا الاولی حین تدحض الشمس الحدیث اور روایت کی مسلم نے جابر بن سمرہ سی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظھر اذا دحضت الشمس اور خباب سی قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ

اوسکی یہہ معنی ہونگی کہ جن صحابہ کو نفس نے پاتا اور انکا یہہ دستور ہوگا ذستار صحابہ کا ہوچکی عبارت محلی کے ۱۲ اور بہت دور جسنے یہہ کہا کہ اوجا یعنی نماز پڑہنی کی حدیث اندہیرے مین پڑہنے کی حکم کی ناسخ ہے ۱۳ یہہ نماز پڑہکر اپنے گہر کو جاتی تہین اندہیرے کے سبب سے شناخت نہوتی تہی ۱۴ اور جواب دیا ہی ابن ہمام نے حضرت عائشہ کی حدیث سی یون کہ اندہیرا مسجد کے اندر کا حال تہا اسوجہ سے حضرت عائشہ کا حجرہ اندہی تہا اور اوسکی چھت نیچی تہی ہوچکا کلام ابن ہمام کا اور رہین سو اسکی کہ یہہ کلام بعید ہے یہہ ہے کہ یہہ روایت کچھ حضرت عائشہ ہے ہی مخصوص نہین بلکہ ایک جماعت صحابہ نے اسکو روایت کیا ہے چنانچہ پہلی گذر چکا ہوچکی عبارت محلی کی ۱۵ اور اسد کا مسکر ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن کا اوسنی حکم کیا اس اندہیرے نماز پڑہنے کی روایت کی ثابت کرنیکی توفیق دی ہی جو حضرت سے ثابت اور ہمیشہ کا برتاؤ تہا ۱۵ کہا آنحضرت صلعم نے اگر لوگون کو ان اور صف اول کا ثواب جانتے اور قرعہ ڈالکر اوسکو پاتی تو اسپر قرعہ ڈالتی اور اگر ظہر کے اول وقت کی ثواب کو جانتی تو اوسکی طرف دوڑتے آخر حد تک ۱۵ آنحضرت ظہر کی نماز اول وقت پڑہا کرتے تہی اور کوئی نماز صحابہ پر اس نماز سے زیادہ سخت نہ تہی یونہین ہی مشکوۃ مین ۱۵ کہا محمد بن عمرو بن حسن نے کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سی آنحضرت صلعم کے نماز کا حال پوچہا تو اوسنے کہا کہ آپ ظہر اول وقت اور عصر آفتاب کی تیزی کی وقت پڑہتے تہے ۱۵ کہا سیار بن سلامہ نے کہ میں اپنے باپ کے ابی برزہ اسلمی کے پاس گیا سو اوسنے میرے باپ نے آنحضرت کی فرض نماز کا حال پوچہا تو اوسنے کہا کہ سورج کی ڈہلتی ہی جب لوگ اول وقت

فی الرمضاء فلم یشکنا یہ کہا قال زہیر قلت لابی اسحٰق فی الظہر قال نعم قلت فی تعجیلہا قال نعم اور انس سے قال کنا نصلی مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شدۃ الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبہتہ من الارض بسط ثوبہ فسجد علیہ اور روایت کی ترمذی نے
عائشہ رضی سے قالت ما رایت اشد تعجیلا للظہر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا من ابی بکر ولا من عمر یہ کہا وفی الباب
عن جابر بن عبداللہ وخباب وابی برزۃ وابن مسعود وزید بن ثابت وانس وجابر بن سمرۃ قال ابو عیسے
حدیث عائشۃ حدیث حسن وھو الذی اختارہ اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدھم
قال علی قال یحیی بن سعید وقد تکلم شعبۃ فی حکیم بن جبیر من اجل الحدیث الذی روی عن ابن مسعود عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سال الناس ولہ ما یغنیہ قال یحیی وروی لسفیان زائدۃ ولم
یر بہ یحیی معین بحدیثہ باسا قال محمد وقد روی عن حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر عن عائشۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل الظہر انتہے اور روایت کی ہی نسائی نے خباب سے مثل روایت مسلم کے خباب سے جو گذری اور
روایت کی ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حر الرمضاء فلم
یشکنا اور خباب سے مثل اسکی اور ابو برزۃ سے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ الہجیرۃ التی تدعونہا
الظہر اذا دحضت الشمس اور روایت کی ابوداؤد نے جابر بن عبداللہ سے کنت اصلی الظہر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاخذ قبضۃ من الحصا لتبرد فی کفی اضعہا لجبہتی اسجد علیہا لشدۃ الحر اور زید بن ثابت سے قال

کہتے ہیں پڑھے ہی آخر حدیث تک ۵۷ جابر بن سمرۃ نے کہا کہ آنحضرت صلعم ظہر ٹھنڈا کرتے تھے سورج کے ڈھلتی ہے ۵۸ کہا جناب نے ترسکایت
ہمنے آنحضرت صلعم سے نماز کی جلتی زمین میں تو آپنے وہ شکایت نہیں سنی ۵۹ زہیر نے کہا کہ میںنے ابی اسحاق سے پوچھا کہ یہہ بات کیا ظہر کی نماز
حق میں ہی کہا ہاں پھر پوچھا کہ کیا ظہر کے جلد کی باب میں ہی کہا ہاں ۶۰ انس نے کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھہ نماز ظہر کی گرمی میں
پڑھا کرتی تھی پھر جب ہمیں پر پیٹانی نہیں ٹک سکتی تھی تو بعضے لوگ کپڑا بچھا لیا کرتے تھی اور اسپر سجدہ کیا کرتی تھی ۶۱ حضرت عائشہ نے
کہا کہ میں آنحضرت اور ابوبکر اور عمر سے زیادہ جلدی کر نیوالا ظہر میں نہیں دیکھا ۶۲ اور اس باب میں جابر بن عبداللہ اور خباب اور ابی برزۃ اور
ابن مسعود اور زید بن ثابت اور انس اور جابر بن سمرۃ سے روایت ہی کہا ابو عیسے نے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن ہے اور یہہ مسئلہ ہے جسی اہل علم نے
پسند کیا ہے صحابہ آنحضرت صلعم میں سے اور اوانمی بعد والوں نے کہا علی نے کہ یحیی بن سعید نے کہا کہ شعبہ نے حکیم بن جبیر میں اس حدیث کی سبب کلام کیا ہے
جسے روایت کی ابن مسعود کے واسطے سے آنحضرت سے کہ جو شخص لوگوں سے مانگے اور اوسکی پاس اتنا مال ہو جو اوسکی حاجت رفع کر سکے تو یحیی نے
کہا کہ سفیان نے زائدہ سے یہہ حدیث روایت کی ہی اور ابن معین نے حکیم بن جبیر کی حدیث میں کچھہ حرج نہیں بتایا اور محمد نے کہا کہ بلاشک
حدیث کی حکیم ابن جبیر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے آنحضرت صلعم سے تعجیل ظہر کی باب میں ہو چکی عبارت ترمذی کی
۵۵ کہا ابن مسیح نے کہ نکایت کی ہمنے آنحضرت صلعم سے جلتی زمین کی گرمی کی سو آپنے شکایت نہ سنی ۵۶ کہا ابو برزۃ نے آنحضرت صلعم ظہر سورج کے
ڈھلتی ہی پڑھا کرتے تھی ۵۷ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے ظہر آنحضرت صلعم کے ساتھہ پڑھی یعنی ایک مٹھی کنکر اپنے ہاتھہ میں گرمی کی سبب سے لیا تاکہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر بالہاجرۃ الحدیث پس یہہ روایتین صریح دلالت کرتی ہین اسپر کہ عمل مین آنحضرت کی یہی تہا کہ بمجرد زوال کی نماز پڑہا کرتے اور بعضی روایتون مین جسنی مؤلف کو سمجہنے مین خلاف لگا ثابت ہے جیسا کہ روایت کی ہی بخاری مسلم وغیرہما نی ابو ہریرہ وغیرہ سی کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم اور روایت کی ملحاوی نی ابی خلدہ سی کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الشتاء بکر بصلوۃ الظہر واذا کان الصیف ابردہا اور اسی مضمون کی ابی مسعود سے اور روایت کی طحاوی نے مغیرہ بن شعبہ سی کہ کہا کنا نصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الظہر بالتہجیر ثم قال ابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم اور ایسے ہے روایت ہی ابن ماجہ کی لیکن اوسمین لفظ ثم کی جگہہ پر لفظ فا ہی پس ابراد والی کہتی ہین کہ حدیثین تہجیر کی منسوخ ہین ساتہہ حدیث مغیرہ کی اور تہجیر والی جواب دیتی ہین کہ جہانتک تاویل ہوسکی نسخ کی قائل نہونا چاہیے جیسا کہ کہا شرح نخبہ وغیرہ مین وان عورض بمثل فلا یخلوا اما ان یمکن الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف او لا فان امکن الجمع فہو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلوا اما ان یعرف التاریخ او لا فان عرف وثبت المتاخر بدا او باصرح منہ فہو الناسخ والآخر المنسوخ انتہی مختصرا تو دیکہو کہ جمع کو نسخ پر مقدم رکہا اور کہا نووی نی شرح صحیح مسلم مین ان النسخ لا یصار الیہ الا اذا عجزنا عن التاویل اور ان احادیث مین جمع اور تاویل ہوسکتی ہے وہ یہہ کہ تہجیر جو عادت رسول اللہ صلعم کی تہی اور شیخین کے یہہ افضل ہے اور امر ابراد کا حدیث ابو ہریرۃ اور انس اور مغیرہ مین انداہ رخصت کی شفقۃ ہی کیونکہ وجوب باتفاق جمہور کے نہین جیسا کہ کہا عینی حنفی نے شرح صحیح بخاری مین فان قلت ظاہر الامر للوجوب قلت الاجماع علی عدمہ وقال بعضہم وغفل الکرمانی فنقل الاجماع علی عدم الوجوب قلت لا یقال انہ غفل بل الذین نقل عنہم الاجماع کانہم لم یعتبروا کلام من ادعی الوجوب فصار کالعدم یہہ کہا عینی نی کانت العلۃ فیہ فہم المشقۃ عن المصلی لشدۃ الحر وکان ذلک للشفقۃ علیہ انتہی ایسا ہی نماز پڑہنا آنحضرت کا ابراد سی جیسا کہ روایت ابی خلدہ اور ابو مسعود مین آیا ہے یہہ سب محمول ہے کرگاہی ابراد کیا و سلسی اظہار جواز اور رخصت کی پس کیا حاجت ہے نسخ کی بلکہ کیونکر جایز ہو قول بالنسخ خلاف قاعدہ اہل حدیث کی جو جمع کو نسخ پر ایک درجہ مقدم رکہتے ہین کہا نووی نی شرح صحیح مسلم مین اختلف العلماء فی الجمع بین ہذین

زید بن ثابت نی کہا کہ آنحضرت صلعم اول وقت ظہر پڑہا کرتے تہے جو وقت گرمی کی شدت ہووی تو ظہر کو ٹہنڈا کرکی پڑہو کیونکہ شدت گرمی دوزخ کا سانس ہے آنحضرت صلعم جاڑہ مین تو ظہر سویری پڑہا کرتی تہی اور جب گرمی ہوتی تہی تو ٹہنڈا کرکی پڑہا کرتی تہی مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ ظہر سویری پڑہا کرتے تہی پہر آپنے فرمایا کہ ٹہنڈا کرکی پڑہا کرو کیونکہ شدت گرمی دوزخ کا سانس ہے اور اگر حدیثون مین معارضہ پڑے تو ہم سے خالی نہین یا تو ان دونو کی مطلب مین موفقت کرنا ممکن ہوگا بغیر تکلف کی نہ ہوگا اگر ہووی تو سہی نام مختلف الحدیث اوسی کا ہے اگر ناممکن ہو تو اس سی خالی نہین کہ یا تو تاریخ معلوم ہوگی یا نہوگی اگر تاریخ معلوم ہووے تو متاخر ناسخ ہوگا اور پہلی حدیث منسوخ ہوگی یا تاریخ ثابت ہووی کسی طریق سی جیسے کہ صحابی کا کہنا متاخر ہونا یا تاریخ زیادہ قوۃ ناسخ ہونا اور دوسرے منسوخ ہوگی عبارت شرح نخبہ کی مختصر طور پر نسخ کیلئے جمع نہین کیا جاتا ان جب ہم عاجز ہون تاویل کرنی سی پہر اگر

الحدیثین فقال بعضهم الابراد رخصة والتقدیم افضل واعتمد واحادیث خباب وحملوا حدیث الابراد علی الترخیص والتخفیف فی التاخیر وبهذا قال بعض اصحابنا وغیرهم وقال جماعة حدیث خباب منسوخ باحادیث الابراد اور کہا فتح الباری میں وجمع بعضهم بین الحدیثین بان الابراد رخصة والتعجیل افضل انتہے پس ظاہر ہی کہ ازراہ دلیل کے اور موافق قواعد اہل حدیث کی تو مرجح یہی ہے کہ گرمیوں میں بھی ظہر آفتاب دہلتی کی ساتھ ہی پڑہیں لیکن اگر مشقت گرمی کی برداشت نہ کرسکیں اور تہجیر پر کمر نہ باندہی اور ابراد اختیار کرے تو اسکو لازم ہے کہ ایسا ابراد نکرے کہ وقت ظہر کا جو ایک مثل ہے نزدیک تمام جہان کی آئمہ کی سوائی ابوحنیفہ کی خارج ہوجاوے یا قریب جاوی اور حد میں اس ابراد کی علماء قائلین بالابراد میں آپس میں اختلاف ہی بعضی کہتے ہیں کہ جب قریب ایک ٹہہ کی سایہ دیوار ونکا ہوجاوے اسوقت ٹہنڈک ہوتی ہی اور بعض کے نزدیک بعد ربع قامت سایہ کی ٹہنڈک ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک بعد ثلث قامت اور بعض کی نزدیک بعد نصف کے اور سہی اور قول یہی ہیں لاکن یہہ سب کے نزدیک شرط ہی کہ ابراد اس مرتبہ کا نکرے کہ ظہر کی آخر وقت کو پہونچ جاوی کہا فتح الباری میں فقد اختلف العلماء فی غایة الابراد فقیل حتی یصیر الظل ذراعا بعد ظل الزوال وقیل ربع قامة وقیل ثلثها وقیل نصفها وقیل غیر ذلك ونزلها المازری علی اختلاف الاوقات والجاری علی القواعد ان یختلف باختلاف الاحوال لکن یشترط ان لا یمتد الی اخر الوقت انتہے اور کہا محلی میں واختلف فی حد الابراد فقال النووی الابراد ان یؤخر بحیث یحصل للحیطان فی بیوتهم فیها وهو المختار عند الحنفیة فی حده کما فی الدر المختار وعند مالک الی ان یزید ظل کل شئ ربعه وقالت الحنابلة الی ان یتکسر الحر وعن ابن عمر اذا کان الفئ ذراعا ونصفا الی ذراعین وکان الجدران فی ذلك الزمان سبعة اذرع

کوئی کہی کہ ظاہر امر کا وجوب کی لئی ہوتا ہے تو جواب یہہ ہے کہ اجماع اسکی خلاف پر واقع ہے اور بعضوں نے کہا ہی کہ کرانی سی غلطت ہوگئی کہ اوسنی اجماع نقل کیا ہے امر کے وجوب کے لئی ہونی پر میں کہوں گا کہ یہہ کہنا جاوے کہ کرانی سی غلطت ہوگئی بلکہ جن لوگوں نے وجوب کو منقول کیا اونکا کلام معتبر نہ ٹہہرا تو بمنزلہ نہونی کی ہوگیا ۵۵ اور یہہ سبب ہے زیادہ تکلیف کا دفع کرنیکا اور یہہ حال شفقت کی یہہ ہوا ۵۶ ان دونو حدیثوں کی موافقت کرنیمیں لوگ مختلف ہوئے ہیں سو بعضوں نے کہا ہے کہ ٹہنڈا کرکی پڑہنا رخصت ہے اور سویری پڑہنا افضل ہے اور اعتماد کیا ہے حدیث خباب پر اور محمول کیا ہی ٹہنڈک کی حدیثوں کو رخصت پر اور اسکی قائل ہوئی ہیں ہمارے بعضے اصحاب اور اور لوگ اور ایک جماعت نے کہا کہ حدیث خباب کے ٹہنڈک کی حدیثوں سی منسوخ ہے ۵۷ اور موافقت کی ہے بعضوں نے دونو حدیثوں میں اسطرح پر کہ ٹہنڈک کا حکم رخصت ہی اور جلدی پڑہنا افضل ہے ہوتکی عبارت فتح الباری کی ۵۸ سو بلاشک مختلف ہوئی ہیں علماء ٹہنڈک کی حد میں سو بعضوں نے کہا ہے کہ سایہ زوال کی بعد جب بہر سایہ ہوجاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب آدمی کی قد کی چوتہائی ہوجاوے اور بعضوں نے کہا ہی تہائی قد اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسکا قد اور بعضوں نے سواسکی اور باتیں کہیں ہیں اور مازری نی وقتوں کی اختلاف

وقیل حتی یکون الظل ذراعا بعد فیٔ الزوال وقیل ربع القامۃ وقیل الثلث وقیل النصف وقیل یختلف باختلاف الازمنۃ انتھی **اقول** وفی الھدایۃ من ان اشتداد الحر فی تلک البلاد یکون حین بلوغ ظل کل شیٔ مثلہ فتحقق الابراد فی التاخیر عنہ فھو باطل لا اصل لہ لانہ لا یبقی حینئذ وقت الظھر کما سنحقق عنقریب انشاء اللہ تعالی **قال** مسلہ چوتھا بیان آخر وقت ظہر کا **اقول** تائید اللہ وتوفیقہ اولا معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ مسلہ چوتھا دراصل دو مسلے ہین ایک مسلہ آخر وقت ظہر کا اور ایک مسلہ اول وقت عصر کا تو دلایل اور نقول مذہب دونون مسلون کین لائی جاوین گین اور جس دلیل سی آخر ظہر کا ثابت ہوگا اوسی سے بعینہ اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اور جس دلیل سی اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اوسی سی یہہ بھی معلوم ہوجاوی گا کہ آخر وقت ظہر کا قبل اسکی ہی ایسا ہی حال ہے نقول کا اب سنو کہ اس مسلہ مین تمام امام مجتہد ایک طرف ہین اور اکیلی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنا بر مذہب مشہور کی ایکطرف یہان تک کہ امام محمد اور ابو یوسف رح شاگرد اونکی بھی اس مسلہ مین اون سی الگ ہین اور موافق جمہور علماء کی یعنی جمہور علماء قایل ہین اس بات کی کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کی باقی نہین رہتا بلکہ وقت عصر کا داخل ہوجاتا ہے اور کیلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سی یہہ مشہور ہے کہ دو مثل تک وقت ظہر کا رہتا ہے اور عصر داخل نہین ہوتی مگر بعد دو مثل کی کما **قاضی ثناء اللہ** پانی پتی حنفی فی تفسیر مظہری مین **واما** آخر وقت الظھر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انہ یبقی بعد مصیر ظل کل شیٔ مثلہ ولذا خالف ابا حنیفۃ فی ھذہ المسئلۃ صاحباہ ووافقا الجمھور انتھی وسیجیٔ الباقی اور کہا فتح الباری مین **ولم** ینقل عن احد من اھل العلم مخالفۃ فی ذلک الا عن ابی حنیفۃ فی المشھور عنہ قال اول وقت العصر مصیر ظل کل شیٔ مثلیہ قال القرطبی خالفہ الناس کلھم فی ذلک حتی یعنی الاخلین عنہ انتھی اور کہا نووی فی شرح صحیح مسلم مین تحت احادیث

اور قاعدہ پر چھوڑ دیا لیکن اتنی شرط ہے کہ آخر وقت تک ٹہنڈک کا انتظار نہ ہو پہنچ جاوی **ف۵** اختلاف کیا ہے ٹہنڈک کی حد مین سو نووی نے کہا کہ ٹہنڈک یہہ ہے کہ دیوار وغیرہ کا اتنا سایہ ہوجاوے کہ اوسمین نمازی چلین اور حنفیون کی نزدیک یہی بات پسندیدہ ہے چنانچہ در مختار مین ہے اور امام مالک کے نزدیک یہانتک ہے کہ ہر چیز کا سایہ اوسکی جو تہائی بڑھجاوی حنبلیون نے کہا ہے کہ گرمی کی شدت ٹوٹ جاوی اور ابن عمر سی یہہ روایت ہی کہ جن روز مین ڈیڑھ گز سایہ اصلی ہووے تو وقت ٹہنڈک کی حد ہے اور اوس زمانہ مین دیوارین سات گز کی ہوتی تہین اور بعضون نے کہا ہے کہ سایہ اصلی کی سوا گز پہر سایہ ہوجاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ جو تہائی قد آدم اور بعضون نے کہا ہے تہائی اور بعضون نے اوٹھا اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ ہر زمانہ مین مختلف ہے **ف۶** مین کہتا ہون کہ وہ جو ہدایہ مین ہی کہ اون شہرون مین گرمی کی شدت ایک مثل تک رہتی ہے اور ٹہنڈک اوس سی بعد ہے سو یہہ اصل بات ہے اسوقت تو ظہر کا وقت ہی نہین رہتا چنانچہ عنقریب اسکی تحقیق ہم کرینگے **ف۷** اور آخر وقت ظہر سو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا کہ بعد ایک مثل کی باقی رہتا ہی سو اہل صاحبین نے اس مسئلہ مین امام ابی حنیفہ کی مخالفت کر کے جمہور کے موافقت کی ہی ہوچکی عبارت تفسیر مظہری کی اور عنقریب پوری عبارت ہوگی **ف۸** اور کسی اہل علم سی منقول نہین کہ اونہون نی

اول وقت عصر کی وفی هذه الاحادیث وما بعدها دلیل لمذهب مالك والشافعی واحمد وجمهور العلماء ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شئ مثله وقال ابوحنیفة لایدخل حتی یصیر ظل الشئ مثلیه وهذه الاحادیث حجة للجماعة علیه مع حدیث ابن عباس رضی الله عنه فی بیان المواقیت وحدیث جابر وغیر ذلك انتهی اور کہا محلے میں شیخ سلام اللہ حنفی نے اعلم انه قال الجمهور اذا صار ظل شئ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وقال ابوحنیفة فی المشهور عنه انه لایخرج الظهر بصیر الظل المثل ولایدخل العصر بل یکون اول وقت العصر بصیر ظل کل شئ مثلیه قال القرطبی خالف الناس کلهم حتی اصحابه انتهی مختصرا وسیجئ تمامه اور کہا ملا عابد سندھی حنفی نے مواہب لطیفہ شرح مسند ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں ذیل میں اس حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ابوحنیفة عن شیبان عن یحیی عن بریدة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بکروا بالصلوة العصر قد اختلف العلماء فی دخول وقت العصر فالجمهور علی ان وقت العصر یدخل بصیرورة ظل کل شئ مثله بالافراد بدلیل ما اخرجه البخاری الی اخر ما سیجئ فی الادلة دلائل جمہور کے یہہ ہین کہ روایت کی ہی نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبرنا عبید الله بن سعید نا عبد الله بن الحارث قال ثنا حدثنی سلیمان بن موسی عن عطاء بن ابی رباح عن جابر قال سأل رجل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن مواقیت الصلوة فقال صل معی فصلی الظهر حین زاغت الشمس والعصر حین کان ظل کل شئ مثله والمغرب حین غابت الشمس والعشاء حین غاب الشفق قال ثم صلی الظهر حین کان ظل الانسان مثله والعصر حین کان ظل الانسان مثلیه والمغرب حین

اسمین مخالفت کی ہو سوا امام ابی حنیفہ کے قول مشہور مین اور انہون نے کہا ہی کہ اول وقت عصر کا دو مثل پر ہی قرطبی نے کہا ہے سب لوگ اسمین انکی مخالف ہین یہانتک کہ اونکی شاگرد بھی ۵ اور ان حدیثون مین اور اگلی مابعد کی حدیثون مین امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کے مذہب کے دلیل ہے کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے اور امام ابی حنیفہ نے کہا ہے کہ دو مثل پر داخل ہوتا ہی اور یہہ حدیثین اونپر حجت ہوسکتی ہین مع اس حدیث ابن عباس کے جو وقتونکی بیان مین ہی اور حدیث جابر کے اور اوپر حدیثین ہوچکی عبارت شرح مسلم کی ۵ جان کہ جمہور نے کہا ہے کہ سایہ ہر شئی کے بعد جب ایک مثل سایہ ہو تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے اور امام ابی حنیفہ نے قول مشہور مین کہا ہے کہ ایک مثل پر ظہر کا وقت نہین جاتا اور عصر کا وقت داخل نہین ہوتا بلکہ عصر کا اول وقت دو مثل پر ہوتا ہی اور قرطبی نے کہا ہے کہ اسمین سب لوگ اونکی مخالف ہین یہانتک کہ اونکی شاگرد بھی ہوچکی عبارت محلی کی بطور مختصر اور اگلی آویگی ۵ روایت کی ابوحنیفہ نے شیبان سے اونہون نے یحیی سے اونہون نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ عصر کی نماز اول وقت پڑہو اور دخول وقت عصر مین علمانے اختلاف کیا ہے تو جمہور تو اسپر ہین کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے بدلیل اوس حدیث بخاری کی آخر تک اوسکی جو بدلیل بیان دلیلونکی اوگی ۵ روایت کی ہمکو عبید اللہ بن سعید نے اور کہا کہ روایت کی ہمین عبد اللہ بن حارث نے اور کہا کہ کہا ہمکو نور نے روایت کی مجھی سلیمان ابن موسی نے عطاء ابن ابی رباح سے اور اونہون نے جابر سے کہ کہا جابر نے کہ پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے نماز وقتی وقت آپنی فرمایا کہ تو میری ساتھ نماز پڑہ تو ظہر آپنے سورج ڈلتی ہی پڑہی اور عصر ایک مثل پر اور مغرب غروب کی بعد اور عشا شفق چھپی پہر دوبارا ظہر ایک مثل پر اور عصر دو مثل پر

کان قبل غیبوبۃ الشفق قال عبداللہ بن الحارث ثم قال فی العشاء اری الی ثلث اللیل راوی اسکی سب
معتمد اور قابل سند ہی ہین اما الاول فھو ابو قلابۃ الرخمی والثانی ابو محمد ثقۃ الثالث ایضا ثقۃ الرابع صدوق فقیہ الخامس
فقیہ فاضل والسادس صحابی جلیل الشان قالہ فی تقریب التہذیب اور معنی مختصر اسکی یہہ ہین کہ ایک شخص سائل مواقیت کے لئے
آنحضرت صلعم کی پہلی دن ظہر تو بمجرد زوال آفتاب کے پڑہی اور عصر جب پڑہی جبکہ ایک مثل سایہ کا ہوا اور دوسرے دن ظہر سے
فارغ ہوئی اور عصر کو دو مثل پر جا پڑہا ایسا ہی کہا ہی معنی ہین اس حدیث کی شیخ سلام اللہ محدث حنفی نے اور امام
نووی شافعی نے جیسا کہ کلام اونکا عنقریب آویگا اور یہہ معنی نہین ہین کہ ظہر پڑہنی شروع کی دوسرے دن اسیوقت ہین
جسمین پہلی دن عصر پڑہی تہی اور کچہہ وقت بقدر چار رکعت کی دونون نمازونمین مشترک ہی جیسا کہ مذہب ہے
بعض کا اور جیسا کہ جناب مولف نے پانچوین طریق مین کہا ہی دلیل مرجح باعث اختیار کرنے معنی اول کی یہہ ہے
کہ روایت کی ہی مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا صلیتم الظہر فانہ وقت
الی ان یحضر العصر اور ایک روایت مین مسلم کی یون آیا ہی ووقت الظہر مالم یحضر العصر اور ایک مین یون آیا ہے
ووقت صلوۃ الظہر اذا زالت الشمس عن بطن السماء مالم یحضر العصر اور کہا اللہ تعالی نے ان الصلوۃ کانت علی
المؤمنین کتابا موقوتا یعنی ہر نماز کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے اسیوسطی فرمایا آنحضرت نے انما التفریط علی من لم
یصل حتی یجیئ وقت الصلوۃ الاخری رواہ مسلم وغیرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری مین کہا ہی قولہ تعالی ان
الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا یقتضی الکون لکل صلوۃ وقتا علحدۃ ولذا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انما التفریط ان یؤخر الصلوۃ حتی یجیئ وقت الاخری انتہی بعضہ وسیجئ تمامہ تو مقتضای ان
احادیث اور اس آیۃ کا یہی ہی کہ ایک نماز کی وقت مین دوسرے نماز ادا نہین ہوسکتی پہر اگر حدیث جابر مین جو گذری معنے
ثم صلی الظہر حین کان ظل الانسان مثلہ کے وہ منکرین جو ہمنے کئی ہین یعنی یہ کہ پڑہ چکی ایک مثل مین بلکہ یہ کہ پڑہنی شروع کی
جبکہ ایک مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان اون احادیث کی جنسی امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوتی ہی اور اس حدیث
جابر مین جس سے اشتراک نکالتی ہین اور عنقریب شرح نخبہ سی منقول ہوچکا کہ وقت تعارض کی درمیان دو حدیثون کی موافقت
اور جمع کرنے چاہیے اور صورت موافقت کی یہہ ہے جو ہمنے بیان کی ہی یعنے پہلے دن عصر شروع کی جبکہ ایک مثل سایہ کا ہوا اور

شفق جہنکی سی پہلے کہا عبداللہ بن حارث نے کہ شاید اونہون نے شفق کو تہائی رات تک کہا ہے ۱۲ پہلا ابو قلابۃ رخمی ہی اور دوسرا ابو محمد ہے
اور تیسرا بہی ثقہ ہے اور چوتہا صدوق فقیہ ہے اور پانچوان فقیہ فاضل ہے اور چہٹا صحابی عالیقدر ہے یہہ سب تقریب التہذیب مین کہا ہے
۱۳ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب ظہر کی نماز پڑہو تو اوسکا وقت ہی جب تک عصر کا وقت نہین آیا ۱۴ وقت ظہر کا جبتک ہے کہ عصر کا
وقت نہین آیا ۱۵ نماز ظہر کا وقت سورج کی ڈہلنی سی عصر کی تانی تک ہی ۱۶ سمجہتے اوسکی ہے کہ اوسی ایک نماز نہین پڑہی اور دوسرے
نماز کا وقت آگیا ۱۷ آیۃ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا جسکا یہہ ہے کہ ہر نماز کا وقت علیحدہ ہے اور اسیوسطی آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے

دوسرے ن ظہری فارغ ہوئی ایک مثل پر کہا امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین تحت حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر کے تو اصلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر معناہ وقت لاداء الظہر وفیہ دلیل للشافعی وللاکثرین انہ لا اشتراک بین وقت الظہر ووقت العصر بل متی خرج وقت الظہر بصیر ظل الشیء مثلہ غیر الظل الذی یکون عند الزوال دخل وقت العصر واذا دخل وقت العصر لم یبق شیء من وقت الظہر وقال مالک رح وطائفۃ من العلماء اذا صار ظل کل شیء مثلہ دخل وقت العصر ولم یخرج وقت الظہر بل یبقی بعدہ للمقدار اربع رکعات صالح للظہر والعصر اداء واحتجوا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جبریل صلی بی الظہر فی الیوم الثانی حین صار ظل کل شیء مثلہ وصلی بی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیء مثلہ فظاہرہ اشتراکہما فی قدر اربع رکعات واحتج الشافعی والاکثرون بظاہر الحدیث الذی نحن فیہ واجابوا عن حدیث جبریل بان معناہ فرغ من الظہر حین صار ظل کل شیء مثلہ وشرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیء مثلہ فلا اشتراک بینہما فہذا التاویل متعین للجمع بین الاحادیث وانہ اذا حمل علی الاشتراک یکون اٰخر وقت الظہر مجہولا لانہ اذا ابتداء بہا حین صار ظل کل شیء مثلہ لم یعلم متی فرغ منہا وحینئذ یکون اٰخر وقت الظہر مجہولا ولا یحصل بیان حدود الاوقات واذا حمل علی ما قلنا حصل قدر اٰخر الوقت وانتظمت الاحادیث علی اتفاق وباللہ التوفیق انتہی اقول وجہا قال من انہ لم یعلم متی فرغ منہا وحینئذ یکون اٰخر وقت الظہر مجہولا الخ انہ لیس فی راء المتاخرین معینا من الشارع وتحدیدا للمثلین لا اصل لہ وانما ہو تشریع من عند الرای وما انزل اللہ بہا من سلطان ولذا قال القاضی الپانی پتی فی التفسیر المظہری واما اٰخر وقت الظہر فلم یوجد

لہ ایک نماز مین یہانتک تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آجاوی ہو یعنی عبارت تغیر مظہری اور پوری اگلی اوگی ۱۲ پس ظہر کی نماز ایک مثل پر

۱۲ یہہ فرمانا آنحضرت کا کہ جب اتنی ظہر پڑہی تو اوسکا وقت ہی یہانتک کہ عصر کا وقت آوی معنی اوسکی یہہ ہین کہ وہ وقت ظہر کی ادا کرنیکا ہے اوسمین امام شافعی رح اور اکثر کے لئے دلیل ہے اسبات کی کہ ظہر کے نماز مین شرکت وقت کی نہین بلکہ سوا سایہ اصلی کی ایک مثل سایہ ہو کر جہان ظہر کا وقت گیا عصر کا وقت آیا اور جب عصر کا وقت آیا ظہر کا وقت تو پہر باقی نہین رہتا اور امام مالک رح اور ایک گروہ فی علمائے کہا ہے کہ جہان ایک مثل سایہ ہوا تو عصر کا وقت آجاتا ہے اور ظہر کا وقت بہی باقی رہتا ہے بقدر چار رکعت کی اور دلیل لائی ہین یہہ لوگ جبریل والی حدیث مین آنحضرت صلعم سے اس فرمانیکی کہ دوسرے دن جبریل نی نماز پڑہائی ظہر کی اوسوقت کہ سایہ ہر چیز کا ایک مثل تہا اور پہلی عصر اوسوقت پڑہائی کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل تہا تو اس سی بظاہر یہہ معلوم ہوا کہ بقدر چار رکعت کی یہہ وقت مشترک ہی اور امام شافعی رح اور اور علمائی اس پر والی ظاہر حدیث سی حجت پکڑی ہی اور حدیث جبریل سی یون جواب دیا ہے کہ یعنے اوسکی یہہ ہین کہ ظہر کی نماز سی فارغ ہوئی اور پہلی دن عصر ایک مثل پر شروع کی تو اب شرکت وقت کی نرہی تو تہا ویل بسبب ہوا نفت پیدا کردینی دونو حدیثون کی ٹہہر چکی ہے کیونکہ جب شرکت وقت کی ہوگئی تو ظہر کا اٰخر وقت مجہول رہیگا کیونکہ جب اوسی ایک مثل پر شروع کیا تو یہہ نہ معلوم ہوا کہ اوسسے فارغ کب ہوئی اب ظہر کا وقت مجہول رہا اور وقتونکی حد نہ حاصل ہوگی اور جب ہمارے تاویل کیجاوے تو اٰخر وقت کی پہچان بہی معلوم ہوگئی اور حدیثین متفق ہوگئین اور اللہ کے ہاتہ

فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه یبقی بعد مصیر ظل کل شیء مثله ولذا خالف ابا حنیفة فی هذه المسئلة صاحباه ووافقا الجمهور انتهی وکذا قال غیر واحد من العلماء فافهم ولا تغتر بما یوهمه کلام بعض الحنفیة اعلم انه قال الجمهور اذا صار ظل کل شیء مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وقال طائفة لا یخرج وقت الظهر الا بصیرورة الظل مثلیه فیبقی قدر اربع رکعات صالحة للظهر والعصر ونسب ذلک الی مالک واحتجوا بان جبریل صلی الظهر فی الیوم الثانی حین صلی العصر فی الیوم الاول وهو حین صار ظل کل شیء مثله فظاهره یدل علی اشتراکهما فی قدر اربع رکعات واجابوا عنه بان معناه فرغ من الظهر حین صار ظل کل شیء مثله فلا اشتراک وهذا التاویل متعین للجمع بین الاحادیث انتهی جو جناب مولف فی دعوی نسخ سی فہم تعارض کیا ہے سو اول تو یہہ خلاف قاعدہ اہل اصول حدیث کی ہی کہ وہ جمع کو نسخ پر مقدم کہتے ہین اور دوسرے یہہ کہ حدیث نسائی کی جو تہنی دلیل ٹہرائی ہی یہہ حدیث جبریل کی نہین کہ مقدم ہو سب احادیث میقات پر بلکہ یہہ حدیث سایل کی اور اوسکی تقدیم اور تاخیر حدیث اذا صلیتم الظهر فانه وقت الی ان یحضر العصر سے معلوم نہین حالانکہ ناسخ کا موخر ہونا از راہ تاریخ کی یقیناً معلوم ہونا چاہیے پس دعوی مولف کا باطل ہوا اور باطل ہوا جو کچھہ مولف نے پانچوین طریق مین بزعم خود زور وشور سے حدیث جبریل کو مبطل تحدید ایک مثل کے اور مثبت مثلین کے قرار دیا ہی تو بجگہہ اوسکا جواب دیا گیا دوبارہ یہی کہا جائیگا اور شاہد مقوی اس حدیث کی وہ حدیث جبریل کی ہی جو ترمذی اور ابوداؤد اور ابن حبان اور حاکم نے اور تحسین کی ہی اوسکی ترمذی نے اور تصحیح کی ہی حاکم نے یعنی حدیث ابن عباس کے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل عند البیت مرتین فصلی الظهر فی الاولی منهما حین کان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان کل شیء مثل ظله وصلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شیء مثله بوقت العصر بالامس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیء مثلیه انتهی مختصراً اور معنی اوسکی یہی ہین جو حدیث نسائی کی بیان کئی گئی یعنے پہلی دن عصر شروع کی ایک مثل پر اور دوسرے

توفیق ہے ہو چکی عبارت تو دیکھی مین کہتا ہون کہ وجہ اس قول کی کہ یہہ نہ معلوم ہوا کہ اوس سی فارغ کب ہوئی اور ظہر کا وقت مجہول رہیگا یہہ ہی کہ سوا ایک مثل کے اور کوئی حد معین نہین شارع کیطرف سی اور دو مثل کے کوئی اصل نہین بلکہ وہ ایک عقلی شرعی ہے کوئی دلیل اوسکی نہین نازل ہوئی سید علی قنوجی نے بھی پانی پتی نے تفسیر مظہری مین کہا ہے کہ آخر ظہر کا وقت ایک مثل کی بعد باقی رہنا کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا اہلی صاحبین نے ہر مسائل مین امام ابی حنیفہ سی مخالف ہوکر جمہور کی موافقت کی ہی ہو چکی عبارت مظہری کی اور اسیطرح اور علماء نے کہا ہے سو سمجھا اور دیکھا ہو کا کہا ۱۲ جان اے جمہور نے یہہ کہا ہے کہ سایہ اصلی کے سوا جب ایک مثل سایہ ہوا تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت آجاتا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہی کہ ظہر کا وقت نہین جاتا بلکہ بقدر چار رکعت کی وقت شرکت باقی رہتا ہے اور یہہ مقولا امام مالک کے کیطرف منسوب ہی اور دلیل ان لوگون کی یہہ ہے کہ جبریل نے دوسرے دن اوسی وقت ظہر پڑہی ہے کہ پہلی دن عصر پڑہی ہے پس ایک مثل پر تو ظاہر یہہ بات معلوم ہوئی کہ بقدر چار رکعت کی وقت مشترک ہی اور اس مقولہ کا جواب یون دیا گیا ہے کہ یعنے اوسکی یہہ ہین کہ ایک مثل پر ظہر سی فارغ ہوئی تو اب اشتراک نرہا اور یہہ دلیل موقوف احادیث کی لی ٹہر گئی ہی ۱۲ منہ عفی عنہ نے فرمایا امامت کی جبریل نے میرے دو دفعہ پہلی دن ظہر دوبار ملتی ہی پڑہی اور عصر ایک مثل پر اور دوسرے دن ظہر ایک مثل پر پڑہی پہلی دن کے عصر کے وقت اور

فارغ ہوئی ظہر سی ایک مثل تک بعینہٖ وسی دلیل سی جو گذری حدیث نسائی مین اور روایت کی ہی بخاری نی عائشہ رض سی قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتہا اور ایک روایت مین بخاری کی یون ہے ان رسول اللہ صلی العصر والشمس فی حجرتہا لم یظہر الفیٔ من حجرتہا اور ایک روایت مین یون ہی کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العصر والشمس طالعۃ فی حجرتی لم یظہر الفیٔ بعد پہر کہا بخاری نی قال ابو عبداللہ وقال مالک ویحیی بن سعید وشعیب وابن ابی حفصۃ والشمس قبل ان تظہر اور روایت کی ہی مسلم نی عائشہ سی کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس طالعۃ فی حجرتی لم یفی الفیٔ بعد پہر کہا مسلم نی وقال ابوبکر لم یظہر الفیٔ بعد اور مسلم کی ایک روایت مین سطرح ہے یصلی العصر والشمس واقعۃ فی حجرتی اور روایت کی ہی ترمذی نی صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجرتہا پہر کہا وفی الباب عن انس وابی اروی وجابر ورافع بن خدیج اور روایت کی ہی ابن ماجہ نی عائشہ سی سطرح کہ صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجرتی لم یظہر الفیٔ بعد اور نسائی نی سطرح کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ العصر والشمس فی حجرتہا لم یظہر الفیٔ من حجرتہا اور ابوداؤد نی سطرح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر اور ایسی ہی روایت کی ہی امام مالک نی عائشہ سی اور روایت کی ہی مالک نی نافع مولے ابن عمر سی ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اہم امرکم عندی الصلوۃ فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع ثم کتب ان صلوا الظہر حین کان الفیٔ ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثل الحدیث قال ابن عبد البر تحت حدیث ابی ہریرۃ الذی یجیٔ فی متمسکات الموطا الفیٔ لغۃ موقوف فی الموطاء الا انہ فی حکم المرفوع فان المواقیت لا تؤخذ بالرای کذا فی المحلی فکان ہذا الحدیث لعمر ایضا فی حکم المرفوع کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر فی فتح الباری مین

---

۱ کہا حضرت عائشہ نی کہ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتی تہی اور سورج میرے حجرہ مین ہوا کرتا تہا ۲ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتی تہی اور نہ سورج میرے حجرہ سے نکلتا تہا اور نہ حجرہ کی دیوار وزنہ سایہ ظاہر ہوتا تہا ۳ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتی تہی اور سورج میرے حجرہ مین چمکتا رہتا تہا اور دیوار وزنہ سایہ ظاہر نہوتا تہا ۴ کہا ابوعبداللہ نی کہ کہا مالک اور یحیی بن سعید اور شعیب اور ابن ابی حفصہ نے کہ قبل نکلی آفتاب کے حجرہ مین ۵ آنحضرت صلعم عصر کی نماز ایسی وقت پڑہتے تہی کہ سورج میرے حجرہ مین رہتا تہا اور دیوار وزنہ سایہ نجرتا تہا ۶ اور سطرح ابوبکر نی کہا ہی ۷ نماز عصر سے اور سورج حجرہ مین ہوتا تہا ۸ نماز عصر پڑہی اور ابتک حجرہ مین تہا ۹ اور اس باب مین انس اور ابی اروی اور جابر اور رافع بن خدیج سی روایت ہی ۱۰ نماز پڑہی نی صلعم عصر کے ایسی وقت کہ سورج میرے حجرہ مین ہوتا تہا اور دیوار وزنہ سایہ نجرتا تہا ۱۱ آنحضرت نی عصر کی نماز پڑہی کہ سورج میرے حجرہ مین تہا اور دیوار پر سایا تہا ۱۲ آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑہتی تہی کہ سورج میرے حجرہ مین ہوتا تہا اور ہنوز حجرہ سے باہر نہوا تہا ۱۳ عمر بن خطاب نی اپنے عاملون کو خط لکہا کہ ضروری امر میرے نزدیک نماز ہے جسنے اوسکی حفاظت کی تو تمام دین کی تو تمکی حفاظت کی اور جسنی اوسکو کہویا تو وہ کہتا بدون ہوا پہر کہا بلہذا وسوقت پڑہو کہ سایہ گز بہر ہوتا ایک مثل آخر حدیث تک کہا ابن عبدالبر نے بذیل اوس حدیث ابی ہریرہ کے جو مولف کی دلیلون مین لگی اوگی کہ یہہ موقوف ہے

قولہ باب وقت العصر وقال ابو اسامۃ عن ہشام فی قعر حجرتہا کذا وقع ہذا التعلیق فی روایۃ ابی ذر والاصیلی وکریمۃ والصواب اخبرنا عن الاسناد الموصول کما جرت بہ عادۃ المصنف والحاصل ان انس بن عیاض وہو ابو ضمرۃ اللیثی وابا اسامۃ رویا الحدیث عن ہشام وہو ابن عروۃ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشۃ وزاد ابو اسامۃ التقیید بقعر الحجرۃ وہو اوضح فی تعجیل العصر من الروایۃ المطلقۃ وقد وصل الاسماعیلی طریق ابی اسامۃ فی مستخرجہ لکن لفظہ والشمس واقعۃ فی قعر حجرتی وعرف بذلک ان الضمیر فی قولہ فی حجرتہا لعایشۃ وفیہ نوع التفات واسناد الی ضمیر کلہم مدنیون والمراد بالحجرۃ وہی بضم المہملۃ وسکون الجیم البیت والمراد بالشمس ضوءہا قولہ فی روایۃ الزہری والشمس فی حجرتہا ای باقیۃ وقولہ لم یظہر الفی ای فی الموضع الذی کانت الشمس فیہ وقد تقدم فی اول المواقیت من طریق مالک عن الزہری بلفظ والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر ای ترتفع فہذا الظہور غیر ذلک الظہور ومحصل ان المراد بظہور الشمس خروجہا من الحجرۃ وبظہور الفی انبساطہ فی الحجرۃ ولیس بین الروایتین اختلاف لان انبساط الفی لا یکون الا بعد خروج الشمس قولہ ابن عیینۃ فی روایۃ الحمیدی فی مسندہ عن ابن عیینۃ ثنا الزہری وفی روایۃ محمد بن منصور عند الاسماعیلی عن سفیان سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی من الزہری قولہ والشمس طالعۃ ای ظاہرۃ قولہ بعد بالضم بلا تنوین قولہ قال مالک الی آخرہ یعنی ان الاربعۃ المذکورین رووہ عن الزہری بہذا الاسناد

وہ طامین کہ حکم مین مرفوع کی ہی سو اسی کہ نماز کا وقت بغیر آنحضرت سی سنی کوئی اپنے عقل سی نہین کہہ سکتا یو نہین ہی محلی مین تو یہہ بحث ہی حضرت عمر والے حکم مین مرفوع کی ہی ۱۲ یہہ باب وقت عصر کی بیان مین ہی روایت کی ابو اسامہ نے ہشام سی کہ وہ یہہ بیچ حجرہ مین کہ تو بھی یہہ نسخہ اصیلی مین ہے روایت ابی ذر اور اصیلی اور کریمہ مین اور ٹھیک بات یہہ ہی کہ اصل روایت سی اسکو بیچہی روایت کرنا چاہیی تھا یعنی مصنف کی عادت ہی اور حاصل یہہ ہے کہ انس بن عیاض یعنی ابو ضمرہ لیثی اور ابو اسامہ دونو حدیث کو ہشام بن عروۃ بن زبیر سی روایت کیا اپنے باپکے واسطی سی حضرت عائشہ سی اور ابو اسامہ نے بیچ حجرہ کی قید لگادی ہی اور یہہ قید قبل عصر مین بہت کہلی ہوئی ہی روایت ابی ضمرہ اور اسماعیلی نے اپنے مرویات مین ابو اسامہ کے روایت کو موصول کردیا ہی لیکن لفظ اوسکی یہہ ہین کہ سورج بیچون بیچ حجرہ مین ہوتا تہا اور اس سے جانا گیا کہ حجرہ تہا مین ضمیر جو ہے وہ حضرت عائشہ کیطرف پہرتے ہے اور یہہ مین ایکطرح کا التفات ہی اور ابو ضمرہ کی سند مین راوی مدنی ہین اور حجرہ سی مراد گہر ہے اور سورج سی مراد دہوپ ہے اور یہہ قول روایت زہری مین کہ سورج حجرہ مین ہوتا تہا مراد اس سی یہہ ہے کہ سورج باقی رہتا تہا اور یہہ قول کہ سایہ نہین چڑہتا تہا یعنی جہان ہوتا تہا اور یہہ بحث وقتونکی بحث مین مالک کے روایت زہری سی جو تہی اوسمین ہوچکی ہے جسکے لفظ یہہ تہی کہ سورج حجرہ مین ہوتا تہا پہلی اس سی کہ چڑہے یعنے بلند ہو سو یہان ظہور کے معنے ظہور کے نہین اور محصل یہہ کہ مراد سورج کے ظہور سی اوسکا حجرہ سی نکلنا ہے اور مراد ستا کے ظہور سی اوسکا حجرہ مین پہیل جانا ہے اور دونو قول مین خلاف نہین کیونکہ سایہ کا پہیلنا سورج کی نکلنے کے بعد ہوتا ہے اور قول کہ ابن عیینہ سو حمیدی کی روایت مین اوسکی مسند مین ہی کہ روایت کی ابن عیینہ نی اور کہا کہ روایت کی ہمین زہری نی اور روایت محمد بن منصور مین نسخہ اسماعیلی مین روایت کی سفیان نی میرے کانون نے اوسی سنا اور دلنے یاد رکہا زہری سی اور یہہ قول کہ سورج چمکتا تہا یعنی خوب ظاہر رہتا تہا اور یہہ قول کہ مالک نی آخر تک یعنی چارون شخصون نے کہ زہری سے اسی سند کی ساتہہ روایت

فجعلوا الظہر للشمس وابن عیینۃ جعلہ للفیٔ وقد مناتوجیہ ذلک وطریق الحکم بینہما وان طریق مالک وصلہا الموطا فی اول المواقیت واما طریق یحیی بن سعید وھو الانصاری وصلہا الزھلی فی الزھریات واما طریق شعیب وھو ابن ابی حمزۃ فوصلہا الطبرانی فی مسند الشامیین واما طریق ابن ابی حفصۃ وھو محمد بن میسرۃ فرویناہ من طریق ابن علیۃ فی نسخۃ ابراھیم بن طہمان عن ابن ابی حفصۃ والمستفاد من ھذا الحدیث تعجیل صلوۃ العصر فی اول وقتہا وھذا ھو الذی فہمتہ عایشۃ وکذا الراوی عنہا عروۃ واخذ بہ علی عمر بن عبد العزیز فی تاخیرہ صلوۃ العصر کما تقدم وشذ الطحاوی فقال لا دلالۃ فیہ علی التعجیل لاحتمال ان الحجرۃ کانت قصیرۃ الجدار فلم تکن الشمس تحتجب عنہا الا بقرب غروبہا فیدل علی التاخیر لا علی التعجیل وتعقب بان الذی ذکرہ من الاحتمال انما یتصور مع اتساع الحجرۃ وقد عرف بالاستفاضۃ والمشاھدۃ ان حجر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم تکن متسعۃ ولا یکون ضوء الشمس باقیا فی قعر الحجرۃ الصغیرۃ الا والشمس قاۂ مرتفعۃ والامتہ مالت حتی ارتفع ضوءہا عن قعر الحجرۃ ولو کانت الجدار قصیرۃ قال النووی کانت الحجرۃ ضیقۃ العرصۃ قصیرۃ الجدار بحیث کان طول جدارہا اقل من مساحۃ العرصۃ بشیٔ یسیر فاذا صار ظل الجدار مثلہ کانت الشمس بعد فی اواخر العرصۃ انتہی والی ھنا انتہی کلام الحافظ اقول قولہ تعقب الخ لا ریب فیہ اصلا المنزل قریحۃ سلیمۃ عن التعصب الجواب عنہ بان لا وجہ للتعقیب فیہ لان الشمس لا تحجب عن الحجرۃ القصیرۃ الجدار الا بقرب غروبہا ولا دخل ھھنا لاتساع الحجرۃ ولا لضیقہا وانما الکلام فی قصر جدارہا بحت وتعصب محض

سو ظہور سورج کی لی کیا ہے اور ابن عیینہ نے سایہ کی لی کیا ہے اور اسکی وجہ اور موافقت کا طریقہ دونو روایتو مین آگی گذر چکا اور مالک والی سند کو مولف نے اول وقت کی بحث مین موصول کیا ہے اور یحیی بن سعید کے سند زہری کی مروایات مین زہلی نے اوسکو موصول کر دیا اور شعیب کے سند کو طبرانی نے اپنے شامیون کی مسند مین اوسی موصول کر دیا ہی اور سند ابن ابی حفصہ کے کہ وہ محمد بن میسرۃ ہی سو روایت کی اوسی ہمنی طریق ابن علیہ سے نسخہ ابراہیم بن طہمان مین کہ جسکے روایت ہے ابن ابی حفصہ سی اور فائدہ اس حدیث سی عصر کا جلدی پڑہنا اول وقت پر ہے اور یہی حضرت عایشہ نی اس سے سمجہا ہے اور اسیطرح اسکی راوی عروۃ نی چنانچہ عمر بن عبد العزیز پر عصر کی نماز دیر کر کے پڑہتے دیکہہ کر عروہ نے اسے حدیث سی حجت پکڑی ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور طحاوی نی سب سے کنارہ ہو کر یہہ کہدیا کہ اس حدیث مین تعجیل عصر کی دلالت نہین بسبب محتمل ہونے اسکے کہ حجرہ کی دیوارین چہوٹی ہون تو اوس سی سورج رک نہین سکتا تہا سو اخیر وقت کے تو دلالت اس حدیث کی عصر کی دیر پر ہوئی جلدی پر اور یہہ قول طحاوی کا یون رد کیا گیا ہے کہ یہہ احتمال جب چلتا کہ حجرہ چوڑا ہتا اور یہہ بات بطور نقل اور مشاہدہ کی معلوم ہے کہ ازواج مطہرات کی حجری چوڑے نہ تہی اور چہوٹی حجرہ کی وسط مین ہونے سے باقی نہین رہ سکتی کہ سورج بلند ہو کیونکہ سورج کی نیچی ہوتی ہی وسط سے دہوپ بڑہ جاویگی اگرچہ دیوارین چہوٹی ہے ہون کہا نودی نے کہ حجرہ کا تنگ تہا صحن اور چہوٹی تہین دیوارین اوسکی اسقدر کہ صحن سے یہی کچہہ چہوٹی تہین تب جب دیوار کا سایہ ایک مثل ہوتا تہا تو سورج صحن کے کنارہ پر ہوتا تہا ہو چکی عبارت نووی کی اور یہان تمت تہا کلام حافظ ابن حجر کا مین کہتا ہون کہ یہہ قول طحاوی کا شخص عقلمند ہے اور کچہہ اوسی تعصب نہین ہے اوسکی نزدیک بلا شک ہے اور یون جواب دینا کہ اس سے

لان مجرد قصر الجدار لا یصلح سببا لتاخیر الاحتجاب الی قرب الغروب حتی ینضم معه اتساع العرصة فانا اذا فرضنا جدارا ارتفاعه ذراعین فی فرضنا ساحة قدرها ذراعا فلا یمکن ان یصیر ظل الجدار مثلا ومثلیه ما دامت الشمس بحذوها فی الساحة بل غایة ما یوجد الظل مقدار نصف الجدار واذا فرضنا ساحة قدرها ذلک الجدار مقدار ربعة اذرع شیئا فاذا لم یحصل الظل للجدار مثلیه ومع ذلک لا تخرج الشمس عن الساحة وهذا لا یخفی علی من له عقل سلیم من التعصب والحمیة فعلم من هذا التمثیل ایضا انه لا بد من انضمام اتساع العرصة مع قصر الجدار والحال انه کان عرصة حجرة عایشة مسایا للجدار المغربی بحیث لم یبق شئ یسیر کما قال النووی فثبت شرط الطحاوی وسقط جواب المجیب عن التعقیب فافهم اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم کے تحت حدیث کی قولہ کان یصلی العصر والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر وفی روایة یصلی العصر والشمس طالعة فی حجرتی لم یفی الفیء بعد وفی روایة والشمس واقعة فی حجرتی معناه کلها التکبیر بالعصر فی اول وقتها وهو حین یصیر ظل کل شئ مثله وکانت الحجرة ضیقة العرصة قصیرة الجدار بحیث یکون طول جدارها اقل من مساحة العرصة بشئ یسیر فاذا صار ظل الجدار مثله دخل وقت العصر ویکون الشمس بعد فی آخر العرصة لم ترتفع الفیء فی الجدار الشرقی انتهی اقول وما اورد علیه بانه یمکن ان یکون طوله اقل من نصف مساحة العرصة فیکون الصق عند المثلین والشمس فی حجرتها فهو جهل بحت لانه اخترع الامکان علی خلاف الواقع فی المرئیات المشاهدات کمن قال فی حق زید موجود انه یمکن ان یکون میتا وهو کما تری

کچھ حاجت نہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ جب تک دیوار دکنی چھوٹی نہ ہو جیسے سوا وقت غروب کے نہیں رک سکتی چوڑائی اور تنگی کو اسمیں کچھ دخل نہیں دیوار دکنی چھوٹی ہونی چاہیئے یہ گفتگو ہے تیسرے جواب محض نادانی اور تعصب سے کیونکہ فقط دیوار دکنا چھوٹا ہونا بغیر چوڑائی کی ملائی سو جرہ کی روکاوٹ کا سبب نہیں ہو سکتا کیونکہ مثلاً ہم جریب گز کی اونچی دیوار فرض کریں اور صحن گز بھر کا تو جب تک دیوار چھوٹی نہ ہو پائنگنائی میں ہی دیوار کی ایک مثل دو مثل سایہ نہیں ہو سکتا یا کہ بہت ہوگا تو دیوار سی اونچا ہوگا اور جب صحن کچھ اوپر چار گز ہو گیا تو اسی دیوار کا سایہ دو مثل پائنگنائی میں ہوگی کہ دیوار کا سایہ دو مثل ہو جاویگا اور یہ ہر شخص پر ظاہر ہے ہی کہ عقل بلا امیزش ہے اور اوسکو کچھ تعصب نہیں ہی تو اب اس کہلی ہوئی مثال سی معلوم ہو گیا کہ دیوار دکنی چھوٹی ہونیکی حالت میں صحن کے چوڑائی کا ملانا ضرور ہی اور حال یہ ہے کہ چوڑائی حضرت عائشہ کے حجرہ کی دیوار کی لنبائی سی کچھ ہی بڑی تھی جیسا کہ نووی نے کہا تو اب اسکا کہنا جانا رہا اور جواب مجیب کا اوٹھ گیا سمجھ لے ۵ یہ قول کہ عصر کی نماز پڑھتے تھی اور سورج حجرہ میں رہتا اور دیوار پر نہیں چڑھتی تھی۔ طالب ان الفاظ سے یہ نکلتا ہے عصر کے نماز جلدی پڑھنی کا ہے اور وہ ایک مثل ہی اور حجرہ تنگ تھا اور دیوار اسکی چھوٹی تھی اسطرح کہ لنبائی دیوار کی لنبائی سی کچھ چھوٹی تھی کہ جب ایک مثل دیوار کا سایہ ہوتا تھا تو عصر کا وقت ہو جاتا تھا اور سورج کنارہ میں صحن کی تہائی تھا اور سامنی کی دیوار پر سایہ نہیں چڑھتا تھا اور جو کچھ عبارت نووی کی میں کہا ہوا اور یہ جو عرض کیا گیا ہے کہ یہ ہو سکتا ہی کہ دیوار کے لنبائی انگنائی کی اونچی سی بھی کم ہو تو دو مثل پر نماز ہو جب بھی سورج حجرہ میں رہے تو یہ نادانی ہے کیونکہ خلاف ایک امر واقعے دیکھتے ہوئے کے ہے یہ تو ایسا ہے کہ کوئی زید موجود کو یوں کہدیوے کہ ممکن ہی کہ مردہ ہو اور یہ بھی بات ہی سب جانتے ہیں ۱۲

اور کہا محلی حنفی میں تحت قول عائشہ کی کان یصلی العصر والشمس فی حجرتھا قبل ان تظھر ای تعلو وتصعد من قاعۃ الدار الی الجدار الشرقی قال الخطابی ومعنی الظھور ھھنا الصعود ومنہ قولہ تعالٰی ومعارج علیھا یظھرون قال عیاض قیل المراد تظھر علی الجدار وقیل ترتفع کلھا عن الحجرۃ وعلی ھذا فتظھر بمعنی تزول عنھا کما قال ؎ فتلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا انتھی پس خلاصہ مطلب حدیث عائشہ کا یہ ہوا کہ عائشہ کی حجرہ تنگ صحن والی میں جسکی دیوار قدری چھوٹی تھی صحن سے ابھی تک آفتاب کی دھوپ باقی رہتی تھی اور سایہ دیوار مغربی کا صحن میں سی دیوار مشرقی پر نہیں چڑھتا تھا یعنی سایہ ایک ہاتھ مثل ہوتا تھا کہ آنحضرت علیہ السلام عصر کی نماز پڑھتے تھے اور روایت کی بخاری نے سیار بن سلامہ سی قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الھجیر التی تدعونھا الاولی حین تدحض الشمس ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ والشمس حیۃ کہا ابوداود نے حدثنا ابو یوسف بن موسی ناجریر عن منصور عن خیثمۃ قال حیاتھا ان تحمر حرھا اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قولہ الی رحلہ بفتح الراء وسکون المھملۃ ای مسکنہ قولہ فی اقصی المدینۃ صفۃ للرحل قولہ والشمس حیۃ ای بیضاء نقیۃ قال الزین بن المنیر المراد بحیاتھا قوۃ اثرھا حرارۃ ولونا وشعاعا انارۃ وذلک لکون بعد مصیرھا الظل مثلی الشیٔ انتھی وفی ابی داود باسناد صحیح عن خیثمۃ احد التابعین قال حیاتھا ان تحمر حرھا انتھی اور روایت کی بخاری نے انس بن مالک سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ فیذھب الذاھب الی العوالی فیاتیھم والشمس مرتفعۃ وبعض العوالی من المدینۃ علی اربعۃ امیال او نحوہ انتھی اور مسلم نے انس سے

؎ آنحضرت عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج حجرہ میں ہوتا تھا اور دھوپ دیوار شرقی پر نہیں چڑھتی تھی خطابی کہا ہے کہ معنی ظہور یہاں چڑھنے کے ہیں اور اسے قسم سی یہ اللہ تعالٰی کا قول ہے کہ سیڑھیاں ہیں کہ اوسپر وہ چڑھتے ہیں عیاض نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دھوپ دیوار شرقی پر نہیں چڑھتی تھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ سب دھوپ حجرہ سی باہر ہونا مراد ہے تو اب ظہور کے معنے زائل ہونیکی ہونگی جیسے اس مصرعہ عربی میں ہی ہوچکی عبارت محلی کے ؎ کہا سیار بن سلامہ نے میں اور میرے باپ ابی برزہ کی پاس گئے تو میری باپ نے اون سی پوچھا کہ آنحضرت صلعم فرض نماز کسوقت پڑھا کرتے تھی کہا کہ ظہر تو سورج ڈھلتی ہے پڑھا کرتی تھی اور عصر پڑھکر بعضے لوگ کنارہ مدینہ کی رہنی والی اپنے گھر پہونچ جاتی تھے اور آفتاب تیز رہتا تھا ؎ روایت کی ہمین یوسف بن موسی نی کہا کہ روایت کی ہمین جریر نی اور کہا کہ یہہ روایت منصور کی واسطے سی خیثمہ سی ہی کہ حیات سورج کی یہہ کہ اوسکی تیزی موجود رہے ؎ رحل کے معنے گھر کی ہین اور کنارہ مدینہ گھر کی صفت ہی اور سورج حیۃ یعنی سفید ہے کہا زین بن منیر نے کہ مراد اوسکی حیات سی سب لوازم آفتاب کی قایم رہنا ہی اور یہہ مثلی نہین رہتی ہوچکی عبارت فتح الباری کی ؎ اور ابوداود مین صحیح اسناد سی خیثمہ کی روایت ہی کہ وہ سنجملہ تابعین کی ہین کہ حیات سورج کی یہہ کہ اوسکی حرارت موجود ہو ؎ آنحضرت عصر کی نماز پڑھتی تھی اور آفتاب بلند اور تیز ہوتا تھا سو بعضی جانیوالے چار میل کی یہہ چار میل جاتی تھی اور سورج بلند تھا

صلی اللہ علیہ وسلم قال انما مثلکم ومثل اھل الکتاب کرجل استاجر اجراء فقال من یعمل لی من غدوۃ الی نصف النھار علی قیراط قیراط فعملت الیھود ثم قال من یعمل لی من نصف النھار الی صلوۃ العصر علی قیراط قیراط فعملت النصاری ثم قال من یعمل لی من العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین قیراطین فانتم ھم فغضب الیھود والنصاری فقالوا مالنا کنا اکثر عملا واقل عطاء رواہ الشیخان والترمذی وجہ استدلال مؤلف کی یہ ہی کہ یہودنے اپنے عمل کو جو فجر سی ظہر تک تہا اور نصاری نے اپنے عمل کو جو ظہر سی عصر تک تہا عمل سی مسلمین کے بہت بڑا ساتہ صیغہ افعل التفضیل کے کہا تو معلوم ہوا کہ وقت عصر کے سے وقت ظہر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے کہ دو ثلث وقت ظہر کا ہو اور ایک ثلث وقت عصر کا جیسا کہ دو قیراط ہین بہ نسبت ایک قیراط کی پس ہو جائیگا وقت ظہر کا سوا سایہ اصلی کی دو مثل تقریبًا پس جواب اسکی چار ہین جو کلام سی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی جرومین قاضی ابوزید دبوسی حنفی کی صادر ہوچکا ہے مستفاد ہوتی ہین چنانچہ فتح الباری مین فرماتے ہین قولہ فی حدیث ابن عمر ونحن کنا اکثر عملا تمسک بہ بعض الحنفیۃ کابی زید فی کتاب الاسرار الی ان وقت العصر من مصیر ظل کل شیء مثلیہ لانہ لو کان من مصیر کل شیء مثلہ لکان مساویا لوقت الظھر وقد قالوا کنا اکثر عملا فدل علی انہ دون وقت الظھر واجیب بمنع المساواۃ وذلک معروف عند اھل العلم بھذا الفن وھو ان المدۃ التی بین الظھر والعصر اطول من المدۃ التی بین العصر والمغرب واما ما نقلہ الحنابلۃ من الاجماع علی ان وقت العصر بعد انتھاء فمحمول علی التقریب اذا فرعنا علی ان اول وقت العصر مصیر الظل مثلہ کما قالہ الجمھور واما علی قول الحنفیۃ فالذی من الظھر الی العصر اطول قطعا علی التنزل لا یلزم من التمثیل والتشبیہ التشویۃ من کل جھۃ وبان الخبر اذا ورد فی معنی مقصود لا تؤخذ منہ المعاضۃ لما ورد فی ذلک المعنی بعینہ مقصودا فی امر آخر وبانہ

ف۱ آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے کہاوت اور اہل کتاب کی کہاوت اوس آدمیکی سی ہی کہ اوسنے کئی مزدور لگائی اور کہا جو میرا کام فجر سی دوپہر تک کرے تو اوسی ایک قیراط سو یہہ تو یہود دوپہر سے کہا جو نماز عصر تک دوپہر سے کری تو اوسی ہی ایک قیراط یہہ نصارا ہوئی پہر کہا جو نماز عصر سے شام تک جو کری تو اوسی دو قیراط سو وہ تم ہو اور یہود اور نصارا جل گئی کہ ہمسے کام تو بہت لیا اور اجرت تہوڑی سی روایت کی یہہ حدیث شیخین اور ترمذی نے ف۲ حدیث ابن عمر مین ہی قول کہ ہمسی کام بہت لیا بعضے حنفیون نے جیسے ابی زیدنی کتاب الاسرار مین یہہ تمسک کیا ہے کہ وقت عصر کا اگر ایک مثل پر ہو تو ظہر کے وقت کی برابر ہو جاویگا حالانکہ وہ نہون نے کہا ہے کہ ہمسے کام بہت لیا ہے تو دلالت ہے اسبات پر کہ عصر کا وقت ظہر کی وقت سی کم ہے اور جواب دیا گیا ہے مساوات کی منع سی اور یہہ بات اہل علم اس فن کی نزدیک مشہور ہے کیونکہ وہ مدت جو ظہر اور عصر کی مابین ہے لبنی ہے اوس مدت سی جو عصر اور مغرب کی مابین ہی اور وہ جو حنبلیون نے نقل کیا ہے اجماع اسپر کہ وقت عصر جو تہائی دن ہے تو وہ تقریب پر حمل کیا گیا ہے جو وقت کہ یہہ تقریر کی ہمنی کہ عصر کا وقت ایک مثل پر ہوتا ہے بیشمار جمہور نے کہا ہے اور یہہ کہ حنفیونکی قول پر تو وہ مدت جو عصر اور ظہر کی مابین ہی لبنی ہی یقینی اور اگر ہمکا خلاف مانا بھی جاوے تو تمثیل مین ہر طرح کی مساوات لازم نہین ہے اور ایک جواب یہہ بھی ہے کہ ایک ایسی معنی مین جو اصل مراد ہے حدیث وارد ہوے تو ایسے معنی سی جو امر غیر معنی مراد ہے معارضہ نہین کیا جاتا

لیس فی الخبر نص علی ان کلا من الطائفتین اکثر عملا لصدق ان کلا منهم مجتمعین اکثر عملا من المسلمین و باحتمال ان یکون اطلق ذلک تغلیبا باحتمال ان یکون ذکر قول الیهود خاصة فیندفع الاعتراض من اصله کما جزم بعضهم و یکون نسبة ذلک للجمیع فی الظاهر غیر مراده بل هو عموم ارید بالخصوص و بانه لا یلزم من کونهم اکثر عملا ان یکونوا اکثر زمانا لاحتمال کون العمل فی زمنهم کان اشق و یؤیده قوله تعالی ربنا و لا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا و مما یؤید کون المراد کثرة العمل و قلته لا بالنسبة الی طول الزمان و قصره کون اهل الاخبار متفقین علی ان المدة التی بین عیسی نبینا صلی الله علیه وسلم دون المدة التی بین نبینا و نبی السماعیل مع ان جمهور اهل المغازی بالاخبار قالوا ان مدة الفترة بین عیسی و نبینا علیهما السلام ستمائة سنة و ثبت ذلک فی صحیح البخاری عن سلمان و قیل نحادون ذلک حتی جاء عن بعضهم انها مائة و خمس عشرة سنة و هذه مدة المسلمین بالمشاهدة اکثر من ذلک فلو تمسکنا بان المراد التمسک بطول الزمانین و قصرهما لزم ان یکون وقت العصر طویلا من وقت الظهر و لا قائل به فدل علی ان المراد کثرة العمل و قلته و الله سبحانه اعلم

تفصیل جوابات مع شرح یہ ہے کہ صدر علام شیخ الاسلام کا رد ہے ابو زید و بوسی حنفی پر اور قول اونکا و بیان النحیر اذا اور رد الخ جوابات ہیں استدلال مولف کے سو وہ چار ہیں **اول جواب** یہہ کہ جو حدیث ایک معنے پر دلالت کرے اور اوسی معنی کی قصد بھی صاحب ہو تو اوسکی معارض نہوگی وہ حدیث جسمین وہ معنی پائی جاتے ہیں لاکن وہ حدیث بقصد اوس معنی کی وارد نہین ہوئی بلکہ ارشاد اوسکی غرض کچھ ہے **اقول** تشریح اسکی یہہ ہے کہ احادیث یک شکل جو سابق مین نقل ہوئین مقصود انمین تحدید ہی آخر وقت ظہر کے اور اول وقت عصر کے تو دلالت اون حدیثون کی وقت ظہر اور عصر پر بطور عبارت النص کے ہوئی اور حدیث اجارہ کی جسمین مولف کو استدلال ہے غرض اور قصد اوسکی سوق سے اخبار ہے اس بات سی کہ یہود اور نصاری دونو فریق باوجود کثرت عمل کی کمتر ہین امت محمدیہ سی بیچ جزای عمل کے اور بقا اس امت کا قلیل ہے بہ نسبت اون دونون کے ملکہ سبب دلالت اس حدیث کی اوپر کمی و بیشی وقت عصر اور ظہر کے اگر تسلیم بھی کیجاوی تو بطور اشارة النص کے ہوگے اور یہہ قاعدہ ہی کہ اشارة النص معارض

اور ایک جواب یون ہی کہ حدیث مین کہلا یہہ نہین ہی کہ یہود اور نصارا ہر ایک کی کام بہت ہین بسبب اسکے کہ یہہ بات بھی صادق ہوسکتی ہے کہ دونو نے ملکر مسلمانون سی بہت کام کئی اور ایک احتمال یہہ بھی ہے کہ تغلیب کے طور پر یون فرمایا ہو اور ایک احتمال یہہ ہے کہ خاص قول یہود کا ذکر کر دیا ہے تو اصل مین اعتراض ہی نہین جیسا کہ بعضون نے یہی توجیہ بالیقین کی ہی تو اب ظاہر مین تو فرقون کے طرف نسبت مراد نہوگی بلکہ عام بولکر خاص مراد لیا گیا ہے اور ایک جواب یہہ بھی ہی کہ عمل مین بہت ہونی سی زمانیکی زیادتی لازم نہین کیونکہ یہہ احتمال ہی کہ اوپر عمل سخت سخت ہتی اور اسکی تائید کرتی ہی یہہ آیتہ اور سابقی تائید پر کہ کثرت عمل بخیال کثرت زمانیکی یہان مراد نہین یہہ ہے کہ اہل تاریخ اسپر متفق ہین کہ حضرت عیسی اور آنحضرت صلعم کے مابین جو مدت ہی وہ اوس مدت سی کم ہے جو آنحضرت اور قیامت کے مابین ہی کیونکہ جمہور تاریخ دانون نے کہا ہے کہ زمانہ فترہ چھ سو برس ہین اور یہہ صحیح بخاری مین سلمان فارسی کی روایت سی ثابت ہے اور بعضون نے اس سے بھی کم کہا ہے یہانتک کہ بعضون نے سات سو برس کی روایت آئی ہی اور مدت مسلمانونکی جو آنحضرت تک ہے دیکھی یہہ بات ہے کہ اوس سے زیادہ ہے سو اگر دلیل ہمارا مین ہم سبر کہ ہمارا اور تمہارا دونو زمانونکی مراد ہی تو لازم آویگا کہ عصر کا وقت ظہر کے وقت سی لمبا ہوجاوے

عبارۃ النص کے نہیں ہوا کرتی بلکہ جو عبارۃ النص سے حراور متروک ہوتی ہے اور اشارۃ النص جو حراور متروک ہوتی ہے جیسا کہ کہا صدر الشریعۃ حنفی نے توضیح میں اما المتن فلترجیح النص علی الظاہر المفسر علی النص المحکم علی المفسر والحقیقۃ علی المجاز والصریح علی الکنایۃ والعبارۃ علی الاشارۃ والاشارۃ علی الدلالۃ اور کہا علامہ تفتازانی نے تلویح میں اعلم ان الثابت بالاشارۃ والعبارۃ سواء فی الثبوت بالنظم وفی القطعیۃ ایضا عند الاکثر الا انہ عند التعارض یقدم العبارۃ علی الاشارۃ لمکان القصد بالسوق کقولہ علیہ السلام فی النساء انہن ناقصات عقل ودین الحدیث سیق لبیان نقصان دینہن وفیہ اشارۃ الی ان اکثر الحیض خمسۃ عشر یوما وہو معارض بما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقل الحیض ثلثۃ ایام واکثرہ عشرۃ ایام وہو عبادۃ فرجح انتہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث اجارہ یہود ونصاریٰ سے تاخیر نماز عصر کی فضل واولی ہونے پر ازروی دلالت نص کے اپنے موطا میں اور اس حدیث سے یہ استدلال نکیا کہ وقت عصر کا بعد مثلین کے ہوا ہے اب معلوم ہو کہ دلالۃ النص کمتر ہوتی ہے اشارۃ النص سے عند التعارض ان الدلالۃ ایضا کالاشارۃ لکن الاشارۃ اولی عند التعارض کذا فی نور الانوار والتوضیح وغیرہما من کتب الفقہ اور حال اشارۃ النص کا سابق معلوم ہو چکا کہ بمقابلہ عبارت النص کے مرجوح اور غیر معمول بہ ہوتا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے حدیث موطا کی بستان المحدثین میں نقل کر کے توجیہ وتشریح اس حدیث کی خوب کی ہے چنانچہ فرماتی ہیں نسخہ شانزدہم از موطا روایت امام محمد بن الحسن الشیبانی ست وامام مذکور بہجت شہرت وکثرت اجوال نولیسان محتاج تعریف وتوصیف نیست موطا خود را بریں حدیث ختم نمود واخبرنا مالک عن عبداللہ ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اجلکم فیما خلا من الامم کما بین صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس وانما مثلکم ومثل الیہود والنصاریٰ کرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النہار علی قیراط قیراط فعملت الیہود

حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں تو معلوم ہو گیا کہ صرف کمی بیشی عمل کی مراد ہے اگلی اللہ پاک جانتا ہو چکی عبارت فتح الباری کی ۱۲ لیکن متن سو جیسا کہ غالب ہے نص کا ظاہر پر اور مفسر کا نص پر اور محکم کا مفسر پر اور حقیقت کا مجاز پر اور صریح کا کنایہ پر اور عبارت کا اشارہ پر اور اشارہ کا دلالت پر ہو چکی عبارت توضیح کی ۱۲ جان کہ جو ثابت ہوا اشارۃ اور عبارت سے نظم قرآن سے ثابت ہونے میں دونو برابر ہیں اور قطعی ہونے میں بھی اکثر اہل اصول کی نزدیک ان جب دونوں میں معارضہ پڑے تو عبارت اشارۃ پر مقدم ہے کہ وہ سیاق کلام کا سبب ہے جیسے کہ عورتوں کی باب میں آنحضرت کا یہ قول کہ وہ عقل اور دین میں ناقص ہیں آخر حدیث تک سیاق تو اسکا انکی دین اور عقل کے نقصان کی باب میں ہی اور اوسمیں اشارۃ یہ بھی ہی کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہے اور یہ اشارۃ معارض ہے اوسکی جسنے فرمایا کہ اقل مدت حیض تین دن اور اکثر مدت حیض کے دس دن ہیں اور یہ عبارۃ النص ہے تو یہ مقدم ہے ہو چکی عبارت تلویح کی ۱۲ دلالت بھی اشارہ کی طرح ہے لیکن اشارۃ اولی ہے معارضہ کے وقت جیسا کہ تصریح کی ہے نور الانوار اور توضیح اور اور اصول کی کتابوں میں ۱۲ روایت کی مالک نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدت تمہارے بہ نسبت زمانہ ہتوں سابق کی ایسی ہی جیسے نماز عصر کی مغرب تک اور کہا بہت تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال اوس شخص کے ہے کہ اوسنے کئی مزدور رکھے اور کہا کہ کون میرا کام کریگا دوپہر تک ایک قیراط کی اجرت پر پس سب یہود

ثم قال من یعمل لی من نصف النهار الی العصر علی قیراط قیراط فعملت النصاریٰ علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صلوٰة العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین الا فانتم الذین تعملون من صلوٰة العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین قال فغضب الیهود والنصاریٰ وقالوا نحن اکثر عملا واقل عطاء قال هل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال فضلی اوتیه من اشاء ثم قال محمد هذا الحدیث یدل علی ان تاخیر العصر افضل من تعجیلها الا تری انه جعل ما بین الظهر الی العصر اکثر مما بین العصر الی المغرب فی هذا الحدیث ومن عجل العصر کان ما بین الظهر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب فهذا یدل علی تاخیر العصر وتاخیر العصر افضل من تعجیلها ما دامت الشمس بیضاء نقیة لم یخالطها صفرة وهو قول ابی حنیفة والعامة من فقهاءنا رحمهم الله تعالیٰ انتهی راقم الحروف گوید آنچه امام محمد ازین حدیث استنباط کرده اند صحیح است ومدلول حدیث همین قدر است که ما بین صلوٰة العصر الی مغرب الشمس کمتر از ما بین نصف النهار الی صلوٰة العصر میباید تا وقت عمل وقلت عطا که مقصود از تشبیه است درست گردد وتاخیر بدون تاخیر عصر از اول وقت آن متحقق نمیشود واما آنچه از بعضے مفهمات منقول است که ما بین حدیث تمسک کرده اند در آنکه وقت عصر از ما بعد الزوال بعد از مثلین شروع میشود قبل ازان وقت ظهر است پس دلالت حدیث بران ممنوع است اگر ما بین وقت العصر الی الغروب بود گنجایش این استدلال می شد لفظ حدیث ما بین صلوٰة العصر الی مغرب الشمس است وظاهر است که صلوٰة العصر در اول وقت متحقق نمیشود تا مدعا حاصل گردد ومدار تشبیه بر متعارف ما بین نماز عصر بر وفق آنچه معمول آن جناب بود تا وقت غروب وآن کمتر از ما بین ظهر وعصر میشد گو از ابتدای وقت عصر تا غروب مساوی آن باشد واگر کسی را بخاطر رسد که تشبیه بر سبیل تفهیم است ودر مثل چنین تخییل لازم آید زیرا که صلوٰة عصر را تعیینی نیست هر کسی در وقتی از اوقات متسعه میخواند بخلاف وقت عصر که فی نفسه متعین است گوئیم تشبیه برای تفهیم مخاطبین است ومخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را میدانستند پس بنسبت ایشان بوجه احسن تفهیم متحقق شد ودیگر از السماع الفیان انچنین واضح شد وتفهیم متحقق شد نظیرش آنکه حضرت عائشه در وقت معمول نماز عصر انجناب فرموده است کان یصلی العصر والشمس فی حجرتها لم یظهر الفیء بعد ومعلوم است که این بیان وتقریر غیر از کسانی را که آن حجرة مبارک را دیده شناسند وبودن آفتاب دران حجره وظهور سایه را دران مقایسه کرده باشند فائده نمیکند کذا هذا وتیز باید دانست انچه در کلام امام واقع شده که ومن عجل العصر کان ما بین الظهر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب بظاهر مخدوش است زیرا که ما بین

پہر کہا کہ کون ہے پھر ظہر سے عصر تک کرے ایک قیراط پر سو وہ نصاریٰ ہوئی پھر کہا کہ عصر سی شام تک دے قیراط پر کون کرے سو وہ تم ہوئی کہ عصر سی شام تک دو قیراط پر کرتی ہو پھر فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ جل گئی کہ ہم نے کام تو بہت کیا اور مزدوری کم خدا نے فرمایا کہ کیا تمہاری حق تلفی ہوئی کہا کہ نہیں فرمایا کہ یہ میرا انعام ہے جسکو چاہوں دوں کہا امام محمد نے یہ حدیث دلالت کرتی ہے پہر کہ تاخیر عصر کی اوسکی جلد پڑھنے سے کیا بھی سو جہتا نہیں کہ ظہر کی اور عصر کی ما بین جو ہی اوسی زیادہ ٹھہرایا ہی بہ نسبت اوسکے جو عصر سی غروب تک ہے اور جو عصر جلدی پڑھیگا تو ظہر سی عصر تک کا وقت کم ہو جاویگا اور عصر سی غروب تک کا بڑھ جاویگا تو یہ دلالت کرتا ہی اس پر کہ تاخیر عصر کی افضل ہے تعجیل سے اور تاخیر جبتک ہے کہ سورج صاف ہے زردی آمیز نہو جاوے اور یہی قول ابی حنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا ہے

قاعدہ ظلال انقضا مثل وقتی میشود کہ بعد النہار باقی میماند در اکثر بلدان بین وقتین مساوی باشند نہ زیادہ وکم و میتوان توجیہ
کرد کہ مراد امام از مابین الظہر ما بین وقت المتعارف للصلوۃ ہست یعنی از ابتدای وقت متاخر خصوصاً در ایام صیف کہ ارادہ آن
مستحب ہست واللہ اعلم **جواب دوسرا** یہ کہ اس حدیث اجارہ مین یہ نہین کہا کہ ہر ایک فرقہ نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی
عمل کو زیادہ کہا ہے بلکہ بظاہر الفاظ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونو فریق نے ملکر کہا ہو کہ ہمنے زیادہ عمل کیا ہے پس زیادتی
عمل فقط نصاری کی عمل مسلمین سی ثابت نہوئی تو کہ وقت اونکی عمل کا وقت عمل مسلمین سی زائد کہو **جواب تیسرا** یہہ
کہ باعث کثرت عمل یہود کی بہ نسبت نصاری کی احتمال ہی کہ در اصل زیادہ رکھنی والی اپنی عمل کو یہودی ہون اور بہ نسبت
ظاہری طرف دونو کی مجازا ہو از راہ تغلیب کے اور مطلوب اطلاق عام اور ارادہ خاص کے **جواب چوتھا** یہہ کہ اون لوگون نے
اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے عمل سے مسلمانون کی اور عمل کے زیادہ ہونے سی زمانہ عمل کا زیادہ ہونا ضرور نہین کیونکہ ہوسکتا ہے
کہ تھوڑے سے زمانہ مین مثلاً ایکدن مین کوئی اوسقدر کام کرے کہ وہ کام اوسیقدر دوسرے آدمی سی دو دن مین ہو اور یہہ بات
بہت موٹی ہی اور قابل وہم لڑکون تک کی بہی ہین اور یہی مراد ہے اس حدیث مین بحق عمل نصاری کے یعنے اگر نصاری کو بہی زیادہ رکھنی والے
اپنے عمل کو ٹہیراوین تو معنی اوسکی یہی ہین کہ فقط عمل اونکا زیادہ ہی عمل سی مسلمین کے نہ یہہ کہ زمانہ اونکی عمل کا زیادہ ہی زمانہ عمل مسلمانون
کی سی یہ بمشکل وجہ دوم کی جڑ اول یہہ کہ ارشاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا پس اس سی
معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پہلی امتون کی کثیر تھی اور شاق تو اس سبب سے عمل اونکا کثیر ہوا امت محمدیہ سی نہ بسبب طول زمانہ کی جہانے
یہ کہ مدت عمل نصاری کی نصف ہی مدت عمل سی مومنین کی بحساب ان دونون کی اسلئے کہ مدت عمل کو مومنین کی آجتک ۱۴۰۰ برس ہوئے
اور مدت عمل نصاری کی جو میعاد اوسکی عیسی علیہ السلام سی لیکر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی قریب چھ سو برس کی ہے
جیسا کہ روایت کی ہی بخاری نے مسلمانون سی کہ زمانہ فترت کا عیسی علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلعم تک چھ سو برس ہین اور خدا جانی
کہ آئندہ اس امت کو کب تک بقا رہے اور مدت نصاری کی بہ نسبت مومنین کی کسقدر کم ہوجاگی پس کسطرح کہوگی کہ زمانہ عمل نصاری
زیادہ ہے عمل مومنین کی سی تو کہ ظہر کا وقت عصر کے وقت سی بڑا ہوجاوے پس معلوم ہوا کہ نصاری نے اگر اپنی عمل کو زیادہ کہا ہے
تو باعتبار شاق ہونی عمل کے جیسا کہ شاہد ہی اسپر قول اللہ تعالیٰ کا ربنا ولا تحمل علینا الی آیۃ نہ باعتبار طول مدت عمل کی
تو نہ ثابت ہوا اس قول سی نصاری کے زیادہ ہونا وقت ظہر کا وقت عصر سی فلیتدبر والحمد للہ دلیل ثالث مؤلف کی یہہ ہی کہ روایت ہی ابوذر سے
کہا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظہر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال ابرد ثم اراد ان
یؤذن فقال ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم رواہ الشیخان

سلہ ای پروردگار نہ بوجہ رکھہ ہمپر جیسے کہ تونی سہی پہلی لوگونپر رکہا سلہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ سفر مین تہی سو مؤذن
نے ظہر کے اذان کا ارادہ کیا سو آپنے فرمایا کہ ٹہنڈک ہونے دی پہر ارادہ کیا تو آپنے یہی فرمایا پہر ارادہ کیا
تو فرمایا کہ اتنے ٹہنڈک یہانتک کہ ٹیلونکا سایہ برابر ہوجاوے اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کا بہپارہ ہے روایت کی یہہ حدیث شیخین نے

وجہ استدلال مولف نی دو بیان کئی ہین ایک یہہ کہ سایہ ٹیلون کا بعد ڈہل جانی بہت آفتاب کی ہوتا ہی پس اغلب یہہ کہ ڈہلی بقدر چوتہائی حصہ آدہی دن کی پس ہوگا اوسوقت سایہ آدمی کا نصف قد اور جب شروع ہوکر ظہر سایہ ٹیلونکی برابر ہوگا تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑہ قد پس جب ایسی وقت اذان ہوئی تو پہر نماز بوجہ مسنون سی اور نماز مسبوق سی دو مثل تک پہلی آخر ہونی وقت کی فرغت ہوگی دوسری یہہ کہ تجربہ کیا گیا یعنے گولہ بنا کر مثل ٹیلی کی زمین پر رکہا گیا تو جب سایہ کو ایک مثل دیکہکر نماز پڑہی تو قریب دو مثل کے پہلی آخر وقت کی فرغت پائی پس جواب اسکی استدلال واہی سے تو کیا دیون کیونکہ وہ مجرد ایک امر فرضی ہی اور دعوی بی دلیل سلیمی کہ اولا دعوی یہہ کیا کہ قبل یہہ کہ ڈہلی دن بقدر چوتہائی آدہی دن کے اور اسپر کوئی دلیل نہین پہر کہا کہ وقت ظہور سایہ ٹیلون کی ڈیڑہ قد سایہ آدمی کا ہوتا ہی اور یہہ محض غلط بلکہ ظہور سایہ ٹیلون کا آدہے قد سایہ آنے کے بہی پہلی ہوجاتا ہے اور مساوی ٹیلون کی بہی اوسیوقت ہوجاتا ہی جبکہ سایہ ہر شی کا برابر ہوتا ہے جسکا ارتفاع ٹیلی کی زمین سی نمایان ہو وہ جانتا ہے پہر دعوی کیا کہ نماز مسبوق کی اور امام کے پہلی آخر وقت آنے کے دو مثل کے قریب ہوتی ہے یہہ بہی غلط ہے اور دعوی کہا وہان مسبوق کون تہا جسکو شامل کیا ہی ایک جا وہ معہذا منفقید مین مسبوق کا کیا ذکر کیا یعنے تمہید آیندہ نماز زوال کی تہی کہ مسبوق کا وقت پیدا کیا حکایت اسنی مین اوس جیز کا جو ثابت ہو ضم کرنا بڑی حماقت ہی اور پہر دعوی دس رکعت ظہر کی فرغت ہونیکا قریب دو مثل کے بہی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو بہی سوا مثل کے اندر اندر دس رکعت نماز سے فرغت ہوتی ہے ایسا ہی دعوی اوسکا اپنے تجربہ مین کہ جبکہ بعد ایک مثل ٹیلی کی نماز مین شروع ہوئین تو قریب دو مثل کے فرغت پائی بہی غلط ہے اور فرغت دس رکعت ظہر کی بوجہ مسنون سو مثل کی اندر حاصل ہوسکتی ہے جناب مولف کی تعجب ہے کہ امام صاحب کے مذہب مین کہ جسکی مین کہ دسے ہر شب مین ہزار رکعت پڑہتے تہے جسکے بحساب گہنٹون کی بعد وضع کرنے چار گہنٹہ کی نی گہنٹہ ایک سو پچیس رکعت ہوتی ہین جیسا کہ باب اول کی رد مین گذرا اور اپنی دس رکعت ظہر کی اتنی وقت مین فرغت ہونی بیان کرتے ہین کہ ایک مثل ٹیلون کی سی قریب دو مثل کی سایہ گذر گیا تہا سو جنی کا مقام ہے تو اسکی استدلال تو بالکل واہی ہوئی اور اس حدیث کی ہرگز دو مثل پر دلالت نہین ہان البتہ ظاہر حدیث سی دی الاول مین اتنا سمجہا جاتا ہے کہ پڑہنا ظہر کا بعد ایک مثل کی اوس حادثہ سفر مین آنحضرت صلعم سی صادر ہوا ہی اور اس سے یہہ شبہ گذرتا ہے کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہی پس جواب اس سی تین ہین اول یہہ کہ مساوی کہنا راوی کا سایہ ٹیلون کو ظاہر ہے کہ تخمینا اور تقریبا ہے نہ بایں طور کہ گز رکہکر ناپ لیا تہا اسیواسطے صحیح مسلم اور ابو داؤد کی روایت مین مساوات کا ذکر نہین ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ حتی رایتا فی التلول اور صحیح بخاری مین ہے تین مقام مین بلا ذکر مساوات ہے دو جگہہ کتاب المواقیت مین ہے حتی رایتا فی التلول اور ایک جگہہ ابواب العمل مین ہے

ف یہانتک کہ دیکہا ہمنے سایہ ٹیلونکا

حتی فاء الفیء اور راوی نے اسکی تفسیر کی یعنی الظل یعنی وقع الظل تحت التلول کما ذکر فی الکرمانی ترجمہ خلاصہ ان عبارتوں کا یہ ہے یعنی ظاہر ہوا سایہ نیچے ٹیلے کے اور دیکھا ہمنے سایہ ٹیلوں کا اور وہ تخمیناً برابر ہونا پہر بھی معہ سایہ اصلی کی ہے نہ جدا جدا سی کہ سایہ اصلی الگ کر کی مساوی کہا ہی وہذا الا یخفی علی من لہ ادنی تعقل تو وہ اصل اوسوقت سایہ ٹیلوں کا بعد نکالنے سایہ اصلی کے تخمیناً اوہی مثل ہوگا یا کچھ زیادہ اور مثل کی ختم ہونی مین اتنی دیر ہوگی کہ بخوبی نماز سی فارغ ہوئی ہونگی دوسرا جواب یہہ کہ مساوات سایہ کی ٹیلوں سی مقدار مین مراد نہو بلکہ ظہور مین یعنی پہلی سایہ جانب شرقی معدوم تہا اور مساوات نہ تہی ٹیلوں سی کیونکہ وہ موجود نہین اور وقت اذان کی سایۂ جانب شرقی بہی ظاہر ہوگیا پس برابر ہوگیا ٹیلوں کے ظاہر ہونی مین اور موجود ہونی مین نہ مقدار مین جیسا کہ کہا فتح الباری مین ویحتمل ان یراد بھذہ المساواۃ ظہور الظل بجنب التل بعد ان لم یکن ظاہرا فساواہ فی الظہور لا فی المقدار انتہی وھکذا فی المحلی تیسرا جواب یہہ یہہ تاخیر آنحضرتؐ سی سفر مین واقع ہوئی ہے پس شاید کہ آنحضرتؐ نی اس ارادہ سی تاخیر کی ہو کہ ظہر کو عصر سی جمع کر کی پڑہین جیسا کہ اور سفرون مین جمع کرنا دو نمازون کا آنحضرتؐ سی ثابت ہی چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاوی گا پس سفر کی وقت پر حضر کے وقت کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یہہ جواب بہی حافظ ابن حجر نے دیا ہے جیسا کہ کہا فتح الباری مین ویقال کان فی السفر فلعلہ اخر الظہر حتی یجمعہا مع العصر انتہی وھکذا نقلہ فی المحلی الحنفی علی وجہ القبول والتسلیم قلت منشا تاویلات کا یہی ہی کہ احادیث صحیحہ جنسے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد ایک مثل کی وقت ظہر کا نہین رہتا ہی مین پس جمعاً بین الادلۃ یہ تاویلین حقہ کی گئین دلیل رابع مولف کی یہہ کہ حدیث مین بریدہ کی واقع ہی فلما ان کان الیوم الثانی امرہ فابرد بالظہر فابرد بہا فانعم ان یبرد بہا رواہ مسلم فی تمام الحدیث اور روایت مین ابوموسی کی یون وارد ہے ثم اخر الظہر حتی کان قریبا من وقت العصر بالامس رواہ مسلم وجہ استدلال یہہ بیان کی ہی کہ نماز دوسری دن بہت ٹہنڈی کر کے پڑہے تہے باین طور کہ قریب تہا آخر اوسکا ابتدا وقت پہلی دن کی عصر کے اور پہلی دن عصر اوسوقت بڑہی تہی کہ آفتاب اونچا اور سفید تہا اور اسوقت پانچ گہڑی دن تہا اور دوسرا یہہ کہ لفظ فانعم ان یبرد کا اول خود دلالت کرتا ہی دوشل پر اور اگر مجمل کہو تو بیان کر دیا ہے اوسکو حدیث ابی سعید کی نی جو اوپر گذری **اقول** وہ حدیث یہہ ہی کہ کہا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اذن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للظہر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر فان شدۃ الحر من فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوۃ رواہ الطحاوی وغیرہ پس ہرچند کہ جواب اسکا یہی تہا کہ کچھ نہ بولتی لیکن آنحضرتؐ نے جو اس مؤذن کو حکم کیا اوسکو تو ظہر ٹہنڈک مین پڑہنی اور دوسرون کو نہین اور اسی طرح حدیث کی مسلم نے بہی حدیث مین پہر تاخیر ظہر کی یہانتک کہ دوسری دن کی عصر کی قریب ہوگئی آنحضرتؐ کی مؤذن نے اذان

---

۵۱ اگر سایہ یہی ٹیلوں کی ایسا ہی ذکر کیا کرمانی نی ۵۲ اور احتمال ہی کہ ارادہ کیا جاوی اس برابری ٹیلی کی نیچی سایہ کا ظاہر ہوجانا کہ پہلی بالکل نہ تہا تو برابری ظہور مین ہوئی مقدار مین نہوئی ہو جیسی عبارت فتح الباری کی اور اسیطرح ہے محلی مین ۵۳ اور کہا جاتا ہی کہ سفر مین تہی شاید کہ تاخیر ظہر کی عصر کی ساتھ کر کے جیسا کہ ملا مین ہو چکی عبارت فتح الباری کی اور اسیطرح محلی مین ان کرا اور تسلیم کر کی نقل کیا ہی ۵۴ اور جب دوسرا دن ہوا آنحضرتؐ نے حکم کیا اوسکو تو ظہر ٹہنڈک مین پڑہنی اور دوسرون کو نہین اور اسی طرح ٹہنڈک کی روایت کی مسلم نے بہی حدیث مین ۵۵ پہر تاخیر ظہر کی یہانتک کہ دوسری دن کی عصر کی قریب ہوگئی ۵۶ آنحضرتؐ کی مؤذن نے اذان

لاکن تاہم دسائل دفع شبہات یعنی اوقفون کی کہا جاتا ہی کہ اس حدیث سی دو مثل تو کیا ایک مثل سی تجاوز کی بو بہی نہین آتی ہی اور آجتک کسی حنفی نی بہی نہین کہا کہ فالغم ان یبرد بہا سکی یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا اوس ظہر کو دو مثل تک ٹہنڈا کرنا مراد ہے اور یہہ استنباط اس مؤلف ہی کی اختراع کیا ہے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ؛ غور کرو کہ خوب ٹہنڈا کرنے سے یہہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مثل سی باہر نکلجاوی اور جو دوسرا وجہ استدلال کے مؤلف نی بیان کیین ہین وہ بالکل واہی اور بیہودہ ہین وجہ اول اسلیئی کہ عصر پہلی دن کی آنحضرت نی ایک مثل پر پڑہی ہی جسکو مولف کہتا ہے کہ پانچ گہڑی دن ہی پڑہی ہی اور پہر ظہر دوسرے دن کی اس پانچ گہڑی دن رہی کی قریب کہتا ہے اور دلیل اس پانچ گہڑی کے مقدار پر اسکو ٹہہراتا ہے کہ آفتاب اوسوقت بلند اور سفید خالص تہا اور اتنا نہین جانتا کہ پہر ڈیڑہ پہر دن رہے بہی آفتاب بلند اور سفید ہوتا ہے شاید اوسکی نزدیک پہر ڈیڑہ پہر دن رہے آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہوگا اور پانچ گہڑی دن رہے بلند اور سفید ہوجاتا ہوگا یہہ باتین سوای جاہلون کی کسی سی صادر نہین ہوتین اور وجہ ثانی اسلیئی کہ لفظ فالغم ان یبرد بہا کا جسکی یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا کسی عاقل کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہی ہو دو مثل پر دلالت نہین کرتا اور نہ اسکی اجمال کو حدیث ابوسعید کی اوٹہاتی ہی کیونکہ اوسمین بہی ایسا کوئی لفظ نہین جس سی ایک مثل سے تجاوز کرنا معلوم ہو چنانچہ حدیث بالا اسکی منقول ہے پہر معلوم نہین کہ مؤلف مجنون کس خبط سی فالغم ان یبرد بہا سی دو مثل نکالتا ہی فالی اللہ المشتکی پس ان چارون دلیلون مولف کی ہی وجہ معقول جوابات ہولئی اور ثابت ہوگیا کہ اوسکی ایک دلیل سی بہی ثابت نہین ہوتا کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائے دو مثل تک اب سنو کہ مولف نی حدیث جبرائیل سی بہی جو تمسک جمہور کی رباب ایک مثل کے ہے استدلال کیا ہے اسپر کہ وقت ظہر کا دو مثل تک رہتا ہے اور وجہ استدلال یہہ بیان کی ہی کہ جبرائیل نی دوسری دن ظہر اوسوقت پڑہی تہی جسوقت پہلی دن عصر پڑہی تہی یعنی ایک مثل پر پس اس سی اشتراک دونون نمازون کا ایک وقت مین بقدر چار رکعت کی پیدا ہوا اور پہر وہ اشتراک منسوخ ہے حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر سی تو آخر وقت ظہر کا ایک مثل منسوخ ہوا بدلالت حدیث ابوہریرہ وغیرہ کی اور متعین ہوا دو مثل آخر وقت ظہر کا تو جواب اوسکا تحت اول حدیث کی اور حدیث ایک مثل مین سی کلام شیخ سلام اللہ حنفی اور امام نووی کی گذرا اور حاصل اوسکا یہہ ہی کہ جبرائیل نی دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فراغت پائی تہی نہ یہہ کہ شروع کی تہی اور پہلی دن عصر اوسوقت مین یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی تہی پس اشتراک نہا تو کہ اوسکی نسخ سی آخر وقت ظہر کا دو مثل ہوجاوے اور ان معنی کو امام نووی نی خوب مدلل بیان کیا ہی پس طرف پہلی حدیث ایک مثلی کی رجوع کرنا چاہیے اور ایک دلیل عقلی مؤلف نی بیان کی ہی وہ یہہ کہ بعد دو مثل کی نماز پڑہنی سے بالیقین نماز اپنے وقت مین ادا ہوتی ہے اور اگر ایک مثل کے بعد پڑہین تو شاید ہے کہ اللہ کی نزدیک وقت نہوا ہو

تو آپنے فرمایا کہ ٹہنڈک کر یا فرمایا ٹہرجا کسلئے کہ کرمے کے شدت دوزخ کا بہپارہ ہے جب گرمی کے شدت ہوا کرے تو نماز ٹہنڈک مین پڑہا کرو ؎ جو تم ظہر پڑہو تو اوسکا وقت ہے عصر کے وقت ہونے تک ۱۱

پس ہوگی نماز قبل وقت کی اور یہہ درست نہین بالاجماع پس اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر باوجود قیام دلایل قطعیہ کے اور اتفاق تمام جہان کی اوپر ایک مثل کے خلاف امام ابوحنیفہ کا بی دلیل ہو جب اس بات کا ہوسکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے قبل دو مثل کے نماز عصر کے پڑہنی قبل وقت سی ہوگی اس احتمال سی کہ شاید عند اللہ وقت نہوا ہو تو چاہیے کہ اگر کوئی مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز عصر کا بعد تین مثل کی داخل ہوتا ہی اور اسپر کچھہ دلیل نر کہتا ہو جیسا کہ امام ابوحنیفہ دو مثل پر کوئی دلیل نہین رکہتی تو اوسکی دعوی بلا دلیل سی نماز عصر کو تین مثل کی دری جایز نہ رہین اس احتمال سی کہ شاید اللہ کی نزدیک تین ہی مثل کی بعد وقت ہوتا ہو اور یہہ کوئی نہین کہیگا حتی المولف الحنفی حالانکہ یہہ قول تین مثل کا اور حنفیون کا دو مثل کا دونو برابر ہین بی دلیل ہونی مین پس معلوم ہوا کہ مجرد خلاف بی دلیل عمل اوپر امر بادلیل اور متفق علیہ جمہور کے مانع نہین ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہین ہوتا اور ایک دلیل دو مثل پر صاحب ہدایہ کی بیان کی ہی وہ یہہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم یعنی ٹہنڈا کرو ظہر کو شدت گرمیون مین اور شدت گرمی کی دیار عرب مین عین مثل پر ہوتی ہی پس ٹہنڈک اسیوقت پر ہوگی جبکہ ایک مثل سے سایہ متجاوز ہوگا جیسا کہ ہدایہ مین فرماتی ہین ولقولہ علیہ السلام ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم و اشد الحر فی دیارھم فی ھذا الوقت پس جواب دینا اس تقریر کا ہمکو ضرور نہین کیونکہ خدا کی فضل و کرم سی حنفیون ہی نے اسکو رد کردیا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نی تفسیر مظہری مین وھذا الاستدلال ضعیف جدا و دلالۃ حدیث الابراد علی بقاء وقت الظہر بعد المثل ممنوع بل الابراد امر اضافی فی شدۃ الحر انما یکون عند الزوال وبعض الابراد یحصل قبل بلوغ الظل مثل الشئ ولو کان الحر فی دیارھم حین بلوغ ظل الشئ مثلہ اشد مما قبلہ لکان مقتضی الامر بالابراد تعجیل الصلوۃ فی اول الوقت واللہ اعلم اور کہا مولانا عبدالعلی حنفی نے ارکان اربعہ مین و یخدشہ اندروی النسائی وابوداؤد عن ابن مسعود قال کان قدر صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ اقدام وخمسۃ الاقدام تکون اقل من المثل فقد علم ان الابراد یحصل اذا کان ظل القامۃ اقل من قدمہا فلا یعارض حدیث الابراد حدیث جبرئیل انتہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے جو حنفیون کا سردار ہین فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین ان غایۃ ما لزم من استدلال الھدایۃ ان وقت الظہر یبقی بعد بلوغ الظل مثلہ ولا یلزم منہ الانتہاء الی بلوغ الظل مثلین فالدلیل قاصر عن المدعی انتہی وما قال ابن الہمام فی الجواب الا ان یقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اور یہہ دلیل بگڑنا کیہلا ضعیف ہے اور دلالت کرنا حدیث ابراد ظہر کا اسپر کہ ظہر کا وقت بعد ایک مثل کے رہتا ہی سلم نہین ہی بلکہ ابراد ایک امر اضافی ہے اور شدت گرمی کی عین دوپہر مین ہوتی ہی اور ایک مثل سی کچھہ شدت گہٹ جاتی ہی اور اگر کسی ملک مین ایک مثل پر شدت گرمی کی ایک مثل کے پہلے ہی یا وہ ہوتی تو یہہ چاہیے تہا کہ جلدی کرکی اول وقت پر نماز ہوا کی اجازت دی جاتی ع اور یہہ مین مناقشہ ہے کیونکہ نسائی اور ابوداؤد نی عبداللہ بن مسعود سی روایت کی ہی کہ آنحضرت کی مقدار نماز ظہر گرمی مین قدم سی پانچ تک تہے اور جاڑہ مین پانچ سی سات تک اور پانچ قدم ایک مثل سی کم ہوتی ہین سوجانا گیا کہ پانچ قدم سایہ قدم پر تہنڈک حاصل ہوجاتی ہی تو حدیث ابراد اور حدیث جبرئیل مین

صـ۵ الیوم الثانی عند بلوغ الظل مثلین فھو المتعین للعصر من دون معاض فیھا قبلہ وقت الظھر انتھے فجوابہ قال الشیخ سلام اللہ الحنفی فی جواب من استدل بما روی عنہ علیہ السلام ان صلوٰۃ العصر حین صار ظل کل شیء مثلیہ علی کون اول وقت العصر بصیر الظل مثلیہ وھو فی المحلی وھو کما تری حکایۃ حال لا دلیل علی کون اول وقتہ ذلک انتھے والاعتذار عن ایراد ابن الھمام علی استدلال صاحب الھدایۃ بانہ لا قائل بکون ما بعد بلوغ الظل المثل وقبل بلوغہ مثلین خطاء عظیم لانہ خلاف اجماعھم علیہ من ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المثل الی مثلین قبلھا بعدھما الی الغروب وعلی التنزل لا یقتضی المانع فایطلب الدلیل علی القول او علی ذلک القول فکیف یجدی عدم قولھم بلا دلیل طعنا فافھم فیبقی ایراد ابن الھمام کما کان پس ان عبارتوں حنیفہ کی سی چار جواب دلیل صاحب ہدایہ کی معلوم ہوتی ہیں اول یہہ کہ دعوی حاصل ہوئی ٹھنڈک کا دیار عرب میں ایک مثل پر نہ دوری اسکی مخدوش ہے کیونکہ ابن مسعود کی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت گرمیوں میں پانچ قدم سایہ ڈھلنے تک نماز ظہر کی پڑھا کرتی اور جاڑے میں سات قدم تک جو ایک مثل ہوتا ہی فارغ ہو چکتی اور ظاہر ہی کہ وہ پانچ قدم ایک مثل سی کم ہے ہزار اتفاق معلوم ہوا کہ اوس دیار میں پانچ قدم پر دو قدم پہلی ایک مثل سی ٹھنڈک ہو جاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابرد وا میں جو مجمل ہی لیہذا حدیث ابراد معارض حدیث جبرئیل کی جسمیں ایک مثل وقت ظہر کا بایا جاتا ہی نہیں ہی ہذا حاصل جواب مولانا عبد الحی دوسرا جواب یہہ کہ شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کی ہوتی ہی اور بعد زوال کی ایک مثل کی دری کچھ تو ٹھنڈک ہو جاتی ہی پس کافی ہے مقتضی امر کو اوسی قدر اور اگر بقول صاحب ہدایہ کی ملک عرب میں ایک مثل پر زیادہ شدت گرمی کی ہوتی ہی بہ نسبت نصف النہار کی یا دو مثل کے یا اوسی مثل کے تو مقتضی امر کا یہہ ہوا کہ قبل ایک مثل کی ٹھنڈک میں نماز پڑھیں **اقول** یہی مجمل ہے قول اوس شخص کے کا جو ابرد وا بالظہر کے یہہ معنی کرتا ہے کہ ظہر اول وقت میں پڑھو یعنے اگر تم کہو کہ شدت گرمی کے عین مثل پر ہوتی ہی بہ نسبت اول وقت کی تو اول وقت پڑھو تو کا ابراد حاصل ہو بیچ وقت ظہر کے کہ ایک مثل ہی پر رفع ہو گیا یہاں سے اعتراض مولف کا جو سکتہ تیسرے میں اس معنی پر کیا نہایا اور اس معنی کو وہی کہہ گیا ہی بن گیا تھا یہ نہ سمجھا نہایا کہ یہہ معنی مطلقاً نہیں بلکہ اوس تقدیر پر ہی جو ہمنی اور ہمارے پیشواؤں کی صنفیوں نے اختراع کی ہی کہ دیار عرب میں گرمی کے وقت ایک مثل کے بہ نسبت اول وقت کی زیادہ ہوتی ہے فقط **تیسرا** جواب یہہ کہ فرض کیا کہ ملک عرب میں ایک مثل پر

سایہ نہیں رہا **چوتھا** جواب دلیل یہہ کی ہے کہ ایک مثل کی بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہی تو اوس سی یہہ کہنا کہ لازم آیا کہ دو مثل تک وقت کی انتہا ہی نہ ہو دلیل میں ثبات مدعا سی نقصان رہا جبکی عبارت فتح القدیر کی اور وجہ جواب میں ابن الہمام نی کہا ہے کہ مگر یہہ کہا جاوے کہ آنحضرت نی دوسرے دن دو مثل پر عصر پڑھی تو وقت عصر کا معین ہو گیا اور اوس سے پہلے ظہر کا وقت رہ گیا تو جواب اوسکا وہی جو سلام اللہ حنفی نی محلی میں اوسکی جواب میں کہا ہے جسکی تحصیل یہہ ہے کہ مثلین نماز عصر میں سی عصر کا اول وقت نہیں ثابت کیا ہی اوسنے کہ یہہ ایک حکایت حال ہے اور دلالت نہیں کرتا اول وقت ہی پر جبکی عبارت محلی اور ابن ہمام کے دلیل پر اعتراض جو کیا ہے اوس سے یوں عذر کرنا کہ اسکا نہ کوئی قائل ہی نہ بڑی خطا ہے ہو اجماع کی مشایخ کی مسلک کا انکار کرنا ہی وہ تو اوپر میں کہ وقت عصر کا مثلین سی غروب تک ہے اگر وہ عذر مانا ہی جاوے تو معترض کب چکارہ سکتا ہی وہ تو دلیل طلب کر گیا ہی دلیل صرف

ہی ٹہنڈک ہوتی ہی لاکن متنی تو ہر ملک مین یہی حکم دی رکہا ہے پس ایک ملک کی گرمی پر ہر ملک کو کس دلیل سی قیاس کیا ہے
هذا الجواب بما قال القاضی ثناء الله قدس سره چوتہا جواب یہہ کہ بطور فرض محال کی فرض کیا کہ ہر ملک مین عرب ہو خواہ ہند
خواہ روم خواہ شام گرمی وقت ایک مثل تک زیادہ رہتی ہے اور بعد ایک مثل کے ٹہنڈک ہوتی ہے لاکن ایک مثل کے بعد سے
دو مثل تک وقت رہنا ظہر کا کہان سے ثابت ہوتا ہے تو دلیل ناقص رہی ہذا ما افاد کلام ابن الہمام **اقول** اگر ایک مثل ہی نمازین شروع
ہون اور لمبی قرارت اور طویل رکوع اور سجود سی ہمیں رکعتین پڑہین تو ڈیڑہ مثل تک بخوبی فرغت حاصل ہوتی ہی پہر کیا دلیل
ہی باقی رہنی پر وقت ظہر کے دو مثل تک بس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل قوی یا ضعیف نہین جس سے وقت ظہر کا دو مثل تک
ثابت ہو سیوطی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی نی جنکو شاہ عبد العزیز مہیقی وقت کہا کرتے باوجودیکہ بڑی حنفی اور
فقیہ تہی صاف کہدیا ہے کہ یہہ وقت دو مثل تک کسی حدیث صحیح یا ضعیف سی ثابت نہین ہوتا اور سیوطی صاحبین امام سے
مخالف ہو کر موافق جمہور کے ہوگئی جیسا کہ ابتدا مسئلہ مین کلام اونکا تفسیر مظہری سی نقل کیا گیا پس سیوطی امام
قمقام عالیمقام القضاۃ بین عدل آئین امامنا و مولانا ابو حنیفۃ النعمان افاض اللہ شآبیب الجود و الغفران
اپنے مذہب کو اخیر مین چہوڑ کر قایل ہوئی ہین کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور حنفی لوگ اونکی متبع پہر بہی
مانند کچہری عدالت کی وکیلون کی اونکی طرفسی وکیل ہو کر جہگڑا اور مجادلہ نہین چہوڑتے بڑا تعجب ہے کہ مدعی
اور مدعی علیہ تو آپسمین راضی اور موافق ہوگئی ہین اور وکیلون کو جنگ و جدال سی ابتک صبر نہین ہی اور رجوع امام کا
اپنے مذہب کے طرف قول صاحبین اور جمہور کے بہت ائمہ حنفیہ نی اپنی کتب مین لکہا ہے ایک اونمین سی صاحب خزانۃ
الروایات ہین کہ لمنتقی البحار سے رجوع امام کا نقل کرتے ہین اور ایک صاحب فتاوی شافی ہین اور ایک صاحب کتاب انفس اور
ایک صاحب الجوہر المنیر شرح تنویر الابصار ہین اور ایک امام ہندوانی ہین اور ایک صاحب صراط القویم ہین چنانچہ ملا عابد
سندی حنفی مذہب لطیفہ شرح مسند امام ابی حنیفہ مین فرماتے ہین و قد الف الشیخ زین الدین بن نجیم صاحب البحر الرائق رسالۃ تائید
مذہب الامام فی ہذہ المسألۃ خاصۃ و استدل علی مطلوبہ بادلۃ متعددۃ و اجاب عنہا الشیخ ابو الحسن السندی و حاشی علی فتح القدیر لابن
الہمام لکن لما رایت رجوع الامام الی قول الجمہور ما وسعنی ذکر شیء من الادلۃ و الجواب علیہا و رد اللا اختصارا مع انہ روی فی المسألۃ
المذکورۃ عن الامام ابی حنیفۃ رح روایات متعددۃ فمنہا روایۃ صیرورۃ الظل مثلین سوی فی الزوال

صرف کسیکی فاضل ہونی سی اوسکو اطمینان کا فائدہ کیونکر ہوگا سمجہہ لے تو غرضکہ اعتراض ابن ہمام کا اپنی حال پر رہا ۱۲ یہہ دونو
جوابہ ہین جنکی تقریر قاضی ثناء اللہ نی کی ہے ۱۲ اور بلاشک شیخ زین الدین بن نجیم صاحب بحر الرائق نے ایک رسالہ
خاص اس مسئلہ مین تالیف کیا ہے جسمین اپنے امام کی مذہب کے تائید کی ہے اور اپنے مطلوب پر چند دلیلین پیش
کی ہین اور اوسکا جواب شیخ ابو الحسن سندی نی ابن ہمام کے فتح القدیر کے حاشیہ مین دیا ہے لیکن میں جو
امام کا رجوع جمہور کے قول کی طرف دیکہا تو دلیلین اور جوابات ذکر نکی اور امام سی اس مسئلہ مین چند روایتین ہین یون ہی کہ سوا اسکے

ومنها روایۃ المثل والمشہور ان کلتا الروایتین فی خروج الظہر ومجیئ العصر وذکر فی المحیط البرہانی والاصرار لا تعرض فی روایۃ المثلین لخروج الظہر وانما ہی فی مجیئ العصر منہا ان المعتبر فی خروج الظہر المثل وفی مجیئ العصر المثلان ثم المشہور بین الاصحاب ان الاولی روایۃ محمد رحمۃ اللہ علیہ والثانیۃ روایۃ الحسن عنہ والثالثۃ روایۃ اسد بن عمرو عنہ وان الاولی ہی ظاہر الروایۃ فلذلک اتخذہا الناس مذہبا للامام کما ہو رای الحنفیۃ فی ظاہر الروایۃ وجعل صاحب المبسوط الاولی روایۃ ابی یوسف عنہ والثانیۃ روایۃ محمد عنہ والثالثۃ روایۃ الحسن عنہ وجعل الطحاوی فی شرح الآثار الروایۃ الاولی روایۃ ابی یوسف والثانیۃ روایۃ الحسن عنہ وذکر فی خزانۃ الروایات ناقلا عن الملتقط البحار ان ابا حنیفۃ قد رجع فی خروج وقت الظہر ودخول وقت العصر الی قولہما ومن نقل ایضا رجوع الامام الی قول صاحبیہ صاحب الفتاوی الناصریۃ وصاحب کتاب الانیس وصاحب الجوہر المنیر شرح تنویر الابصار وذکرہ ایضا فی زیادات الہندوانی علی مستدرک الشیبانی فی باب ما یحل اکلہ وما لا یحل وقال قد صح رجوع ابی حنیفۃ عن قول لا یحل اکل لحم الخیل وعن اختلاف الشفق وخروج وقت الظہر ودخول وقت العصر وعن اشیاء علی ومن نقل الرجوع ایضا صاحب الصراط المستقیم فاذا کان ہذا القدر مقررا فی رجوع الامام وانضم الی ذلک قول اہل مذہبہ اذا کان الامام فی جانب وصاحباہ فی جانب فالمفتی بالخیار انشاء افتی بقول الامام وانشاء افتی بقول الصاحبین کما فی العمادی الی قول الجمہور وانجیا واما قول صاحب البحر الفتوی ولا نعمل الا بقول الامام الاعظم وان افتی المفتون بخلافہ فذلک محل فیما یختلف فیہ الروایۃ فی تلک المسئلۃ عن الامام ولم یثبت عنہ الرجوع والا فمتی اختلف الروایات عنہ وکانت احداہما یتمسک بہا صاحباہ ویرید عن الامام فہذا ذلک الاقوال الامام فمن افتی بقولہما فانما ویا من قول الامام لا بایہما الجرد عن قول الامام فتنبہ

اور ایک مثل کے بھی روایت ہی زیادہ مشہور ہے کہ یہ دونوں روایتیں ظہر کے جانی اور عصر کے آنی میں ہیں اور محیط برہانی اور اصرار میں مذکور ہے کہ دو مثل کی روایت میں ظہر کے جانیکی بحث نہیں ہی وہ تو صرف عصر کے آنیکے ہے اور یوں بھی روایت ہی کہ ظہر جانیمیں تو ایک مثل کا اعتبار ہے اور عصر آنے میں دو مثل کا پھر مشائخ میں مشہور یوں ہے کہ پہلی روایت امام محمد کی ہے اور دوسری حسن کی اور تیسری اسد بن عمرو کی اور پہلی ظاہر الروایت ہی سے واسطے لوگوں نے اوسی مذہب ٹھہرایا ہے جیسا کہ حنفیوں کی رای ظاہر الروایت میں ہی اور صاحب مبسوط نے پہلی روایت ابی یوسف کی ٹھہرائی ہی اور دوسری محمد کی اور تیسری حسن کی اور طحاوی نے شرح آثار میں پہلی ابی یوسف کی اور دوسری حسن کی اور ملتقی البحار کے حوالے خزانۃ الروایات میں مذکور ہے کہ امام ابی حنیفہ نے صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا اور اون لوگوں میں سی جنہوں نے امام کا رجوع صاحبین کے قول کی طرف نقل کیا ہے صاحب فتاوی ناصری ہے اور صاحب کتاب انیس اور صاحب جوہر منیر شرح تنویر الابصار اور زیادات ہندوانی بھی جو مستدرک شیبانی پر ہے حلال اور حرام کی باب میں رجوع ذکر کر کی کہا ہے اور بلاشک صحیح ہو گیا رجوع ابی حنیفہ کا اس قول سی کہ گھوڑیکا گوشت حلال نہیں اور اختلاف شفق سی اور وقت ظہر کی جانی اور عصر کے آنے سے اور اور کئی مسئلی میں کر گئی ہیں اور اون لوگوں میں سی صاحب صراط قویم بھی ہی سو جب یہہ روایات رجوع میں ثابت ہیں اور النبی ملا وہ قول اہل مذہب کا کہ جب امام ایک جانب ہوں اور صاحبین ایکجانب تو مفتی کو اختیار ہے کہ صاحبین کے قول پر فتوا دیوے یا امام کے قول پر تو اب جمہور کے قول کیطرف پھرنا واجب ہو گیا اور یہہ قول صاحب بحر کا کہ ہم تو امام ہی کے قول پر فتوا اور عمل رکھتی ہیں اگرچہ اور مفتی فتوا

انہی کلام السندی اور اسی سبب سی بہت سی کتب مشہورہ متداولہ معتبرہ مین جیسی بدایع اور غایۃ البیان حاشیہ ہدایہ اور ینابیع اور غرر الاذکار اور برہان اور فیض وغیرہا مین ایک مثل کی تصحیح کی ہی اور اسیکو مذکور فی الاصل کہا ہی اور قابل عمل کے ٹہرایا ہے اور المحاوے نے بہی اسیکو اخذ کیا ہے حیثا کہ کہا شیخ سلام اللہ حنفی نی محلی مین وروی عن ابی حنیفۃ ان وقت الظہر الی المثل کما قالت الثلثۃ الباقیۃ والجمہور وفی البدایع ھو الصحیح المذکور فی الاصل وفی غایۃ البیان بہ اخذ ابو حنیفۃ وھو المشہور عنہ وفی الینابیع ھو الصحیح عن ابی حنیفۃ وفی اللدر المختار ھو قولہما زفر قال الطحاوی وبہ ناخذ وفی غرر الافکار وھو الماخوذ بہ وفی البرھان ھو الظہر لیس بغیر وھو نص فی الباب وفی الفیض وعلیہ عمل الناس الیوم بہ یفتی انتہی اور واضح ہو کہ نقل کرنا ہمارا رجوع امام کی کو طرف مثل کے اور بیان کرنا ہمارا معتمد ہونی کو اور قابل فتوی کی ہونی کو نزدیک بہت علما حنفیہ کی بہی محض بطور الزام ہے اور بصورت اظہار خبر واقعی کے نہ بامیطور اور اس نظر سے ہے کہ امام کی رجوع سے ہمکو گنجایش عمل کے احادیث یکمثلی پر ہوئی حاشا وکلا اسلئے کہ اگر امام ابوحنیفہ اور اونکی صاحبین بہی اور تمام حنفی اگلے پچہلے ایک مثل کے قایل نہوتی توبہی ہمکو احادیث یکمثلی صحیحہ مرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعمل کرنے مین کچہہ تامل نہوتا ہمارے نزدیک العلموں بالحدیث کو اتباع رسول اللہ کی حدیث کا مجتہد کی عمل اور فتوی سو قوف نہین جیسا کہ باب ثانی کی جواب مین بدلایل قطعیہ ثابت کیا گیا واللہ تعالے اعلم بالصواب فالحمد للہ علی ما وفقنا لاثبات المثل للفصل بین الظہر والعصر بالحجج الساطعۃ والقول الفصل وابینا علی نفی الفصل بالمثلین انکم لم یثبتوا فی حدیث صحیح ولا ضعیف عن النبی سید الثقلین ولم یتلقاہ بالقبول جمہور اھل العلم من المجتہدین المعمول بہم فی المشاتین وصلی اللہ علی رسولہ وعلی آلہ الطاہرین للحسنیین **قال** مسئلہ پانچوان جمع کرنا دو نماز کا لکہ ایک وقت کی **اقول** اس مسئلہ کی تحقیق کان لگاکر سنی چاہیی کہ اس مسئلہ مین جناب مؤلف نی بہت ابلہ فریبی اور خوب پوشی کی ہی کہ دلایل مین وہ حدیثین بیان کی ہین جنکی طرف ہمکو کچہہ التفات نہین یعنی ایک روایت ابوداود کی جسکی راوی مین ضعف تہا ہماری دلیل ٹہراکر نقل کردی اور جو روایتین صحیحہ متعددہ اوسمین تہین جہوڑدین ایسا ہی ایک روایت معجم اوسط طبرانی کی اسی ایک روایت اربعین حاکم کی سی جنین کچہہ ضعف تہا دلایل ٹہراکر نقل کرکے اون کی بعض راویون پر طعن کردیا اور جو روایتین صحیحہ متعددہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور

مخلف ہون اور ایک روایت ایسی ہو کہ صاحبین اپنا عمل درآمد اوسپر ٹہراوین اور امام سی اوسکو نقل کرین تو وہ بہی امام سے ہے نقل کرتے ہین نہ محض اپنے رای سی ہوچکا کلام سندی کا ۵۲ اللہ کا شکر ہے اسپر کہ اوسنے ہمین توفیق دی کہ ایک مثل کو ظہر اور عصر مین روشن دلیلون سی اور قول فیصل سے جسنے فاصل ثابت کیا اور اسپر کہ اوسنی ہماری تائید کی یعنی فاصلہ مثلین کے کہ وہ کسے حدیث صحیح یا ضعیف مین آنحضرت سی ثابت نہین اور جمہور علما و مجتہدین نے اوسکو قبول بہی نہین کیا اور اللہ رحمت نازل کرے اپنے رسول اور اوسکی آل پر جو دو جہان کے نیکے کی طالب ہے

مسند ابی یعلی اور مصنفات بیہقی اور مؤطا امام مالک اور موطا امام محمد اور معانی الآثار طحاوی اور مستخرج لابی نعیم وغیرہا مین مشہور اور متداول تہین نقل کرکے اونکا جواب نہین دیا کاش صحاح ستہ ہی کی صحیح حدیثون کو دلیل ٹہراتا اور بہرا اون سی جواب دیتا یہہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب متداولہ صحیحین و مسلم جیسی کو چہوڑکر ابعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور اونسی دو روایتین ضعیف نقل کرکی اونکا جواب دیدیا تو کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع مین الصلوا تین کی فقط اسیقدر دلیلین رکہتی ہین جنکو مؤلف نی ضعیف کردیا خیریت جو کیا بزعم خود اچہا کیا اب ہم سی تحقیق اس مسئلہ کی کما ینبغی سنی چاہیئی کہ اپنی دلیلین کیطرح پیش کرتی ہین اور تمام حنفیون کے عذرات کو جو مؤلف نی بیان کئی ہین وہ بہی اور جو اور حنفیون نی بیان کیے ہین وہ بہی کسطرح بالاستیعاب نقل کرکے اونکا جواب دیتی ہین بس مخفی نرہی کہ جمع مین الصلوا تین فی السفر صحیح اور ثابت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بروایت جماعت عظیمہ کے صحابہ کبار سی جنمین ہین علی اور عبداللہ بن عمر اور انس اور عبداللہ بن عمرو بن عاص اور عائشہ اور ابن عباس اور اسامہ بن زید اور جابر اور ابو جحیفہ اور معاذ بن جبل اور ابن مسعود فی احد الروایتین اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور ابو موسی اشعری اور ابو ہریرہ اور سوا اونکی اور مروی ہین روایتین انکی اون تیرہ کتب حدیث مین جنکا ذکر بالاگذرا اور کتبی اور کتب مین سوا اون کے لاکن مجموعہ روایات مین بعضی تو ایسی ہین کہ اون مین فقط جمع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو نمازون کو بیان کیا ہی اور کیفیت اوس جمع کی بیان نہین کی پس حنفی لوگ اون حدیثون مین یہہ تاویل کرتی ہین کہ مراد اس جمع سی جمع صوری ہی یعنی پہلی نماز کو آخر وقت مین پڑہا اور دوسری نماز کو اول وقت پڑہا تو یہہ بظاہر ادا اور بصورت جمع معلوم ہوتی ہے بطور پرکہ اوسمین تاویل جمع صوری کو دخل ہے بیان کی گئی ہے اسلئی وہ حدیثین جنمین تاویل کو مخالف کی دخل نہین ذکر کرتے ہین تو مصنفین یا فہم اور ناظرین یا علم اون حدیثون مجملہ الکیفیت کو بہی انہین احادیث مبنیۃ الکیفیت پر محمول سمجہین تو واضح ہو کہ جمع مین الصلوا تین دو قسم ہے جمع تقدیم اور جمع تاخیر بس دونون قسمون کے حدیثین علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہین حدیثین جمع تقدیم کمن روایت کی ہی مسلم نے طریق سی حکم بن عتبہ ابو جحیفہ سی قال خرج رسول اللہ صلعم بالهاجرة الی البطحی فتوضأ فصلی الظهر رکعتین والعصر رکعتین وبین یدیه عنزة قال شعبة وزاد فیه عون عن ابیه ابی جحیفة وکان بدء من وراء المرأة والحمار اور دوسری روایت بخاری کی اسطرح پر ہی خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالهاجرة فصلی بالبطحاء الظهر والعصر رکعتین ونصب بین یدیه عنزة کہا امام نووی نے

---

۵۱ ابو جحیفہ نے کہا کہ نکلے آنحضرت دوپہر کو طرف بطحا کے اور وضو کیا اور ظہر اور عصر پڑہے اور اونکے آگے ایک برچہے کہڑے تہے اور عورتین اور گدہے اوس سے اودہر پہرتے تہے ۵۲ نکلے آنحضرت دوپہر کو اور نماز پڑہے بطحا مین ظہر کے دو رکعت اور عصر کی دو رکعت اور اونکی آگی ایک برچہے کہڑی تہی

شرح صحیح مسلم میں فیہ دلیل علی القصر والجمع فی السفر وفیہ ان الافضل لمن ارادالجمع وھو نازل فی وقت الاول ان یقدم الثانی الی اخرہ انتہی اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں وظاھرہ تقدیم العصر فی وقت الظہر انتہی اقول وجہ الظہور کون الھاجرۃ ظرف الخروج والوضوء والصلوٰۃ جمیعا لان کلا من الخروج والوضوء والصلوٰۃ مرتب الوقوع ومتقارب الوجود فان الفاء علی لفظہ فتوضاء فصلی للترتیب بلا مھلۃ قال فی الفوائد الضیائیۃ الفاء للترتیب بلا مھلۃ انتہی وقال المحشی الملا صادق قولہ قدس سرہ بلا مھلۃ ھل التقیید مما فات المصنف ولابد منہ لایقال یستفاد من قولہ وثم مثلھا بمھلۃ لانا نقول لانوذلک لجواز ان یستفاد منہ التفاوت بالعموم والخصوص ونحن نقول لولا تنصیص المصنف علیہ فی شرحہ لکن ان یقال خالف الجمہور واختار کون الفاء لمطلق الترتیب انتہی فیکون المعنی علی ماتقتضیہ الفاء انہ علیہ السلام خرج فی الھاجرۃ وتوضاء فی الھاجرۃ وصلی الظہر والعصر فی الھاجرۃ فان قلت یحتمل انہ علیہ السلام صلی الظہر کما قلتم ای غیر متراخ عن الخروج فی الھاجرۃ والتوضی فیھا لکنہ صلی العصر بعد خلوۃ وقتھا قلنا ھذا خلاف الظاھر فقد تقرر ان النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی الظواھر مالم یصرف منھا مانع قطعی کذا قال فی العقائد النسفیۃ وھنا لم یوجد مانع یمنع حمل الحدیث علی الظاھر فان قلت ما یتمسک بہ الحنفیۃ من احادیث الجمع الصوری وانکار بعض الصحابۃ کابن مسعود عن الجمع وقطعیۃ ثبوت تعین المیقات للصلوٰۃ ونھی عمر بن الخطاب عن الجمع بین الصلوٰۃ مانع من حمل الحدیث علی الظاھر قلنا لاشئ ولا واحد مما تمسکوا بہ ممنوع لامتناع الجمع بین الصلوتین مطلقا مقدما کان الجمع ومؤخرا کما استدرک فی مقام الجواب عن ادلتھم فیبقی ظواھر الاحادیث سالمۃ عن المانع فتعین الحمل علیھا فتدبر علی ان لفظ فصلی مع مقولۃ لفظ الظہر مع معطوف علیہ وھو لفظ العصر متراخ عن الخروج والتوضی فیھا فکیف یسوغ ربط فصلی مع الخروج والتوضی بعلا

۵۲ اور فی ہارسکا مقدم کرنا ہے عصر کا ظہر کے وقت میں ہوچکی عبارت محلی کی میں کہتا ہوں کہ وجہ ظاہر ہونیکی یہ ہی کہ وہ پھرنا نکلنی ہے اپنے وضو کیا اور نماز پڑہی اور یہ سب کچھ حرف فا سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا مہلت تہا کہا فوائد ضیائیہ میں فا بلا مہلت کے ترتیب کے واسطے ہے ہوچکی عبارت اوسکی اور کہا ملا صادق محشی نے کہ یہ قول کہ بلا مہلت ہی مصنف کا فیہ سی رہ گیا اور یہ ضرور چاہیے کوئی یون نہ کہی کہ اوسکی یہ کہنی سے کہ ثم خالی نہیں ہے کہ تہا مہلت کے مہلت نکلتی ہے کیونکہ ہم کہینگی کہ ہم یہ نہیں مانتی اسلئی کہ جایز ہے کہ اوس سے فرق عموم اور خصوص کا نکلی اور ہم کہتے ہیں کہ اگر اوسپر مصنف اپنی شرح میں جتلا تیا تو ممکن تہا کہ یہ کہا جاتا کہ اوسنی جمہور کا خلاف کرکے فا کو مطلق ترتیب کے لئی ہونا پسند کیا ہے ہوچکی عبارت اوسکی تو اب معنی فا کی مقتضا پر یہ ہوئی کہ آنحضرت وہاں سی نکلی ہے وضو کرکے ظہر اور عصر پڑہے اگر کوئی کہے کہ خیر ظہر تو جیسے تم کہتے ہو پڑہی لیکن عصر اپنے وقت پر پڑہے ہو تو ہم کہینگی یہ خلاف ظاہر ہے اور یہ تہہ ہوچکی ہے کہ کوئی مانع قطعی جب تک نہ ہو تو نصوص اپنے ظاہر معنے پر محمول ہوتی ہیں چنانچہ بیان عقاید نسفی میں ہے اور یہاں کوئی مانع قطعی نہیں اگر کوئی کہے کہ وہ حدیثیں جمع صوری کی جس سی حنفیون نی دلیل پکڑی ہے اور بعضے صحابہ جیسی عبداللہ بن مسعود کا جمع کو انکار کرنا اور نماز وقتی کا قطعی ہونا اور حضرت عمر کا جمع صلوتین کو منع کرنا حدیث مذکور کی ظاہری معنی لینیکا مانع ہے تو ہم کہینگی کہ کوئی بہی ان میں سی مطلق جمع کو خواہ مقدم ہو خواہ موخر مانع نہیں ہے چنانچہ جواب کی جگہہ معلوم ہوگا تو حدیث اپنے ظاہر معنے پر رہے پہر بے تو علاوہ بریں لفظ فصلی مع ظہر اور عصر مرتب ہیں انمیں

بس حاصل ترجمہ اس حدیث کا یہ ہوا کہ آنحضرت وقت زوال آفتاب کی بطحا مین تشریف لی گئی پس اوسی وقت مین بلا مہلت وضو کیا پھر اوسیوقت بلا مہلت ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑہا اور روایت کی ہے ترمذی اور ابو داؤد نے حدثنا قتیبۃ بن سعید نا اللیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ بن جبل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل زیغ الشمس اخر الظہر الی ان یجمعہا الی العصر فیصلیہما جمیعا واذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظہر وصلی الظہر والعصر جمیعا ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیہا مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلیہا مع المغرب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر غزوہ تبوک مین اگر قبل ڈہلنی آفتاب کی سوار ہوتی تو ظہر کو مؤخر کرکی عصر سی ملا کر پڑہتی اور اگر بعد ڈہلنی آفتاب کی سوار ہوتی تو عصر کو ظہر کی وقت مین ظہر سی ملا کر پڑہتی اور اگر سوار ہونے قبل غروب آفتاب کی تو مغرب کو مؤخر کرکے عشا کی ساتہہ پڑہتے اور اگر بعد غروب کی سوار ہوتی تو عشا کو بہی مغرب ہی کی ساتہہ پڑہ لیتی راوی اسکی سب ثقات ہین اما الاول فہو قتیبۃ بن سعید بن جمیل بفتح الجیم بن طریف الثقفی ابو رجاء البغلانی بفتح الموحدۃ وسکون المعجمۃ یقال اسمہ یحیی وقیل علی ثقۃ ثبت والثانی ہو اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی ابو الحارث المصری ثقۃ ثبت فقیہ امام مشہور والثالث ہو یزید بن ابی حبیب المصری ابو رجاء واسم ابیہ سوید ثقۃ فقیہ والباقیان صحابیان کل ذلک فی التقریب اور کہا ترمذی نے وروی علی بن المدینی عن احمد بن حنبل عن قتیبۃ ہذا الحدیث وحدیث معاذ حدیث حسن غریب تفرد بہ قتیبۃ لا نعرف احدا رواہ عن اللیث غیرہ وحدث اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ حدیث غریب والمعروف عند اہل العلم حدیث معاذ من حدیث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع فی غزوۃ تبوک بین الظہر والعصر بین المغرب والعشاء رواہ قرۃ بن خالد وسفیان الثوری ومالک وغیرہم احد عن ابی الزبیر المکی انتہی

۱؎ روایت کی ہمن قتیبۃ بن سعید نی کہا کہ روایت کی لیث بن سعد نے یزید بن حبیب سے اوہون نے ابو طفیل سے اوہون نے معاذ بن جبل سے یون کہ آنحضرت صلعم غزوۂ تبوک مین تہی اور جب آپ سورج کی ڈہلنی سی پہلی سوار ہوتی تہی تو ظہر مین یہانتک تاخیر فرماتی تہی کہ عصر کی ساتہہ ملا لیتی تہی اور جب سورج ڈہلی سوار ہوتی تہی تو عصر مین جلدی فرما کر ظہر اور عصر ملا کر پڑہ لیتی تہی اور جب غروب سے پہلی سوار ہوتی تہی تو مغرب مین تاخیر کرکی عشا کی ساتہہ پڑہ لیتی تہی اور جب غروب کے بعد سوار ہوتے تہے تو عشا مین جلدی کرکی مغرب کے ساتہہ پڑہ لیتی تہی ۲؎ پہلا قتیبۃ بن سعید بن جمیل جیم کی فتحہ سے بن طریف ثقفی ابو رجا بغلانی نام سہکا یحیی ہی اور بعضون نے علی کہا ہی ثقہ اور ثبت ہی اور دوسرا لیث بن سعد بن عبد الرحمن فہمی ابو الحارث مصری ثقہ ثبت فقیہ امام مشہور ہے اور تیسرا یزید بن ابی حبیب ہی ابو رجا اور اوسکی باپ کا نام سوید ثقہ فقیہ ہے اور دونو باقی صحابی ہین یہہ سب کچہ تقریب مین ہی ۳؎ اور روایت کی علی بن مدینی نی احمد بن حنبل سی اوہون نے قتیبۃ ہی سی اس حدیث کو اور حدیث معاذ کی حدیث حسن غریب ہی اوسمین قتیبۃ اکیلا ہے ہم نہین جانتی کیسکو کہ لیث سی روایت کی ہو اور حدیث لیث کی یزید بن ابی حبیب سے اوہون نے ابو طفیل سے اوہون نے معاذ سے حدیث غریب ہے اور اہل علم کی نزدیک مشہور حدیث معاذ کی حدیث ابی الزبیر کی اوہون نے ابو طفیل سے روایت کی ہے اور اوہون نے معاذ سے اسطرح پر ہے کہ آنحضرت صلعم نے غزوۂ تبوک مین جمع کیا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو روایت کی یہہ حدیث قرہ بن خالد نے

اور سفیان ثوری اور مالک اور غیرہم نے ابو زبیر سی

اور کہا ابو داؤد نے ولم یرو ھذا الحدیث الا عن قتیبۃ وحدہ انتہی اقول لا یخفی علی العالم باصول الحدیث ان تفرد الراوی بروایۃ انما یستلزم کونھا منکرۃ شاذۃ مردودۃ اذا کان ذلک الراوی غیر ضابط ولا ثبت ویخالف فی تلک الروایۃ احفظ منہ واضبط واما اذا کان المتفرد حافظا ثقۃ ثبتا ولم یخالف احد فیھا او خالف احد لکن المخالف مثلہ فی الحفظ والتثبت فحینئذ لا تکون روایتہ التی تفرد بھا مردودۃ بل ھی مقبولۃ ثم المقبولۃ بشرط الاول صحیحۃ وبشرط الثانی حسنۃ قال الامام ابن الصلاح فیہ تفصیل فما خالف مفردہ احفظ منہ واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف وھو عدل ضابط فصحیح وان رواہ غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجۃ الضابط فحسن وان بعد فمنکر انتہی نقلہ السید جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب فی رسالتہ فی اصول الحدیث ثم قال ویفہم من قولہ احفظ واضبط علی صیغۃ التفضیل ان المخالف ان کان مثلہ لا یکون مردودا انتہی وقال الامام النووی فی مقدمۃ شرحہ علی صحیح مسلم واذا انتفت المتابعات وتحضر فرد فلہ اربعۃ احوال احدھا ان یکون مخالفا لروایۃ من ھو احفظ منہ فھذا ضعیف ویسمی شاذا ومنکرا وحال لا یکون مخالفا فیکون ھذا الراوی حافظا ضابطا متقنا فیکون صحیحا وحال یکون قاصرا عن ھذا ولکنہ قریب من درجتہ فیکون حسنا وحال یکون بعیدا عن حالہ فیکون شاذا منکرا مردودا فحصل ان الفرد قسمان مقبول ومردود والمقبول ضربان فرد لا یخالف روایۃ کامل الاھلیۃ وفرد من ھو قریب منہ والمردود ایضا ضربان فرد مخالف للاحفظ وفرد لیس فی روایتہ من الحفظ والاتقان ما یجبر تفرد واللہ اعلم انتہی واذا تمہد ھذا فنقول ان تفرد قتیبۃ بھذہ الروایۃ عن اللیث لا یضر صحۃ الحدیث لان قتیبۃ ثقۃ ثبت کما مر عن التقریب ولم

ف۱ اور یہہ حدیث اکیلی قتیبہ ہی روایت کی ہے اور کسی نے نہیں روایت کی ہو جکی عبارت ابو داؤد کی میں کہتا ہوں کہ عالم اصول حدیث پر پوشیدہ نہیں کہ اکیلا ہونا اور کیا حدیث کو منکر شاذ مردود سب کرتا ہے کہ وہ راوی ضابط ثبت نہو یا اوس روایت میں اپنی سی زیادہ حافظ حدیث یا زیادہ ضابط کی مخالف پڑے اور جب یہہ نہو بلکہ وہ بھی حافظ ثقہ ہو اور مخالف نہو یا ہو تو برابر والی سی ہو تو اس صورت میں وہ روایت مردود نہوگی بلکہ مقبول ہوگی پہر مقبول بشرط اول صحیح ہے اور بشرط ثانی حسن کہا امام ابن صلاح نے انہیں سے نقل ہے سو اگر وہ اپنے زیادہ سی مخالف ہی تو شاذ ہی اور اگر مخالف نہیں اور خود بھی ثقہ ہے تو صحیح ہے اور اگر ایسی غیر ضابط فی روایت کی ہی کہ وہ درجہ ضابط سی دور نہیں ہی تو حسن ہے اور اگر دور ہی تو منکر ہے ہو جکی عبارت اوسکی نقل کیا اسکو سید جمال الدین محدث نے جو روضہ کی مصنف ہیں اپنی اصول حدیث کی رسالہ میں پہر کہا ہی کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مخالف ہونا بہت حافظ سی لیا ہے کہ اگر برابر والی سی مخالف ہو تو مردود نہو گی اور کہا امام نووی نے اپنی اوس مقدمہ میں جو شرح صحیح مسلم میں لکھا ہی کہ جب تابعت حدیث کی اور راوی کی روایت سی نہو اور راوی اکیلا رہے تو چار حال اوسکی ہو سکتی ہیں یا تو اپنے سے بڑہ کر راوی سی مخالف ہے تو یہہ قسم تو ضعیف ہے اور اوسکا نام شاذ منکر ہے اور یا مخالف نہو گا اور خود یہہ راوی ہے حافظ ضابط جید الروایۃ ہے تو یہہ قسم صحیح ہے اور ایک حال اس سی کہتا ہی وہ یہہ کہ اوسکی قریب قریب راوی ہو تو حدیث حسن ہوگی اور ایک حال اس سی دور ہے تو شاذ منکر مردود ہے تو اب معلوم ہو گیا کہ اکیلی روایت دو قسم ہی مقبول اور مردود اور مقبول دو طرح ہووی ایک یہہ کہ اپنے بڑہکر سی مخالف نہو وی اور ایک اس سی قریب اور مردود بھی دو قسم ہی ایک یہہ کہ اپنے سی بڑہکر ہی مخالف

یخالفہ احد فی تلک الروایۃ عن اللیث ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان وکذا تفرد اللیث بھذہ الروایۃ عن یزید بن ابی حبیب ان قال بہ قائل لایضر صحۃ الحدیث لان اللیث ثقۃ ثبت فقیہ امام مشہور کما مر عن التقریب ولم یخالفہ احد فی تلک الروایۃ عن یزید وکذا تفرد یزید بن ابی حبیب بھذہ الروایۃ عن ابی الطفیل ان قال بہ قائل لایضر صحۃ الحدیث لان یزید وان خالفہ ابو الزبیر المکی فی الروایۃ عن ابی الطفیل لکن ابا الزبیر المکی لیس باثبت من یزید بل لیس مساویا لہ لان یزید ثقۃ ففیہ کما مر عن التقریب فھو فی المرتبۃ الثانیۃ لان مدحہ موکد وقد قال الحافظ فی التقریب فاما المراتب فاولہا الصحابۃ فاصرح بذلک لشرفہم الثانیۃ من اکد مدحہ اما بافعل کاوثق الناس او بتکریر الصفۃ لفظا کثقۃ ثقۃ او معنی کثقۃ حافظ انتھی وابا الزبیر المکی صدوق فقط ومع ذلک ملیس قال الحافظ فی التقریب محمد بن المسلم بن تدرس بفتح المثناۃ وسکون الدال المھملۃ وضم الراء الاسدی مولاھم ابو الزبیر المکی صدوق الا انہ یدلس من الرابعۃ انتھی فھو فی المرتبۃ الرابعۃ لما قال الحافظ الرابعۃ من قصر عن درجۃ الثالثۃ قلیلا والیہ الاشارۃ بصدوق اولا باس بہ اولیس بہ باس انتھی فکیف یجدی تفرد یزید بن ابی حبیب بالروایۃ عن ابی الطفیل خلافا لابی الزبیر المکی الذی ھو دونہ فی التثبت والتفقہ فافھم

یہ ثابت ہوا کہ یہہ حدیث قتیبہ کی باوجود تفرد قتیبہ کی اصل توصحیح ہے کما حققناہ ورنہ اسکی حسن ہونیمیں تو کسی اہل بصیرت کو کلام نہیں کما قال الترمذی وہذا حدیث حسن غریب یعنی غریب ہی بنظر تفرد کی ورنہ حسن ہے اس نظر سے کہ خلاف اسکا کسی احفظ اور اضبط سے بسبب اسکی رواۃ کی روی نہیں اور جو موائف نے زیلعی حنفی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث درباب جمع تقدیم کی مضبوط نہیں تو **جواب** اسکا یہہ ہی کہ زیلعی حنفی ہوا اور ایک یہہ کہ راوی اچھا ہو گئے ان جانے ہو چکی عبارت اوسکی جب یہہ تمہید ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ اکیلا ہونا قتیبہ کا اس حدیث میں لیث سے صحت حدیث کو مضر نہیں اسلئے کہ قتیبہ ثقہ ثبت ہی چنانچہ گذر چکا تقریب سے اور کوئی اوسکی مخالف اس روایت میں نہیں اور جو اسکی خلاف کا مدعی ہی تو وہ بیان کرے اور اسیطرح اکیلا ہونا لیث کا اس روایت میں یزید بن ابی حبیب سے اگر کوئی کہے تو صحت حدیث کو مضر نہیں کیونکہ یزید کی مخالف اگرچہ اس روایت میں ابوزبیر مکی ہی لیکن وہ یزید سے بڑھکر نہیں بلکہ برابر بھی نہیں کیونکہ یزید ثقہ فقیہ ہے چنانچہ تقریب سے گذرا تو وہ مرتبہ ثانی میں ہے کیونکہ اوسکی مدح میں تاکید ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے اول مرتبہ صحابہ کا ہے تو اوسکی شرف کی سبب سے اس امر کی تصریح کریگے دوسری وہ جسکی مدح میں تاکید ہو یا تو صیغہ افعل التفضیل کا جیسے اوثق الناس یا دو دفعہ صفت کا بدون لفظ کی طور پر جیسے ثقہ ثقہ یا معنی کی طور پر جیسے ثقہ حافظ ابوزبیر فقط ثقہ ہے اور مدلس بھی ہی حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے محمد بن مسلم بن تدرس ابوزبیر مکی صدوق ہی مگر مدلس ہے جو تیسری طبقہ میں تو چوتھی مرتبہ میں ہے چنانچہ تقریب میں ہی چوتھا طبقہ وہ جسمیں کچھ کمی ہو اور اوسکی طرف اشارہ ہے لفظ صدوق کا اور لا باس بہ ولیس باس کا تو اب کیونکر مضر ٹھہرائیگا خلاف ابوزبیر کی کا کہ وہ درجہ ثقاہت میں کم ہی یزید بن ابی حبیب کے روایت میں ابی الطفیل سے سمجھ لینا چاہئے

اور بعد تبدیل مین سی نہین اوسکا مذہب تو یہہ ہی کہ حنفی مذہب کی فقہ تراشی کری نہ یہہ کہ حدیثون کو تبرع کری اور جو کہ مولف نے یہہ قول ابوداود سی بواسطہ عینی کی نقل کیا ہی تو **جواب** اسکا یہہ ہی کہ ابوداود نے اپنے **سنن** مین حدیث صحیح ابوحمید جو بخاری اور مسلم سی نقل ہوچکی ہی جس سی صاف جمع تقدیم ثابت ہوتی ہی روایت کی ہی اور یہہ حدیث قتیبہ بن سعید کی جسکا صحیح ہونا ثابت کیا گیا ہی روایت کی ہی اور جمع قتیبہ اوسپر نہین کیا اور سوا تفرد قتیبہ کی جو کہ منافی صحت حدیث کی نہین کا حقتعالی کچھہ زبان پر نہین لایا پھر کسطرح تسلیم کیا جاوی کہ یہہ قول ہی کہا ہو تو اگر جناب مولف کو کچھہ غیرت آوی تو شان وہی کری کہ ابوداود نی کونسی کتاب مین یہہ قول کہا ہی پس محقق ہوا کہ جمع تقدیم احادیث صحیحہ سی جو بعض اون سی بروایت شیخین ہین اور بعض کم اونکی درجہ سی ثابت ہی اب سنو حدیثین تاخیر کین روایت کی سالم نی نافع سی ان ابن عمر کان اذا جد به السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب الشفق ویقول ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا جد به السیر جمع بین المغرب والعشاء اور روایت کی ہی ترمذی نی ابن عمر سے ان استغیث علی بعض اهله فجد به السیر اخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینهما ثم اخبرهم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یفعل ذلک اذا جد به السیر پھر کہا ترمذی نی هذا حدیث حسن صحیح اور روایت کی ہی **بخاری** نی سالم بن عبد اللہ سی و اخر ابن عمر المغرب وکان استصرخ علی امراته صفیة بنت ابی عبید فقلت له الصلوة فقال سر فقلت له الصلوة فقال سر حتی سار میلین او ثلثة ثم نزل فصلی فقال هکذا رایت النبی صلی الله علیه وسلم یصلی اذا عجل به السیر اور یہہ بات ادنی عاقل بہی جانتا ہی کہ اگر بعد دخول وقت مغرب کی دو تین کوس مسافت جلدین تو اتنی شفق غائب ہوجاتی ہی اور وقت عشا کا داخل ہوجاتا ہی اور صاف سنو کہ روایت کی ہی بخاری نی سالم سے قال کنت مع عبد الله بن عمر بطریق مکة فبلغه عن صفیة بنت ابی عبید شدة وجع فاسرع علیها حتی اذا کان بعد غروب الشفق نزل فصلی المغرب والعتمة جمع بینهما وقال انی رایت النبی صلی الله علیه وسلم اذا جد به السیر اخر المغرب وجمع بینهما اور روایت کی ہی نسائی نی اسمعیل بن عبد الرحمن سے قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس هبت ان اقول

---

۵۴ حضرت ابن عمر کو جب کچھہ ضرور پیش آتا جلدی یا تو مغرب کو غروب شفق کے بعد اور عشا جمع کرکے پڑہتے تھے اور کہتی کہ رسول اللہ کو جب جلدی سفر کی ہوتی تو مغرب عشا کو جمع کرکے پڑہتے **۵۵** ابن عمر بعضے رشتہ داروں کی پاس عیادت کے لئے جلدی جانیکے ضرورت پڑی تو اونہون نے مغرب مین غروب شفق تک تاخیر کی پہر اوتر کر مغرب اور عشا ملاکر پڑہین پہر لوگون سی کہا کہ سفر مین آنحضرت بہی یونہین کیا کرتے تھے جلدی کے وقت **۵۶** یہہ حدیث حسن صحیح ہے **۵۷** اور تاخیر کی ابن عمر نے مغرب مین اوس سفر مین کہ اپنی بی بی صفیہ کے پاس اونہین پہونچنا ضروری تہا سو میں کہا نماز کا وقت آگیا فرمایا کہ ابہی اور چلو یہانتک کہ دو یا تین میل اور چلی پہر اترکر نماز پڑہی اور کہا کہ جلدی کی سفر مین آنحضرت بہی یونہین کیا کرتے تھے **۵۸** کہا تہا مین عبد اللہ کے ساتہہ مکی کی رستہ مین تو اونکی بی بی صفیہ بنت عبید کی بیماری کی خبر پہونچی کہ بہت بیمار ہین تو وہ جہٹ پٹ جلدی سے جب شفق غروب ہوگئی تو مغرب اور عشا جمع کرکے پڑہی اور کہا کہ میں آنحضرت صلعم کو دیکہا ہی کہ سفر کے جلدی مین مغرب مین تاخیر کرکی جمع کرلیا کرتے تھے **۵۹** کہا کہ مین حمی تک حضرت ابن عمر کے ساتہہ تہا جب ڈوب گیا

لہ الصلوۃ فساحتی ذھب بیاض الافق وفحمۃ العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلاث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرھا
ثم قال ھکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل اور روایت کی ہی ابو داؤد نے نافع سے ان ابن عمر استصرخ علی صفیۃ وھو
بمکۃ فساحتی غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ امر فی سفر جمع بین
ھاتین الصلوتین فساحتی غاب الشفق فنزل فجمع بینھما اور روایت کی ہی ابو داؤد نے عبد ربہ بن نافع سے قال غابت الشمس
وانا عند عبد اللہ بن عمر فسرنا فلما رایناہ قد امسی قلنا الصلوۃ فسار حتی غاب الشفق وتصوبت النجوم ثم انزل
فصلی الصلوتین جمیعا ثم قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر صلی صلوتی ھذہ یقول الجمع
بینھما بعد لیل پر کہا قال ابو داؤد ورواہ عاصم بن محمد عن ابیہ عن سالم ورواہ ابن ابی نجیح عن اسمٰعیل بن
عبد الرحمٰن بن ذویب ان الجمع بینھما من ابن عمر کان بعد غیوب الشفق اور روایت کی ہی امام محمد نے موطا میں عن امامہ امام مالک کہ
ابن عمر بعد غائب ہونے شفق کے پیچھے جمع کرتے تھے عشاء کے ساتھ مغرب کے وما قال محمد بلغنا ان ابن عمر ای بطریق اخری اذ صلی المغرب حین اخر الصلوۃ قبل
ان تغیب الشفق فکیف نسلم بلا اسناد وعلی تقدیر وجود الاسناد المتصل کیف یعارض الصحیحین والترمذی والنسائی وابا داؤد
مع زیادۃ الشیخین مقدمۃ علی غیرھما کما مر عن شرح النخبۃ وسیجئ ایضا اور حاصل مطلب یہ ہے ابن عمر کا جو اوپر حدیث میں گذرا کہ ہم نے
مروی ہی یہ ہوا کہ ابن عمر نے سفر عجلت میں مغرب اوعشا کو بعد غائب ہونے شفق کی یعنی وقت عشا میں پڑھا اور کہا کہ رسول اللہ نے ہم سے سفر عجلت میں ایسا کیا ہی
اور اسکے یہ معنی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کو ایسا کرتے دیکھا قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارادان یجمع بین الصلوتین فی السفر اخر الظھر حتی یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینھما

کہ نماز کا وقت آیا اور وہ شفق کی غروب تک چلی گئی پھر اوتر میں رکعتیں مغرب کی پڑھیں پھر دو رکعتیں اوسکی پیچھے
پڑھیں اور کہا کہ میں نے حضرت کو یوں نہیں کرتے ہوئے دیکھا ہے ۵۱ ابن عمر کو اونکی بے بے کی شدت بیماری کی خبر پہونچی
اور وہ مکہ میں تھی تو وہ چلے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا اور تارے ظاہر ہوئے تو کہا کہ جب آنحضرت کو جلد کیا سفر پیش آتا
تھا تو ان دونو نمازوں کو جمع کر لیا کرتے پھر چلتے اور شفق غروب ہوئی پھر اوتر کر دونو نمازیں پڑھیں ۵۲ سورج ڈوب گیا
اور میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ تھا اور چلی گئی جب شام ہوئی تو میں کہا کہ نماز کا وقت چلی ہی گئی کہا کہ شفق غروب ہو گئی
اور تارے چمک نکلے تو اوتر کر دو نو نمازیں پڑھیں پھر کہا کہ میں آنحضرت صلعم کو دیکھا ہے کہ سفر کی ضرورت میں
یونہی پڑھا کرتے تھے یعنے رات پڑی جمع کر لیا کرتے تھے ۵۳ اور روایت کی عاصم بن محمد نے اپنے بھائی اسی اوسنے
سالم سے اور روایت کی ابن ابی نجیح نے اوسنے اسماعیل بن عبد الرحمن بن ذویب سے یہہ کہ جمع کی دو نو نمازیں
ابن عمر نے بعد غروب شفق کے ۵۴ اور وہ جو محمد نے کہا ہے کہ ابن عمر سے دوسرے روایت یوں ہمیں
پہونچی ہے کہ ابن عمر نے غروب شفق سے پہلی پڑھی تھی تو وہ بلا سند کی کیونکر مسلم ہو سکتی ہے اور سند ہو بھی تو
صحیحین اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد کی روایت کو کسطرح معارضہ کر سکتی ہی فقط شیخین کی روایت ہوتی تو بھی غیر مقدم ہی
چنانچہ شرح نخبہ سے اوپر گذر چکا اور آگے بھی آویگا ۵۵ آنحضرت جب سفر میں دو نمازو نکا جمع کرنا چاہتے تھے تو ظہر کی اتنی تاخیر کرتے تھے یہانتک

لفظ حتی اس حدیث مین بمعنی الی ہی کیونکہ دخل ہی فعل پر کہا مغتنم الحصول ہین وقد تدخل الی حتی الافعال فتنصبها بنفسها ان ویکون للغایة الخ در کہا شرح ملا مین وحقق ذلک ای مثل الی وکونها لانتهاء الغایة انتہی اور جناب مؤلف کو بھی اسپر اقرار ہی چنانچہ تنویر الحق مین موجود ہی اور جبکہ حتی بمعنی الی ہوا تو ظاہر ہی کہ وسطی انتہا اوس فعل کی ہوگا جسکی متعلق ہوگا نہ وسطی انتہا معمول متعلق اپنی کی چنانچہ بیچ حدیث امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ کے حتی وسطی انتہا اقاتل کی ہے نہ وسطی انتہا الناس کے جو مفعول ہی اقاتل کا اور بیچ آیۃ لا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط کے حتی وسطی انتہا لا یدخلون کے ہے نہ وسطی انتہا جنت کے جو مفعول ہے لا یدخلون کا جیسا کہ نہین مخفے اوس شخص پر جسے ہدایت النحو پڑہا ہوا ہوگا تو اس حدیث مین بہی حتی وسطی انتہا اخر کی ہوگا نہ وسطی انتہا ظہر کی جو مفعول ہی اخر کا پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہہ ہوا کہ جب آنحضرت ارادہ جمعکرنی دو نمازون کا کرتی تو تاخیر ظہر کی اسحد تک کرتی کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا یعنی ابہی تک ظہر نہ پہہ ہے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد دخل ہونی وقت عصر کی جمع بین الصلوتین کرتی اور ان معنی سی کسیکو اہل علم سی انکار نہین مگر محرفین للنصوص کو کہ وسطی اتباع اور حمایت قول اپنی امام کی باوجود بدیہت ان معنی کی کہہونہ مانینگے اور نئی محرف معنی خلاف نحو اور لغت کی اختراع کرینگی جیسا کہ جناب مولف فرماتی ہین پس معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ حضرت تاخیر کرتی نماز ظہر کو باینطور کہ منتہی نماز ظہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور سہر دلالت کرتا ہی پہیر ضمیر بینہما کا دونو وقتون کی طرف پس حدیث آیندہ کی انتہی کلام المولف آور مردود ہونا اس معنی کا معلوم ہوچکا جبکہ ہمنی آیۃ اور حدیث کی سند اور گواہی سی ثابت کردیا کہ اول وقت عصر کا منتہی تاخیر کا ہی نہ منتہی نماز ظہر کا جو مفعول ہی اخر کا علاوہ یہہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مؤلف محرف کے منتہی ظہر کا ہوتو ثم یجمع بینہما کی کچھہ معنی نہین بنتی کیونکہ بعد انتہا اور ہمکہنی ظہر کی اول وقت عصر تک پہر جمعکرنا اوسکا سا تہہ عصر کے کسطرح ہوا اور یہہ جو مولف نی ضمیر بینہما کا طرف دو وقتون کی راجع ٹہرایا ہے اسکا جواب تیسری حدیث مین آویگا اور روایت کی ہی مسلم نے انس سی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجل علیہ السیر یؤخر الظہر الی اول وقت العصر فیجمع بینہما ویؤخر المغرب حتی یجمع بینہا وبین العشاء حین یغیب الشفق انتہی بہی الی وسطی انتہا تاخیر کی ہی بعینہ اوسی دلیل اور شواہد سی جو حتی مین گذری پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہہ ہوا کہ جب آن حضرت سفر عجلت کرتی تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتی کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا پہر جمعکرتے ظہر اور عصر کو یعنی بعد دخول اول وقت عصر کے اور مغرب کو بہی موخر کرتے یہانتک کہ جمعکرتے اوسکو ساتہہ عشا کی جب کہ شفق غایب ہوچکتی فقط لاکن جناب مولف اس حدیث مین بہی معنی تاخیر ظہر کے ویسی ہی کرتے ہین جو اول حدیث انس رض مین کرتے تہی پس باطل ہونا اون معنی کا بہی گذر چکا اور علاوہ اس سی دوسری تحریف اس حدیث مین مولف نی یہہ کی ہی کہ حین یغیب الشفق کو ظرف بجمع کا فقط باعتبار عشا کی ٹہرائی ہے جیسا کہ آیۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم مصر کا اول وقت آجاتا پہر دونو کو جمع کرلیتے ۵ آنحضرت صلعم کو جب کبھی سفر پیش آتا تو ظہر کے اتنی تاخیر کرتے کہ اول وقت عصر کا آجاتا تو دونو کو جمع کرلیتی اور تاخیر مغرب مین کرکی عشا کی ساہتہ جمع کرلیتی شفق کی غروب کے بعد

الی المرافق مین متعلق ہے فاغسلوا کی نقط باعتبار ابدی کی تو جواب اس تحریف کا یہہ ہی کہ اس آیۃ مین تو تعلق الی المرافق کا فاغسلوا سے مع لحاظ وجوہ کی ممکن نہین ہی کہ وجوہ کی مرافق غایت نہین ہوسکتی اسواسطے الی المرافق کو فقط لحاظ ابدی کی فاغسلوا سے تعلق دیا ہے بخلاف اس حدیث کی کہان تعلق حین یغیب الشفق کا بجمیع سی بدون لحاظ مغرب اور عشا کی دونو کی ممکن نہین اور بجمیع ایسا لفظ ہے کہ اوس سی لفظ مغرب کو جدا کر کی مظروف حین کا ہرگز نہین کہہ سکتی کیونکہ جمعکرنا سوای تعلق اشیا کی نہین ہوسکتا فقط ایک ہی شی کو کوئی کیا جمع کریگا اور اوسکی کچھہ معنی نہین کہ جب کہ شفق غائب ہوچکی تب عشا اور اسکی کو جمعکرے ہان البتہ اگر لفظ حدیث کی یصلی المغرب والعشا حین یغیب الشفق ہوتی تو کہہ سکتی کہ حین متعلق ہے یصلی کے فقط باعتبار عشا کی اور درحالتی کہ حدیث مین لفظ بجمع کا ہی تو تعلق حین کا ساتھہ اوسکی بعد تجرد اوسکی کی مغرب سے کبھی نہین ممکن فتدبر فیہ اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نے اس سی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینہما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر ثم رکب مطلب اسکا احادیث سابقہ سی معلوم ہوچکا لاکن مولف محرف کی مین ایک اور تحریف ہی وہ یہہ ہے کہ ضمیر بینہما کی رجع ہے طرف دو وقتون کی یعنے طرف وقت ظہر اور وقت عصر کے تو معنی یہہ ہوئی کہ جمعکرتی تھی دو وقتون کو نہ ایک وقت مین دو نمازونکو پس جواب اسکا یہہ ہے کہ اس حدیث مین دو وقت کہین ہی مذکور نہین اگر ہی تو وقت عصر کا اکیلا مذکور ہے پہر جو چیز مذکور ہے نہو اوسکو مرجع ٹہرانا بڑے حماقت ہی بخلاف ظہر اور عصر کے جسکو ہم مرجع ٹہراتی ہین کہ وہ صریحا اور ظاہرا موجود ہے شاید بسبب غیظ و تعصب کے نظر نہین آتا ہوگا لاکن اوسکی نہ دیکھنی سی لفظ ظہر اور عصر کا جو صریحا اور مبین ہی معدوم تو نہین ہوسکتا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

باب ایک اعتراض اور ہی مولف کا ان احادیث اس پر وہ یہہ ہی کہ ایک راوی ان حدیثون کا زہری ہے اور اوسکو عادت ہے ادراج کی جیسا کہ طحاوی اور کرمانی اور زیلعی نے بس احتمال ہے کہ لفظ حتی یدخل اوقت العصر کا پہلے حدیث اس مین اور لفظ الی اول وقت العصر کا دوسرے اور تیسرے حدیث مین اور لفظ حین یغیب الشفق کا دوسرے حدیث مین زہری نے اپنے طرف سی ملا دیا ہوگا تو یہہ حدیث مدرج ہوئی اور مجروح پس جواب اسکا یہہ ہے کہ ان حدیثون مین اور آج کی بو بہی نہین آتی اور کسی لفظ کو اوسمین سی مدرج نہین کہہ سکتی جب تک کہ لفظ حتی یدخل اور الی اول وقت العصر جار مجرور ہین اور متعلق بجمیع کے اور حین یغیب الشفق ظرف ہی بجمیع کا اور ہر انیمہ پر پڑہنے والا جانتا ہے کہ جار مجرور کو اور ظرف کو ذرہ بہر استقلال نہین ہوتا اور بغیر اپنے متعلقات کی انکا وجود ہے نہین ہوتا اور سوای اپنی متعلقات کی کچھہ معنی مستقل نہین رکہتی حالانکہ مدرج وہ کلمہ ہوتا ہے جسکو فی الجملہ استقلال ہو جیسا کہ روایت کی ہے خطیب نے طریق سی ابو قطن اور شبابۃ کی ابو ہریرہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار تو ہین یہہ لفظ مستقل اسبغوا الوضوء ع جو در اصل قول ابو ہریرہ کا ہے نہ رسول اللہ کا ابو قطن اور شبابۃ نے حدیث مرفوع

ف۱ بخصوص جب سفر مین جاتی سوجہ دہی سی پہلی تو ظہر کو عصر کے وقت تک تاخیر کرکی نماز کو جمع کرلیتی تہی اور اگر سوجہ دہی سوار ہوتی تو ظہر پیدل چلتی سوار ہوتا تھا

ویل للاعقاب مین ملا دیا اور روایت کی ہی دار قطنی نی اپنے سنن مین طریق سی عبد الحمید بن جعفری بسرۃ بنت صفوان سی قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مس ذکرہ او انثییہ او رفغیہ فلیتوضاء تو مین عبد الحمید نی انثییہ اور رفغینہ کو اپنے پاس سی ملا دیا ذکر کلا الحدیثین مع بیان الادراج العلامۃ العلوی فی حاشیتہ علی شرح النخبۃ پس الفاظ غیر مستقلہ مین جنکا وجود ہے نہین ہوتا سوا سے اپنے متعلقات کی اور کچھ معنی ہی نہین رکھتی سوا متعلقات کے احتمال ادراج کا نکلنا بڑے جہالت کی بات ہی خاص کر حین تغییب السنق کو جو اخیر مین دوسرے حدیث کی واقع ہے مدرج کہنا کمال درجہ جہالت ہی کیونکہ وہ ظرف متعلق جمع کی اور معمول اوسکا ہے اور ادراج اخیر مین حدیث کی سوای جملہ کی جو معمول ہی ہو کسی لفظ حدیث کا متصور نہین کہا شرح نخبہ مین اما مدرج المتن فھو ما یقع فی المتن کلام لیس منہ فتارۃ یکون فی اولہ وتارۃ فی اثنائہ وتارۃ فی اخرہ وھو اکثر لانہ یقع بعطف جملۃ علی جملۃ او بکونہ صفۃ تمیز لا یقع بعطف جملۃ علی جملۃ ای فی الواقع فیمکن استقلالہ من اللفظ السابق یفھم من لفظ الحدیث انتھی اور کہا ابن حجر نی اما یکون الادراج بلفظ تابع یمکن استقلالہ عن اللفظ السابق انتھی کذا فی حاشیۃ العلوی اقول مثالہ ما رواہ ابو خیثمۃ زھیر بن معاویۃ عن الحسن بن الحر عن القاسم بن مخیمرۃ عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمہ التشہد فی الصلوۃ فقال قل التحیات للہ فذکرہ حتی قال اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ فاذا فعلت ھذا فقد قضیت صلوتک ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد کذا رواہ ابو خیثمۃ قادرج فی الحدیث فاذا قلت الخ انما ھو من کلام ابن مسعود لا من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا ذکرہ العلوی فانظر الی استقلال الجملۃ فاذا قلت پس ثابت ہوا کہ ان احادیث ثلثہ مین سی کسی مین ادراج متصور نہین جو جا وقوع اوسکا اور اگر اعتراض کرو کہ اگرچہ ان حدیث مین ادراج نہین لیا لاکن اہل کی عادت تو ہی اور اوسکی عادت ایسی ہو وہ شخص مجروح ہوتا ہی اور ساقط العدالۃ اور حدیث اوسکی نا مقبول ہوتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ زہری کی یہہ عادت نہین کہ ادراج فاحش جو ساقط عدالت ہوتا ہی وہ

---

۱ کہا سنا مینی آنحضرت صلعم سے کہ جس کسے نے اپنے ذکر یا فیوطون یا رانی ہولین تو وہ وضو کرے ۲ دونو حدیثون مین بیان لفظون کی ملا دیا علامہ علوی نے اپنے حاشیہ مین جو شرح نخبہ پر لکھا ذکر کیا ہے ۳ اور متن حدیث مین لفظ ملا دیا کر دو اسمین نہین تھا کبھی تو اول حدیث مین ہوتا ہے کبھی بیچ مین کبھی آخر مین اور یہہ اکثر ہے کیونکہ ایک بات کی ساتھہ دوسری بات ملتی ہے ۴ ایک بات کی ساتھہ دوسری ملتی ہی تو پہلی بات سی یا الاستقلال الگ رہتی ہی تو حدیث کی لفظ جائز ہے ۵ لفظ کا ملانا ایسی پہلی لفظ سی ہوتا ہے کہ وہ خود بہی پورا ہو اوسکی یونہین ہی حاشیہ علوی مین مین کہتا ہون مثال اوسکی وہ حدیث ہی جو روایت کی ابو خیثمہ زہیر بن معاویہ نے حسن بن حر سی اون نی قاسم ابن مخیمرہ سی اون نے علقمہ سی اون نے عبد اللہ بن مسعود سی کہ آنحضرت صلعم نی اونہین تشہد سکہایا تو کہا کہ التحیات مبارکات پڑہو پہر سی ذکر کی جب یہان پہونچی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور پہر کہا کہ آنحضرت نی فرمایا کہ جب تو یہہ کہہ چکا تو نماز تیری پوری ہو چکی تو اب کہڑا ہونا چاہی تو کہڑا ہو جا اور بیٹہنا چاہی تو بیٹہہ جا یونہین روایت کیا ہے ابو خیثمہ نے اور فاذا قلت ہذا اخیر تک ملایا ہوا کلام ابن مسعود کا ہے آنحضرت کا نہین یونہین ذکر کیا

کرتا تہا بلکہ ادراج اوسکا اسقدر ہوتا ہی کہ بتقیر کسی لفظ غریب نادر کی کردی اور اسقدر ادراج مسقط عدالت نہین ہوتا خاص کر اون احادیث مین جو بخاری مسلم کے مروے ہون کہا علوی فی حاشیہ شرح نخبہ مین قالوا الادراج قبیح حرام لما فیہ من التلبیس والتدلیس وان کان بعضہ اخف من بعض کتفسیر لفظۃ غریبۃ مثل المزابنۃ والمخابرۃ والعرایا ونحوھا مما فعلہ الزھری وغیرہ من الائمۃ بل لا یظھر التحریم فی مثل ما سیما فی المتفق علیہ وقول ابن السمعانی وغیرہ المتعمد لدسائط العدالۃ ومن یحرف الکلم عن مواضعہ وھو ملحق بالکذابین یجعل علی ما علاہ وقد ذکرنا من المصنف ومن ابن دقیق العید ما یدل علی جوازہ فی الجملۃ انتہے اور زہری اس درجہ کا امام ہے کہ کوئی بہی عالم بالحدیث اوسپر کسی نوع کا طعن نہین رکہتا بلکہ سب متفق ہین اوسکی جلالت شان اور علو مکان پر اور وہ راوی ہی سب اصحاح کا پہر جو کوئی زہری کا مجروح ہونا زبان پر لاوے تو وہ قابل فصد لوانی کی ہی کیونکہ وہ مجنون ہی کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ ابن الحارث بن زہرۃ بن کلاب القرشی الزہری وکنیتہ ابو بکر الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ مات سنۃ خمس وعشرین وقیل قبل ذالک بستۃ او سنتین وھو من رؤس الطبقۃ الرابعۃ انتہے اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری المدنی الامام المعروف احد الفقہاء وائمۃ المحدثین والعلماء الاعلام بالمدینۃ المشار الیہ فی فنون الشریعۃ انتہی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی فی ترجمہ مشکوۃ مین زہری کہ تابعی مشہور است یکی از اعلام مہت وائمہ ایشان مہت در فقہ وحدیث انتہی اور صاحب صحیح بخاری ومسلم وغیرہ اوسکی جلالت شان اور ثقاہت اور ضبط احادیث مین اتفاق رکہتی ہین تو کیا طاقت ہے کسکی کہ ایسے امام مجتہد رئیس کو مجروح کہے اور اوسکی روایت کو جو صحیحین مین مروی ہو نامقبول کہے بس یہہ ہین دلایل ہمارے جواز جمع بین الصلوٰتین پر جنہین کسیطرح سے عذر اور تاویل اور جرح اور قدح کو دخل نہین لاکن جناب مولف تسلیم سے جواز

علوی نے تو دیکہہ لیے اب استقلال اس کلام کی ہوئی کا کہا لوگون نے صحیحین لفظ ملائکی ساری قسمین حرام ہین کیونکہ اسمین فی ہوگا اگرچہ بعضی قسمین بعضی سے کمتر ہین جیسے نے لفظ کی تقسیر جیسے مزابنہ اور مخابرہ اور عرایا اور ایسی ہی لفظ چنانچہ زہری اور ائمہ حدیث نے کیا ہے سو ایسی صورت مین حرمت نہین معلوم ہوتی خصوصاً متفق علیہ مین اور یہہ قول ابن سمعانی وغیرہ کا کہ قصداً یا سہواً اسقاط العدالۃ اور حرف کو جگہہ سے بدلنے والا جہوٹون مین سے ہی یہہ اوپر کی بات کی سوا کی صورت تو مین صادق اوسکا اور ہمنے مصنف اور ابن دقیق العید کی وہ عبارت ذکر کی ہے جو جواز پر کچہہ دلالت کرتی ہی ۱۲ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرشی زہری اور کنیت اوسکی ابو بکر ہے فقیہ حافظ ہے اوسکی بزرگی اور حفظ سب مانتے ہین سنہ پچیس ۲۵ مین انتقال ہوا اور بعضی برس دو برس اس سے پہلی بتاتے ہین اور وہ طبقہ رابعہ کے لوگون کا ایک منڈہے ۱۳ محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب زہری مدنی امام فقہا مین سے اور محدثین مین سے اور بڑے علما مین سے مدینہ مین ایک شخص مشہور تہا اور فنون

جمع حقیقی کی منکر ہین اور کئی عذر پیش کرتی ہین ایک علیحدہ اونکا یہہ ہے کہ آنحضرت سفر مین جمع حقیقی نہین کرتی تھے بلکہ ہمیشہ سفر مین جمع صوری کرتے اور اس عذر پر مولف کو کئی باعث ہین **باعث اول** کہ روایت ہی ابن مسعود سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلوتین فی السفر رواہ الطحاوی اور مراد اس جمع سی اس حدیث مین جمع صوری ہے بشہادت دو شاہد اونکے **شاہد اول** یہہ دوسری روایت مین ابن مسعود سی یہہ مروی ہے کہ آنحضرت سوائے عرفات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنے وقت کی سوا سے نہ پڑہتے تھے جیسا کہ روایت کی ہی نسائی نے عبداللہ بن مسعود سی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ لوقتہا الا بجمع و عرفات پس لفظ سی جو اس حدیث سی مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلے حدیث مین جمع صوری مراد ہے اور اوسیکا اثبات ہی **شاہد دوسرا** یہہ کہ ابن مسعود نے ایک سفر حج مین جمع صوری کے ہے جیسا کہ روایت کی ہی طحاوی نے عبدالرحمن بن یزید سی کہ وہ کہتے ہین صحبت ابن مسعود فی حج فکان یؤخر الظہر و یعجل العصر و یؤخر المغرب و یعجل العشاء و یصفر بصلوۃ الغداۃ پس اس فعل سی ابن مسعود کی یہی معلوم ہوا کہ مراد حدیث مرفوع مین جمع صوری ہے پس **جواب** اسکا یہہ ہے کہ شاہد اول یعنے حدیث نسائی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہی کیونکہ دو راوی اسکے رواۃ مین سی مجروح ہین ایک **سلیمان** بن ارقم کہ اسکے توثیق اور تعدیل کسی نے نہین کی ہے بلکہ ضعیف کہا اوسکو جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے **تقریب** مین سلیمان بن ارقم البصری ابو معاذ ضعیف اور کہا **مقدمہ تقریب** مین الثامنۃ من لم یوجد فیہ توثیق لمعتبر و وجد فیہ طلاق الضعف و لم یفسر و الیہ الاشارۃ بلفظ ضعیف اہنتے اور ایک خالد بن مخلد کہ یہہ شخص فضی تہا اور صاحب احادیث افراد کا کہا **تقریب** مین خالد بن مخلد القطوانی بفتح القاف و الطاء ابو الہیثم البجلی مولاہم الکوفی صدوق متشیع و لہ افراد اہنتی اور ایسا ہے دوسرا شاہد بہی مقبول نہین اس لئی کہ فعل ابن مسعود صحابی کا اوسوقت بیان حدیث مجمل مرفوع کا جو ابن مسعود کے سوائے اور بہت صحابہ سی بہی مروی ہے ٹہرایا جاتا جبکہ فعل رسول اللہ صلعم کا بیان اور مجمل کا نہ پایا جاتا اور جبکہ بروایت رؤسا ائمہ مین بخاری اور مسلم وغیرہما کے فعل آنحضرت کا مبین اون احادیث مجملہ کا ثابت ہوگیا تو حاجت مفسر ٹہرانی فعل ابن مسعود کے کیا ہے یعنے جبکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد اور موطا امام محمد کی روایات مین ثابت آگیا کہ آنحضرت جمع حقیقی کیا کرتے تھے جیسا کہ سابق وہ روایتین

---

۱ آنحضرت صلعم سفر مین دو نمازون کو جمع کیا کرتے تھے روایت کی طحاوی نے ۲ کہا ابن مسعود نے آنحضرت وقت پر نماز پڑہا کرتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات مین ۳ مین ابن مسعود کے ساتھہ سفر حج مین رہا تو وہ ظہر کی تاخیر اور عصر کی جلدی کرتی ہی اور مغرب کی تاخیر اور عشا کی جلدی کرتے تھے اور فجر روشنے مین پڑہتے تھے ۴ سلیمان بن ارقم بصری ابو معاذ ضعیف ۵ آنہون مین وہ لوگ ہین جنکی کسی معتبر سے توثیق نہ پائی جاوے بلکہ اونمین ضعف پایا جاوے اگر یہہ ضعف کے تفسیر ہو اور جسی کہ طرز اشارہ سے لفظ

نقل ہوچکیں تو معلوم ہوا کہ جو حدیثیں کیفیت جمع سی مجرد ہیں مثلاً اول روایت ابن مسعود کے جسمیں کلام ہی اور سوائے اسکے اونمیں بھی ویسی ہی جمع مراد ہے اور وہ روایتیں مرفوعہ شیخین وغیرہما کی اون احادیث مجملۃ الکیفیۃ کے بیان پڑے ہیں پس کیا حاجت ہے کہ فعل رسول کو چھوڑ کر فعل صحابی کو بیان مجمل ٹھہراوین کہا **بحر الرائق** متفقے مین وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ انتہے پس ثابت ہوا کہ حدیث اول مین ابن مسعود کی جمع صوری سے مراد نہین اور مثبت اسکی نہ تو حدیث ثانی ابن مسعود کے جو نسائی نے روایت کی ہوسکتی ہے اور نہ فعل ابن مسعود کا اب اگر اعتراض کرو کہ اگر جمع حقیقی درست ہوتی تو ابن مسعود کیون نہ اختیار کرتے اور جمع صوری کیون کرتے تو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہی اور ترک اوسکی افضل اور عزیمت ہے پس اگر فرض بھی کیا جاوے کہ ابن مسعود نے جمع صوری کی نہ حقیقی بلکہ جمع صوری بھی کی اور نمازین اپنی اپنی اوّل وقتونمین پڑہین تو اس اختیار کرنے عزیمت کیسے یہہ تھوڑہی لازم آتا ہے کہ رخصت یعنی جو حقیقی ممنوع ہوجاوے جیسا کہ کسی نے سفر مین افطار اختیار نکیا اور روزہ رکھا تو اس سی یہہ تھوڑہی لازم آتا ہے کہ اوس شخص نے افطار کو منع جانا فقد بر **باعث ثانی** مؤلف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعا جمیعا و ثمانیا جمیعا الظہر و العصر و المغرب و العشاء رواہ الشیخان و غیرہما و فی روایۃ لمسلم بالمدینۃ فی غیر خوف و لا مطر و قال الراوی لا یحرج امتہ و للطحاوی من جابر بالمدینۃ للترخص من غیر خوف و لا علۃ و تقریر اسکی یہہ ہے حدیث ابن عباس کی کہ صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ ثمانیا جمیعا و سبعا جمیعا اخر الظہر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل العشاء رواہ النسائی پس یہہ حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ آنحضرت جمع صوری کیا کرتے تھے **پس جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیثین جمع کین حالت قیام مین ہین نہ حالت سفر مین چنانچہ الفاظ حدیث سی ظاہر ہوتا ہے اور اسی نسائی راوی اس حدیث کی نے ترجمہ اس حدیث کا یہہ منعقد کیا ہے کہ الوقت الذی یجمع فیہا المقیم تو کیفیت جمع مقیم پر کیفیت جمع مسافر کو قیاس کرنا باوجودیکہ مسافر کی جمع حقیقی شیخین وغیرہما کے روایت سی ثابت ہوچکی ہے قیاس مع الفارق ہی اور قیاس مقابل نصوص کے ہے پس ایسی قیاس کرنے والون کے کیا بعید ہے کہ مسافر کو مقیم پر قیاس کرکے مسافر کی قصر کو بھی ناجایز کہین تنبیہ اسحدیث مین ابن عباس کے جس سے جمع حالت اقامت مین ثابت ہوتی ہی بڑی جھگڑی اور

خالد بن مخلد مطعون صدوق شیعہ ہے اور منفرد حدیثین روایت کرتا ہے ۱۲ آنحضرت کے حدیث اول پر مقدم ہے ۱۲ آنحضرت نے سات اور آٹھہ رکعتین اکہٹے پڑہین ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا روایت کی شیخین وغیرہ نے اور ایک روایت مسلم مین ہے، مدینہ مین بغیر خوف اور مینہ کے اور کہا ابن عباس نے کہ آپنے یہہ ارادہ کیا کہ امت پر تنگی نہ ہے اور روایت کی طحاوی نے کہ مدینہ مین رخصت کیے واسطے بغیر خوف اور سبب کے ۱۲ یعنی آنحضرت کی ساتھہ مدینہ مین آٹھہ اور سات رکعتین اکہٹی پڑہین تاخیر کی ظہر مین اور عصر مین جلدی اور تاخیر مغرب مین اور عشا مین جلدی روایت کی نسائی نے

اختلاف ہین ترمذی کا یہہ دعوی ہے کہ یہہ حدیث منسوخ ہے بالاجماع امام نووی کہتے ہین کہ یہہ دعوی ٹھیک نہین بلکہ حدیث معمول ہی نزدیک بعض کے بظاہر معنی اور نزدیک اکثر کے بمعنی مئول ہے تو تفصیل ہر ایک کی عبارت مرقومۂ الذیل سے معلوم کرنے چاہیے قال النووی فی شرحہ علی صحیح مسلم وللعلماء فیہا تاویلان وہذا اھب وقد قال الترمذی فی آخر کتابہ لیس فی کتابی حدیث اجمعت الامۃ علی ترک العمل بہ الا حدیث ابن عباس فی الجمع بالمدینۃ من غیر خوف ولا مطر وحدیث قتل شارب الخمر فی المرۃ الرابعۃ وھذا الذی قالہ الترمذی فی حدیث شارب الخمر ھو کما قالہ فھو حدیث منسوخ دل الاجماع علی نسخہ واما حدیث ابن عباس فلم یجمعوا علی ترک العمل بہ بل لہم اقوال منہم من تاولہ علی انہ جمع بعذر المطر وھذا المشہور عن جماعۃ من الکبار المتقدمین وھو ضعیف بالروایۃ الاخری من غیر خوف ولا مطر انتھی ورد الحافظ ایضا حیث قال فی فتح الباری قال مالک لعلہ کان فی مطر لکن رواہ مسلم واصحاب السنن من طریق حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر بلفظ من غیر خوف ولا مطر فانتفی ان یکون الجمع المذکور للخوف او للسفر او للمطر انتھی وقال النووی ومنہم من تاولہ علی انہ کان فی غیم فصلی الظہر ثم انکشف الغیم وبان ان وقت العصر دخل فصلاھا وھذا ایضا باطل لانہ وان کان فیہ اولی احتمال فی الظہر والعصر فلا احتمال فی المغرب والعشاء انتھی وتعقبہ الحافظ بانہ مبنی علی انہ لیس للمغرب الا وقت واحد والمختار عند مخالفہ وھو ان وقتہا یمتد الی العشاء فعلی ھذا فالاحتمال قائم انتھی وقال النووی ومنہم من تاولہ علی تاخیر الاولی الی آخر وقتہا فصلاھا فیہ فلما فرغ منہا دخلت الثانیۃ فصلاھا فصار صورتہ صورۃ جمع

ف کہا نووی نے شرح مسلم مین کہ علما کے اسباب مین کئی مذہب اور چند تاویلین ہین اور ترمذی نے اپنے آخر کتاب مین کہا ہے کہ میرے کتاب بہر مین کوئی ایسے حدیث نہین کہ علما نے اوسکی چھوڑ دینے پر اتفاق کیا ہو مگر حدیث ابن عباس کے جمع صلوتین مین بلا خوف اور مینہہ کے اور حدیث شراب خوار کو چوتھی دفعہ قتل کرنیکے اور یہہ تقریر جو ترمذی نی کی ہے حدیث شراب خوار مین ٹھیک ہے کیونکہ وہ منسوخ ہے اور اجماع اوسکی منسوخ ہونی پر دلالت کرتا ہے رہی حدیث ابن عباس کے تو اوسکی ترک پر اجماع نہین بلکہ اوسکی باب مین علما کے چند قول ہین بعضون نے تو کہا ہے کہ مینہہ کی سبب سے جمع کی تھی اور یہی ایک جماعت متقدمین کا سے مشہور ہے اور یہہ دوسرے روایت کی رو سی ضعیف ہے کہ اوسمین بلا خوف اور بلا مینہہ کے آیا ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی اسکو رد کیا ہے چنانچہ فتح الباری مین کہا ہے کہ مالک نے کہا ہے کہ شاید وہ جمع کرنا مینہہ مین تھا لیکن مسلم اور اصحاب سنن نے سند حبیب بن ابی ثابت کی سی کہ اون نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اوسمین بلا خوف اور مینہہ کے ہے سو اب یہہ بات نہین ہے کہ وہ جمع کرنا خوف یا سفر یا مینہہ کے سبب سے ہو ہو چکی عبارت اوسکی اور نووی نی کہا ہی کی اور بعضے علما نے یہہ تاویل کی ہے کہ وہ بدلیکا دن تھا سو ظہر کی نماز پڑہی اتنی مین کھل گیا اور معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آگیا سو اوسی ہی پڑہ لیا اور یہہ بہی باطل ہے کیونکہ اگر یہہ کچھہ یہہ شبہہ ظہر اور عصر مین ہو سکتا ہی تو مغرب اور عشا مین تو نہین ہو سکتا اور حافظ ابن حجر نے یہہ کہا ہے کہ اسکی بنا تو اسپر ہی مغرب کا وقت ایک ہی اور اوس قائل کے نزدیک مغرب کا وقت عشا تک ہے تو وہ شبہہ اپنی حال پر رہا اور نووی نی کہا کہ بعضون نے یہہ سمجھا ہے کہ آخر وقت مین ایک نماز

وهذا ایضا ضعیف وباطل لانه مخالف للظاهر مخالفة لا تحتمل وفعل ابن عباس الذی ذکرناه حین خطب واستدل له بالحدیث
لیتصور فعله وتصدیق ابی هریرة له لعدم انکاره صریح فی رد هذا التاویل انتهی اقول وذلک عن عبد الله بن شقیق قال
خطبنا ابن عباس بعد العصر حین غربت الشمس وبدت النجوم وجعل الناس یقولون الصلوة الصلوة قال فجاءه رجل من بنی تمیم لا یفتر
ولا یثنی الصلوة الصلوة فقال ابن عباس تعلمنی بالسنة لا ام لک ثم قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع بین الظهر والعصر
والمغرب والعشاء قال عبد الله بن شقیق فحاک فی صدری من ذلک شیء فاتیت ابا هریرة فسالته فصدق مقالته رواه مسلم
قال الشیخ سلام الله فی الحلی قلت لیس فیها کما تری ما یدل علی ان صلوة ابن عباس للمغرب کانت بعد غیبوبة الشفق انتهی وقال الحافظ
هذا الذی ضعفه ای تبعا لمن تقدمه استحسنه القرطبی ورجحه قبله امام الحرمین وجزم به من القراء ابن المانجشون والطحاوی
وقواه ابن سید الناس بان ابا الشعثاء وهو راوی الحدیث فسر قال به فیما رواه الشیخان من طریق ابن عیینة عن عمرو بن دینار
قلت ذکر هذا الحدیث وزاد قلت یا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظنه قال ابن
سید الناس وراوی الحدیث ادری بالمراد من غیره قلت لکن لم یجزم بذلک بل لم یستمر علیه فقل تقدم کلامه لا یقوی
وتجویزه ان یکون الجمع بعذر المطر لکن یقوی ما ذکر من الجمع الصوری ان طرق الحدیث کلها لیس فیها صفة الجمع
فاما ان تحمل علی ظاهرها فیستلزم اخراج الصلوة عن وقتها الحقیقی وبغیر عن روایاتها ان یحمل علی صفة مخصوصة لا یستلزم

پڑھی اتنی میں دوسری نماز کا وقت آگیا تو وہ بھی پڑھ لی تو صورۃً جمع کی ہوئی اور حقیقۃً باطل ہے کیونکہ ظاہر کا ایسا مخالف ہے جسکا احتمال ہی نہیں
ہو سکتا اور ابن عباس کا وہ فعل خطبہ کی وقت جس سے ہم ذکر کر چکے اور حجت پکڑنا اور انکا حدیث سے اپنے فعل کے تصدیق لینا اور تصدیق کرنا ابو ہریرۃ کا
اوسی اوپر انکا ذکر کرنا اوسپر ہمارا دلیل لانے کے وہمیں کہلا ہوا ہے میں کہتا ہوں یہہ وہ ذکر ہے جو عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہی کہ ابن عباس نے خطبہ
پڑھا بعد جب سورج ڈوب گیا اور تارے نکل آئے اور لوگ نماز نماز پکارنے لگے تو ایک شخص بنی تمیم میں سے برابر پکارتا رہا تو ابن عباس نے
کہا کہ تیری ماں مرے کیا تو مجھے سنت سکھاتا ہے میں نے آنحضرت کو دیکھا ہے کہ ظہر اور عصر جمع کی اور مغرب اور عشا جمع کی پھر عبد اللہ بن شقیق نے کہا
کہ یہہ بات میرے جی کو لگی تو میں ابو ہریرۃ کی پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسکی تصدیق کی روایت کی مسلم نے
شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں جسکے معلوم ہے کہ اوسمیں یہہ دلالت نہیں کہ نماز ابن عباس کے شفق ڈوبنے کے بعد پڑھی اور کہا حافظ
ابن حجر نے جسکو نووی نے ضعیف کہا ہی اوسکو قرطبی نے مستحسن بتایا ہے اور پہلی اوس سے امام الحرمین ترجیح دی چکی ہیں اور
متقدمین سی ابن المانجشون اور طحاوی نے اسکا یقین کیا ہے اور تقویت دی ہے اسکو ابن سید الناس نے یوں کہ حدیث کے راوی ابو شعثا نے
شیخین کے روایت میں کہ جو ابن عیینة نے عمرو بن دینار سی روایت کی ہی اسکو مانا ہی چنانچہ اوسمیں راوی ہے کہ میں نے ابو شعثا سی پوچھا کہ
مجھکو یوں گمان پڑتا ہی کہ ظہر کی تاخیر کی اور عصر کی جلدی اور مغرب کی تاخیر اور عشا کی جلدی تو اوس نے کہا کہ میرا بھی یہی گمان ہے کہا ابن
سید الناس نے کہ راوی حدیث کا مراد حدیث خوب جانتا ہے میں کہتا ہوں کہ ابو شعثا نے یہہ یقین کامل نہیں کیا کیونکہ کلام کر چکا ایوب سی اور یہہ تجویز
اوسکی کہ جمع مینہ کے سبب سے ہی اوپر گذر چکا لیکن واسطے جمع صوری کی قوت کے وجہ یہہ ہے کہ ساری ہی باقی حدیثوں میں طریقہ جمع کا نہیں کوئی نہیں

لاخر ویجمع بها بین متفرق الاحادیث وهو اولی والله اعلم انتهی وقال النووی ومنهم من قال هو محمول علی الجمع بعذر المرض اونحوه مما هو فی معناه من الاعذار وهذا قول احمد بن حنبل والقاضی حسین من اصحابنا واختاره الخطابی والمتولی والرویانی من اصحابنا وهو المختار فی تاویل لظاهر الحدیث ولفعل ابن عباس وموافقة ابی هریرة ولان المشقة فیه اشد من المطر انتهی وتعقبه الحافظ بانه لو کان جمع صلی الله علیه وسلم بین الصلوتین لعارض المرض لما صلی معه الامن به نحو ذلک العذر والظاهر انه صلی الله علیه وسلم جمع باصحابه وقد صرح بذلک ابن عباس فی روایة انتهی قلت یجیب بانهم انما صلوا معه تحریا لافضل الصلوة خلفه فالجمع لهم تبعا للنبی صلی الله علیه وسلم وان لم یجز استقلالا انتهی وقال النووی وذهب جماعة من الائمة الی جواز الجمع فی الحضر للحاجة لمن لا یتخذ عادة وهو قول ابن سیرین واشهب من اصحاب مالک وحکاه الخطابی عن القفال الشاشی الکبیر من اصحاب الشافعی عن ابی اسحاق المروزی عن جماعة من اصحاب الحدیث واختاره ابن المنذر ویؤیده ظاهر قول ابن عباس اراد ان لا یحرج امته فلم یعلله بمرض ولا غیره والله اعلم انتهی وکذا قال الحافظ وزاد بعد ابن سیرین ربیعة فافهم فان قلت یرد هذا التاویل ما رواه الترمذی عن ابن عباس مرفوعا من جمع بین الصلوتین بغیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر قلنا هذا الحدیث لا یصلح للاحتجاج ففیه حنش وهو حسین بن قیس واه ضعیف بل متروک بل قیل کذاب قال الشیخ سلام الله المحدث حسین بن قیس واه قال الحافظ وغفل الحاکم فاستدرکه قال الترمذی وحنش ضعیف عندهم ضعفه احمد وغیره انتهی وقال الحافظ فی التقریب حنش متروک وقال نور الدین علی فی مختصر تنزیه الشریعة الحسین بن قیس کذاب قال الحافظ

سو اب اگر ظاہر پر حدیثوں کو رکھا جاوے تو ضرور نماز کا اپنی وقت معین سی بغیر عذر کی نکالنا لازم آویگا اور جبکہ یہہ ہے کہ حدیثوں کو ایکدیگر پر تفاسیر سے محمول کرنا چاہیئے کہ وقت سی نکلنا لازم آوی اور احادیث متفرقہ میں یوں موافقت نکالی جاوے تو وہ اولی ہی ہوگی جیسی عبارت اوسکی اور کہا ہووے نے اور بعضوں نے یوں کہا ہے کہ یہہ حکم عذر مرض پر محمول ہی یا اور کوئی ایسا عذر جو ہماری کی مانند ہووے اور یہہ امام احمد بن حنبل اور قاضی حسین کا شافعیوں میں سی منقول ہے اور پسند کیا ہے اسکو خطابی نے اور متولی اور رویانی نے ہمارے ساتھیوں میں سی اور یہی پسندیدہ ہی ظاہر حدیث کے ولیکن سر ٹھہنا ہمیں بسبب فعل ابن عباس کے اور اوسپر موافقت کرنے ابوہریرہ کے اور اوسمیں بہ نسبت مینہ کے تکلیف بھی زیادہ ہی ہوگی عبارت اوسکی اور اوسپر حافظ ابن حجر نے اعتراض کیا ہے کہ اگر اس عذر سی یہہ نماز پڑہتی تو اونکی ساتھہ فقط معذور ہی پڑہتی حالانکہ ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنے عام صحابہ کو زمرہ میں یہہ نماز پڑہی ہی چنانچہ ابن عباس نے ایک روایت میں کہول کر کہا ہی ہوچکا اعتراض حافظ ابن حجر کا اور جواب یوں دیا گیا ہے کہ آپکے ساتھہ عام صحابہ نے آپکے اقتدا کی برنگی کی کہ وہ نماز پڑہی ہووے اور نکہ جمع آنحضرت کی اتباع میں مبلغ ہوگئے اگرچہ جدا جدا مباح نہ تھی ہوچکی تقریر جواب کے اور کہا نووی نے ایک جماعت نے کہا ہے کہ جو خوگر پکڑلی اوسکو حالت اقامت میں ضرورت کی وقت جمع کرنا جایز ہے اور یہہ منقول ابن سیرین اور اشہب کا مالکیوں میں سی ہے اور ذکر کیا خطابی نے قفال شاشی کبیر شافعی سے اور ابو اسحاق مروزی کے ایک گروہ اہل حدیث کی اور پسند کیا ہے اسکو ابن منذر نی اور تائید کرتے ہی اسکی ابن عباس کے یہہ بات کہ آپنی رفع تنگی امت کی لیے یہہ کیا کیونکہ بیماری وغیرہ کو سبب ٹہرایا یہہ جو کچھ عبارت اوسکی اور اسیطرح کہا ہے حافظ ابن حجر نے اور بعد ابن سیرین کے ربیعہ کا نام بڑہا دیا ہے

السیوطی فی الجامع حسین بن قیس کذبہ احمد وقال القاضی محمد بن علی الشوکانی فی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ حسین بن قیس
کذبہ احمد قیل وقد اخرج ھذا الحدیث الحاکم وقال حسین ثقۃ وتعقبہ المنذری فقال الانعلم احدا وثقہ غیر الحسین بن مغیرۃ کذا ذکرہ
نور الدین علی اقول وان سلمنا توثیق الحاکم وغیرہ الحسین لکن التعدیل لا یعارض الجرح الذی یکون مع بیان السبب کما لکذب فی
جرح الحسین ھاھنا لم یذکر المعدل ذلک السبب کما مر عن مسلم الثبوت وشرح النخبۃ وحاشیۃ العلوی وانت تری ان الحاکم وغیرہ
لم یذکروا سبب الجرح فی الحسین وھو الکذب علی ان قال الذھبی وھو من اھل الاستقراء التام فی نقد الرجال لا یحل لاحد
ان یغتر بتصحیح الحاکم ما لم ینظر الی تعقباتی وتلخیصاتی ذکرہ الشیخ الاجل شاہ عبد العزیز قدس سرہ فی
بستان المحدثین **باعث ثالث** مؤلف کا عذر اول پر یہہ ہی کہ احادیث شیخین کین اس سی یعنی جو کہ ہمنی جمع اخیر مین
نقل کین ہین وہ بہی جمع صلوری ہی پر دلالت کرتی ہین بین طور کہ الے اوپنین وسطی انتہا ظہر کے جو مفعول ہی متعلق
الے کا ہے اور ضمیر بینہما کے طرف دونو وقتونکی راجع ہے نہ طرف دو نمازون کے اور حین لغیب الشفق متعلق ہے جمع کے
فقط بلی اعتنا کی بس جواب اس خرافات کا ذیل مین اون احادیث کی جو مقام جمع تاخیر مین منقول ہین گذر چکا وہان پڑہکہ
باعث رابع مؤلف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ ابن عمر نے صفیہ بنت ابی عبید کی عیادت کی سفر مین عصر اور ظہر مابین
وقت دونو نمازون کے وتر کر اول ظہر پڑہی پہر عصر اور ایسا ہی مغرب اور عشا اور بعض روایتون مین یون ہے کہ مغرب قبل سقوط
شفق کی پڑہے اور عشا بعد اسکی جیسا کہ روایت ہی عبد اللہ بن واقد و نافع سی ان صفیۃ بنت ابی عبید توفیت فقال عمر قال الصلوۃ قال سرحتی اذا کان

سمجہ لے تو پہر اگر تو کہے کہ اس احادیث کو ترمذی کی وہ روایت رد کرتے ہے جو ابن عباس سی مرفوع آئی ہی کہ جس کسی نے بلا عذر
نمازون کو جمع کیا تو کبیرہ گناہ کیا تو ہم جواب دینگی کہ یہہ روایت صحت کی لایق نہین اسمین حنش یعنی حسین بن قیس راوی سست
اور ضعیف ہے بلکہ اوسکی روایت متروک ہی بلکہ بعضون نے اوسے بڑا جہوٹا کہا ہے کہا شیخ سلام اللہ محدث نے حسین بن قیس راوی ایسا
سست ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ حاکم نے اسکی استدراک مین غفلت کی ہے کہا ترمذی نے اور حنش
اون لوگون کے نزدیک ضعیف ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین کہا کہ وہ متروک ہے اور
نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین کہا ہے کہ حسین بن قیس بڑا جہوٹا ہے کہا حافظ سیوطی نے جمع مین حسین ابن قیس کو امام احمد نے جہوٹا
بتایا ہے اور کہا قاضی محمد بن علی شوکانی نے فوائد مجموعہ مین جو احادیث موضوعہ کی بیان مین ہی حسین بن قیس کو امام احمد نے جہوٹا بتایا ہی
لوگون نے کہا ہے کہ اس حدیث کو حاکم نے روایت کر کے کہا ہے کہ حسین ثقہ ہے اور اوسپر منذری نے تعرض کیا ہے کہ سوای حسین بن مغیرہ کے
اور کسیکو ثقہ نہین بتایا یہ نہین ذکر کیا ہی نور الدین علی نے مین کہتا ہون اگر ہم حسین کا ثقہ ہونا حاکم وغیرہ کی نقل پر مان بہی لیوین تو تعدیل اوس
جرح کی معارض نہین پڑ سکتی کہ مع سبب کے ہو جیسی کہ ہمنے حسین کے جرح مین ہے جب تک کہ تعدیل والا اوس سبب کو نہ بتا دی چنانچہ مسلم سی اوپر گذر چکا
اور شرح نخبہ اور حاشیہ علوی سی اور یہہ بہی معلوم ہی کہ حاکم وغیرہ نی سبب جرح کی نفی نہین کی حسین کے باب مین کہ وہ سبب جہوٹ بتانا علانیہ کہ ذہبی
پورے تلاش کا آدمی ہی نقد الرجال مین کہا ہی کہ کسیکو حلال نہین کہ حاکم کی صحت پر دہوکا کہا دی حیثیکہ میری بات پر نظر نہ ڈال پہر شیخ

قبل غيوب الشفق نزل فصلى المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلى العشاء ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا عجل به امر صنع مثل الذى صنعت فسألونى ذلك اليوم والليلة مسيرة ثلاث رواه ابو داؤد ورواه عن ابن جابر ايضا وقال ابو داؤد ورواه عبد الله بن العلاء عن نافع قال حتى اذا كان عند ذهاب الشفق نزل فجمع بينهما

اقول رواية ابى داؤد عن ابن جابر قوله رواه عبد الله بن العلاء عن نافع تعليقان والتعليق لا يكون حجة فبقى علينا الجواب عن الرواية الاولى الموصولة اور روایت ہی نافع سے کہا خرجت[1] مع عبد الله بن عمر وهو يريد ارضا له فقال نزلنا منزلا فاتاه رجل فقال ان صفية بنت ابى عبيد لما بها فلا اظن ان تدركها فخرج مسرعا ومعه رجل من قريش فسار حتى اذا غابت الشمس لم يصل الصلوة وكان عهده بصاحبه وهو محافظ على الصلوة فلما ابطأ قلت الصلوة يرحمكم الله فما التفت الى ومضى كما هو حتى كان فى آخر الشفق فنزل فصلى المغرب ثم اقيم العشاء وقد توارت فصلى بنا ثم اقبل علينا فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عجل به امر صنع هكذا رواه الطحاوى والنسائى[2] اور روایت ہی عطاف سے کہ وہ روایت کرتی ہیں نافع سے کہ کہا اقبلنا مع ابن عمر حتى اذا كنا ببعض الطريق استرجع على صفية زوجة بنت ابى عبيد فراح مسرعا حتى غابت الشمس فنودى بالصلوة فلم ينزل حتى اذا امسى فظن انه نسى فقلت الصلوة فسكت حتى اذا كاد الشفق ان يغيب نزل فصلى المغرب وغاب الشفق فصلى العشاء وقال هكذا كنا نفعل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير رواه الطحاوى اور ابن سعد سے ہے بسند صحیح کہ پوچھا میں نے سالم بن عبد الله سے هل كان عبد الله يجمع بين شئ من صلوته فى سفره فذكر ان صفية بنت ابى عبيد كانت تحته فكتبت اليه وهو فى زراعة له انى فى آخر يوم من ايام الدنيا واول يوم من ايام الآخرة فركب فسرع السير حتى اذا حانت صلوة الظهر قال له المؤذن الصلوة يا ابا عبد الرحمن فلم يلتفت حتى اذا كان بين الصلوتين نزل فقال اقم فاذا اسلمت فاقم فصلى ثم ركب حتى اذا غابت الشمس

بزرگ شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین میں یہ ذکر کیا ہے [1] ابن عمر کے موذن نے کہا کہ نماز کا وقت آگیا تو انہوں نے کہا ہی اور چلی چلو یہانتک کہ جب شفق غروب ہونی پر ہی تو اتر کر مغرب پڑہی اور غروب شفق کا انتظار کیا بعد غروب شفق کی عشا پڑہی پھر کہا آنحضرت صلعم کو جب کسی امر میں جلدی ہوتی تھی تو ایسا کیا کرتی ہی جیسی میں کیا اور اس رات دنیا میں تین منزل گئی روایت کی ابو داؤد نے اور روایت کی جابر سے بھی اور کہا ابو داؤد نے کہ عبد الله بن علاء نے نافع سے روایت کر کے کہا ہے کہ جب شفق غروب ہونی لگی تو اتر کر دو نمازیں جمع کیں [2] میں عبد الله بن عمر کی سات تھا اور وہ بھی کہ ہیشہ تیز چلتے تھے ایک روز نے آکر کہا کہ صفیہ بنت ابی عبید بیمار ہے مجھ نہیں گمان کہ تم اوسکو زندہ دیکھو سو تو وہ جلدی چلدی اور اوسکی ساتھ ایک شخص قریش میں سے تھا ہم چلی یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑہی حالانکہ وہ بڑی پابند نماز تھی جب دیر ہوئی تو میں کہا کہ الله تجھ پر رحم کرے نماز کا وقت آگیا اور انہوں نے نہ سنا اور چلی گئی یہانتک کہ جب شفق چھپنے لگے تو اتر کر مغرب پڑہے پھر عشا پڑہے رات بڑی پھر ہمارے طرف منہ کر کے کہا کہ آنحضرت صلعم کو جب کوئی جلد یکا امر ہوتا تو یہ نہیں کیا کرتی تھی اسیطرح روایت کی ہی طحاوی اور نسائی نے [3] ابن عمر کے ساتھ ہم گئی ایک سفر میں کہ انکی بی بی کی بیماری کی خبر آئی یعنی صفیہ بنت ابی عبید کہ وہ جلدی سے چل نکلی جب سورج ڈوب گیا تو نماز کی لئی کسینے کہا تو وہ اوتری نہیں یہانتک کہ شام ہوگئی لوگوں نے گمان کیا کہ نماز کو بھول گئی تو میں نماز کو کہا تو جب ہوتے یہانتک کہ شفق غروب کے قریب پہونچی تو اوتری اور مغرب پڑہے اور جب شفق غروب ہوگئی تو عشا پڑہی اور کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کی یہ نہیں کیا کرتی تھے

قال لہ المؤذن الصلوٰۃ فقال کفعلک فی صلوٰۃ الظہر والعصر ثم ساختی اذا اشتبکت النجوم نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا اسلمت فاقم فصلی ثم انصرف فالتفت الینا فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حضر احدکم الامر الذی یخاف فوتہ فلیصل ھذہ الصلوٰۃ رواہ النسائی اور روایت ۳۱ نافع سے کہا اقبلنا ۳۲ مع ابن عمر فلما کانت تلک اللیلۃ ساختی امسینا فظننا انہ نسی الصلوٰۃ فقلنا لہ الصلوٰۃ فسکت وساختی کاد الشفق ان یغیب ثم نزل فصلی وغاب الشفق فصلی العشاء ثم اقبل علینا فقال ھکذا کنا نصنع مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اجد بہ السیر رواہ النسائی ۳۳ پس یہہ حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ آنحضرت جمع صورے کیا کرتی تہی پس جواب اسکا یہہ ہی کہ ابن عمر نے اس کیفیت سی ہرگز نمازین جمع نہین کین جیسا کہ ان روایتون سی معلوم ہوتا ہے بلکہ جمعکرنا اونکا بعد خروج وقت پہلی نمازکی اور بعد غیبوبۃ شفق کی ہوا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی سی اور روایت ابوداؤد سی اور ایک روایۃ نسائی کیسی اور ایک روایت مؤطی امام محمد کیسی گذر چکا اور یہہ روایات جو مؤلف کیطرف سی بالانقل مذکور ہوئین ہین جنسی جمع صوری کرنی ابن عمر کی واضح ہوتی ہے یہہ سب روایات اور مردود اور شاذ اور نا کبیر ہین پس تفصیل وار ایک ایک کہوٹ سنتے جاؤ روایت اول ابوداؤد کی جسمین قبل غیوب شفق واقع ہے اس الی منکر ہے کہ مخالف ہی صحاح کی اور خود ضعیف ہی کیونکہ ایک راوی اوسکا محمد بن فضیل ۳۴ بن غزوان ہی اور یہہ مجروح ہی کیونکہ کیا کیا طرف رفض کے اور تقدم الاحادیث ہی اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیا کرتا تہا کما قال الحافظ ابن حجر فی تقریب ۳۵ تہذیب التہذیب فضیل بن غزوان بفتح المعجمۃ وسکون الزاء الضبی مولاہم ابو عبد الرحمن الکوفی صدوق ربما اخطأ وکان یتشیع اور کہا نور الدین علی فی مختصر تہذیب التہذیب محمد بن فضیل بن غزوان بفتح المعجمۃ وسکون الزاء الضبی مولاہم ابو عبد الرحمن الکوفی صدوق ربما اخطأ وکان یتشیع اور کہا نور الدین علی فی مختصر تہذیب التہذیب محمد ۳۵ ابن غزوان یقلب الاخبار ویرفع الموقوف انتہے بسط روایت دوسری جسمین لفظ آخر الشفق کا واقع ہے اور اوسکو طحاوی اور نسائی نی روایت کیا ہے وہ بہی منکر ہے اس لیے کہ اوسکی طحاوی والی اسناد مین بشر بن بکر ہی وہ غریب الحدیث ہی ایسی وہ ہین لا بأس بہ کی بہی خلاف قال الحافظ فی التقریب اور اوسکی نسائی والی اسناد مین ولید بن قاسم ہے

جب آپکو سفر پیش آتا جلد بیکار روایت کی طحاوی نے ۵۲ کیا عبد اللہ بن عمر نماز جمع کیا کرتے تہی سفر یا تو انہون نی ذکر کیا کہ صفیۃ بنت ابی عبید نے جو اونکی بیبی تہین اونہین لکہا اور وہ اپنے کہتے ہیں کہ میرا وقت اخیر ہے سو وہ جلد چل نکلی جب ظہر کا وقت آیا تو موذن نی کہا امی ابو عبد الرحمن نماز کا وقت آگیا اونہون نے سنا اور جب دو نمازون کی جمع کا وقت ہوا تو کہا کہ کبیر کہو جب سلام پہیرون مین تم پہر تکبیر کہو پہر نماز پڑہی اور سوار ہو گئی جب رجر ڈوب گیا تو موذن نے پہر کہا اونہون نے کہا مثل ظہر عصر کے کرینگی اور چلی گئی جب ساری نکل آئے تو اوتر کر موذن سی کہا کہ تکبیر کہہ جب سلام پہیرون تم پہر تکبیر کہو پہر نماز پڑہی پہر متوجہ ہوکر کہا کہ آنحضرت صلعم نی فرمایا ہی کہ جب تمہین کوئی ایسا کام پیش آوی کہ تم اوسکی ماتہہ سی جاتی رہنی کا خوف کرو تو اسطرح کی نماز پڑہا کرو روایت کی نسائی نی ۵۱ نکلی ہم ابن عمر کے ساتہہ جب شام ہوئی تو ہمنے جانا کہ وہ نماز بہول گئی تو ہمنے اون سی کہا کہ نماز کا وقت آگیا وہ چپ ہو رہے اور چلی گئی یہانتک کہ شفق غروب ہونی لگی تو اوتر کر نماز پڑہے اور جب شفق ڈوب گئے تو اقامت پڑہے پہر ہمسے متوجہ ہوکر کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ یونہین کیا کرتی تہی جب آپکو سفر پیش آتا جلد بیکار روایت کی نسائی نے ۵۲ محمد بن فضیل بن غزوان صدوق ہی لوگون نے شیعہ کہا ہے ۵۳ محمد بن غزوان حدیثون کو الٹ پلٹ کرتا تہا اور

اور روایت مین اوسی خطا واقع ہوئی ہی کہا **تقریب مین** لولید بن القاسم بن الولید الهملانی الکوفی صدوق یخطی انتہی اسیطرح **روایت تیسری** طحاوی کی جسمین کا دشمن دال سی واقع ہے وہ بھی منکر ہے کیونکہ اوسمین عطا ہی اور وہی ہے کہا **التقریب مین** عطاء بتشدید الطاء بن خالد بن عبداللہ بن العاص المخزومی ابو صفوان المدنی صادق یهم انتہی اور یہی راوی عطاف ہے راوی **پانچوین روایت** کا جسمین کا دال سی وار دہی اور اوسکو نسائی نے روایت کیا ہے پس اسجگہ سی منکر ہوا اوس روایت نسائی کا بھی معلوم ہوگیا اب رہی **روایت چوتھی** سو وہ شاذ ہی اس لیے کہ اوسمین یہہ کہا ہے کہ ابن عمر نے اوس رات مین مغرب اور عشا کو بھی مثل ظہر اور عصر کے مین الوقتین پڑہا حالانکہ یہہ مخالف ہے روایات صحیحین غیرہا کی کہ وہ راجح ہین سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتے ہین سبب جمع موافقت اور نسخ نہ ہونے کی کہا جناب حضرت **شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغۃ مین** اما الصحیحان فقد اتفق الحذاق علی ان جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع انهما متواتران الی مصنفیهما وان کل من یهون امرهما فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین وان شئت الحق الصراح فقسهما بکتاب ابن ابی شیبة وکتاب الطحاوی ومسند الخوارزمی وغیرها تجدهما وبینهما بعد المشرقین انتہی اور واضح ہو کہ جناب شاہ صاحب نے کتب احادیث کی طبقات ٹہرائی ہین پس طبقہ اولی مین صحیحین اور موطا مالک کو رکہا ہے اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور مجتبی نسائی اور مسند امام احمد کو طبقہ ثانیہ مین رکہا ہی اور مصنف عبدالرزاق اور مسند ابی یعلی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طیالسی اور کتب بیہقی اور کتب طحاوی اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ مین جسمین سب اقسام کین صحیح یعنی صحیح اور حسن اور غریب اور معروف اور شاذ اور منکر اور مقلوب موجود ہین ٹہرایا ہے اور کتاب الضعفا لابن حبان اور کامل بن عدی اور کتب خطیب اور جوزقانی اور ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی اور مسند خوارزمی کو طبقہ رابعہ مین جسمین بہت خلط ملط ہے اور صحاح اور ضعاف اور منکرات اور موضوعات کی کہچڑی پکرہی ہے شمار کیا ہے پس ہمنے خلاصہ اونکی کلام کا جو حجۃ اللہ البالغۃ مین فرمائی ہین بیان کر دیا ہے اور طالب تفصیل اور دلیل کو چاہیئے کہ کتاب مستطاب حجۃ اللہ البالغۃ کی مطالعہ سی مشرف ہووے تاکہ صحیحین کے قدر معلوم ہووے اور واضح ہوجاوے کہ یہہ طبقہ اولی مین ہین اور مقدم ہین سب باقی کتب پر اور احادیث طحاوی وغیرہ کے جنکو جناب مؤلف بمقابل صحیحین کے متمسک ٹہراتی ہین قلعی کہل جاویگی اور کہلا ہوا نجبہ ہین ومن ثمة ای من هذه الجهة وهی ارجحیة شرط البخاری علی غیره قدم صحیح البخاری علی غیره من الکتب المصنفة انتہی

لہ ولید بن قاسم بن ولید ہمدانی کوفی صدوق ہی بہولکر ملا تہا ۱۲ عطاف طا کی تشدید سی بن خالد بن عبداللہ بن العاص مخزومی ابو صفوان مدنی صدوق ہی ہمی تہا ۱۲ صحیحین پر محدثین کا اتفاق ہے کہ جو حدیثین اونمین متصل مرفوع ہین یقینی صحیح ہین اور اپنی مصنف تک یہہ دونو کتابین متواتر پہونچتی ہین اور جو اسمین کلام کری وہ بدعتی گمراہ ہی اور اگر بہتی حق خالص در کار ہے تو کتاب ابن ابی شیبہ اور طحاوی کتاب اور مسند خوارزمی وغیرہ ٹٹول تجھکو مشرق مغرب کا فرق معلوم ہوجاوے صحیحین اور غیر صحیحین ۱۲ اور اسی جگہ سی یعنی سی جہت سے اور وہ زیادہ غالب مین شرط

صحیح مسلم لمشارکتہ للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابیہ بالقبول ایضا تو یقد فی الارجحیۃ من حیث الاصحیۃ وافقتہ ظہما انتہی
اور یہہ قاعدہ ہے کہ جو ضعیف حدیث مقابل صحیح کے ہو وہ منکر ہوتی ہے اور جو حدیث مقابل ارجح کی ہو وہ شاذ کہلاتی ہے کما مر عن شرح النخبۃ پس مولف کی تمام حدیثین مردود ہوگئین اونمین سی چوتھی شاذ اور باقی تمام منکر

تنبیہ ایک حدیث حضرت طحاوی کی اور ہی جسمین لفظ عند کا واقع ہے اور مطلب اوسکا یہہ ہے کہ ابن عمر نے شب مذکورمین نزدیک غایب ہونی شفق کے مغرب پڑہے تھے یعنے نہ بعد اوسکی سو اگرچہ اوسکو جناب مولف نی نہین نقل کیا لاکن پہر بہی اوسکی خدشگذاری چاہیئے تو واضح ہو کہ وہ حدیث بہی واہی اور منکر ہے اسلئے کہ دو راوی اسکے مجروح ہین ایک یحیی بن عبد الحمید حمانی کہ یہہ شخص چور تہا احادیث کا اور جہوٹا تہا کہا تقریب التہذیب مین یحیی[۱] بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن شہاب بفتح الحاء وسکون الموحدۃ الحمانی بکسر المہملۃ وتشدید المیم الکوفی حافظ الا انہ اتہم بسرقۃ الحدیث انتہی اور کہا **نور الدین علی** نے مختصر تنزیہہ الشریعۃ مین یحیی[۲] بن عبد الحمید کان یکذب ویسرق انتہی اور ایک اسامۃ بن زید بن اسلم کہ یہہ شخص ضعیف تہا سبب حافظہ ہونے کے کہا **تقریب مین** اسامۃ[۳] بن زید بن اسلم العدوی مولاہم المدنی ضعیف من قبل حفظہ انتہی پس باعث ہوئی سب روایتین متمسکات کی جمع صوری والوں کی جنسے یہہ ثابت کرتے تہے کہ ابن عمر نے شب مذکورمین قبل غایب ہونے شفق کے مغرب پڑہے تہی اور عشا بعد اوسکی اور جمع صوری یہی تہی اور باقی رہا ثبوت ہمارا اسبات کو کہ ابن عمر نے مغرب بعد غایب ہونے شفق کے پڑہے تہی اور جمع حقیقی کے تہی فللہ الحمد

باعث خامس مولف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی انہ[۴] کتب فی الآفاق ینہاہم ان یجمعوا بین الصلوتین ویخبرہم ان الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر رواہ الامام محمد فی معطاہ پس اس نامہ سی معلوم ہوا کہ جمع بین الصلوتین ایک وقت مین بڑا گناہ ہے اور اس نامہ پر کسی صحابی کا انکار نہین پایا گیا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک جمع کرنا آنحضرت کا دو نمازونکو بطور جمع صوری کے ہوگا جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر روایت طبرانی کی ان[۵] النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر ہذہ فی آخر وقتہا ویعجل ہذہ فی اول وقتہا پس جواب اسکا یہہ ہے کہ جمع صوری کے جیسے تحقیق ہوئی تم معلوم کر ہی ہوگے سو اسکی کہا جاتا ہی کہ منع کرنا

بہر صحیح مسلم بسبب شریک ہونے اوسکی کے بخاری کو علما کے قبول مین بہر وہ مقدم ہے جو اونکی شرطونکی موافق ہو ۱۲ یحیی بن عبد الحمید بن عبد الرحمن الشہابی الموحدۃ کی زبر اور شین کے سکون ہے الحمانی حاء زبر اور تشدید میم کو نی حافظ مگر علما نے حدیث کی چور رکہا اوسی وجہ سا لگا ہے ۱۲ یحیی بن عبد الحمید جہوٹ بولتا تہا اور حدیث چوراتا تہا ۱۲ اسامہ بن زید بن اسلم العدوی ضعیف ہے حفظ کی جانب سی ۱۲ اونہون نے زمانہ مین لکہہ بہیجا جہانتک لوگ نمازونکو جمع کرتے تہی کہ ایک وقت مین دو نمازونکو جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے امام محمد نے اپنے موطا مین یہہ روایت کیا ہے ۱۲ آنحضرت صلعم مغرب اور عشا کو جمع کرتے تہے ایک کو آخر وقت تک تاخیر کرکے دوسرے کو جلدی اول وقت مین پڑہ لیتے تہے

عمر ضہ کا جمع بین الصلوتین سی حالت اقامت مین بلا عذر رہنا جیسا کہ شاہد ہی اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم
اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کے اب ہے حدیث طبرانی کی جس سی صوری نکلتی ہے سو جواب اسکی دو ہین اول یہہ کہ
اس کتاب کی حدیث بدون تصحیح کسیے محدث کی پیش کرنے سند کی کیونکر تسلیم کیجاوی یہہ کتاب اوس طبقہ کے
ہے جسمین سب اقسام کی حدیثین صحیح اور سقیم مخلوط ہین چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ سے نقل کیا گیا **دوسرا** یہہ کہ فرض
کیا کہ یہہ حدیث صحیح ہے لاکن اسمین سفر کا کیا ذکر ہے تو کہ کہو کہ سفر کے جمع کی کیفیت بیان کی ہے تو کہا جائیگا کہ اسمین
کیفیت اوس جمع کی بیان کی ہے جو حالت قیام مین بلا عذر آنحضرت نے جمع کی تھی جیسا کہ روایتین ابن عباس کے
جو نسائی نے روایت کی ہے اور جناب مولف کی باعث ثانی کے ضمن مین نقل ہو چکی ہی تصریح ہے کہ آنحضرت نے
حالت قیام مین مقام مدینہ مین ایسے جمع صورے کے تھی پس سیر جمع سفری کو کسطرح قیاس کیا جاوے **فتدبر** **تنبیہ دو حدیثین**
اور ہین کہ وہ جمع صورے پر دلالت کرتی ہین اور اونکو جناب مولف نے نقل نہین کیا پس اونکو نقل کرکے اونکا جواب
بھی دینا چاہیئے **ایک حدیث** یہہ جو روایت کی ہے ابو داؤد نے عثمن بن شیبہ اور ابن المثنی سی کہ وہ روایت
کرتی ہین ابو اسامہ سے اور وہ عبد اللہ بن محمد عن بن علی سی اور وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ محمد[۵۱] بن عمر بن علی سی اور وہ محمد[۵۲] روایت
کرتے ہین اپنے دادا علی بن ابی طالب سے ان[۵۳] علیا کان اذا سافر سارا بعد ما تغرب الشمس حتی یکاد ان تظلم ثم ینزل فیصلی
المغرب ثم یدعو بعشائہ فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل و یقول ھکذا کان رسول اللہ یصنع پس جواب اسکا یہہ ہے
کہ محمد بن عمر بن علی کو اپنے دادا علی سے ملاقات نہین تو یہہ روایت محمد کی اونسی مرسل ہوئی جیسا کہ کہا تقریب
التہذیب مین محمد[۵۴] بن عمر بن علی بن ابی طالب صدوق من السادسۃ و روایتہ عن جدہ مرسلۃ مات بعد الثلثین
اور کہا مقدمہ کتاب مین السادسۃ[۵۵] طبقۃ عاصروا الخامسۃ لکن لم یثبت لہم لقاء احد من الصحابۃ کابن جریج
انتہے اور روایت مرسل حجۃ نہین ہوتی نزدیک عجالت فقہا اور جمہور محدثین کی جیسا کہ کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح
مسلم مین ثم[۵۶] مذھب الشافعی و المحدثین او جمھورھم و جماعۃ من الفقہاء انہ لیحتج بالمرسل انتہی مختصراً **اور دوسری**
روایت یہہ ہے کہ روایت کی ہی طحاوی نے عائشہ سی قالت[۵۷] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤخر الظہر
و یقدم العصر و یؤخر المغرب و یقدم العشاء پس جواب اسکا یہہ ہے کہ ایک راوی اسکا مغیرہ بن زیاد موصلی ہی اور یہہ شخص

---

[۵۱] حضرت علی جب سفر کرتے تھی چلے جاتی جب سورج ڈوب جاتا اور اندھیرا قریب ہوتا اوتر کر مغرب پڑھتی اور پھر کہانا کہا کر
عشا پڑھتی پھر سوار ہو جاتے اور کہتے تھی کہ ایسے ہی آنحضرت کیا کرتے تھی [۵۲] محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب صدوق چھٹے طبقہ مین سے ہے
اور روایت اسکی اپنے دادا سی مرسل ہے ۱۲ سکو ستین کی بعد اسکا انتقال ہوا [۵۳] چھٹا وہ طبقہ ہے کہ پانچون کی ہم زمانہ ہوئی ہین لیکن
اونہین ملاقات کسی صحابی کے نہین ہے جیسے کہ ابن جریج [۵۴] پھر مذہب شافعی اور محدثین کی گروہ اور ایک جماعت
فقہا کا یہہ ہے کہ حدیث مرسل حجت نہین [۵۵] حضرت عائشہ رضی کہا کہ آنحضرت صلعم تاخیر کرتی ظہر مین اور مقدم کرتی عصر کو اور تاخیر

مجرد وہم ہی کہ وہمی تہا قالہ الحافظ فی التقریب پس بحمداللہ عذر اول سی مولف کی کہ آن حضرت جمع صوری کیا کرتی تھے بوجہ احسن جواب ہوگیا اور جتنی روایتین حنفیہ کی دلایل جمع صوری کی تہین سب کا ضعف ظاہر ہوگیا اور ثابت ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسے نہین جس سی ثابت ہو کہ آنحضرت جمع صوری سفر مین کیا کرتے تہی اب سنو کہ یہہ جمع صوری سفر مین جیسی کہ ازراہ نقل کی باطل ہے اور بے اصل ایسے ہے ازراہ عقل کے بہی واہی ہے اسلئے کہ جمع بین الصلوتین رخصت ہی بحق مسافرین کے یعنے اپنے وقتون مین نماز پڑہنی سفر مین بہی شاق ہوئے اسواسطے شارع نی ترخص سی اجازت جمع کے دے دی پس اگر تم کہو کہ مراد جمع سی سفر مین جمع صوری ہی تو یہہ جمع رخصت نرہی بلکہ اور مصیبت ہوگئی اسواسطے کہ آخر جزو اول نماز کا اور اول جزو دوسرے نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہین ممکن چہ جائے عوام مصلین جامعین بین الصلوتین تو جمع صوری اکثر لوگون کو مشکل اور شاق ہوئی بہ نسبت ادا نمازون کے اپنے اوقات مین کیونکہ تمام وقت تو ایک ظرف طویل ہوتا ہے پس جو وقت چاہا اور فرصت ملی اول وقت یا اوسط یا آخر نماز پڑہ لے اور مصیبت سی تحری اور آخر اور اول اوقات کی بچی رہے ایسا ہی کہا امام ابن عبدالبر اور خطابی نے جیسا کہ کہا محدث سلام اللہ حنفی نے **محلی مین** وحمل[1] الحنفیۃ علی الجمع الصوری بان صلی الظہر فی اخر وقتہا والعصر فی اول وقتہا واورده ابن عبدالبر والخطابی وغیرهما بان الجمع رخصة فلو کان صوریا لکان اعظم ضیقا من الاتیان بکل صلوة فی وقتہا لان اوائل الاوقات واواخرها مما لا یدرک الا الخاصة فضلا عن العامة وصریح الاخبار ان الجمع فی وقت احدی الصلوتین انتہی والتعقیب بان معرفة اول الوقت واخره یحصل بحسب الظن والتخمین خصوصا فی صورة کثرة القافلة وحضور الناس الذین لهم مهارة فی معرفة الوقت لیس بشئ لان تخمین اوائل الاوقات واولیٰ من خواص الخاصة والرخصة لعامة المصلین المسافرین منهم بل اکثرهم لادای لهم التخمین وکذا کثرة القافلة لا توجد مع کل من یسیر من الناس المسافرین عن الناس معه فالحق ان الجمع الصوری لیس برخصة والجمع الذی هو رخصة لیس بصوری انتہی اور ایک عذر مولف کا یہہ ہے کہ حدیثین جواز کی

[1] اور محمول کیا حنفیون نے اوسکو جمع صوری پر اسطرح پر کہ ظہر کو آخر وقت مین پڑہا اور عصر کو اول وقت مین اور رد کیا اوسکو ابن عبدالبر اور خطابی نے غیرون نے اسطرح کہ جمع کرنا نماز کا رخصت ہے پہر اگر صورت ہو تو وقت نماز پڑہنے کی بہی مشکل ہوگی کیونکہ اول اور آخر وقت تو جاننے والے بہی مشکل سے جانتے ہین عوام تو جان چکے اور ظاہر حدیثین یہہ ہین کہ جمع ایک نماز کے وقت مین دو نمازین ہین ہوچکی عبارت اوسکی اور یون کہنا کہ اول اور آخر وقت کا اول ہی معلوم ہوسکتا ہے خصوصا جہان آدمیون کے ایک جماعت ہو تو وہان ضرور شناخت ہی ہوتے ہین یہہ ٹہیک نہین کیونکہ اول وقت اور آخر مین الکل کرنا پڑے وہان رخصت کے لئے ہی اور رخصت عام نمازیون مسافرون کے لئے ہے بعضے اولیٰ مین ہی بلکہ اکثر ایسے ہین کہ اونکو کچہ خبر نہین سمجہ اور الکل نہین اور پہر مسافرون کے ساتہ قافلہ بہی نہین ہوتا بلکہ بہت بیچارے مسافر تو ایسے ہین

ظنی ہین کہ اخبار آحاد ہین اور توقیت نمازون کی قطعی ہی قال اللہ تعالٰی ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا وحافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی پس کیونکر احادیث ظنیہ سی مقتضای قران کو جو قطعی ہی چھوڑ کر جمع بین الصلوتین کو جایز کہین پس جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ توقیت ہر مصلی پر اور ہر نماز کے عموم نص سے ثابت ہی تقریر اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالٰی نے اون آیات سی عموماً ہر نماز کو ظہر ہو خواہ عصر خواہ مغرب خواہ عشا ہو خواہ فجر عموماً ہر نمازی پر خواہ مقیم ہو خواہ مسافر خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا مین ہو کشتی پر خواہ خشکی مین واجب کردی ہے اور شاہد ہے اس عموم پر لفظ الصلوٰۃ کا اور المومنین جو صیغ جمع سے ہے اور معرف باللام اور الفاظ عموم سے ہین قال فی التوضیح وغیرہ ومنہا[1] من الفاظ العام الجمع المعرف باللام انتہی تو ہم کہتے ہین کہ اس عموم سی مخصوص ہین مصلی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی جو مسافر ہون اون احادیث صحاح سی جو جمع بین الصلوتین پر قطعاً اور یقیناً دلالت کرتے ہین اگرچہ اخبار احاد ہین کیونکہ تخصیص عام کتاب اللہ کی اخبار احاد سی ہمارے نزدیک درست ہی اور یہی ہی مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سی بھی منقول ہے اگرچہ بعض مشایخ حنفیہ جیسے مشایخ عراق کا اسمین خلاف ہے اور متاخرین حنفیہ بھی اسپر جم گئے ہین کہا تلویح مین وعلیہ جمہور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً ویقیناً عند مشائخ العراق وعامۃ المتاخرین وظنا عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وھو مذہب الشافعی والخناعند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد ویصح تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد والقیاس انتہی اور کہا مغتنم الحصول مین تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد جائز فی المختصر وبہ قالت الائمۃ الاربعۃ انتہی پس جناب مؤلف پر یہی حجت بس ہے کہ عدم جواز اس تخصیص کا خلاف ہی ائمہ اربعہ کے اس لئے کہ جناب کا یہہ مذہب ہی کہ جو کچھ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے وہ مخالف ہے اجماع کی اور باطل ہے تو مولف جسسے اس تخصیص کے جایز ہونے کی دلیل طلب نہین کرسکتے لاکن پھر بھی ہم جواز اس تخصیص کا ثابت کرتی ہین اور عدم جواز کا جواب دیتی ہین مگر عربی عبارت مین کیونکہ عوام تو سمجھتے ہے نہین پھر کیا فائدہ ہندی مین آانکہ عربی عبارتین خصوصاً فاعلم ان لنا دلیلین علی الجواز الدلیل الاول ما قال الفاضل المحقق حبیب اللہ القندھاری فی المغتنم وھو ان عام الکتاب قطعی المتن ظنی الدلالۃ وخاص الخبر بالعکس فتساویا فوجب الجمع فی المسلم تبعا للمحرر یرد علیہ ابتناء علی ظنیۃ العام ان قطعیۃ الخبر ضعیف

---

[1] الفاظ عام مین سے وہ جمع ہے جسپر الف لام ہو [2] اور جمہور علماء کے نزدیک یہہ ہے کہ سب فرد ونکو عام شامل ہی یقینی ثبوت حکم کو مشایخ عراق اور عام متاخرین کے نزدیک متضمن ہوتا ہی اور ظنی جمہور فقہا اور متکلم کے نزدیک اور وہی مذہب شافعی کا ہے ہی اور مختار مشایخ سمرقند کا بھی یہی ہے تو عام وجوب عمل کا مفید ہی اعتقاد کا نہین اور صحیح ہے تخصیص قران کی خبر واحد اور قیاس کے ساتھ ہو چکی عبارت اوپر کی [3] تخصیص عام کی آیات قرانی مین خبر واحد کی ساتھہ جایز ہے مختصر مین ہی کہا ہے اجماع ائمہ اربعہ کے [4] جان کہ ہمارے لئے جواز کی دو دلیلین ہین پہلی تو وہ جو فاضل حبیب اللہ قندہاری نے مغتنم مین کہا ہے کہ عام قران مین کا ثبوت مین یقینی اور دلالت مین ظنی ہوتا ہی اور خاص حدیث مین کا اسکے

لضعیف ثبوتہ لان الدلالۃ فرع الثبوت بخلاف قطعیۃ الکتاب فلا مساواۃ اقول قوۃ قطعیۃ دلالۃ الخبر بمعنی ان ثبت ثبت مدلولہ لا ینافی ضعف ثبوتہ فیجوز فثبت المساواۃ انتہی اقول بناء ھذا الدلیل علی ظنیۃ دلالۃ العام من الکتاب وھو المذھب المنصوص المتفق علیہ الجمہور ووجہ ان کل عام یحتمل التخصیص واعترض علیہ بانہ ان اردید بالاحتمال مطلق الاحتمال یکون ناشیا عن الدلیل ولا فھو لا یضر قطعیۃ العام کما ان احتمال الخاص المجاز بلا دلیل وقرینۃ لا یضر قطعیۃ الخاص وان اردید الاحتمال الناشیء عن الدلیل منعنا وجودہ واجیب عنہ بان المراد الاحتمال الناشیء عن الدلیل والدلیل شیوع التخصیص وکفی بہ دلیلا قال فی التلویح کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص شایع فیہ کثیر بمعنی ان العام لا یخلو عنہ الا قلیلا بمعونۃ القرائن کقولہ تعالیٰ ان اللہ بکل شیء علیم وللہ ما فی السموات والارض حتی صار بمنزلۃ المثل فما من عام الا وقد خص منہ البعض وکفی بھذا دلیلا علی الاحتمال وھذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانہ لیس بشائع فی الخاص شیوع التخصیص فی العام حتی یشاع عنہ احتمال المجاز فی کل خاص انتہی واعترض علی الجواب بانا لا نسلم ان التخصیص الذی یورث الشبہۃ والاحتمال شائع بل ھو فی غایۃ القلۃ لانہ انما یکون بکلام مستقل موصول بالعام فاجاب عنہ فی التلویح وقال فیہ نظر لان مراد الخصم بالتخصیص قصر العام علی بعض المسمیات سواء کان بغیر مستقل او بمستقل موصول او متراخ ولا شک فی شیوعہ وکثرتہ بھذا المعنی فاذا وقع النزاع فی اطلاق اسم التخصیص علی ما یکون بغیر المستقل و

پر عکس ہوتا ہے تو دونو برابر ہو گئی تو اب جمع وجہ سے مسلم میں تحریر کی متابعت کی طرف نہ گئی کہ عام قرآن کی ظنی ہونے کی بنا پر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ یقینی ہونا حدیث کا ضعیف ہے بسبب ضعف ثبوت اوسکی کہ دلالت ثبوت کی فرع ہے برخلاف یقینی ہونی قرآن کی تو سب برابر ہے ہوئے مین کہتا ہوں فرع منسوخ یقینی ہونی دلالت حدیث کی یہہ ہے کہ اگر یہہ حدیث ثابت ہی تو مطلب اسکا ثابت ہے اور اسکو ضعف ثبوت منافی نہین تو یہہ بات جایز رہے اور برابری ثابت ہو گئی ہو گی عبارت اوسکی مین کہتا ہون بنا اس دلیل کے ظنی ہونی دلالت عام قرآن پر ہے اور یہہ مذہب قوی اور جمہور کا اتفاقی ہے اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ہر عام مین تخصیص کا احتمال ہوتا ہے اور اوسپر یہہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اس احتمال سی عام احتمال مراد ہی کہ پیدا ہونی والا اسی دلیل سی ہو خواہ نہو تو یہہ یقینی ہونی عام کو مضر نہین جیسا کہ وہ احتمال مجاز کا قطعیۃ خاص کو مضر نہین کہ بلا دلیل اور بلا قرینہ کی ہو اور اگر احتمال دلیل والا لیا ہے تو ہم اوسکا ہونا نہین مانتی اور اسکا جواب یون دیا گیا ہے کہ مراد احتمال سی وہی دلیل والا ہے اور دلیل تخصیص کا پھیلنا ہے اور یہہ دلیل کافی ہے تلویح مین کہا ہے ہر عام تخصیص کا احتمال رکھتا ہے اور تخصیص وسیع پھیلی ہی ہے اس معنی کر کے کہ کوئی عام اوس سی خالی نہین ہوتا مگر بعض جگہہ مقام کے کلام سے ہوتی ہے جیسی قول اللہ کا اللہ ہر چیز کو جانتا ہی اور وہ اسکے ہے جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہی یہانتک کہ ایک مثل مشہور ہو گئی ہے کہ کوئی عام نہین جو مین تخصیص نہوئی ہو اور بہت دلیل کافی ہی احتمال کی لئی اور یہہ برخلاف اوس احتمال کے ہے جو خاص مین مجاز کا ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسا نہین پھیلا کہ ہر خاص مین مجاز کا احتمال چل جاوی ہو چکی عبارت اوسکی اور اس جواب پر یون اعتراض کیا گیا ہی کہ ہم نہین مانتی کہ ہر عام کی تخصیص جو شبہہ اور احتمال پیدا کرنی پھیلی ہی ہی بلکہ وہ بہت کم ہے کیونکہ وہ تو مستقل موصول کلام سے ہوتی ہی اور اسکا

و تخصیص ۱۲

بالمستقل المتراخی فلان یقول قصر العام علی بعض المسمیات شایع یعنی ان اکثر العمومات مقصورۃ علی البعض فیورث الشبہۃ فی تناول الحکم لجمیع الافراد فی العام سواء ظہر لہ مخصص ولا ویصیر دلیلا علی احتمال الاقتصار علی البعض فلا یکون قطعیا فان قلت قصر العام بالکلام الموصول قلیل و بالمتراخی نسخ ولیس بتخصیص لان تاخیر المخصص تجہیل قلنا تاخیر المخصص کتاخیر الناسخ ولم یقولوا باستلزام تاخیر الناسخ التجہیل فکذا ہذا فان قلت ان الدوام قطعا لیس بالصیغۃ فی المنسوخ بخلاف الکل فی العام قلنا ہذا الفرق لا یعتد بہ اذ لا حاجۃ فی فہم الدوام الی الصیغۃ بل یکفی لظاہر الامر سیما وقت القرائن فان قولہ تعالی اقیموا الصلوۃ یفید بظاہرہ دوام وجوب اقامۃ الصلوۃ علی تفصیل بینہ الشارع مع علمہ صیغۃ تدل وضعا علی الدوام فیہ فان لم تقولوا بدلالۃ علی الدوام لزم علمہ وجوب اقامتہا بعد حین وہو خلاف ما اتفقوا علیہ من وجوب اقامتہا دائما فظہر ان الفرق بین الکلام الموصول والمتراخی بان الاول مخصص والثانی ناسخ تحکم لا دلیل علیہ و ثبت ان العام من الکتاب وغیرہ ظنی دلالۃ لکن المخالف المدعی بقطعیۃ العام یقول اولا ان لفظ العام موضوع للعموم قطعا وہو لازم لہ عند اطلاقہ وہو لو لم یکن کذلک لکان الخاص لا بدلیل وثانیا انہ لو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ ودلیل لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع ولما صح منا مثلا الحکم بتحریم کل فرد من افراد کل عبد لہ فہو ہو آجیب عما قال اولا بانا سلمنا وضع اللفظ للعموم وسلمنا دلالتہ علی العموم حین

جواب تلویح میں ہی دیا ہے کہ ہمیں بحث ہے کیونکہ مراد مقابل کی تخصیص سے گہرجانا عام کا بعضے معنون پر ہے خواہ وہ مستقل سے ہو یا بذریعہ موصول ہو یا بہوا اور سکی پہلیاؤ میں کوئی شک نہیں تو جب بحث پڑے تخصیص کے بولنی میں کہ غیر مستقل سے ہی یا مستقل غیر موصول سے تو ہم کہا جا سکتا ہے کہ گہرنا عام کا بعضی معنون پر پہلی بار ہے اس معنی کر کی کہ اکثر عام بعضے معنون پر گہرے ہیں تو اب عام کے شامل معنی کے شامل ہونے میں شبہ پڑ گیا خواہ مخصص ظاہر ہو یا بہوا اور احتمال کے لئی دلیل ہوئے جو عام قطعی نرہا اگر تو کہے کہ تخصیص کلام موصول سے تو کم ہے اور غیر موصول سے تخصیص نہیں ہوتی نسخ ہوتا ہے کیونکہ مخصص کو موخر کرنا جہالت میں ڈالتا ہے ہم کہینگی کہ موخر کرنا مخصص کا مثل موخر کرنے ناسخ کے ہے اور ناسخ میں لوگوں نے یہہ نہیں کہا کہ جہالت میں ڈالنا لازم آتا ہے تو یہاں بھی یونہیں ہے اگر تو کہے کہ تخصیص ہمیشگی منسوخ میں بمقتضاے لفظ کے نہیں بخلاف ساری معنی عام میں تو ہم کہینگی کہ یہہ فرق اعتبار کے لایق نہیں کیونکہ ہمیشگی کے سمجھنے میں لفظ کی کچھ حاجت نہیں بلکہ ظاہر امر کافی ہے خصوصاً قرینوں کے ہوتی ہوئی مثلاً قول اللہ تعالی کا کہ تم نماز پڑہو ظاہر میں فائدہ دیتا ہے کہ تعمیل شرعی پر نماز ہمیشہ کے لئی ہے باوجود نہونی ایسے لفظ کے کہ اوسمیں ہمیشگی کے دلالت ہو اور اگر یوں کہدیں کہ ہمیشہ کے دلالت نہیں تو ایک وقت کی بعد نماز کا نہ واجب ہونا لازم آوے اور یہہ اسکی خلاف ہے جسپر سب کا اتفاق ہے کہ نماز ہمیشہ واجب ہے تو ظاہر ہو گیا کہ یہہ فرق کلام موصول اور غیر موصول میں کہ ایک مخصص ہے اور ایک ناسخ سینہ زوری ہی کوئی اسپر دلیل نہیں اور ثابت ہو گیا کہ عام قرائن وغیرہ دلالت میں ظنی ہے لیکن جسی عام کے یقینے ہونیکا دعوی ہے وہ پہلی تو یوں کہتا ہے کہ لفظ عام یقینی عموم کے لئے بنا ہے اور وہ اوسکو لازم ہے بولنی کے وقت اور وہ اوسکی معنی ہیں خاص کے طرح مگر جب کوئی دلیل اسکی خلاف پر آجائی تو خیر اور پہر یوں کہتا ہے کہ بلا قرینہ اور دلیل کے اگر بعضے معنی کا ارادہ عام سے جایز ہو جاوے تو لغت اور شرع کا

اطلاق کما ھو مقتضی اللزوم بینھما لکنا لا نسلم قطعیۃ الدلالۃ علی المدلول بقیام مانع وھو شیوع التخصیص واحتمال المخصص کما حققناہ وھذا لا ینافی اللزوم بین الدال والمدلول ولم یلزم الانفکاک بینھما لما سلمنا الدلالۃ علی العموم کذا فی شرح المسلم لمولینا بحر العلوم عبد العلی اللکھنوی مع زیادۃ ایضاح واجیب عما قال ثانیا بان الظن یجب العمل بہ فلا یرتفع کذا فی المسلم نفسہ لانا نحکم علی ما نفھم من العام ظاھرا بلا توقف ونحکم مثلا بعتق جمیع عبیدہ من قال کل عبدی فھو حر فکیف یرتفع الامان بل یتحقق الارتفاع اذا خصصناہ بلا دلیل وقرینۃ فالقول قول القائلین بظنیۃ العام من الکتاب وغیرہ فافھم ولا تقلد مخالفا للحق والدلیل الثانی ما قال الفاضل المحقق القندھاری فی المغتنم ان الصحابۃ خصوا واحل لکم ما وراء ذلکم بلا تنکح المرأۃ علی عمتھا ولا علی خالتھا ویوصیکم اللہ فی اولادکم بلا یرث القاتل ولا یتوارث اھل الملتین ونحن معشر الانبیاء لا نورث ولا نورث فان قیل مخصص بالاجماع الا بالسنۃ قلنا بل اجماع علی التخصیص اذ وقع فلم ینکر وان قیل انما یتم لو لم یخصص قلنا لو کان تواترا کذا فی المسلم انتھی وقال فی المسلم تلک الاحادیث مشاھیر لاجماعھم علی العمل بھا فوزیادتھا علی الکتاب وھو نسخ عندنا اقول الظاھر انہ استنبط شھرتھا من اجماعھم علی العمل بھا فلا من نسلم صحۃ استنباط اذ الشھرۃ بعد الاجماع علی العمل والاجماع بعد التخصیص ولم تکن تلک الاحادیث حین التخصیص الا من اخبار الاحاد فمن یدعی شھرتھا قبل التخصیص بھا والعمل علیھا فعلیہ البیان فثبت بھذا التحقیق ان تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد قبل تخصیص

بہروسا اوٹھہ جاوے الخ مقولہ سی کہ میرے سارے غلام آزاد ہین یہ حکم صحیح ہو کہ سارے غلام آزاد ہین پس جواب پہلی بات کا تو یون دیا گیا ہی کہ ہمنے لفظ کا عموم کے لئی بنا مان لیا اور یہہ مانا کہ بولتی وقت عموم پر دلالت ہی کرتا ہے چنانچہ وضع اور دلالت مین ملازمہ ہے لیکن معنی پر یقینی دلالت کرنا بسبب ایک مانع کی نہین مانتی اور وہ تخصیص کا پہلا دیا ہے چنانچہ تحقیق اوسکی اوپر ہمنے کی اور یہہ بات لفظ اور معنی مین ملازمہ جو ہتا اوسکو منافی نہین اور اس سی اون دونون مین علحدگی لازم نہین آتی جیکہ ہمنے دلالت عموم پر مان لیا یون ہین بحر شرح مسلم مولانا بحر العلوم کہنے مین مع زیادہ توضیح کے اور دوسرے کا بنکا جواب یون دیا گیا ہے کہ گو مان لیا جاوے کہ عمل واجب ہے تو بہروسا نہ اوٹھا یون ہین مسلم کے متن مین ہے معنی ظاہر مین عام کے جو ہم سمجھتے ہین اوسپر حکم کرتے ہین بلا توقف تو اب ہم مثلا سارے غلامون کی آزاد ہونیکا اوس شخص کے حق مین حکم کرینگی کہ کہا ہے سارے غلام آزاد ہین تو اب کیونکر بہروسا اوٹھا بہروسا تو جب ہوتا کہ بلا دلیل اور قرینہ کے ہم تخصیص کرلین تو اب معقول ادن ہی لوگون کا مانا جو عام کے ظنی ہونیکی قائل ہین تو خوب سمجھ لے اور غیر حق پر مت اڑ اور دوسرے دلیل وہ ہی جو محقق قندھاری نے مغتنم مین کہی ہی کہ صحابہ نے یہہ آیتہ واحل لکم الخ اس حدیث سی مخصوص کی ہے کہ لا تنکح المرأۃ الخ اور یہہ آیتہ یوصیکم اللہ الخ اس حدیث سی لا یرث القاتل الخ پھر یون کہنا جاوے کہ یہہ تخصیص اجماع سی ہی حدیث سے نہین تو ہم کہینگی کہ اجماع تخصیص پر کیونکر تخصیص بلا نکیر کی واقع ہوئی اور اگر کہا جاوے کہ یہہ جب پورا ہوتا کہ یقینی سی تخصیص نہوتی تو ہم کہینگی کہ یہہ اعتراض جب ہوتا کہ متواتر ہونا اوسکا ثابت کرتی اور مسلم مین کہا ہے کہ یہہ حدیثین مشہور ہین بسبب اجماع اونکی کے عمل کے مشہور ہونا اونکی قران پر مستنبط ہے ہمارے نزدیک مین کہتا ہون کہ مشہور ہونا اونکا اونکی عمل کے اجماع سے نکالا ہی تو ہم اس نکالنے کے صحیح نہین مانتی اسواسطے کہ مشہور ہونا تو بعد اجماع کے ہے اور اجماع بعد تخصیص کے اور یہہ حدیثین تخصیص کے وقت خبر واحد تھین تو جو شخص تخصیص سے پہلا

بقطعی جائز والمانعون ایضا یستدلون بدلائل منها ان العام مزال بالخاص قطعی وخبر الواحد ظنی فکیف یسقط حکمه وانی ینسخه ولو فی البعض فهو منقوض بما استثناه من ظنیة العام فلذا قال القندهاری انه غیر تام علی القول بظنیة العام ومنها ان عمر رض رد حدیث فاطمة بنت قیس انه علیه السلام لم یجعل لها سکنی ولا نفقة لما کان مخصصا لقوله تعالی اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم فکیف نترک کتاب ربنا وسنة نبینا بقول امرأة لا ندری اصدقت ام کذبت واجیب عنه فی المسلم بان ردها التردد فی صدقها ولذا وصفها بما وصف شعار العلیة التردد للرد انتهی قال الفاضل القندهاری التردد اما لاحتمال خبر الواحد الکذب ففیه المدعی واما لجهالة امرها فی العدالة فینافی تعدیل جمیع الصحابة نعم الان یقال لعل لقصور الضبط انتهی اقول یؤیده تردد عمر فی تلک المرأة خاصة بدلیل نسبته اصدقت ام کذبت الیها خاصة والا لقال کیف نترک کتاب ربنا وسنة نبینا لقول من یروی ویخبر متفردا ومنها انه قال النبی صلی الله علیه وسلم اذا روی عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فان وافقه فاقبلوه وان خالفه فردوه قال فی المسلم محمول علی النسخ فانه مخالفة تامة فلا یصح بالضعیف واما المخصص فلیه موافقة لانه بیان انتهی قال فی المغتنم الظاهر من المخالفة ما یشتمل اخراج بعض ما کان داخلا سواء سمی تخصیصا او بیانا او غیره وفی المسلم منقوض بالمتواتر فی المسلم ورد بان غایة ما لزم منه تخصیص الحدیث والعام المخصوص حجة فی الباقی اقول مراد الناقض انه خبر واحد فی مقابلة الاجماع علی العمل بالمتواتر فلا یصلح حجة ومجرد احتمال التخصیص لا یجدی

اور دلیل سے پہلے مشہور ہوا اور کہا بیان کرتا ہے وہ دلیل اوس ثبوت ہوا اوس تحقیق کی تخصیص عام قرآنکی خبر واحد سے پہلی تخصیص قطعی سے جائز ہی اور ظنی سے کیونکر ساقط ہوسکتا ہے اور وہ اوسکا نسخ کیونکر ہوسکتا ہے اگرچہ ظنی سے ہو اور بعض پر نقض ہے ساتھ اوسکے جو ثابت کیا ہے تو نے ظنیت عام سے ٹوٹ گئی چنانچہ قندھاری نے کہا ہی کہ یہ دلیل عام کے ظنی ہونے کے بنا پر تو ہی نہیں ہے اور ایک دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی نے یہ حدیث فاطمہ بنت قیس کے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکی لیے سکنات اور نفقہ نہیں ٹھہرایا جو آیت کی اوسکو مخصص تھا یہ نہیں مانی اور کہا کہ ہم اللہ کا قول اور آنحضرت کا طریقہ ایک عورت کے قول پر کیونکر چھوڑ دیں ہم کیا جانیں وہ سچی ہے یا جھوٹی ہے اور جواب دیا گیا اوسکا مسلم میں کہ اوسنے اوس حدیث کو نہ مانا اسلیے تھا کہ اوسکو تردد تھا کہ وہ سچی ہے یا نہیں اہل علی کہا کہ نہ معلوم ہے ہم کو سبب جسکا منع کیا ہے عمر نے یہ حدیث کو جو کہا فاضل قندھاری نے اوسکا تردد یا اوسلیے ہے کہ جب وہ حدیث میں جھوٹ کا احتمال ہی تو ہمیں تردد ہے یا اوسکی عدالت کا حال معلوم نہیں تو یہ اوسکی مخالف ہے کہ صحابہ سب عدالت میں ہیں یوں ہے تاکہ اوسکی تصویب ہو سکے ہوں کہ تردد اوسکو تھا یہ کہتا ہے حضرت عمر کا حال اوس عورت کی بارہ میں تردد کی یہ کہنا کہ کیا ہے وہ سچی ہے یا نہیں تو یہ کہتے ہیں آنحضرت اور آنحضرت ایک کے کہنے سے کیونکر چھوڑ دیں ایک دلیل ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی حدیث مجھ سے ہو پھر تو اوسی کو اوپر پیش کرو اگر اوسکے موافق ہو تو قبول کرو نہیں تو چھوڑ دو مسلم میں ہے کہ یہ حدیث منسوخ کی حق میں ہی کہ اوسمیں برخلافت ہوتی ہی تو وہ بعض حدیث ہی نہیں ہوسکتی کہ مخصص ہیں تو موافقت ہوتی ہی کیونکہ وہ اوسکا بیان ہی ہوتی ہی عبارت اوسکی کہ معتنم میں مخالفت ہی ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شامل ہی اوسکو کہ سارے مضمون میں ہے بعضوں کو نکالا ہے وہ کہنا تخصیص یا بیان اور غیرہ اور منہاج میں ہی کہ یہ دلیل حدیث متواتر سے ٹوٹ گئی اوسلیم میں کہ یہ نقض مردود ہے کہ غایۃ اوسی یہ لازم آتا ہے کہ وہ حدیث مخصوص ہوئی یعنی حجت

نفعا بل لابد من وجود مخصص لا یقال هو الاجماع لان الاجماع علی العمل لان العمل للاجماع قد یقال ظاهر الحدیث ایجاب تحقیق الحال فی محل الرتبة فلا یتناول المتواتر او یقال خص بدلیل العقل والحق ان الحدیث ضعیف بل قیل موضوع بل اشد الموضوعات بل قیل وضعته الزنادقة وقیل مخالف لقوله تعالی ما اتاکم الرسول فبطل لنفسه انتهی اقول هذا هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن به فان هذا الحدیث مکذوب موضوع باطل لا اصل له وضعه الزنادقة الملعونون واستدل به الجهلة المتعصبون فلا یرده المتقدمون والمتاخرون قال بحر العلوم مولانا عبد العلی اللکهنوی الحنفی فی شرحه علی المسلم قال صاحب اسفر السعادة انه من اشد الموضوعات قال الشیخ ابن حجر العسقلانی فد جاء بطرق لا تخلو عن المقال وقال بعضهم قد وضعه الزنادقة وایضا هو مخالف لقوله تعالی ما اتاکم الرسول فخذوه فصحة هذا الحدیث یستلزم وضعه وردّه فهو ضعیف مردود انتهی وقال ابن طاهر الحنفی صاحب مجمع البحار فی تذکرته وما اورده الاصولیون من قوله اذا روی عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فان وافق فاقبلوه وان خالف فردوه قال الخطابی وضعته الزنادقة ویدفعه حدیث انی اوتیت الکتاب ومثله معه ویروی ومثله وکذا قال الصغانی وهو کما قال انتهی وقال القاضی محمد بن الشوکانی فی الفوائد المجموعة حدیث اذا روی عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فاذا وافقه فاقبلوه وان خالفه فردوه قال الخطابی وضعته الزنادقة ویدفعه وانی اوتیت القرآن ومثله معه وکذا قال الصغانی

متواتر کی اور میں یہی دلیل ہے جو عام مخصوص البعض ہو اور وہ اپنی معنی میں حجت ہو اور یہی میں کہتا ہوں کہ اسکو مراد الیسے توڑنی والی ہے ہے زخبر واحد مقابلہ میں اوس اجماع کی ہی جو متواتر کی عمل پر تو حجت نہیں ہوسکتی اور یہ احتمال مخصص کا لف نہیں دیتا بلکہ خصص کا ہونا ضروری بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اجماع ہے کیونکہ اجماع تو عمل پر ہے بلکہ اس اجماع کی سبب سے نہیں کہتے ہے کہا جاتا ہی کہ ظاہر حدیث کا جب کرنا ہی کہ اوسکی تبیین کی تحقیق ہو تو متواتر کو شامل نہیں ہوسکتی یا یوں کہا جاوے کہ عقلی دلیل سی مخصوص ہی اور حق یہ ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے بلکہ موضوع بعضوں نے کہا ہے بلکہ کہا ہے کہ موضوعات میں سے ہے بلکہ علما نے کہا ہے کہ زندیقوں نے اوسی بنایا ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ وہ اس آیہ کی مخالف ہے کہ جو تمہیں رسول دیوے تو لے لو اور جس سے باز رکھے تو باز رہو جبکہ یہ حدیث ایسی ہے تو اوسکی عمل حجت نہیں زندیق ملعونوں نے بنائی ہی اور جاہل متعصبوں نے اس سے حجت پکڑی ہی سو اس حدیث کو متقدمین اور متاخرین نے رد کیا کہا بحر العلوم نے شرح مسلم میں کہ صاحب سفر السعادت نے کہا ہے کہ یہ حدیث بڑے موضوعات میں سی ہی کہا شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہ یہ کئی طریقوں سے ہے اور کوئی طریق خالی نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ زندیقوں نے بنائی ہی اور یہ بھی اس آیہ کی مخالف ہی کہ جو تمہیں رسول دیوے تو اوسکو لو تو صحت اسکی ہو تو ضعف کو لازم پکڑتی ہی تو وہ ضعیف مردود ہے ہوچکے عبارت اوسکی اور کہا شیخ ابن طاہر حنفی نے جنکی مجمع البحار ہے اپنے تذکرہ میں کہ وہ جو اصول فقہ والے حدیث کہتے ہے کہ یہ قول لائق ہیں کہ جب مجھ سی کوئی حدیث تمکو پہونچی تو اوسکو قرآن سی ملاؤ اگر موافق ہو وی تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو تو یہ حدیث اوسکو رد کرتی ہی کہ میں قرآن اور اوسکی برابر اور دیا گیا ہوں اور بعضی روایتوں میں قرآن کی مثل بھی آیا ہی اور اسیطرح صغانی نے کہا ہے اور یہ بات یوں ہے ہوچکی عبارت اوسکی اور کہا قاضی محمد بن شوکانی نے فوائد مجموعہ میں کہ یہ حدیث کہ جب تمہیں

قلت وقد سبقهما النسبة وضعه الى الزنادقة ابن معين كما حكاه عنه الذهبي على ان في هذا الحديث الموضوع نفسه ما يدل على رده لانا اذا
عرضناه على كتاب الله خالفه ففي كتاب الله عزوجل اقيموا الصلوة وآتوا الزكوة ونحوه ومانخلفه عنه فانه هو ونحوه من الاوامر انتهى فبطل جميع ما تمسك
به المانعون للتخصيص بجميعها وبقي ما اثبتناه من جواز تخصيص عام الكتاب بخبر الواحد قبل تخصيصه بقطعي
پس حاصل یہہ ہوا کہ توقیت ہر نماز کی ہر نمازی پر عموم نص سے جو ظنی الدلالۃ ہوتا ہے وجہ ہے لاکن اخبار احاد جمع بین الصلوتین فی الحضر
عموم کی تخصیص کرے اب اوس توقیت کی یہہ معنی ہوئی کہ اپنے اوقات مین ہر نماز پڑہنے عموماً ہر ایک مصلی پر عموماً فرض ہے
سوای نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشا کی وہ مسافر کو یا غیر اوسکی کو جسکے حق مین احادیث سی جمع ثابت ہی پہلی اپنے وقت
یعنے دوسری نماز کے وقت مین پڑہنی بہی درست ہے یہہ جواب بطور تحقیق اور ترقی کی ہے اور اگر اس سی تنزل
کرین اور مان لین کہ ہر عام ظنی نہین ہوتا بلکہ وہ عام جسکی ایکدفعہ تخصیص ہوچکی وہ ظنی ہوتا ہی اور اوسکی تخصیص خبر واحد کی
ہے نہ ہر عام کے تو بہی ہمارا مدعا ثابت ہے اس لئی کہ اس عام مین جسمین گفتگو ہے پہلی ایکدفعہ احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ
تخصیص ہوچکے ہے یعنے مصلے ظہر وعصر عرفات کی اور مغرب وعشا مزدلفہ کے اس عام کی حکم سی مخصوص ہین کہ اونکو
بین الصلوتین بالاتفاق اہل سنت کی درست ہے اور یہہ قاعدہ اجماعی ہی کہ جسکا ایکدفعہ کوئی عام مخصص ہوجاوے تو وہ بالاتفاق
ظنی الدلالۃ ہوجاتا ہے اور تخصیص اوسکی خبر واحد سی بلکہ قیاس سی درست ہی کہا تلویح مین لما لم یبق العام بعد التخصیص قطعیا
جاز فی العام بعد التخصیص من الکتاب او الخبر المتواتر معلوما کان المخصص او مجهولا ان یخصص بخبر الواحد والقیاس اجماعا
اور اگر اعتراض کرو کہ بنا بر حنفی اصطلاح کے احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ لکین مخصص نہین کیونکہ مخصص تو ایک اونکی موصول حاصل
بلکہ وہ حدیثین ناسخ ہین اور عام منسوخ البعض کے قطعیۃ الدلالۃ مذہب مین باقی رہتی ہی پس کسطرح یہ اخبار احاد مخصص ہوسکین عام قطعی کے
ہین تو جواب اسکا یہہ ہے کہ حق یہی ہے کہ جبکہ ایکدفعہ کسی عام کا بعض افراد پر قصر ہوتا ہے تو وہ عام ظنی الدلالۃ ہوجاتا ہی خواہ
وہ قصر کلام موصول سی ہو خواہ متراخی سے اور حنفی جو فرق کرتے ہین نسخ اور تخصیص مین ساتھہ متراخی اور موصول ہونیکی اسمین کچھہ
دلیل قایم نہین رہتی اگرچہ ٹوٹی پہوٹی دلیل اونکی ہے تو یہی ہے کہ تاخیر مخصص مین تجہیل لازم آتی ہے سو جواب اسکا پہلی عبارت
گذرا پس اگر حنفی بلا دلیل قصر توقیت کو بحق ماسوی مصلین عرفات اور مزدلفہ کی مستلزم لغنیۃ عموم توقیت کا نامین گی اور اپنے مصلی
سبیل پر جمی رہین گے تو کیا اندیشہ اور کس کے طعنے ہونگے کیا شک تم نہین دیکہتی کہ جبکہ شیوع قصر کا عام مین باعث طعنے ا

مجھسے کوئی حدیث پہونچی تو اوسکو قرآن سی ملاؤ اگر موافق ہوئی تو قبول کرو ورنہ چہوڑ دو خطابی نے کہا ہے کہ زندیقون نے بنالی ہی اور اوسکو یہہ
دفع کرتی ہے کہ مین قرآن اور اوسکی مثل دیا گیا ہون اور ایسا ہے صدقہ نے کہا ہے مین کہتا ہون کہ اون دونوسی پہلی ابن معین نے منع اور
کیطرف نسبت کیا ہے چنانچہ ذہبی نے ابن معین سے اسکی حکایت کی ہے علاوہ اسکی خود اوسمین وہ مضمون ہے جو اوسکو رد کرتا ہے کیونکہ ہمنے جب اوسکو
پیش کیا تو قرآن مین ہے کہ جو تمہین رسول دیوی اوسکو لو اور جسی منع کری اوس سے باز رہو اور ایسے بہت آیتین ہین ہوچکی عبارت اوسکی سو باطل
وہ جس نے منع تخصیص اون کا مدعا تہا اور جواز تخصیص خبر واحد سی بلا تخصیص یقینی کے جسی ہمنی ثابت کیا تہا باقی رہا ۵ جب بعد تخصیص

لفظ عام کا ہوگیا جیسا کہ ہمنے عربی عبارت مین ثابت کردیا ہے تو وقوع قصر کا ایک لفظ خاص مین کیونکر اوس لفظ خاص کو ظنی الدلالۃ نکریگا فاعتبروا یا اولی الابصار ط پس ثابت ہوا کہ جمع بین الصلوتین بعذر سفر وغیرہ منافی اور مخالف کتاب اللہ کے نہین فللہ الحمد وللمنۃ جناب مؤلف نے بعد اس عذر ثانی کی جسکا جواب ختم ہوا جرح اور قدح کیا ہے اون روایات پر جنکو اوسنی ہمارا متمسک ٹہرایا تہا سو تم نے دیکہا کہ اونمین سی ہمنی کسی حدیث کو بہی دلیل نہین پکڑی پس جرح اونکا کسکو ضرر کرتا ہے اور جناب مؤلف نے بعد اوس جرح اور قدح کی دو عذر اور درباب عدم جواز عمل کے احادیث جمع بین الصلوتین پر لکہی ہین ایک عذر یہہ کہ روایت ہی ابو ذری کہ کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیف انت اذا کانت علیک امراء یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتہا او یمیتون الصلوٰۃ عن وقتہا قلت فما تامرنی قال صل الصلوٰۃ لوقتہا رواہ مسلم تو اس حدیث سی یقیناً معلوم ہوتا ہی کہ نماز اپنے وقتمین پڑہنے چاہیئے پس جبتک احادیث جمع بین الصلوتین کین مثل اسکی نہون تو بچہوڑا جاویگا عمل اسپر پس جواب اسکا کیا دیوین اور کس ناواقف ہی خطاب کرین اتنا نہین جانتا کہ جبکہ مجوزین جمع کی اپنی اوقات مین نماز پڑہنے کی فرضیت کتاب اللہ سے ثابت کرکے مانکر پہر اوس سی مسافر کو مخصوص ٹہراتے ہین پہر اس حدیث ابو ذر مین یہہ بات کہہ سکینگے اور ایک عذر جناب مؤلف کا یہہ ہی کہ ادنی درجہ ہوگا کہ احادیث جواز جمع حقیقی کین اور احادیث عدم جواز کین متعارض ہونگین اور یہہ قاعدہ مقرر ہوچکا ہی کہ جب کہ متعارض ہو دو میان دو حدیثون کی تو وہ دونون ساقط ہوجاتی ہین پس دونون مضمون کی حدیثین ساقط ہونگین اور ہمارا تمسک آیات و احادیث توقیت سی باقی رہیگا پس یہہ عذر بہی قابل جواب کے نہین اس لئے کہ اول تو کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مروی نہین جس سے عدم جمع کا حالت سفر مین استفادہ ہو جیسا کہ سابق مین واضح ہوچکا اور اگر بالفرض کوئی حدیث مخالف احادیث جمع کے پائی بہی جاتی اور دونون مین تعارض واقع ہوتا تو پہر یہہ کس نے قاعدہ بنا رکہا ہی کہ دونون ساقط ہوجاتی ہین یہہ قاعدہ تو جبتک کہ اہل اصول فقہ یا حدیث سی مروی نہین شاید مؤلف نے کسی دیوار پر لکہا دیکہا ہوگا اذا تعارضا تساقطا اہل اصول حدیث کا یہہ قاعدہ شرح نخبہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ اولًا اون دونون حدیثون کو اسمین موافقت کرنا چاہیئے اور اگر بلا تکلف موافقت نہو سکی تو مؤخر کو ناسخ کہنا چاہیئے اور اگر تقدیم اور تاخیر معلوم نہو تو دونومین جو مرجح اور اقوی ہو جیسے حدیث بخاری اور مسلم کی بہ نسبت غیر اونکے اوسکو اختیار کرنا چاہیئے اور کتب اصول حنفیہ مین بہی ایسے ہی ترتیب ٹہرائی ہین اگر چہ اوسمین جمع کو مؤخر کیا ہے غرض کہ اذا تعارضا تساقطا کا اہل اصول کوئی قایل نہین اخیر عذر مؤلف کا یہہ ہے کہ عدم جمع مین احتیاط ہی اس لئے کہ اگر کوئی جمع کریگا تو نماز اوسکی بالاتفاق اپنے وقتمین ہوگی اور اگر جمع کریگا تو شاید کہ اللہ کی نزدیک درست نہو پس نماز اوسکی بدون وقت کی ناجایز ہوگی اسکا جواب اسکا یہہ ہے کہ تشکیک مذکور اوسصورت مین جاری ہوتی ہے جسمین طرفین کا مذہب مدلل بدلایل ہو اور صورت اختلاف کی ہو حالانکہ مسئلہ جمع مین نفین کا دعوے بدلیل ہے اور ناجایز کہنا اونکا خلاف ہی اختلاف نہین پس اگر صحت مین عمل مدلل بدلایل کے قول ہی تشکیک عام یقینی نہ ہا خواہ مخصص معلوم ہو یا نہو تو اب عام قرآن اور حدیث متواتر کی خبر واحد سے تخصیص جایز ہی ہے پہر کیا حال ہوگا جب

بالدار لوگ نماز کو وقت سی ٹال دینگے ہا ہا رڈالینگے کہی آپ مجہے بتایئے کہا تو اپنے وقت پر پڑہو ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

وٹال دیا کری تو سیکڑون اعمال باطل ہوجاوین اور حق اور باطل مین کچھ تمیز نرہی پس رد ہوئی سب عذرات جناب مؤلف کی اب اون عذرات سی جو مؤلف نی بیان نہین کئی بلکہ بعضے اور حنفیون نی بیان کئی ہین جواب دیا جاتا ہی اور سنو کہ بعضی یہہ عذر کرتے ہین کہ کہا ابن مسعود نے ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الا لمیقاتھا الا صلوتین صلوۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا رواہ البخاری ومسلم پس جواب اسکی تین ہین **اول** یہہ کہ اگر اس نفی ابن مسعود کو تم سب احادیث اثبات جو باقی چودہ صحابہ سی مروی ہین غالب ٹہراکر کہو کہ جس جمع کو ابن مسعود نے نہین دیکھا وہ درست نہین تو تم پر ایک بھاری مصیبت کا گریگا کہ جمع بین الظہر والعصر کو عرفات مین کیون درست کہتی ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود کے سی تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہی پس جو تم جواب رکہتی ہو اوسکو ہمارے نظیر سے سمجھو یعنے اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کی تہا تو ہم کہینگے کہ جمع فی المزدلفہ بھی تو قران صحابہ مین مشہور تہی کیونکہ چودہ صحابی سوا ابن مسعود کی اوسکی ناقل ہین تو سہو علی ابن مسعود اوسکا متصور کیا اور اب محل نفیہ کا جمع بالمزدلفہ ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقایسہ معلوم ہوتی ہی تو ہمکو کون مانعہ ہے مقایسہ سے وعلی ہذا القیاس جو جواب تمارہا ہے وہی جواب ہمارا **دوسرا جواب** یہہ کہ جو امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے والجواب عن الحدیث انہ مفہوم وہم لا یقولون بہ ونحن نقول بالمفہوم لکن اذا عارضہ منطوق قدمناہ علی المفہوم وقد تظاہرت الاحادیث الصحیحۃ بجواز الجمع انتہی **تیسرا جواب** یہہ جو شیخ سلام اللہ حنفی نے **محلی** مین کہا ہے قلت وفی البخاری عن ابن مسعود نفی رؤیۃ الجمع عنہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بمزدلفۃ ثم رأیتہ فی مسند ابی یعلی من طریق ابن ابی لیلی عن ابی قیس الازدی عن ابن مسعود کان صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوتین فی السفر فلو حمل الاثبات فی حدیث ابی یعلی علی حال الجد فی السیر والنفی فی حدیث البخاری علی حال النزول فی المنزل لکان لوجہ فیؤل الی مذہب مالک انتہی اور بعضی حنفی یہہ عذر کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی یجیئ وقت الصلوۃ الاخری رواہ مسلم عن ابی قتادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم **تو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث اوسی شخص کے حق مین ہے کہ بلا عذر نماز مین تاخیر کرے نہ اوسکی حق مین جو مسافر ہو اگر کہو کہ یہہ حدیث سفر مین فرمائی ہی پس مسافر کو بہی حکم اوسکا شامل ہوگا تو کہا جاویگا کہ اولاً تو ظرف قول کا باعث اور قرینہ اوسکے تعمیم تخصیص پر نہین ہوتا اور اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جاویگا کہ یہہ قول آنحضرت نی وقت نماز فجر کے اور فوت ہوجانے نماز فجر ہی مین فرمایا تہا جیسا کہ ابتدا اس حدیث سے ظاہر ہورہا ہے پس حکم سفر کے فجر ہے کا بیان کیا جسکا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تہا بخلاف ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کہ سفر کے علاوہ یہہ کہ مسافر جمع کرنے والے کو یہہ ضرور ہے کہ ارادہ جمع کرنیکا پہلی نماز کی وقت کی اندر اندر

---

۱ مینی نہین دیکہا آنحضرت صلعم کو نماز پڑہتے ہوئی مگر وقت پر ہے دیکہا ان دو نمازین مغرب اور عشا مزدلفہ مین اور فجر اوسکے وقت سی پہلی پڑہے **۲** اور جواب اس حدیث کا یہہ ہے کہ وہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہین اور ہم جب قائل ہین کہ منطوق مخالف ہو اور جہان مخالف ہو تو منطوق کو مقدم رکہتی ہین اور حدیثین صحیح جمع صلوۃ کی بہت ہین ہو چکی عبارت اوسکی

کر رکھی جس نے ارادہ جمع کرنیکا کیا یہانتک کہ وقت نماز اول کا گذر گیا تو بیشک اوسکی جمع درست ہوگی پس اگر بقرینہ ظرفی اوس حدیث مین مسافر کو بھی شامل کرو تو ایسا مسافر مورد اور محل اوس حدیث کا ہوگا اور یہین ہمارا کیا جو ہم نیت جمع کو قبل گذرنی وقت پہلی نماز کی شرط صحت جمع کی جانتے ہین فافہم اور بعضی حنفی بھی عذر پر جمع کرنے ہین کہ آنحضرت نے حمنہ بنت جحش کو اوسکی ایام استحاضہ مین ایسی کیفیت سی نماز پڑہنے فرمائی تھی کہ وہ بیمار تھی اس سی معلوم ہوا کہ مسافر کو بھی جمع صوری ہی چاہیئے پس اسکا جواب بھی ظاہر ہے کہ وہ مقیم تھے پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس کرنا باوجودیکہ اوسکی حق مین ایسے نصوص قاطعہ تاویل کے وارد ہین بیشک صاف جمع حقیقی معلوم ہوتی ہے قیاس مع الفارق ہے اور مقابل نصوص کے اور وہ بالاتفاق مردود ہوتا ہے فقط پس ثابت ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوتین کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہین اور مانعین جمع بین الصلوتین کے کوئی دلیل نہین رکھتے اور جواز اسکا احادیث صحاح سی جو پندرہ صحابی سے مروی ہین اور تیرہ کتب احادیث مین جنمین صحیحین بھی ہین روایتین اوسکی ثابت ہین اور بہت صحابہ اور تابعین اور ائمہ ثلثہ یعنے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بھی اسکے جواز کے قائل ہین فلله الحمد اولا وآخرا وظاهرا وباطنا على ما ايدنا لاثبات الجمع في السفر بين الصلوتين الصحيح الثابت المروي عن النبي صاحب قاب قوسين صلى الله عليه وآله وصحبه صفوة الثقلين ۞

ل اور بلا شک صحیح ہوا بخاری مین ابن مسعود رضی سی کہ سوائے مزدلفہ کے جمع صلوتین کرتے آنحضرت صلعم کو نہین دیکھا پھر مینے مسند ابو یعلی مین بطریق ابن ابی لیلے سی وہ ابی قیس ازدی سی اور وہ ابن مسعود سے راوی ہین جسمہ دیکھا کہ ابن مسعود روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین جمع صلوتین کیا کرتی تھی سو اگر حدیث ابو یعلی مین اثبات جمع جلدی چلنی کیوقت پر حمل کیا جاوے اور بقیہ جمع حدیث بخاری کی مین اوپر حال اوترنے کی منزل پر حمل کیا جاوے تو البتہ ایک طریقہ ہوگا پس آل امام مالک کے مذہب کے طرف ہو جاویگا جیسا اوپر مشکل ۵۴ گہٹاؤ یہ ہے کہ ایک نماز نیڑے ہے اور دوسرے نماز کا وقت آگیا روایت کی مسلم نے ابو قتادہ سے اونہون نے آنحضرت صلعم سے ل اللہ شکر ہے اول اور آخر ظاہر اور باطن پس کر اوسنے مدد کی ہمارے اوپر ثابت کرنے سفر مین جمع صلوتین کے کہ وہ صحیح اور ثابت ہے آنحضرت صاحب قوسین سے درود نازل کرے اللہ اوپر اور اوکی آل اور اصحاب پر جو دو نوجہان کی برگزیدہ ہین

یہ ہے

خاتمہ کتاب

مخفی نرہے کہ بعد تحریر جواب باب ثانی تنویر کی اور اثبات اس امر کی کہ تقلید مذہب معین کی بزعم وجوب یقین کی درست نہین حاجت جواب باب ثالث تنویر کی جسمین جناب مؤلف نی احادیث کو اپنے محل سے بگاڑا تھا اور اونمین تحریفات کرکے طرف اپنے مذہب کے کھینچا تھا باقی نرہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نرہے تو عالم بالحدیث بدون تحریف اور پیرو حدیث کی طرف کسی مذہب کی عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانی سے بالعلی التعین اس عنوانسی کہ ثلاثا مسئلہ تنویر کسطرح آیا ہے دریافت کرتے لیکن پھر بھی ہمنی چند مسائل کو باب ثالث سی قلم بند کردیا ہے تاکہ اوگو نیز قوت دلایل الہی کی ظاہر ہوجاوے اور جناب مؤلف کی خیانت اور تصرف سی احادیث مین اطلاع ہوتا کہ پس علماء با انصاف اور فضلاء با عدالت سے امید یہ ہے کہ ان چند مسایل کو نمونہ بتحقیق اہل حق سمجھکر باقی مسایل کو بھی اسپر قیاس کرین اور اون مسایل مین جناب مؤلف کی چالاکی سے بچتے رہین اور اگر ہمکو آیندہ فرصت ہوئی تو باقی مسایل کی بھی تحقیق کیجائیگی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین آمین یارب العالمین

نظم

توفیق ایزدی سی جوابات یکقلم ✤ سب ہوچکے الرقم مین ہوئی ہنیگی خوش رقم ✤ اہل ہنر کو اسکی خطا پر جو ہو شعور ✤ اصلاح دلپذیر کرین اسمین بالکرم ✤ ہذا آخر ما الہم اللہ خالق الثقلین عبدہ العاجز محمد نذیر حسین عافاہ

✤ الحمد فی الدارین بجاہ سید الثقلین ✤

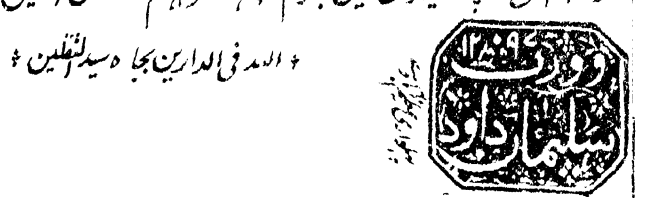

محمد اسدی	علیم الدین حسین	میر حسن شاہ	غلام علی	حفیظ احمد	محمد حسین	حافظ ولی احمد	سبحان الدین		
محمد عبد الحمید	محمد	محمد عبد الحکیم	برہان الدین	احمد احمد	غلام رسول				

ہیر الوالہ ضلع گوجرانوالہ

صورۃ ما کتبہ العالم النبیل الفاضل الجلیل الکامل الوزعی الباع الامع المولوی علیم الدین حسین الانصاری العظیم ابادی الخ نفسہ مقرظا علی ھذا الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن ظہر برہانہ بحیث لا یمکن انکارہ والصلوۃ علی سید الانام محمد النذیر البشیر وعلی آلہ واصحابہ

الهادين الى منهج الاسلام **اما بعد** هذا شئ عجيب مايدرکه الا اللبيب ما اطيب کلامه وما احسن نظامه الله اکبر کتاب ای کتاب تضمن اجزائه یواقیت وجواهر باهرة وتشتمل مضامینه علی لآل ودرر فاخرة بل هو اسرار الحکمة الیمانیة ونور انوار الشرعیة البرهانیة آذا رایت دیباجة جماله تذهب عنك کل العناء ومتی طالعت صفحة محیاه کماله یاتی الیك کل الغنا هذا ما وصف به فهو القلّ وما بقی فهو الجل للفاضل الظریف ذی المقام الشریف هو البلیغ الذی ان تکلم اجزل واوجز وان نظم افحم کل لسن بانشائه واعجز کفی کلامه علی غرارة فضله مرشدا ودلیلا ولایجد معانده مع الغلو فی العتو الی القدح فیه سبیلا بل یطاوع الاحباء باجراء مدحه علی لسانه بالاضطرار ولایتصوّر انکار ضوء الشمس یوم الصحو وقت نصف النهار فالاعداء والخلان علی فضله شاهدان عادلان کیف لا وهو بالشرف الوضاح والعلم والتقی وبالحسب العالی واخلاق الغرالزکی واضح به الشرع الشریف مؤیدا ومرتبة الاسلام ساسیة القدر هذا الم تنظر الانوار منها تصاعدت ولاحت کضوء الشمس فی البر والبحر قد انتشر صیت کماله واشتهر بناء جلاله اعنی به العالم القمقام صفوة النبلاء الاعلام المولوی السید **محمد نذیر حسین** حفظه الله عن المعرة والشین لازالت بدور فوائده طالعة من مطالع الحدیث والقرآن وشموس معارفه مشرقة من آفاق التبیان احلی ان یجتنی من ثمار مقاصده فی بساتین الکلام واشهی ما یستلذ به من فواکه تبیانه اولوا الافهام صانه الله الکبیر المتعال عن شر عین الکمال وابقاه ملک الزمان سالما عن مطاعن اهل البدعة والطغیان بحرمة سید الثقلین جد الحسن والحسین

آمین آمین آمین

صورة مکتوبه العالم النبیل المولوی ابوعبدالله غلام علی قصوری

بسم الله الرحمن الرحیم وبه نستعین

الحمد لله رب العالمین رب زدنی علما **اما بعد** فیقول العبد الضعیف **ابوعبدالله غلام علی** قصوری قد فرغت بطالعة معیار الحق لمولانا المحقق المدقق **محمد نذیر حسین** الدهلوی فظفرت علی مطالبه ومقاصده ونظرت فیه بامعان النظر طالبا لمحامده ومفاسده ووزنته بمنوّر الحق الذی فی جوابه وکررت المطالعة والمعانیة وتثنیت المقابلة والموازنة متفحصا لخطاه وجوابه وصفحا بالمقایسة متتبعا ایاهما بالمناوبة فوجدت معیار الحق معیار الحق بل الحق ان ذلک کتاب ینطق بالحق رایته موافقا لما هو الحق حریا بالمحامد الفقیه مشتملا علی الصواب متجافیا عن المفاسد ومما فیهما من المسائل المختلفة اعظمها مسئلة التقلید وعدمه وانه مقتصر علی احد من الائمة الاربعة وان التزم احد تقلید احدهم یلزم فی مدة عمره فصاحب المعیار اثبت عدم وجوبه ببراهین ساطعة وحجج قاطعة وما اورد مسئلة الا واسندها الی الکتاب والسنة السنیة ماتی بدعوة الا واستشهد

علیها بروایات الثقات والنقول المعتبرات من کتب سادات الحنفیة ولعمری ان الکتاب والسنة واقوال المجتهدین واجماع المسلمین یؤید قوله ولا یحوم الباطل بوجه من الوجوه حوله ولیس قولی هذا بالتقلید والاقتفاء بالاثار بل قلته بعد التحقیق وصرف الانظار والی قد صرفت برهة من الزمان وبضعة من الایام من قبل ذلک فی تحقیق تلک المسئلة فصنفت لذلک کثیرا من الکتب والرسائل القدیمة والجدیدة وتتبعت اقوال المتقدمین والمتاخرین حتی صرت منها علی الیقین فلله دره وعلی الله اجره حیث اوقد شموع الهدایة فی زمان شیوع الظلمة ونطق بالحق وقت خمول السنة ومحق فروع البدعة وما اورد فی تنویر الحق من اثبات وجوب التقلید والتزام شخص معین من الحجج والبراهین کل ذلک محض من عند نفسه سبقة فیاحسن العالمین وما جمع فیه من الدلائل لاثبات المرام وتکلف فی تلک المقام فهو ظاهر البطلان ما انزل الله بها من سلطان وما الحکم الا لله الیه الانابة والثقة وعلیه التکلان وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد والد واصحابه وعلماء امته ما لاحت النجوم وتلت القرآن اللهم اهدنا لما اختلف فیه باذنک انک

تهدی من تشاء الی صراط مستقیم برحمتک یا ارحم الراحمین ط

صولت نحریر عالم محقق وفاضل مدقق مولوی احمد الله حفظ الله شاکر رشید مولانا ابو عبد الله موصوف سلمه الله

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلوة علی رسوله **اما بعد** فیقول احقر الخلیقة بل لا شئ فی الحقیقة **احمد الله** جعل الله اخراه خیرا من اولاه انی طالعت معیار الحق للاوحدی الکامل محط رحال الافاضل محی السنة ماحی البدعة وحید زمانه فرید اوانه مولانا وبالفضل ولینا المشتهر فی الخافقین السید **محمد نذیر حسین** جزاه الله عنا خیر الجزاء فی الدارین وطالعت ذلک الکتاب من اوله الی اخره واطلعت علی باطنه وظاهره فوجدته محلی بیواقیت التحقیق وجواهر ودرر فرید التدقیق وزواهره جامع للمواهب اللطیفة والمطالب الشریفة مرقات للصعود علی منازل الحق الی الدرجات العلی ولمعاة للنجات فی طریق الصدق من الظلمة الدجی فاندفعت توضیح المحققین وتنقیح المدققین کل مطالبه مبین وجل مقاصده مبرهن غایته تقریب نهایته تهذیب بادیه یا طالب الحق انه مغتنم وعند فحول العلماء مسلم واجعله عقد الجیدک والفوز بسعیدک فانه اورد فیه النصوص القطعیة من الآیات والاحادیث والنقول المعتبرة من فقهاء مذاهب الاربعة مؤیدة لمدعاه موکدة لما ادعاه بحیث لم یبق لمخالفه دلیل ولا لفاره من الحق سبیل ولا تغتر بهذیانات صاحب التنویر فانه لا دلیل له من صحاح الحدیث ولا الکتاب المنیر والحق ما افاده مولانا فی المعیار کما لا یخفی علی الاخیار فجعل الله حجته بالغة وکلمته عالیة وصلی الله تعالی علی

خیر خلقه محمد والد واصحابه وعلماء امته اجمعین ط آمین

صورة ما قرظه الفاضل الكامل العاقل الواصل جامع المعقول والمنقول كشاف معضلات الفروع والاصول اسوة الاتقياء زبدة الفقهاء الموفق من عند الله الصمد مولانا المولوى محمد بنجابى خلف الصدق المولوى بارك الله سلمه وغفر له

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى هدانا لهذا وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله والصلوة والسلام على رسوله محمد الذى من اتبعه اهتدى ومن اعرض عن الاقتداء به ضل وغوى وعلى آله واصحابه الذين هم نجوم الهدى **اما بعد** فهذا الكتاب المطابق بالمسمى **معيار الحق** بل عين الحق حقيق بالقبول لا مجال للعدول عنه لاهل الحق والانصاف وان انكره اهل التعصب والاعتساف الفه استاذنا ومولانا المحقق المدقق الكامل فى فن الفقه من الاصول والفروع والتفسير والحديث السيد **محمد نذير حسين** ادام الله فيضه ولقد كنا مترددين فى هذه المسئلة المعضلة فكشف عنها حجابها فاستنارت كالقمر ليلة البدر جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء فى الدارين قال الله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وان الله لمع المحسنين وانا العبد الضعيف المفتقر الى الله **محمد** ابن مخدومى بارك الله غفر الله له ولوالديه ولسائر المؤمنين آمين

صورة ما قرظه ونظم سند السادات مصدر الخيرات والحسنات مجمع البركات والكمالات وحيد عصره فريد دهره الفاضل العالم اللوذعى رافع اعلام الشريعة قامع آثار الشرك والبدعة الصوفى الصافى الاسعد جناب **مير حسن شاه** قادرى بتالوى دام ظله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى هدانا الصراط المستقيم بالنور المبين والصلوة والسلام على رسوله محمد سيد المرسلين وعلى آله وصحبه الذين فازوا منه بالحظ الجسيم من نور اليقين **اما بعد** فلما كان علم الفقه اعظم العلوم قدرا واعلاها منزلا وارفعها شانا واسناها برهانا وكان مسئلة وجوب تقليد امام واحد وعدم وجوبه من ادق مسائله واغمضها قد تحيرت فيها افهام الاذكياء وتقعس عن تحقيقها اذهان الفضلاء فصنف فيها الفاضل النحرير العلامة والفاضل الجليل الفهامة متصل الفضلاء المدرسين فخر العلماء الراسخين الفقيه الذى تزينت بدرسه المساجد والمدارس واحتاج الى تقريع منطوقه ومفهومه كل الذاكر والمدارس احيى دروس المدارس وزان دروسها وجمل صدور المجالس واطلع شموسها عمدة المفتين المحققين قدوة المحدثين المدققين المبرا عن الشين مولانا السيد **محمد نذير حسين** لازالت شموس فضائله لامعة وانوار جلائله ساطعة كتابا باسماه **معيار الحق** بالهام الله الملهم للصواب ولعمرى ان ذلك الكتاب لاريب فى

انه فی هذه المسئلة فصل الخطاب یسلک بمن یتامل فیه سبیل الرشاد ویخلع ربقة وجوب تقلید الامام الواحد من اعناق العباد فانه برهن فیه علی ما هو الحق الحقیق من ان التقلید لامام من ائمة الهدی واجب وتقلید الامام الواحد المعین غیر لازب کیف وهو هوس من هو ساتهم یا تواعلیه بسلطان مبین وما ایدوه الا باقوال المقلدین لا المجتهدین فضلا عن النص الصریح او حدیث الماثور من سید المرسلین جزاه الله عنا خیر الجزاء وجعل سعیه مشکورا وکلامه بین اهل الحق مقبولا ومشهورا والحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین آمین المقرظ اضعف عباد الله **میر حسن** قادری واصلی ط

صورة ما کتبه وسطره واقف علوم عجیبة ماهر فنون غریبة فاضل اجل وعالم اکمل مولوی حافظ عماد الدین هوشیار پوری دام ظله العالی

بسم الله الرحمن الرحیم ط

الکتاب المعیار الذی صنفه مولانا المحقق المدقق قدوة العلماء المتبحرین اسوة الفضلاء والمهتدین **السید محمد نذیر حسین** ادام الله فیوضه فی الملوین کتاب یشتمل علی الحق والحق لا ینفک عنه والباطل لا یحوم حوله والحق ان هکذا کان طریق السلف والخلف وما کان احد یری تقلید احد واجبا علی احد ولقد رایت فی الطحاوی موافقا لما هو فی هذا الکتاب حیث قال قوله وفی نکاح الخلاصة لو قیل لحنفی ما مذهب الامام الشافعی فی کذا وجب ان یقول قال ابو حنیفة رحمه الله کذا وذلک لانه یجب علی الشخص التکلم بالصواب الا بالخطاء وقول الغیر فی اعتقاد الحنفی خطاء یحتمل الصواب وتقدم فی الخطبة ان محل هذا فی المجتهد اما المقلد فلا یجب علیه هذا الاعتقاد بل یضوا علی جواز تقلید المفضول مع وجود الفاضل مع ان المفضول خطاءه اکثر وقد اشار الی ذلک صاحب البحر فی بعض رسائله ولذا قال الشریف الحموی ثم لا یخفی ما فی کلام الخلاصة الذی قوی به صاحب النهر بحثه من النظر انتهی بلفظه وایضا فیه اعلم ان الافتاء بقول مالک هو عین التقلید ولا نزاع فی جوازه بشرط عدم التلفیق علی ما ذکر الشیخ الحسن وافرده برسالة ویخالفه ما ذکره العلامة ابن الملا فروخ حیث صرح بجواز العمل بالتلفیق واطال فی ذلک علی وجه التحقیق وافرده برسالة ایضا وعزا القول بجواز التلفیق لابن الهمام فی التحریر ولصاحب البحر فی بعض رسائله وانه قال ای صاحب البحر منع العمل بالتلفیق خلاف المذهب الی اخره وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب وانا العبد المذنب المعروف **بحافظ عماد الدین** هوشیار پوری غفر الله له ولوالدیه

صورة ما کتبه ضابط العالم الکامل الفاضل العادل ارشد الصلحا واسعد الاتقیا المولوی برهان الدین صاحب ادام الله تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم ط

الحمد لله رب العلمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين **اما بعد** فاحقق العلماء المدقق الفهامة المحقق سند المحدثين حجة المفسرين رائج التوحيد والسنة ماحي الشرك والبدعة طالب حسنيين **السيد المولوى محمد نذير حسين** رزقه الله خدمة سنة سيد الثقلين في معيار الحق فهو عند الحق المأمور به المطاع ولعمري هو الحقيق الحق بالاتباع تم

صورة ما زبره المصقع الخطيب والمدره الاديب الحسيب النسيب والطبيب ابن الطبيب ذو الطبيعة النقادة والفتنة الوقادة المولوى محمد سليمان وقاه الله شر الاشباه والاقران مقرظا على هذا الكتاب

حمدا لك يا من بك الصبح يتنفس والليل يعسعس والباطل يمحق والحق يحصحص والليث المقيد يتجمش والبحر والمقلد يتبصبص وصلوة على رسولك الذى دمغ به الايمان واندحر ورضخ افيه ولوامراة حدحة وشيخ دردح **وبعد** فهذه الرسالة احسن الرسائل ليهتدوا بها اهل الزيغ والخفائل دواء لاسقام الجهل شفاء لذوى النهل ضاع بها رحيق التقليد الجامد وذهب فيقة وانكسر قنينة بعد ما طفح واختطف بصر بعد ما طمح ولاح بان اهل غافل ضفندد لا بل جاهل صمخدد فطوبى لمن آمن بالكتاب وصدق بخ بخ وبوسى لمن تعاقاه ومزق كخ لخ كيف لا وعبارته تعجب السحبان وتحقيقاته تنشط آذان الاذهان نذير في الغربة مزيل الكربة نسيمه المطيبة من الرياحين والازهار يسر القلوب وحياض زلاله شفاء لكل مكروب كانه روض ممطورة يتغرد البلابل على اغصانه ويترنم العنادل على عيدانه ولنعم ما تغرد **ه** واهرب عن التقليد فهو ضلال ان المقلد في سبيل الهالك وحبذا ما ترنم **ه** باكل سرخ كه اصلش عرق روى سبحان ربه لا له نغمات تبر بار گيرند فيا معشر العلماء ان اردتم الفوز الى السعادة والوصول الى الغاية فلينظروا الى هذا الكتاب بعين الانصاف لا عن التعصب والاعتساف فانه سحر لا كسحر حلال وسحر ليس له من الشمس زوال خال عن الحشو والتطويل وحاشا لله ان يكون لها عديل وحقيق بان ينمق على وجنات الحور من سواد طرر المحبوب وحرى بان يكتب من الزمرد الاخضر على صفائح القلوب اللهم ابد مؤلفه ومن ترصعه بحلية الطبع وتيسر له رويتهما رياء وقد ارى حضور مجلسهما احسن نديا وانا العبد الضعيف **محمد** الشهير **بسليمان** القلوى العظيم ابادى مولدا ومنشاء والصفروى محتدا ومسكنا ۵

صورة مكتوبه الفاضل النبيل الاديب الجليل مهبط فيوض السبحاني ملولوي نور محمد ملتاني سلمه

بسم الله الرحمن الرحيم

الذاهبة وما الذاهبة ؛ وما ادراك ما هيه ؛ كل الخلق في ورطة التقليد فانية ؛ عالم مقلد غير الحق لا يعتقد ؛ ويرى الجاهل الغرير في الصلاة والنقد والذي تيمن منه الخير كالذي يستلذ من الطير وكلاهما عوير وكسير ؛ مثل المقلد بين يدي المحقق ؛ كالضرير بين يدي البصير المحقق ؛ ما المقلد الا مثل مخشوش لاعمل مغشوش ؛ قصاه لوح منقوش يقنع بظواهر الكلمات ؛ ولا يعرف النور من الظلمات ؛ يركض خيل الخيال في ظلال الضلال يغمس يده في ايام البدع والاهواء ؛ في مآكل الخلق ؛ ويسعى في اضلال الخلق والاغواء ؛ سوف يبوء بالندامة والخجل ؛ وللشيطان اللعين نعم البدل ؛ يحسبه الجاهل صالحا وهو من المراق ؛ ويظنه امينا وهو من السراق ؛ فيعضه على تلك اللحية والقمة ؛ ويوقرمنه هاتيك الحلية والعمة ؛ يكتب الزور وبه تجرى اقلامه ؛ ويكتم الحق وبه تامره احلامه ؛ واذا رايته تعجبك اجسامه ؛ والحق يتضح بالادلة ؛ والشهود تشتهر بالاهلة ؛ وشفاء الصدور بالبيان ؛ والدين لولا شطب البيان والعلماء الاعيان اعزل ؛ والقلم لولا لسان البرهان مغزل ؛ ومثل العلوم والبرهان ؛ كمثل المصباح والادهان ؛ والحجة للاحكام ؛ كالعماد للخيام ؛ والعهاد للهيام ؛ والروح للحرباء ؛ والشمس للحرباء ؛ وافضل القرب قربة هي فريضة ؛ وبعدها سنة ؛ مستفيضة ؛ والسنن اداب الرسل ؛ واعلام السبل ؛ ولولا الفرض والمسنون ؛ لم يشرف الحاء المسنون ؛ الفرض كالعذق والسنة كالعلاوة ؛ فذاك نعم الحمل ؛ وتلك نعمت الحلاوة ؛ طوبى لمن انتشر وانت السنن والآثار ؛ لسيد الابرار في كل الاقطار والامصار ؛ حال كون الناس ملا متفرقة ؛ ونحلا متشتة ؛ راكبون على متن عمياء ؛ يخبطون غلط عشواء ؛ ولبشرى لمن سلك سبا سب الحق والصدق ؛ وصنف في اعلاء كلمة الله كتابه **معيار الحق** ؛ الذي يتحلى برواية ودراية ؛ وبلاغة رائعة ؛ سواد الحرف فيه كالليل مظلم ؛ وهو سطور منه كالصبح يطلع ؛ دقائقه فيه كشمس مضيئة ؛ عليها سحاب منه تبدو وتطلع ؛ معانيه في الالفاظ يطلع ضوءها ؛ كنور السراج بالزجاجة يلمع ؛ ولمصنفه قدم لاعلام العلوم فارعة ؛ واداب بارعة ؛ من استسمع عنه فقد استسمع يعبوبا ؛ ومن استسقى عنه فقد استسقى اسكوبا ؛ ولنعم ما قيل ان خلاصة الجوهر تظهر بالسبك ؛ ويد الحق يصلح رداء الشك ؛ روض فنون العلم فرد الدهر ؛ بدر العلى شمس سماء الفخر ؛ الماجد الجهبذ من سما على اقرانه مجدا بهذا القطر ؛ والله يحميه ويبقيه على ؛ خير ولا زال جميل الذكر ولقد لمحت الكتاب المذبور فوجدته محقا ياعلى بديع استملحته ؛ فيا ايها الاخوان والخلان الحق احق ان يتبع ؛ والصدق حقيق بان يستمع ؛ والاجتناب عن شبهات التقليد الغبية ؛ واختلاط الضلال والشكوك واجب والاعراض عن سوء العواقب اي صائب واوصي الناس بالرجوع الى مضامين هذا الكتاب والمصير ؛ وجمعت هذه الحروف باياء الفاضل الخبير ؛ المولوي **لطف حسين** حسين عن كل شين ؛ مستظهرا كاستظهارها الرضيع بالظهير ؛ وقلت في تاريخ طبعه **الا ليس تظهره**

قصیدہ بلاغت رسیدہ من تالیفات فصح الاد با ابلغ البلغاء محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد غلام اکبر خانصاحب سلمہ الرحمن الواہب در فضائل جناب مولف مظلہ

ہوا ہی غیب سے یہ مضمون یہہ آج ذہن نشین
کہ طبع کو مین کروں باغ فکر مین گل چین
گلون کو طبع کی رشتہ مین فکر سی لاکر

بناؤن یا کوئی گلدستہ کرکی گل چینی
کہ طاق قصر ثنا کی کیسکی ہو تزئین

دماغ روح کو اپنے کروں مین عطر آگین
کہلا ہی یعنی بحق یہہ شگوفہ طبع مین آج

وہ کون سیدنا مولوی نذیر حسین
کہ جسکی فیض سی ہین مستفیض اہل زمین

ہے ایک وحید سلف جو بعزت و تمکین
ہے شمع بزم طریقت جو ذات بابرکات

ہین بہر ور علما علم و فضل سے جسکے
ہین راہ مین صلحا جس سے باصلاح و یقین

خدیو ارض ہدیٰ ہے جو نیک آئین
طحای وقت کا ہی اپنی جو میان حدیث

اصول مین جو ہی اب ثانی محب اللہ
کلام مین بنفی کی ہی مثل جواس حصین

مفسری مین جو راز یسی ہے زیادہ ہین
ہے صرف مین جو ضی سی زیادہ ترصرف

بلاغت ادبیت مین زمخشری سی تمام
بتاتی ہین جسی اہل نظر زیادہ کہین

کہ میر زاہد و قاضی کو ہی نصیب نہین
عجیب ذات ہی کیا مجمع علوم و فنون

پڑہون وہ مطلع گذر کر خطاب غالب سے
کہ سکے ہون جسے حاسد تمام چین بجبین

مطلع ثانی

ہی اسمین خم تیرا کل مدارج تحسین
کہ بس کرون بھی کہہ سبط پاک سرور دین

ہی تو شرف دہ ہر خاندان اہل زمین
ہی اپنے تو خلف الصدق اون اب و جد کا

خدا رکھی تیرا جای جہان مین چشمہ فیض
ودام بر سر تشنہ لبان اہل یقین

بسان ابر کرم اپنے فضل سے آمین
محب ہین تیری جتنی ہین خرم و شاداں

بس اب دعا پہ قصیدہ کو ختم کر مسلم
کہ خصمہا رسی سنتا ہون طول خوب نہین

رہے جہان مین تا سنت رسول امین
ہو علم و فضل کو جبتک جہان مین نشو و نما

رہین تہ فلک اہل حدیث تا بظفر
ہو بس زمانہ مین تا پست بدعی بدین

مغنیہ سنجی مدحت زعین صدق و یقین

ولہ قطعہ تاریخ

ہوا ہی بار دگر طبع نسخۂ معیار — کہ اس سی پاکی ہدایت ہون لوگ حق کے قریب — بھلا ہو کیسی نہ مرغوب اہل حق یہ کتاب

کہ امر دین کی ہی تنقیح اسمین اور تہذیب — ہر ایک صاحب تحقیق کا ہی اسپہ مدار — نہ مانی گو کوئی تقلید یہ عنید و مریب

یہ ہے وہ نسخہ جسی لیتی ہین بدان لوگ — جو امر حق کے ہین محبوب اور دین کے حبیب — عجیب مایۂ تحقیق حق ہے یہ نسخہ

کہ فساد کرتا ہی جسپر ہر ایک مرد لبیب — ہے کیا کتاب یہ واللہ قاطع بدعات — کہ جس سی آفت تقلید کی ہوئی تخریب

کہ کتاب بس ہے یہ ہر ایک کو عمل کی لئے — یہ حکم عام ہے سائل ہو کوئی خواہ مجیب — ہی اب یہ فکر ہمین کہ اسپر لکھون مین وہ تاریخ

کہ اسکی وجد مین آئی جسی ہر ایک ادیب — ہین سال طبع مین اسکی فقط یہی دو لفظ — عجیب لفظ ہی ایک دوسرا ہی لفظ عجیب

۱۲ ۱۲ ۹۵

ایضاً

پھر ہوا طبع نسخہ یہ مسلم — رہے تمسے بہی کوئی ہان تاریخ — سر الفت سی بول اٹہا ہالف ؛

اس پہ لکھہ رد غالبان تاریخ

۹۶ ۱۲

ولہ

دیکھہ کر یہ نسخۂ بی مثل مین ہی بیگمان — لکھہے سال طبع جب طالب نے اسبات کا — کاٹ کر سر احمق تقلید کا بار دگر

چھپ چکا بول اوہی سب گلزار تحقیقات کا

۱۲ ۹۷

قطعہ تاریخ بنتیجہ طبع نقامر بع نشین چابلش علم و کمال زیب و سادہ فضل و فضائل فخر زمان تحریر دوران جناب مولوی میر شاہجہان صاحب دہلوی سلمہ دامادہ مؤلف مدظلہ

کامل مہین گر نجات کی خواہش ہے — تاریخ کو اسکے روز شب ورد کرد — اللہ کے نام ہین تعجب کیا ہے

یا ہادی یا مبین ۱۲۹۷ یا مقتدر

ولہ

مینی پوچہی جو عالم لونسی بیعہ بات — کہ جنہین دین مین ہو پاس سخن — تو جزا انکی کیا لکھی ہے کہا

کہ جزاھی سیعلمون غدا

۱۲ ۹۷

ایضاً

طبع شد بار دگر معیار حق — بارک اللہ این کتاب لاجواب — از پے تحقیق حق آمد محک

میکند بس رہبری از روز ناب — نیست از خفاش چشمی چارہ — ورنہ حق روشن تر ست از آفتاب

یا اولی الابصار پاس امر حق
وز تعصب اجتناب و اجتناب
خوش بود گر در جهان پاس سخن

این جهان خود چیست نقش روی آب
نقش دین بر لوح دل باید کتاب

عزت دین باید و فوق عمل
فخر دنیا را که آرد در حساب
هیچ دانی چیست دنیا جیفه

طالبانش را همیدانی کلاب
از پی این فضلهٔ روباه و سگ
بهر حق هرگز مخور این هیچ و تاب

اتباع سنت احمد کنید
تا شوید از مقصد خود کامیاب
چون محمد مصطفی خوشنود شد

از امام آری چرا خوف عتاب
پیش قول احمد و اصحاب او
از ترکوا قولی لقرمود آنجناب

سال طبعش اهل حق میخواستند
قطعه تاریخ طبع معیار از
گفت کامل ای ربی خیر الکتاب

۱۲

نتیجه فکر مولوی محمد سلیمان صاحب متخلص بحاذق در صنعت توسیح که قطع نظر اصل ماده از اول و آخر مصرع او ۱۲۹۷ سنه و از اول و آخر مصرع ثانی ۱۲۹۸ سنه ربی باد

بسم الله الرحمن الرحیم

۳ چه شد بار دگر معیار مطبوع ۷۰
۲ باسلوب جدید و طرز زیبا ۱
۷ زطور عیش بر دل تجلی ۱۰

۷ ز نور حرف او هر دیده بینا ۱
۲ بنور او منور چشم حق بین ۵۰
۷ زطبعش خوش دل هر اهل تقوی ۱

۲ باستیصال تقلید معین ۵۰
۴ درین عالم بود بی مثل یکتا ۱
۲ بجنت قدسیان گفتند ربی ۱۰

۴۰۰ تو این معیار حق مقبول فرما ۱
۴۰ ملایک بر فلک گویند زینطرز ۷
۶۰۰ خدا و ند اکریا پادشایا ۱

۵۰ نماند در جهان زنهار تقلید ۴
۷ زما مقبول فرما این دعا را ۱
۵ هنیالك ما احببت یا من ۵۰

۳۰ لك الاحسان و الافضال تنسق ۱
۸۰ فان کلامك حق مطاع ۷۰
۸۰ فاخزی الله تعسا من تولی ۱

۸ حبیبی فخر دین مقبول یزدان ۵۰
۳۰۰ شقیقی نخلهٔ محبوب دلها ۱
۳۰۰ شود نامش عیان بی شبهه شهرت ۲

۴۰۰ لطف باحسین آری چو یکجا ۱
بطبعش خوش نمود احیای سنت ۴۰۰
۳ چو اعجاز مسیح احیای موتی ۱

۲ بشکرش میسرایم هر شب و روز ۷
۲۰ کلام حافظ مقبول دلها ۱
۸ حماك الله عن شر النوائب ۲

۳ جزاك الله فی الدارین خیرا ۱
۲ برای سال طبعش هاتف غیب ۲
۲ بحاذق نسخهٔ بی مثل گفتا ۱

۱۲۹۷ ۱۲

وله

معیار چو طبع شد سن طبعش ۵۵
دل گفت بگو ترا چو ذوق سهت
حاذق لفتم که سال طبعش ۵۵

مجموعه خاص اهل شوق است

۱۲۹۷ ۱۲

۱	ولہ	
مکرر طبع چون معیار حق شد	بجا دق گفت روزے مہتمم جیب	کہ سال طبع او تعمید سنت ؛
	حبیب ایزد پاک است لاریب	

قطعہ تاریخ مع تقریظ دلپذیر فلاطون دوران ارسطو زمان المتخلق باخلاق السید الثقلین جناب مولوی حکیم فضل حسین صاحب مہدانوی عظیم آبادی دام برکاتہ

اہم بھی موہنہ مین زبان رکھتی ہین	کاش پوچھو کہ ماجرا کیا ہے

سبحان اللہ یہہ کیا کتاب لاجواب ہے جسکے ہر بحث انتخاب ہے مومنین کی لئی اگر دستاویز ایمان کہین تو بجا ہے اور مبتدعین کے لئے اگر آیت عذاب کہین تو روا ہے آج کسکی قلم مین ایسا زور ہے کہ اسکے تعریف کر سکے اور کسکے دماغ مین یہہ قدرت ہے جو پوری طرحسی اسکی مطالب کو سمجھہ سکے آج کون ایسا بشر ہے جو اسکی خلاف مین قلم اوٹھاوی اور موہنہ کی نہ کہائی چونکہ یہہ کتاب سراپا احادیث نبوی اور کلام لم یزلی سی مولف ہے کہا جا سکتا ہے کہ اسکا جواب قران کی تحریف اور احادیث کی تردید برابر ہے یہہ بھی دیکھنی کے بات ہے کہ آخر یہہ کتاب کسکی ہے اور مولف اسکا کون ہے یہہ کتاب اوس شخص کے رشحات قلم ہدایت رقم کا نتیجہ ہے جو آج شہرہ آفاق فخر اسمعیل و اسحاق ہے جسنے شاہ عبدالعزیز کا نام زندہ اور شاہ ولی اللہ کی روح مسرور رہے جسکے ذات پاک سی دہلی کیا کہ تمام برنو رہے جو سچے مسلمانون کا مایہ فخر و نازش ہے جو ہر آن و ہر لحظہ قابل ستایش ہی لیکن ہی مگر فرشتہ صفت ہی تیرہوین صدی مین مروج آئین صحابیت ہے ؎ مطلع جہانکا شرک سی بس صاف کر دیا ؛ دین خدا کو قاف سی تا قاف کر دیا ؛ وہ کون کہ مولانا و استاذنا و مرشدنا جناب مستطاب سیدی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی جنکی تحقیق محققانہ سے ایک عالم نے فائدہ اوٹھایا اور جنہون نی صحاح ستہ کو بین الناس گلستان اور بوستان سی بھی زیادہ پھیلایا اللہ تعالی اونکو اور اون حضرات کو جو اسکے طبع مین ساعی رہے دنیا اور آخرت مین جزای خیر عنایت فرمائے آمین یا رب العالمین

قطعہ تاریخ

طبع چو شد معیار مکرر دین پیمبر گشت قویتر	کرد کتاب حمائل در برا کہ بدیمنش بود تولا
گشت جدا از تن سراغ دگفت کہ ہاتف از من	جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

تاریخ طبع زاد فاضل اجل عالم بی بدل جناب مولوی کاظم علیصاحب ابن زبدۃ الاصفیا قدوۃ الاتقیا ذو المجد الظاہر و الفضل الباہر مولانا السید محمد عالم علی در صنعت توشیح کہ اگر از سر ہر مصرعہ حرفی گیرند سنہ ۱۲۹۷ ہجری آید

۴ درین قبلیکه درعالم فراغ ست ۵۰ نشاطی منتشر بر کوه و راغ ست ۴۰ گذشته ازنگاهم چون کتابی
۴ بنام ایزد زهی فصل الخطاب ۲ باعراض شکوک آمد شفائے ۲ برای تشنگان دین سقائی
۴ براغاق کلاب شرع مبتول ۷۰ عجب نام خدا شمشیر مسلول ۷ زحق را خوشنا بود دست معیار
۸ حق و باطل کزو گردد نمودار ۲ باوج رهبری خورشید ساطع ۲ باجیای سنن برهان قاطع
۳۴ چوارباب هوا این مهر دیدند ۵۰ نقاب خامشی بر رو کشیدند ۲ بلی هرچه بود دهر آشکارا
۶۰ سپهر از جز نهان لعل دین چه یارا ۳ چرا نبود چنین مقبول تحریر ۴۰ مولف چیست در هر علم نحریر
۱ امام وقت و استاد یگانه ۶ وحید عصر و یکتای زمانه ۷۰ عزیز مصر تفسیر و معانی
۲۰ کلیم طور فقه و نکته دانی ۲ باثار و احادیث و تصوف ۷۰ عدیم المثل ارباب تعرف
۲ باعلام زمانه اوستادے ۴۰ گرامی گوهرے والا نژادے ۱۰ امید طولی بعلم نامس که میداشت
۷۰ علم از بهر سکالش برافراشت ۳۰ لبش چون گشت در افشان توحید ۳ جهان شد پاک از ظلمات تقلید
۲ بجنب فقه وی فقه دگر چیست ۶۰۰ خجالت برد از قاضی اگر بیست ۲ بتحقیقش طحاوی را چه یارا
۴۰ که باشد رد برد وی صف آرا ۴ درین هنگام گر میبود سنگے ۲ به تیغ حجتش میگشت منکے
۲ به بحر فکر سال طبع وے دل ۹ طبیدن دشت همچون مرغ بسمل ۲۰ که ناگه گفت هاتف بی سر و زر
۳ چراغ اهل دین ۱۲۹۷ دگر مرد

ایضاً

چو معیار حق و دین پیمبر ۴ محلے گشته از طبع گهر ۴ زهر طرش غبان احیای سنت
زهر حرفش شد استیصال بدعت ۲ زعونش گریزان شرک و تقلید ۲ مضامینش همه داعی بتوحید
بچشم اهل دین کحل الجواهر ۴ خدائے نامس ارباب خواطر ۴ زآیات و احادیث مبین
شده معدوم تقلید معین ۲ ازو شان و فرحان روح مسلم ۲ سجستانی بوصفش شاد و معلم
بخاری مرحبا گویان و شاباش ۲ ثنائی در ثنائی وی عرقپاش ۲ ابو عیسی ازو در نیما طے
زلبعش ابن ماجه در ثناطے ۲ هزاران آفرین از ابن ادریس ۲ گریزان از جهان تلبیس ابلیس
رزین و بصری و نخعی و سفیان ۲ به توصیفش همه گشتند حسان ۲ امام دارمے و ابن سیرین
زبان هر یکے در مدح و تحسین ۲ امام عصر نعمان و محمد ۲ امام مالک و یعقوب احمد
کجا تاب دتوانائے بخامه ۲ که سازد نام هر یک درج نامه ۲ دران عالم همه مداح گشتند
سجل فتح بنامش نوشتند ۲ چو گشتم زین چنین اسرار آگاه ۲ شدم جویان تاریخش که ناگاه

مسرد ین غنیب از فیض موہبد | گفتا کہ ہر باغ محمد

رشحہ کلک جواہر سلک فاضل جلیل عالم عدیم المثیل اکمل الاطبا افضل الادبا جناب مولوی عبد العزیز صاحب نکر نہسوی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو ای مومنان نیک آئین — لگی گھاتون مین رہنے رہزن دین — ہے دور پر فتن ہو ہاؤ ہشیار
فریب رہزن دین سے خبردار — مسلمان ہین بہت کم چیدہ چیدہ — سو وہ بھی سنت و زمت کشیدہ
بظاہر گو ہزارون ہین ریاکار — مسلمان آپ کو کہتے ہنود ار — سمجھکر رسم آبا اور ا بعد اد
مسلمانون مین کرتے آپکو یاد — نہ لیکن کام کچھ ایمان سی اونکو — ہزارون شرک و کفری ہین خوگر
بہت ہین اور ملکون مین بھی رہزن — نہ لیکن ہندوالون سی ہین پرفن — عجب یہہ ملک ملک فتنہ زا ہے
مسلمانون کی حق مین کربلا ہے — وہ ہین ایسے یہان کے فتنہ پرداز — بنائی جنکو شیطان اپنا ہمراز
سدا ہین درپے آزار مومن — عداوت سی بنے خون خوار مومن — ہزارون طرح کی فتنہ اوٹھائین
الم تا کا مل دین اس سے پائین — سدا جاہل کو پہندی مین پہسا کر — اوسی آئین بدینے بتا کر
کہین تقلید واجب ہے سمجھہ لو — نہ تم آئین آبائے کو بد لو — نمازون مین نہ ہاتھہ اپنا اوٹھانا
نہین خلف امام الحمد پڑہنا — نہ جلسہ بعد دو سجدون کی کرنا — تشہد مین دعاؤن کو نہ پڑہنا
کہین سینہ پہ ہاتھہ اپنا نہ رکہنا — بزیر ناف رکہہ سنت پر کہنا — تراویح آپ سی گو آٹھہ رکعت
ہوئی ثابت نکر اوسطرف رغبت — نہین آمین کو جہلا کے کہنا — نماز الیسون کے پیچہے ہی پڑہنا
کہ ہین یہہ سب احادیث بنی مین — نہین لیکن کتاب مذہبی مین — کتاب مذہبی مین جو ہو کر لو
سوا اسکی اگر اورون مین کچھہ ہو — پڑہو لیکن عمل اوسپر نکرنا — تم اپنے سنت آبا پہ مرنا
فقیہون کو ہے میرے اس سے انکار — ہمین کیونکر بھلا اس سی نہو عار — گہی بدعت کہن دگا ہے موحد
مقلد گاہ و گہ غیر مقلد — ہین اک ملا مقلد کے حکایت — جو ہی مشہور لوگون مین نہایت
سنا تا ہو بہو ہون بیکم و کاست — بیان چشم دیدہ کیون نہو راست — مراجس روز بیٹا ہو کے رنجور
چنے پڑہوائے حضرت فی بدستور — موحد نے اگر پوچہا کہ یہہ کیا — کہا حضرت فی سن بدعت ہی تجہا
اور مینی روز اول ہے کیا ہے — شناعت کی بھلا اب کون جا ہے — جو پوچہا بدعتی نے آپ سی آ
کہ اے حضرت کیا یہہ آپ فی کیا — کہا مین رسم آبائی سی اہلا — پہر اب تک نہین گہبرا گئی کیا
یہی پڑہوانی سی ہے کام تمکو — وہ روز اولین یا سوئمین ہو — نہ چہوڑی مینی یہہ آئین تمہارے

کہ دینداری کی سین ہین یہہ بیماری
بھلا کیونکر اسی مین چھوڑتا واہ
اسی سی ہی ہمین یہہ عزت وجاہ

نہ وہابی سا ہون فضل وبستان
جو چھوڑون رسم وآئین بزرگان
احادیث نبی سب کو سنا کر

سبھی خلاق پیغمبر بتا کر
رہون آوارہ اور نظرون مین ہون خوار
سبھی اہل دول سی پاؤن آزار

نہین جس کام مین دنیا ہو حاصل
نہ عزت جس سی ہو پیش مقابل
نہین ایسے کام کرتے

نہین امید موہومہ پہ مرتے
بچالے انکے ہاتھون سی خدایا
مسلمانون پہ وقت نازک آیا

نہین بے سمجھے بل اکثر سمجھکر
مسلمانون کو بہکاتے برابر
مقلد ہین ریاکاری مین یکسر

نہین انکو ہے خوف روز محشر
مقدم دین پہ دنیا کو رکھا ہائے
نہ آیا انکو کچھہ خوف خدا ہائے

ہوئی گمراہ خود اور ونکو گمراہ
کیا کرتے ہین بس اللہ اللہ
مسلمانون کو بدرستہ چلایا

نہ تبلانا تہا جو اونکو بتایا
امام بوحنیفہ نے کہا کب
کہ ہے تقلید واجب دو بتا اب

امام شافعی مالک نے کب ہے
کہا تقلید واجب مستحب ہے
دیا احمد محمد نے کہا ہے

ابو یوسف نی یا فتوا دیا ہے
نہین قرآن مین کچھہ اسکا نشان ہے
حدیثونمین نہین اسکا بیان ہے

فقیہون نے جو ہی قرآن سی غافل
کیا ہی دین مین بدینے کو دخل
مسلمانون بس اب شکر خدا تم

کر دصبح ومسا ہر دم ادا تم
کہ بے نام ونشان ہوتی ہی تقلید
ہوئی رخصت شب تار ضلالت
چمکنی اب لگی صبح سعادت
ہوئی بند ضلالت سی رہائے

ہر اک جاہی شیوع رہنمائے
چھپی معیار حق یعنے دوبارہ
ہوئی تقلیدیون کی دل دوپارہ

چھپی ایسے کتاب رہنمائے
ہزارون نے ہی جس سی راہ پائے
نکیون ہوہی سراپا یہہ مدلل

مولف جسکے ہین شیخ کمل
بعلم وفضل استاد یگانہ
بزہد وورع یکتای زمانہ

اصولی ومحدث اور مفسر
فقیہون مین بہی اقدم گو ہین آخر
پڑا ہین فکر سال طبع مین جب

منا ہاتف نی دی یہہ غیب سی تب
بھی کیون ایسی فکر جان گسل ہے
کہ سال طبع سن مرغوب دل ہے ۱۲

سن فضلی ہوا پہر اوس سی خواہان ۰ کہا تاریخ ہے بقیہ بذا یمان ۱۲

ہو الغنی

چکیدہ قلم جواہر رقم طوطی زبان شیرین بیان جناب مولوی ابوالخیرات محمد حبیب اللہ صاحب حیاندیاری اعظم گڈہی مدظلہ

حبیب اللہ زعالم رفت بدعت
چو شد بار دگر مطبوع معیار
پی تاریخ طبع او دل من

چو مرغ افتاد اندر دام افکار
سر بدعات بشکست وبگفتا
بقا للہ بشد مطبوع معیار ۱۲

ا	الیضاً	
طبع معیار شد بفضل خدا	شده مرغوب دل باہل یقین	پی تاریخ طبع مے کردم
فکرتی ناگہہ از من مسکین	الہم غیب از دل الہام	گفت ھذا الکتاب حامی دین
	ولہ	
طبع معیار چو شد بار دگر	صیت مطبوعیش آمد درگوش	بہر تاریخ نمودم فکرے
	مظہر جلوہ حق گفت سروش	
	ولہ	
مطبوع چو شد کتاب معیار	در اہل نظر عجیب آمد	ہاتف بگفت سال طبعش
	معیار چہ خوش حبیب آمد	
	الیضاً	
معیار کا ظہور ہوا جب جہان مین	ولسی کہا کہ کہہ کوئی تاریخ تو عجیب	دشمن کی سر کو لیکی کہا لفی مجہہ سی لون
	معمور ہے حدیث ہی معیار اے حبیب	

قطعہ تاریخ طبع معیار وحید الدہر فرید العصر مولانا ابو التراب محمد حیدر علی صاحب چاند باری اعظم گڈہی دام فیضہ

	الغنے	
بارتانی جو چھپ گئے معیار	لھا حیدر نی [illegible]	[illegible] تاریخ
کوئی تاریخ تم بھی اب لکھدو	ہوئی تفتیش بولا تب ہاتف	ماسوا حق کے لغو ہے کہدو

قطعہ تاریخ منیجہ طبع نکتہ پرور سخن گستر مورد رحمت یزدانی مولوی محمد احسن صاحب سیوا

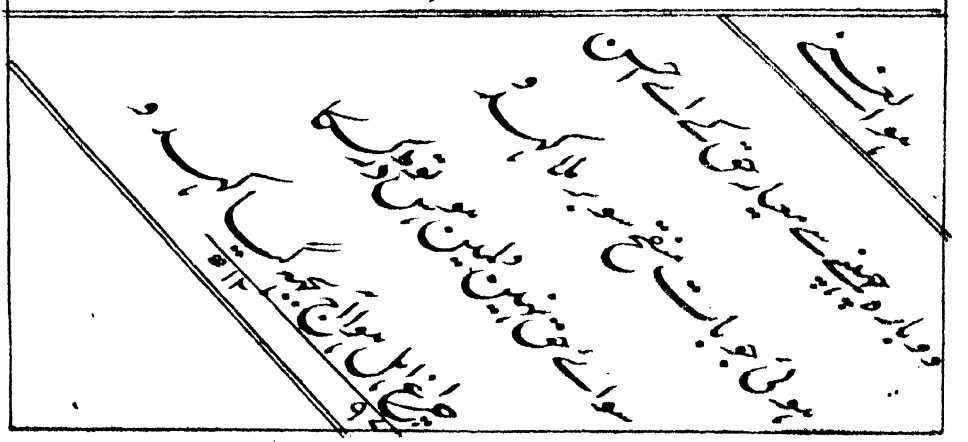

مضمون	صفحہ
حمد و نعت	۲
محمد شاہ پنجابی کا قریب چلے رسال کے بوقت سیاحت پٹنہ پہر معتزلی ہونا	″
باب اول تحقیق فضائل امام مین	۵
تحقیق عدم تابعیت امام اور نہ روایت کرنا کسی صحابی سے بسند صحیح قولہ صاحب درمختار کا کہ آخر زمانہ مین	″
حضرت عیسیٰ مذہب حنفی پر عمل کرینگے اور رد کرنا اس قول کو مخطا کا	۷
قول بعض حنفیون کا کہ حضرت خضر کو امام صاحب سے تیس برس تک علم حاصل کیا پانچ برس حیات امام مین اور چالیس برس قبر پر باشارہ باری تعالیٰ	۸
فقہ تشہری کا جسمین خضر کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہی	″
دین مین سند کا ضروری ہونا	″
موضوع ہونا احادیث منقولہ عن الامام کا	″
محل مقام جسمین تحقیق ہے کہ مقدم ہونا مثبت کا نافی پر علی الاطلاق ہے یا نہین	۹
بیان غلطی فاحش اور کذب صریح مولف تنویر کا امام کے	۱۰

مضمون	صفحہ
رفتین جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن انیس موجود ہونا اور نسبت اسکی طرف امام نووی کی	″
بیان محال ہونا ملاقات امام کا جابر بن عبداللہ سے	″
قول صحیح کہ امام بن اسی مین پیدا ہوئی	۱۱
بیان مسند امام کا کہ گیارہ مین صحیح ہوے	″
بیان وفات عبداللہ بن انیس اور محال ہونا ملاقات امام کا اوسی	″
عدم لقاء امام کا عائشہ بنت عجرد سی اور بیان عدم صحابیت عائشہ	۱۲
واثلہ بن اسقع کی ملاقات عقلاً گو محال نہین لیکن عادۃً تو محال ہے	″
عبداللہ بن جزء سی امام کی ملاقات عقلاً محال ہے	۱۳
لطیفہ	″
موضوع ہونا اون احادیث کا کہ جنکو مقلدین حنفیہ مناقب امام مین لاتی ہین اور امام شافعی کی حمقین حدیث اضر من ابلیس کے نقل کرتے ہین نعوذ باللہ	۱۴
دفع کرنیوالا حدیث سراج امتی کا	۱۵

مضمون	صفحہ
یا مامون سلمی یا احمد بن عبدالجبار ہے	
عدم قبول قول تابعی سی اگر امام صاحب تابعی ہون جیسا کہ مولف تنویر کا زعم ہی تو لازم آتا ہے کہ کرخی اور دبوسی اور شافعی بوجہ	۱۶
عدم قبول قول صحابہ صحابی ہو جاوین	۱۱
بیان امام صاحب کی ایک رکعت ہزار رکعت نماز پڑھنے کا اور	″
تمام شب بیداری کرنی اور ستر بار ختم قرآن کرنا اور ایک وضو سے	″
نماز عشا اور فجر پڑھنی	۱۸
امام صاحب کا کاروبار تجارت مین مصروف رہنا	″
باب دوسرا بیان تقلید آئمہ اربعہ کی	۱۹
بیان عدم تخصص اور ظنی الدلالت ہونا آیۃ فاسئلوا کا	″
ابطال دعوی اجماع کہ مراد اہل الذکر سی آئمہ اربعہ ہین	۲۲
ابطال تقلید ایک کی آئمہ اربعہ سے	″
رد ادعا طحطاوی کہ فرقہ ناجیہ اسکے دن منحصر شافعی مالکی حنبلی حنفی مین سے	۲۴

مضمون	صفحہ
بیان اس بات کا کہ اجتہاد مطلق آئمہ اربعہ میں منحصر نہیں ہے	۲۵
بیان اون مجتہدونکا جو بعد ائمہ اربعہ کی ہوئی	۲۶
بحث اجماع بسیط	۳۰
بحث اجماع مرکب	۳۱
جواب ملاجیون کی قول کا	۳۳
مقدمہ بیان معنی تقلید	۳۶
تقلید مجتہد وکی عالم بالحدیث والقرآن کو وقت جان نے ایک مسئلہ کی قرآن مجید سی یا حدیث سی اون مسئلہ مسلمہ میں نجا ہے	۳۷
جواب عذر متبدعین کہ ہمکی ون ہمکو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا دشوار ہے	۳۹
بیان جواز تجزی فی الاجتہاد	۴۰
بیان اقسام تقلید	۴۱
قسم اول واجب ہے	״
قسم ثانی مباح ہی	۴۲
قسم ثالث حرام وبدعت	״
قسم رابع شرک ہی	۴۲
اقوال ائمہ اربعہ منع تقلید میں	۴۶
قول محی الدین ابن العربی وشیخ عبدالحق دہلوی منع تقلید میں	۴۷
قول عبدالرحمن بن اسمعیل ابوشامہ منع تقلید میں	۴۸
قول شاہ ولی اللہ صاحب کا کہ اللہ تعالے نے کسیکو تکلیف نہیں دی کہ حنفی یا مالکی یا شافعی ہو یا حنبلی ہو	۵۳
وہ روایتیں جنسی التزام مذہب معین کا ابطال اسے خوب ظاہر ہوتا ہے	۵۴
اول روایت منقول امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے	״
دوسری روایت شیخ عزالدین بن عبدالسلام	۵۵
تیسری روایت شیخ عبدالوہاب شعرانی	۵۶
چوتھی شیخ ابن الہمام	״
پانچوین سید بادشاہ شارح تحریر	״
چھٹی روایت علامہ ابن امیر حاج	۶۰
ساتوین روایت ابن حجر	۶۱
آٹھوین روایت قاضی عضدالدین شافعی	״
نوین روایت محب اللہ بہاری	״
دسوین روایت مولانا بحرالعلوم	۶۲
گیارہوین روایت فاضل قندہاری	۶۵
بارہوین روایت شیخ اکمل صاحب عنایہ	۶۶
تیرہوین روایت شرح ابن الحاجب	۶۷
چودہوین روایت ملا حسن شرنبلالی	״
پندرہوین روایت شامی	۶۹
سولہوین روایت عابد سندھی	״
سترہوین روایت امام ابن حزم	۷۰
اٹھارہوین روایت مولانا بحرالعلوم	״
انیسوین روایت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب	۷۱
بیسوین روایت مولوی اسمعیل صاحب شہید ایضاح الحق کی	۷۲
اکیسوین روایت مولانا اسمعیل صاحب تنویر العینین کے	۷۴
بائیسوین روایت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے	״
تیئیسوین روایت ملا علی قاری	۷۵
چوبیسوین روایت علما عراق اور ماوراء النہر	״
ف	
حکم زوجہ مفقود الزوج	״
پچیسوین روایت فتاوے حسب المفتین	״
چھبیسوین روایت بعض علما خوارزم	۷۶

مضمون	صفحہ
ستائیسویں روایت قضاۃ متاخرین کا تزکیہ شہود مبنی بر مذہب ابن ابی لیلی کے فتوے دینا	״
اٹھائیسویں روایت شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ	״
انتیسویں روایت عطاء بن حمزہ مقضی علی خلاف المذہب	۷۷
تیسویں روایت امام طرطوسی	״
اکتیسویں روایت قاضی ابو عاصم عامری	״
بتیسویں روایت صاحب بحر الرائق	۷۸
ف تعریف تلفیق	
تینتیسویں روایت خانیہ کی	״
چونتیسویں روایت مولوی حیدر علی ٹونکی کے	۷۹
پینتیسویں روایت شیخ عبد الوہاب شعرانی	۸۳
بیان دلائل شرعیہ کا متبع تقلید مجتہد اہل حق کے لئے	۸۶
پہلی دلیل آیت قرآن	״
وجہ استدلال کی پہلی ذکر چند مقدمات کا	״
دوسری دلیل حدیث اسود کی	۸۹

مضمون	صفحہ
تیسری دلیل اجماع صحابہ کا	۹۰
چوتھی دلیل قیاس	״
ابطال دلائل وجوب تقلید معین	۹۲
تحقیق رجوع بعد العمل	۹۶
جواز تتبع رخص	۱۰۳
ناواقف ہونا مولف تنویر کا گنتی سے	۱۰۷
مولف تنویر کی نزدیک خیر خواہ سنت ہو خواہ مستحب جانے	۱۰۸
بحث تلفیق	״
تحقیق انتقال مذہبے	۱۱۵
جواب ملاجیون کا	۱۲۰
تبصرہ بیان معنی وجوب شرعی	۱۲۵
بیان اجماع شرعی	۱۲۶
وصیت شیخ محی الدین ابن العربی	۱۲۸
بحث قلیتین	۱۲۹
حدیث استیقظوا در حدیث	۱۳۱
اذا ولغ معارض حدیث قلیتین نہیں	۱۳۲
حدیث لا یبولن بھی معارض نہیں	״
حدیث نہی زمزم معارض قلیتین نہیں	״
توفیق درمیان اون احادیث اور حدیث قلیتین کی	۱۳۵

مضمون	صفحہ
توفیق حدیث حضرت علیؓ اور حدیث قلیتین کے	۱۳۷
بیان حدیث بیر بضاعہ کا	״
تضعیف واقدی کے	۱۳۸
غلطی صاحب ہدایہ کہ حدیث قلیتین کے	۱۳۹
ابو داؤد نے تضعیف کی ہے حاشیہ	
تصحیح حدیث قلیتین	۱۴۰
جواب مصنفین حدیث قلیتین کے	۱۴۳
بیان جرح و تعدیل	״
تعریف اضطراب اور رفع اضطراب	۱۴۴
اسناد سے حدیث قلیتین سے	
اجماع سکوتی حجت نہیں	۱۴۷
رفع اضطراب بمعنوی حدیث قلیتین سے	۱۴۸
نامقبول ہونا اون روایتوں کا جنمیں لفظ قلال و اربعین غربا آیا ہے	۱۵۰
تحقیق معنے قلہ	۱۵۳
حدیث الما اطہور میں الف لام عہد خارجی کا ہے	۱۵۶
بے اصل شرعی ہونا مسئلہ دردہ کا	۱۶۰
مستحب وقت فجر غلس ہے	۱۶۸
توثیق اسامہ بن زید لیثی	۱۶۹

مضمون	صفحہ
توفیق درمیان حدیث اسفار اور تغلیس کے	۱۷۱
بیان جمع بین الحدیثین مقدم ہے نسخ پر	۱۷۲
بیان معنی اسفار	۱۷۳
تضعیف اون حدیثون کی جنہی مولف تنویر نے استدلال کیا ہے اسفار	۱۷۴
قول ملحاد ہے کہ غلس مین شروع کری اور اسفار مین تمام کری اور یہی مذہب ہے امام صاحب اور صاحبین کا	″
بیان ترجیح صحیحین کے بعد پر اور بیان موخر ہونا حدیث غلس کا حدیث اسفار پر	۱۷۵
بیان دوام فعل آنحضرت صلعم کا تغلیس	۱۷۷
بیان صحابہ رضہ کا غلس مین نماز پڑہنا	۱۷۸
استحباب اول وقت ظہر	۱۷۹
احفظ ہونا سفیان کا شعبہ سے حاشیہ	۱۸۰
توفیق درمیان احادیث تہجیر اور ابراد کی	۱۸۱
بیان آخر وقت ظہر کا	۱۸۳
جواب استدلال حدیث ابردوا بالصلوۃ	۲۰۰
جواب استدلال حدیث اجارہ کی	۲۰۱
جواب استدلال حدیث ابوذر غفاری کی سی	۲۰۶
جواب دلیل رابع	۲۰۸
رد کرنا حنفیون کا صاحب ہدایہ کے دلیل مثلین کو	۲۰۹
خلاف کرنا مولف تنویر کا اپنی امام اور فقہاء کی حاشیہ	۲۱۰
رجوع کرنا امام کا اپنی مذہب مثلین سی طرف ایک مثل کے جو مذہب صاحبین اور جمہور کا ہے	۲۱۱
مسئلہ جمع بین الصلوتین	۲۱۳
جمع بین الصلوتین دو قسم ہے جمع تقدیم اور جمع تاخیر احادیث جمع تقدیم	۲۱۴
احادیث جمع تاخیر	۲۱۹
ابطال جمع صوری بطریق نقل	۲۲۵
قول شاہ ولی اللہ صاحب کا کہ جو کوئی صحیحین کے تحقیر کری وہ مبتدع ہے	۲۳۳
اور بیان طبقات حدیث کا	
ابطال جمع صوری بدلیل عقلی	۲۳۶
جواب استدلال آیت ان الصلوۃ	۲۳۷
کانت علی المومنین کتابا موقوتا	
بیان جواز تخصیص عام کتاب اللہ کی خبر	″
واحد کے نزدیک جمہور حنفیہ و دیگر آئمہ کے	
فنی ہونا آیت ان الصلوۃ کا تالم کا موافق مذہب حنفیہ کی بسبب مخصص ہونی اسکی ساتھہ حدیث جمع عرفات و مزدلفہ کی	۲۴۳
جواب اذا تعارضا تساقطا	۲۴۴
جواب مولف تنویر کی اخیر عذر کا کہ عدم جمع مین احتیاط ہی	″
جواب اون عذرات کا جو مولف تنویر نی انہین بیان کئے مگر اونکی پیشوا اون نی بیان کیا ہے	۲۴۵
خاتمہ	۲۴۷

غلط نامہ معیار الحق

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
شاہدے	شاہدے	۵	۱۶
جزر	خبر	۹	۲۵
لیجاتے ہے	کیجاتے ہے	۱۰	۷
من	ان	۱۲	۲۰
الہیمے	الہیمے	ایضاً	۲۳
لصوم	الصوم	۱۷	۱۴
الحولاء	الخولاء	″	۲۱
نویت	نویت	″	″
سوایہ	سوایہ	۲۴	″
اعد	اور	۲۷	۲۵
مشلہ	مسلہ	۳۴	۱
ذرجم	ذرجم	۳۹	۱۱
الاحتمال	لاحتمال	۴۹	۱۵
موجد	موجود	″	۲۳
بطا	لطا	۵۱	۱۲
یری	دیرے	″	″
کی	کہ	۶۵	۱۹
در	دو	۶۸	۲۴
سوہوچکی	ہوچکی	۷۱	۱۸
دومی	دوسرے	۷۲	۱۶
موزان	موذن	۷۷	۱۷
تلیق	تلقین	۷۸	۲۵
رسید	رشید	۷۹	۸
ادیہ		″	۱۷
جلا	جلال	۸۵	۱۷
باری	جاوے	۱۰۶	۱۶
المفاسد	المفاسد	۱۰۷	۹
لا	لام	۱۱۰	۲
مسموغ	مسوغ	۱۱۴	۱۷
ثابت	ثابت	۱۱۵	۸
اولی	اذکی	″	۲۵
او	اور	۱۲۸	۱۹
انہی	النہی	۱۳۱	۱۶
معطا	موطا	۱۳۱	۲۳
رویانی	رویانی	۱۳۵	۱۰
جماد	زاد	۱۴۰	۲۰
نعدا	نعد	۱۴۳	۱۵
بن محمد	محمد	۱۴۵	۵
معنی لم	معنے	۱۴۹	۱۴
صد	عد	۱۵۲	۱
کوہے	کودی	۱۵۶	۲
العموم	للعموم	۱۵۸	۱۳
قو	تو	″	۱۸
ہنین	عذبین	۱۶۱	۲۵
الی البعض	الی البعضہ	۱۶۲	۸
خفی	حفی	″	۹
کزین	کوین	۱۶۴	۱۹
یقع	یشہد	۱۷۸	۱
صلیتم	صلیتم	۱۸۷	۹
لاتحجب	لاتحتجب	۱۹۰	۱۲
بند	بلند	۱۹۳	۱۵
اصفراد اس	اصفرار الشمس	۱۹۴	۴
مس الشمس	تغیب الشمس	۱۹۵	۱۵
عادۃ	عبارۃ	۲۰۳	۷
البخار	البحار	۲۱۱	۱۵
لفق	لفق	۲۱۲	۱۱
لعداد	لعدد	۲۲۲	۴
مجروج	مجروح	″	۱۸
صنع	یصنع	۲۳۱	۹
معطا	موطا	۲۳۴	۱۶
لضعیف	للضعف	۲۳۸	۱
بالنین	بالغین	۲۴۶	۹

نوید بہجت بخاص و عام باد

۱۲۰ ۹۷

جنبان شریعت احمدی و رہ روان ملت محمدی و پیروان احکام شرع متین و مقتفیان آثار سید المرسلین پر واضح و لایح ہو کہ پیشتر عاجز کی سعی قلم سی کتاب معیار الحق رقم ہوئی بعد ازاں رسالہ ثبوت الحق التحقیق رد تقلید مین بکمال تحقیق و تدقیق کہ فصل باب تقلید اور راز حق کی کلید ہے تحریر ہوا پھر دافعۃ البلوی مبتلایان مرض تقلید کے دوا بستطیر ہوا اسمین بھی جو کچھ حق تحقیق تہا ادا ہوا راز حق بر ملا ہوا اب فلاح الولی باتباع یعنی بالفضل لم یزل چھپکے معیار کے ساتھہ شایع ہوتا ہے جس سے زور زر زندہ باطل ضایع ہوتا ہے اب کے بار طبع معیار مین عزیزی مولوی لطف حسین نے کہ شوق اظہار حق کا انکی دلمین وفور ہے اور سعی انکی مشکور ہے بڑی جانفشانی اور نہایت عرق ریزی سے عام فہم بیان اور سلیس زبان مین ترجمہ کیا اور چونکہ بحث مسئلہ تقلید پر تہی لہذا مسئلہ تا بعیت امام صاحب چہوڑ دیا اور باب تقلید سے ترجمہ شروع کیا فقیر نے موے الیہ کو حال اور استقبال مین چہپوانیکا اختیار دیدیا اور کسی کو بہی طبع کی اجازت کا انکو ہے اختیار ہے مجہکو اس سے بحث نہ سروکار ہے

الراقم

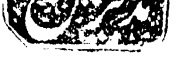

طالبان اقوال شریعت غرا مشتاقان احوال حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ ہو کہ اس کتاب حق اساس کا جواب محمد شاہ نے مدار الحق لکھا تہا اوسکی رد پر کسینے لجہ الالتفات نکیا پھر مصنف مدار نے جو تنویر الحق کر جسکا جواب معیار ہے چہپوایا تو اکثر عبارت کو ساقط کیا نظم نسق بدل دیا جو صاحب اسکا ملاحظہ اوسکی مقابلہ مین فوائد تنویر سابق کو مطالعہ مین لائین پہر مولوی ارشاد حسین صاحب رامپور سے نے کتاب انتصار الحق لکھی اوسکی رد مین مولانا کے شاگردون مین سے کسی نے مختصر رد رسالہ تخمیس الانظار فی ما بنی علیہ الانصار و براہین اثنا عشر لکہکے چونکہ مصنف انتصار کی درخواست تہی کہ جواب مطول کل کتاب کا لکہا جاوے اسلئے اختیار الحق قاضی محمد حشام الدین صاحب نے اوسکی رد مین لکہی اور جناب الامناقب حاجی حرمین شریفین مولوی امداد العلی صاحب ڈپٹی کلکٹر مراد آباد نے چہپوا کر شایع کی اور چونکہ معیار مطبوع اول کا کوئی نسخہ باقی نہ رہا اور چار سو سی بلغاء خواستگار بلند پایا تو حسب فرمایش مولوی سہو الحق صاحب عظیم آبادی باہتمام و ترجمہ و تصحیح الاکلام مولوی لطف حسین صاحب عظیم آبادی و بتصحیح مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عظیم آبادی طبع ہوئے

اور نیز واضح ہو کہ یہہ کتاب بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۷۷ء داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ ہو چکی ہے بدون اجازت مترجم کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین

ابو الفاروق مہتمم مطبع فاروقی دہلی

قطعه

عکس یار نامور بتابیده است
واسکه سیمرا زان آراسته است

جام جم پرتو جمال حق است
تا جهان جمله خرد بینی سست

از تصنیف فاضل اجل جناب حضرت مولانا شاه ولی الله صاحب محدث دهلوی

قال الله تعالى لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة

فلاح الولي باتباع النبي ﷺ

بسم الله الرحمن الرحيم

چه ميفرمايند علماء دين ومحققين آئين دريں مسئله كه عبادت شاقه ونفس كشي در كثرت ثواب وقرب الهي افضل واولى وانوفق است يا اتباع واقتداي محبوب رب العالمين سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم افضل والزم وموجب زيادت قرب الهي است اميد وارم كه بدلايل كتاب وسنت بلاوه ورعايت احاديث ارشاد فرمايند كه مت مرحومه بران كاربند شوند وانرا فرآونقر يظ بانا

الجواب الله هو الموفق بالصواب

كثرت ثواب وقرب الهي در اتباع ورضاجوئي آنحضرت صلى الله عليه وسلم حاصل خواهد بود نه در عبادت شاقه ونفس كشي كه خلاف طريقه مرضيه آن خير البريه صلعم باشد ومواظبت ومداومت بران وشوار تر شود دليس بر نويد جاويد لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة عمل بايد كرد وتاويل فاسده تخيلات نفسانيه در آن نشايد ✍ خلاف پيمبر كسي ره گزيد كه هرگز بمنزل نخواهد رسيد ✍ زيرا كه آنحضرت صلعم بحكم رب العالمين واحكم الحاكمين بر ملت حنيفيه سمحه سهله مبعوث و ماموريد ند باشرف احوال چنانكه فرمان عالي شان فاتبع ملة ابراهيم حنيفا الآية وما جعل عليكم في الدين من حرج الآية ويريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر وغيرها من الآيات بران شواهد عادله استند ✍ چون طمع خواهد زمن سلطان دين خاك برفرق قناعت بعد ازين ✍ در صحيح بخاري بابي است در بيان قول آنحضرت صلعم كه فرمود احب الدين الى الله محبوب ترين دينها بسوي خداتعالى الحنيفية طريقه ايست كه منسوب بسوي حنيف است يعني ملت ابراهيم خليل الرحمن عليه الصلوة والسلام وحنيف در لغت بمعني ميل كننده است از باطل بسوي حق السمحه طريقه ايست كه آسان باشد چنانچه در صحيح البخاري قوله احب الدين اى خصال الدين لان خصال الدين كلها محبوبة لكن ما كان منها سمحا اى سهلا فهو احب الى الله ويدل عليه ما رواه الامام احمد بسند صحيح من حديث اعرابي لم يسم انه سمع رسول الله صلعم يقول خير دينكم ايسره الحديث والحنيفية ملة ابراهيم عليه الصلوة والسلام والحنيف في اللغة كان على ملة ابراهيم وسمي ابراهيم حنيفا لميله عن الباطل الى الحق لان اصل الحنف الميل والسمحة السهلة اى انها مبنية على السهلة لقوله تعالى وما جعل عليكم في الدين من حرج ملة ابيكم ابراهيم الى آخره وفي فتح الباري شرح صحيح البخاري السمحة السهلة الابراهيمية الحنيفية المخالفة لاديان بني اسرائيل وما يتكلفه احبارهم من الشدائد واحب بمعنى المحبوب لا بمعنى محب وهذا تعليق اسنده ابن ابي شيبة فيما قاله الزركشي والبخاري في الادب المفرد واحمد بن حنبل فيما قاله الحافظ ابن حجر وغيرهم وانما استعمل المولف في الترجمة لانه ليس على شرطه ومقصوده ان الدين يقع على الاعمال لان الذي يتصف بالعسر واليسر انما هو الاعمال في التصديق انتهى ما في القسطلاني شرح صحيح البخاري

فی الجملہ دین سہل نرکہ مشابہ حرج وتنگی دران نباشد آن ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ ست زیرا کہ حق تعالی در
شان آن فرمود وما جعل علیکم فی الدین من حرج واین دین محمدی بہ نسبت تمام ملل واد یان آسہل وارفق
ست چنانچہ قول خداوند کریم از عرض حال وقال بندگان کہ فرمود ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا
ازان خبر مے دہد یعنے اورب العالمین وارحم الرحمین اعمال شاقہ کہ در امتہای سابقہ بود ازین امت
مرحومہ بر طرف وموقوف فرمود واحکام سہلۃ الوجود شروع نمود الاصر فی اللغۃ الثقل والشدۃ انتہی ما فی
التفسیر الکبیر وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم قال فرمود آنحضرت صلعم ان الدین یسر ہر آئینہ دین واین من
آسان ست ازین قول رسول مقبول صلعم رد وانکار نامہ میشود بر منکران آسان بودن دین محمدی راو التاکید باز رد علی
منکر یسر ہذا الدین فاما ان یکون المخاطب منکرا او تقدیر تنزیلہ منزلتہ وعلی تقدیر المنکرین من المخاطبین او لکون القصۃ مما یہتم بہا کذا
فی القسطلانی شرح صحیح البخاری ولن یشاد الدین الا غلبہ ہر کہ مغالبہ ومقابلہ کردہ شود دین را مگر آنکہ غالب میشود دین المقابل
را وبعضے روایات آمدہ لن یشاد الدین احد الا غلبہ یعنے تعمق وتکلف نمی کند ہیچ کس در دین بار تکلیف اعمال شاقہ
وترک افعال سہلہ مگر آن کس عاجز شود ومغلوب گردد ودین باوجود آنکہ یسیر وآسان ست بر وغالب آید یعنی در آخر الامر
مضطر بسوی عمل بر نشست وسہولت خواہد بود وترک افضل وقصور در ادای فرایض واجبات ازو بوقوع آید وطلب
الکل فوت الکل کردد ومقصود الشارع منع الافراط المؤدی الی الملال او المبالغۃ فی التنوع المفضی الی ترک الافضل او اخراج
الفرض عن وقتہ لمن بات یصلی اللیل کلہ ویغالب النوم الی ان غلبتہ عیناہ فی آخر اللیل فنام عن صلوۃ الصبح فی الجماعۃ او الی
ان خرج الوقت المختار انتہی ما فی فتح الباری ع کہ عیش آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا فسلد دوالس لازم گیرید یعنے
در قول وفعل وتجاوز نکنید از حد اعتدال بسوی افراط وتفریط وقاربوا ونزدیک باشید در طریق ریاضت
وعبادت بسہولت کہ بران مواظبت می توانید کرد ودر مقاربت میانہ روی قوب الہی بجوئید وابشروا ومژدہ دہید
بثواب جزیل بر عمل دایم اگرچہ قلیل باشد یا خوش باشید بدان واستعینوا بالغدوۃ وطلب یاری کنید
بر دوام عبادت وقیام ریاضت بہ بیگاہ یعنے اول وقت والروحۃ بآخر وقت بعد زوال وشیء من الدلجۃ
وبچیزے از سیر آخر شب پس گویا رسول اللہ صلعم باین کلام برکت التیام درین مقام تشبیہ داد
عامل را بہ مسافر بر سبیل استعارہ ومخاطب کرد مسافر کہ بسوے یک مقصد سفر نمودہ باشد پس وے را
بر اوقات نشاط متنبہ ساخت زیرا کہ مسافر وقتیکہ تمام شب ورد روز سیر کند البتہ عاجز مے شود و
بہ مقصد خود نمی رسد وہر گاہ کہ درین اوقات نشاط سیر کند بلا ریب اورا مداومت بر مسافرت آسان
شود وبہ مقصد خود واصل گردد واین استعارہ باحسن وجہ واقع گردیدہ زیرا کہ دنیا دار نقل است بسوے
دار آخرت وفی روایۃ ابن ابی ذیب القصد القصد بالنصب فیہما علی الاغراء القصد الاخذ بالامر الوسط انتہی ما فی فتح الباری مختصرا

مصنف این حدیث را ازان جهت آورده که این حدیث مناسب از برائے احادیث سابقه است چه آن احادیث مشتمل بر ترغیب اند در قیام و صیام و در جهاد وغیره پس اراده کرد که بیان نماید که اولی و افضل برائے عامل شریعت آنست که رعایت حد اعتدال و توسط بجز افراط و تفریط اختیار کند تا دوام بر آن اعمال میسر گردد و از جهت ملال و کسل ترک آن اعمال بالکل حاصل نیاید هذه خلاصة ما فی فتح الباری وغیره ع چرا کاری کند عاقل که باز آید پشیمانی رواه البخاری روایت کرد این حدیث را امام بخاری در صحیح خود و نیز در باب دیگر میگوید باب احب الدین الی الله ادومه باب است در بیان انکه محبوب ترین دین و آئین بسوئی خدا همیشه ترین آن دین است و مراد مولف ازین باب استدلال است بر انکه اطلاق ایمان بر اعمال میشود زیرا که مراد از دین عمل است و دین حنیفی متحد با اسلام است و اسلام مرادف ایمان است پس مقصود باین قدر صحیح باشد و قبل ازین ذکر کرد که حسن اسلام باعمال صالحه است پس درین باب تنبیه کرد که مجاهده نفس تا بحد مغالبه مطلوب نیست شرعاً و بعضے ازین معنے در باب الدین یسر گذشت و این خلاصه فتح الباری است و ادوم افعل تفضیل من الدوام والمراد منها الدوام العرفی وهو قابل الکثرة والقلة انتهی ما فی القسطلانی شرح البخاری یعنے دوام قابل ازبرائے تفضیل نیست زیرا که آن عبارت از شمول ازمنه و اوقات است پس معنے لفظ ادوم چیست جواب داد شارح که مراد از دوام دوام عرفی است نه حقیقی و آن قابل است ازبرائے کثرت و قلت عن عائشة رضی ان رسول الله صلعم دخل علیها گفت حضرت عائشه رضه بدرستی رسول الله صلعم در آمد بر وے وعندها امرءة و نزد وے زنے بود و نام آن زن حولاء بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبد العزی از گروه و قوم ام المومنین حضرت خدیجة الکبری بود فقال پس گفت آنحضرت صلعم من هذه کیست این قالت گفت حضرت عائشه رضه فلانة که این زن فلان زن است کنایه کرد از حولاء اسدیه و عبد الرزاق در روایت معمر از هشام زیاده کرده است حسنة الهیئة را تذکر ذکرے کرد حضرت عائشه رضه و این بر تقدیر صیغه مونث معروف است و در بعضے روایات یذکر بصیغه مذکر مجهول آمده و بر ین تقدیر لفظ من صلوتها مفعول مالم یسم فاعله وے خواهد بود و در بعضے روایات آمده لا تنام باللیل و در بعضے روایات آمده وزعموا انها لا تنام باللیل و اخرجه الحسن بن سفیان و مسنده من طریقه و لفظه کانت عندی امرءة فمضیت قالها رسول الله صلعم من هذه یا عائشة قالت یا رسول الله هذه فلانة وهی اعبد اهل المدینة فذکر الحدیث هذا ملخص ما فی فتح الباری و ارشاد الساری قال فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم مه باز ایست و باز مان از ے عائشه و خود را نگهدار ازین سخن و منع کرد او را ازین کلمه که گفته میشود برائے زجر و انکار و بعد ازان احتمال دارد که این زجر و انکار ازبرائے حضرت عائشه رضه باشد و مقصود ازین کلام نهی و منع آن باشد از انچه ذکر کرد از مدح آن زن بکثرت ریاضت و عبادت تمام شب

واحتمال دارد کہ مراد نہی ازان فعل باشد چنانچہ جماعتی از ائمہ دین بہمین احتمال بسبیل یقین اخذ نمودند و گفتہ اند کہ نماز تمام شب خواندن مکروہ ست چنانچہ دیگر جا بخاری ذکر این خواہد کرد وھذا الزجر یحتمل ان یکون لعائشۃ او لغیرھا عن مدح المرأۃ بما ذکرت ویحتمل ان یکون المراد النھی عن ذلک الفعل وقد اخذ بذلک جماعۃ من الائمۃ فقالوا انہ مکروہ جمیع اللیل کما سیأتی وکان انتھی ما فی فتح الباری علیکم بما تطیقون لازم گیرید شما آن چیز یکہ طاقت دارید بر مواظبت بر آنہا وعلیکم اسم فعل ست بمعنے الزموا وخطاب درین کلام ہمراہ نساء بود لیکن حکم التعمیم نمود واز جہت شرافت تغلیب داد ذکور را بر اناث واین کلام باعتبار منطوق تقاضا مے کند از برائے امر باقتصاد وتوسیط امر مغایر افراط وتفریط ست تا بران مواظبت یافتہ شود قاضی عیاض گفتہ کہ این نہی احتمال دارد کہ خاص بہ نماز تمام شب باشد واحتمال دارد کہ عام از برائے جمیع اعمال شرعیہ باشد قال القاضی عیاض یحتمل ان یکون ھذا خاصا بصلوۃ اللیل ویحتمل ان یکون عاما فی الاعمال الشرعیۃ قلت سبب ورود خاص بالصلوۃ لکن اللفظ عام وھو المعتبر وقد عبر بقولہ علیکم مع ان المخاطب النساء طلبا لتعمیم الحکم فغلب الذکور علی الاناث انتھی ما فی فتح الباری فی اللہ پس سوگند ست مر ایخدائے تعالی را ودرین کلام دلالت ست کہ سوگند خوردن بغیر طلب روست بلکہ مستحب ست برائے تفخیم وتعظیم امرے از امور دین باشد یا تیز کردن برآن امر باشد یا برائے تنفیر از محذور باشد چنانچہ این مسئلہ بمقام خود مصرح ست ودلیل بلاغت مخفی نیست لا یملوا اللہ حتی تملوا کہ ملال نمی کند خدا تعالی تا آنکہ ملال کنید شما ومراد از ملال خدا تعالی ترک ثواب دادن بر عمل ست ومراد از ملال مخاطبین ترک عمل ست واین مجاز از قبیل اسم سبب بر مسبب است زیرا کہ ملال از شی سببیت کہ آن شی میشود وتوجیہ درین بسیار ست در شروح صحیح بخاری ومسلم باید دید وکان احب الدین الیہ وہست محبوب ترین دین بسوی خدا ادوام علیہ صاحبہ رواہ الشیخان آنچیز کہ مداومت موظبت نماید بران چیز صاحب آن دین ومراد از دین درینجا عمل ست چنانکہ سابق گذشت ومراد از مداومت موظبت عرفی ست از جہت آنکہ مداومت حقیقی کہ عبارت از شمول جمیع ازمنہ واوقات ست از بشر محال ممتنع ست وزاد المصنف والمسلم من طریق ابی سلمۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان احب الاعمال الی اللہ ما داوم علیہ وان قل کذا فی فتح الباری وامام نووی گفتہ کہ اندک از طاعت وقربت بسبب دوام وموظبت بر کثیر منقطع ضعاف مضاعفہ نامیدہ میشود ودرین اشارہ ست بسوی قول وے حق سبحانہ کہ فرمود ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا الآیۃ وازینجا ست کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص چون از عمل ضعیف میشد پشیمان میشد بتکرار ومراجعتی کہ بہمراہ رسول اللہ صلعم در باب تخفیف کردہ بود ومیگفت لیتنی قبلت رخصۃ رسول اللہ صلعم وہرگز قطع نمی شد از عملیکہ التزام کردہ بود آن عمل چنانچہ این قصہ در صحیح بخاری ومسلم وغیرہما بوجہ بسط مذکور ست وپر ظاہر ست کہ مداومت وموظبت برامر شاق گران

بیوارست لہذا آنحضرت صلعم ازراہ شفقت ورافت امت خود را خصوصاً صحابہ کرام را بر عمل سہل کہ برآن مواظبت
بکنن باشد تاکید ارشاد وہدایت نمود کما لایخفی علی المتامل الماہر بالشریعۃ الغراء وقال النووی بدوام القلیل تستمر
الطاعۃ بالذکر والمراقبۃ والاخلاص والاقبال علی اللہ بخلاف الکثیر الشاق فانہ یفوت القلیل الدائم بحیث یزید علی الکثیر
المنقطع اضعافا کثیرۃ انتہی ماقی فتح الباری و فواید درین حدیث بسیار اند چنانکہ بر نکتہ سنج پوشیدہ نیست
وعن عائشۃ رض قالت گفت عائشہ کان رسول اللہ صلعم بو آنحضرت صلعم اذا امرہم امرہم من الاعمال بما
یطیقون وقتیکہ امرے فرمود صحاب کرام را امر میفرمود از جملہ اعمال وافعال بآنچیزیکہ طاقت مے دشتند آن
چیز را حاصل آنکہ رسول صلعم بچیزیکہ در وسع وطاقت مداومت وموظبت باشد لیکن مداومت وموظبت
بروے مجسب عادت محال ودشوار باشد لکلیف نمے فرمود بلکہ بتکلیف بانچیزے میفرمود کہ مواظبت ومداومت
بروی آسان وسہل تر باشد زیراکہ فرمود احب الاعمال الی اللہ ادومہ قالوا گفتند صحاب کرام برائے آن
خیر الانام انا لسنا کھیئتک بدرستیکہ مایان نیستم مثل صورت مبارک تو یا رسول اللہ یعنے حال مایان مثل
حال شما نیست زیراکہ ان اللہ قد غفر لک ہرآئینہ خدا تعالی بخشیدہ است ترا فغضب پس قہر وخشم کرد
رسول اللہ صلعم از قول صحابہ کرام حتی یعرف فی وجہہ الغضب تا آنکہ شناختہ مے شد در روے مبارک آثار قہر وخشم
ثم یقول انا اتقاکم پس میفرمود من پرہیزگار ترشما آم ودرین قول اشارہ است بسوے کمال قوت
عملیہ واعلمکم باللہ انا وداناترین شما بخدائے تعالے منم ودرین قول اشارت است بسوی کمال قوت
علمیہ خلاصہ اینکہ من زیادہ تر در تقوے وپرہیزگاری وعلم ودانش از شما آم ہرچہ امر کنم برآن اقدام
کنید وازرائے عقل خود درآن چون وچرا نکنید واز وہم وخیال بر عبادت شاقہ ارادہ ننمائید وفرمودہ
مرا موجب قرب الہی دانید ازینجاست کہ امام بخاری در کراہت عبادت شاقہ بابی جداگانہ نوشتہ باب ما یکرہ
من التشدید فی العبادۃ عن انس بن مالک قال دخل النبی صلعم فاذا حبل ممدود بین الساریتین فقال ما ھذا الحبل
قالوا ھذا حبل لزینب فاذا فترت تعلقت فقال النبی صلعم لا حلوہ لیصل احدکم فاذا فتر فلیقعد وعن عائشۃ
رض قالت عندی امرءۃ من بنی اسد فدخل علی رسول اللہ صلعم فقال من ھذہ قلت فلانۃ ما تنام باللیل فذکر من
صلوتھا فقال مہ علیکم بما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل حتی تملوا رواہ البخاری فی الجزء الخامس
خلاصہ ترجمہ روایت انس بن مالک اینست کہ حضرت زینب کہ یکی از ازواج مطہرات رسول اللہ صلعم بود ندرسن
دراز کردہ میان دو ستون بستہ بودند وہروقت کسل وسستے در قیام نماز برآن رسن مے آویختند کہ بستے
وغلبہ خواب رفع شود ودور گردد پس آنحضرت صلعم آن را دیدہ فرمودند کہ این رسن تنیدہ درمیان دو ستون
بستہ چیست گفتند دیگر مردمان کہ این رسن بستہ حضرت زینب است کہ ہرگاہ در قیام نماز فتور وسستی

واقع میشود ایشان آن رسن را گرفته مے آویزند که این سستی و غلبه خواب دفع شود پس آنحضرت صلعم فرمود که بگذارید این رسن را و دور کنید و این نشاید باید که تا وقت نشاط نماز خواند و بروقت فتور و غلبه خواب بنشیند یا بخسپد بعد ازان خواب یا از نشست برخواست باز نماز خواند و لفظ لا یحمل است که یحتمل باشد ای لا یکون هذا الحبل و لا یصلح و محتمل که لام بمعنی باشد ای لا تفعلوه چنانچه از عینی و دیگر شرح بخاری مستفاد مے شود پس ازین حدیث واضح شد که عبادت شاقه مکروه و خلاف طبع و وضع آنحضرت صلعم است زیرا که مداومت بران دشوار باشد و منجمله فواید این حدیث یکی اینست که نفس اماره را مانع شود از تجاوز حدودے که شارع مقرر فرموده از عزیمت و رخصت و اعتقاد کند که عمل کردن باسهل و ارفق که موافق شرع شریف باشد اولی و ارفق و افضل است از خلافش و اشق که مخالف آن باشد چنانچه حق تعالی میفرماید یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر و قال صلعم ان هذا الدین یسر فلن یشاد الدین احد الا غلبه فسددوا و قاربوا و ابشروا و استعینوا بالغدوة و الروحة و شیء من الدلجة و قال صلعم علیکم من الاعمال ما تطیقون فان الله لا یمل حتی تملوا و بهر حال اتباع قال و فعل رسول مقبول صلی الله علیه وسلم لازم است نه برخواست نفسانی عمل باید کرد امام بخاری و مسلم در باب اعتصام بالکتاب و السنة حدیثی آورده از انس بن مالک صحابی عن انس قال جاء ثلثة رهط الی ازواج النبی صلعم یسألون عن عبادة النبی صلعم فلما اخبروا کانهم تقالوها یعنی انس گفت که آمدند سه تن از صحابه بسوے خانهاے ازواج مطهرات پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم در حالیکه مے پرسیدند ازایشان از عبادت پیغمبر خدا فلما اخبروا بها پس چون خبر داده شدند بعبادت آنحضرت صلعم و بیان کردند ازواج مطهرات که عبادت ایشان اینقدر بود کانهم تقالوها گویا که این سه تن صحابی کم پنداشتند آن عبادت آنحضرت را فقالوا این نحن من النبی صلی الله علیه وسلم قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر پس گفتند کجا ایم ما از پیغمبر خدا صلعم یعنی ما را بجناب فیض مآب وی چه نسبت اگر عبادت کم کند او را مے رسد و حالانکه هر آئینه آمرزیده است خدا تعالے مر او را آنچه پیش گذشته است از گناهان و آنچه پس آمده او را فقال احدهم اما انا فاصلی اللیل ابدا پس گفت یکی از آن سه تن صحابی اما من پس عهد کردم که نماز بگذارم در شب همیشه یعنے تمام عمر یا تمام شب و قال الاخر انا اصوم النهار ابدا و گفت دیگرے من روزه میدارم همیشه و لا افطر و نمی کشایم روزه را و قال الاخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا و گفت دیگرے من گوشه بگیرم از زنان پس نکاح نمیکنم همیشه فجاء النبی صلعم الیهم فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا پس آمد آنحضرت صلعم بسوی ایشان پس گفت شما اید که مے گفتید چنان و چنین اما والله انی لاخشاکم لله اگاه باشید بخدا سوگند که بدرستیکه من هر آئینه ترسگارترین شما ام مر خدایرا و اتقاکم له و پرهیزگارترین شما ام مر خدایرا و لکنی اصوم و افطر و لیکن من روزه مے دارم و میکشایم نیز روزه را یعنے گاهے میدارم و گاهی نمیدارم و لفظ لکن استدراک است از تحذوف که سیاق کلام بران دلالت میکند تقدیر کلام نیست انا و انتم بالنسبة الی العبودیة سواء و لکنی الخ کذا فی

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری واصلی وارقد ونمازمی خوانم وخواب نیز مے کنم واتزوج النساء ونکاح
میکنم زنان را وجماع میکنم باایشان فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنے پس کسیکہ اعراض کند از سنت وطریقہ
من پس نیست از من پس ثابت شد کہ آنحضرت از تابعان من روایت کردہ اند حدیث را بخاری ومسلم وغیرہما وازین
جہت شیخ ابن الہمام صاحب فتح القدیر محشی ہدایہ وملا علی قاری گفتہ اند کہ مجملہ فالافضلیۃ فی الاتباع لا
فیما تخیل النفس انہ افضل نظرا الی ظاہر عبادۃ او توجہ ولم یکن اللہ عزوجل یرضی الا شرف انبیائہ الا باشرف
الاحوال انتہی ما فی المرقاۃ شرح المشکوۃ لملا علی القاری الحنفی مختصرا پس ایجہ خلاف طبع ووضع آنحضرت
صلعم باشد مردود است چنانکہ فمن رغب عن سنتی فلیس منی ازآن مخیر ومظہر است در تفسیر معالم التنزیل وتفسیر
نیشاپوری مذکور است کہ روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پند وعظ فرمود واز آفات واہوال قیامت ترسانید
وبگاہ خوف قیامت اہل مجلس وعظ را بسیار شدند پس دہ نفر از صحابہ کرام یعنے حضرت ابوبکر صدیق وعلی مرتضی
وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وابو ذر غفاری وسالم مولے ابی حذیفہ ومقداد بن اسود وسلمان فارسی ومالک
بن مغرب وغیرہم رضی اللہ عنہم در خانہ عثمان بن مظعون کہ برادر رضاعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود ند جمع شدند و
باخود ہا مشورہ کردند کہ رہبانیت اختیار کنیم کہ قطع ذکر کنیم وہمواره روزہ داریم وتمام شب نماز خوانیم وخواب
نکنیم ومستمذات از قسم گوشت وروغن تحریم واز نکاح وجماع پرہیز نمائیم وسیاحے اختیار کنیم پس آنحضرت صلعم
خبر شد از اقوال ایشان پس فرمود مرایشان را کہ خبر نداده شده ام کہ برچنان وچنین اتفاق کردید وعزم نمودید
گفتند آن صحابہ کرام مذکورین آری چنین عزم کرده ایم وازین اراده نکرده ایم گرفتن وحسنات را پس فرمود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کہ من بآن چیزہا کہ شما اراده کرده اید مامور نشده ام بہرحال نفوس خود را نگاہ دارید وحقوق نفس خود را
نیز بشناسید روزہ دارید وافطار کنید ونماز خوانید وہم خواب کنید وگوشت وروغن وسایر چیزہای لذیذ بخورید من رغب عن سنتی
فلیس منی ہرکہ اعراض کند از طریقہ مرضیہ من پس نیست از من پس ثابت شد از تابعان من پستر جمیع مرد مانرا جمع نمود وفرمود کہ شیوۂ
رہبانیت وقسیسین دین من نیست پس این آیات نازل شدند یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم
ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین الی آخر الآیۃ چنانچہ عبارت تمامہا نوشتہ میشود ازان مفصل حال روشن
خواہد بود قال اہل التفسیر ذکر النبی صلعم الناس یوما ووصف القیامۃ ففرق لہ الناس وبکوا فاجتمع عشرۃ من اصحابہ فی
بیت عثمان بن مظعون الجمحی وہو ابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وابوذر والمقداد وسالم
مولی ابی حذیفۃ والمقداد بن الاسود وسلمان الفارسی ومعقل بن مغرب رض وتشاوروا واتفقوا علی ان یترہبوا ویلبسوا المسوح
ویجبوا مذاکیرہم ویصوموا الدہر ویقوموا اللیل فلا ینامون علی الفراش ولا یاکلون اللحم والودک ولا یقربوا النساء الطیب ویسیحوا فی الارض فبلغ
ذلک رسول اللہ صلعم فاتی دار عثمان بن مظعون فلم یصادفہ فقال لامرأتہ احق ما بلغنی عن زوجک واصحابہ فکرہت ان تکذب رسول اللہ

صلعم کرهت ان تشد علی وجها فقالت یارسول الله انکار اخبرک عثمان فقد صرفک فانصرف رسول الله صلعم فلقی اصحابه فقال لهم
الله صلعم الم انبأ انکم اتفقتم علی کذا وکذا قالوا بلی یارسول الله ما اردنا الا الخیر فقال صلعم انی لم اومر بذلک وقال ان
حقا علیکم فصوموا وافطروا وقوموا وناموا فانی انا اقوم وانام واصوم وافطر واکل اللحم والدسم واتی النساء فمن رغب عن سنتی فلیس
منی فجمع الناس فخطبهم فقال ما بال قوام یحرمون النساء والطعام والطیب واللوم وشهوات النساء اما انی است امرکم ان تکونوا
قسیسین ورهبانا فانه لیس فی دینی لاذاء الصوم وانما اهلک من کان قبلکم بالتشدد یشددوا علی انفسهم فشدد الله
علیهم فاولئک بقایاهم فی الدیارات والصوامع فارعوا وجل هذه الایة یاایها الذین امنوا لاتحرموا طیبات ما احل الله
لکم ولا تعتدوا ان الله لایحب المعتدین انتهی ما فی معالم التنزیل مختصرا بقدر الحاجة ومثل هذا فی التفسیر النیشاپوری
وآنانکه بعبرت شان بکمال شریعت متکمل شده می دانند که وقوف وطلاع کما حقه بر حقایق ومصالح شریعت خاصه نبی است که
مورد وحی است نه دل اگرچه ولی به تقوی وطهارت وولایت کامل باشد زیرا که آنحضرت صلعم آگاه بمصالحت صحابه کرام که افضل
واکمل ایشان ابوبکر صدیق وعلی مرتضی بودند نپسندیده وانکار فرموده حال آنکه صحابه عظام مذکورین سه سرشت خیرات و
حسنات وقرب الهی داشته ملازم اعمال شاقه وترک چیزهائی لذیذ ومرغوب کرده بودند لیکن چون مصلحت ایشان بمقبول خاطر عاطر
آنحضرت صلی الله علیه وسلم نشد وامثال ایشان را از صحابه کرام فرو تر باشند عبادت شاقه ایشان وترک لذائذ چگونه پسندیده
آنحضرت صلی الله علیه وسلم باشد کما لایخفی علی اهل البصائر بالله یعنی قاضی ثناء الله پانی پتی قدس سره در ارشاد الطالبین
کتاب تصوف خود می فرماید از خواجه عالیشان بهاء الدین نقشبند رحمه الله شنیدم که می گفت که هر عبادت که موافق سنت است
ان عبادت مفید نیست برای ازالت رذائل نفس وتصفیه قلب وحصول قرب الهی لهذا از بدعت حسنه مثل بدعت قبیحه
اجتناب میکنند که رسول خدا صلی الله علیه وسلم کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة پس نتیجه این حدیث آنست که کل محدثة
ضلالة است یعنی هیچ چیز که لاشی من الضلالة بهدایة فلاشی من المحدث بهدایة ونیز در حدیث آمده ان القول لا
یقبل الا بعمل به وکلاهما لایقبلان بدون النیة والقول والعمل والنیة لایقبل الا ما وافق السنة وچون اعمال غیر مطابق سنت
مقبول نباشد ثواب بر آن مرتب نشود واگر مشقت را در حصول امر فع رذائل خلت بوی رسول کریم صلعم ازان منع نفرموده
یعنی سخن مقبول نیست بدون عمل کردن وعمل مقبول نیست بدون نیت وهر دو مقبول نیستند مگر موافق سنت باشد ابوداود
از انس بن مالک روایت کرده لاتشددوا علی انفسکم فان قوما شددوا علی انفسهم فشدد الله علیهم فتلک بقایاهم فی الصوامع
اگر کسی گوید که ما بریاضت شاقه ترقیات می بینیم ومکاشفات وصفائی باطن می یابیم که انکار ازان نمی توانیم کرد گفته شود که کشف گونه
خرق عادات وتصرف در عالم کون وفساد از ریاضت بسیار بهندوان اهکمار اشراقیین وجوگیان هندیان متصف می شوند واین
کمالات از نظر اعتبار اهل الله ساقط است بجوئے نیرزند چه زائل نفس وقمع شیطان وسالک بدون سنت ممکن نیست ؎ محال است
سعدی که راه صفا بتوان رفت جز بر پی مصطفی ؎ انتهی ما فی ارشاد الطالبین مختصرا للشیخ القاضی ثناء الله پانی پتی قدس
الکبیر علم است والله علم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب الراجی محمد نذیر حسین عفا الله تعالی عنه فی الدارین